سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2007

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2007

(جمعرات یکم، جمعتہ المبارک2، سوموار5، منگل6، بدھ7، جمعرات8،
جمعتہ المبارک9، سوموار12، منگل13۔ مارچ2007)
(یوم الخمیس11، یوم الجمع12، یوم الاثنین 15، یوم الثلاثہ16، یوم الاربعاء17،
یوم الخمیس18، یوم الجمع19، یوم الاثنین22، یوم الثلاثہ23۔ صفر المظفر1428ھ)

چودھویں اسمبلی: اٹھائیسواں اجلاس

جلد28: شمارہ جات 1تا9

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اٹھائیسواں اجلاس

جمعرات، یکم مارچ2007

جلد 28: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدیداران	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	11

5۔	چیئرمینوں کا پینل	------------ 12

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
6۔	نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف	------------ 12
7۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------ 13
	قرارداد	
8۔	سابق وزیر سماجی بہبود محترمہ ظل ہما (مرحومہ) کے اندوہناک قتل پر گہرے رنج والم کا اظہار	------------ 14
	جمعتہ المبارک، 2۔ مارچ 2007	
	جلد 28: شمارہ 2	
9۔	ایجنڈا	------------ 33
10۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------ 35
	پوائنٹ آف آرڈر	
11۔	صدر پاکستان کی بذریعہ خط حکومت پنجاب کے خلاف چارج شیٹ	------------ 37
	سوالات (محکمہ تعلیم)	
12۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	------------ 46
13۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------ 70
	قرارداد	
14۔	سیکرٹری اسمبلی جناب سعید احمد کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا	------------ 102
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
15۔	مسودہ قانون پنجاب پنشن فنڈ مصدرہ 2006 کے بارے میں	

	مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	108

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	مسودہ قانون (ترمیم) بارڈر ملٹری پولیس پنجاب مصدرہ 2006 اور امتناع گھریلو تشدد پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	108
17۔	مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006 اور نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	109
18۔	اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت ------------	109
	تحاریک استحقاق	
19۔	نیشنل ہائی وے چیچہ وطنی (ساہیوال) کے ٹریفک سارجنٹ اور ڈی ایس پی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز سلوک ------------	114
	تحاریک التوائے کار	
20۔	لاہور، فیصل آباد روڈ پر ایم پی ایز، ایم این ایز کی گاڑیوں، زرعی ٹریکٹر سے -/15 روپے جگا ٹیکس کی وصولی (---جاری) ------------	117
21۔	تحصیل نوشہرہ ورکاں میں ٹی ایچ کیو ہسپتال کی عدم تعمیر کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	121
	سرکاری کارروائی	
	ہنگامی قانون (جو پیش ہوا)	
22۔	ہنگامی قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب مجریہ 2006 ------------	122
23۔	کورم کی نشاندہی ------------	122
24۔	ہنگامی قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب	

	مجریہ 2006(---جاری)	123 -----------
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	مسودات قانون (جو پیش ہوئے)	
25۔	مسودہ قانون (ترمیم) انضباط و کنٹرول لاؤڈ سپیکرز و ایمپلی فائرز پنجاب مصدرہ 2007	123 -----------
26۔	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلی حیات (تحفظ، بچاؤ، نگہداشت وانتظام) پنجاب مصدرہ 2007	124 -----------
27۔	مسودہ قانون پنجاب فارینسک سائنس ایجنسی مصدرہ 2007	124 -----------
	سوموار، 5۔مارچ 2007	
	جلد 28: شمارہ 3	
28۔	ایجنڈا	125 -----------
29۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	127 -----------
	حلف	
30۔	رکن اسمبلی کا حلف	128 -----------
	تعزیت	
31۔	معزز سابق وزیر محترمہ ظل ہما (مرحومہ) کی ناگہانی وفات پر دعائے مغفرت -----------	128
	سوالات (محکمہ صحت)	
32۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	131 -----------
33۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	157 -----------
	توجہ دلاؤ نوٹس	
34۔	سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ، دوران ڈکیتی مزاحمت پر اے ایس آئی کا قتل -----------	187

35۔ رجانہ منڈی (ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں 9 سالہ بچے کا اغواء، زیادتی اور قتل ------------ 191

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
36۔	پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول جادہ (جہلم) اور ای ڈی او (ایجوکیشن) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ------------	195
	تحاریک التوائے کار	
37۔	تحصیل نوشہرہ ورکاں میں ٹی ایچ کیو ہسپتال کی عدم تعمیر کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ------------	198
38۔	محکمہ تعلیم میں ریٹائر ہونے والے وائس چانسلرز، پرنسپلز کے کنٹریکٹ میں مزید توسیع سے پروفیسروں اور لیکچرارز کی ترقی کے دروازے بند ہونے کا خدشہ ------------	200
	سرکاری کارروائی	
	ہنگامی قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
39۔	ہنگامی قانون پنجاب جوڈیشل اکیڈمی مجریہ 2007 ------------	207
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
40۔	حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ برائے سال 2005 کا پیش کیا جانا ------------	207
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
41۔	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور، مصدرہ 2006 ------------	208

منگل، 6۔ مارچ 2007

جلد 28: شمارہ 4

42۔	ایجنڈا	215 ------------
43۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	217 ------------
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ جات صنعت، آبپاشی و قوت برقی)	
44۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	218 ------------
45۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	250 ------------
	تحاریک استحقاق	
46۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	276 ------------
	تحاریک التوائے کار	
47۔	کریسنٹ شوگر ملز انتظامیہ کا محنت کشوں پر تشدد	277 ------------
48۔	رنگ روڈ کو گلشن راوی سے گزارنے کے باعث ملحقہ آبادیوں	
	میں کاروبار زندگی کا متاثر ہونا	282 ------------
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
49۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2006	292 ------------
	قرار دادیں	
	(جو ایوان میں پیش ہوئیں)	
50۔	رکن اسمبلی کو جسٹس آف پیس مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کرنا	299 ------------
51۔	صوبائی ملازمین کو وفاق کے زیر انتظام ہسپتالوں میں	
	علاج معالجہ کی سہولت دینا	302 ------------
52۔	صوبہ میں جرائم اور امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر ایم پی اے	
	کی سفارش پر اسلحہ لائسنس کا اجراء	304 ------------
53۔	رئیل اسٹیٹ بشمول مکانات، دکانات اور زرعی اراضی کو زکوٰۃ ٹیکس	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سے مستثنیٰ قرار دینا	308

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

بدھ، 7- مارچ 2007

جلد 28: شمارہ 5

54-	ایجنڈا	317
55-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	319
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری)	
56-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	320
57-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	360
	پوائنٹ آف آرڈر	
58-	ضلع کونسل سیالکوٹ کے اجلاس میں ضلعی ناظم کے ایماء پر ڈی سی او کی تضحیک	386
	تحاریک استحقاق	
59-	نیشنل ہائی وے چیچہ وطنی (ساہیوال) کے ٹریفک سارجنٹ اور ڈی ایس پی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز سلوک (---جاری)	390
60-	ایس پی صدر راولپنڈی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	392
	تحاریک التوائے کار	
61-	پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے تحت ہونے والے پرائمری امتحانات کا بہانہ بنا کر پرائیویٹ سکولوں کا طلباء و طالبات کو لوٹنا	393

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
62۔	حکومت کی جانب سے ٹوسٹروک رکشوں پر عائد پابندی سے لاکھوں افراد کے بے روزگار ہونے کا خدشہ	394
63۔	لاہور میں اولیاء کرام کے مزارات پولیس کی غفلت اور لاپروائی کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ میں تبدیل	395
64۔	لاہور کے اتوار بازاروں میں گوشت سبزیوں اور پھلوں کی قیمت میں ہوش ربا اضافہ	396
65۔	کورم کی نشاندہی	399
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
66۔	مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006	400
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
67۔	حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 99-1998 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	407
	پوائنٹ آف آرڈر	
68۔	امن عامہ پر بحث کے آغاز سے قبل ایام مقرر کرنے کا مطالبہ	407
	جمعرات، 8۔ مارچ 2007	
	جلد 28: شمارہ 6	
69۔	ایجنڈا	415

70۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 417

سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات)

71۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 420

72۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 455

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

توجہ دلاؤ نوٹس

73۔ ملتان میں بم دھماکا سے ہلاکتیں اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل ------------ 469

تحاریک التوائے کار

74۔ محکمہ تعلیم میں ریٹائر ہونے والے وائس چانسلرز، پرنسپلز کے کنٹریکٹ میں مزید توسیع سے پروفیسروں اور لیکچرارز کی ترقی کے دروازے بند ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری) ------------ 473

75۔ سرکاری ہسپتالوں میں سینئر پروفیسروں کی ڈیوٹی میں عدم دلچسپی اور مفت ادویات کی عدم فراہمی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------ 476

76۔ قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 489

قرارداد

77۔ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید مؤثر قانون بنانے کا مطالبہ ------------ 490

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

78۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006 ------------ 526

جمعتہ المبارک، 9۔مارچ 2007

جلد 28: شمارہ 7

79۔	ایجنڈا ------------	531
80۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	533
	سوالات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)	
81۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	534

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
82۔	خانقاہ ڈوگراں میں ہلاک ہونے والے طلباء کے لئے دعائے مغفرت ------------	534
83۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (۔۔۔جاری) ------------	535
84۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	572
	تحاریک التوائے کار	
85۔	پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے تحت ہونے والے پرائمری امتحانات	
	کا بہانہ بنا کر پرائیویٹ سکولوں کا طلباء و طالبات کو لوٹنا (۔۔۔جاری) ------------	598
86۔	لاہور کے اتوار بازاروں میں گوشت اور پھلوں کی قیمتوں	
	میں ہوش ربا اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	601
87۔	سٹیج ڈراموں میں فحاشی اور بے حیائی ------------	603
88۔	گورنر پنجاب کے اعلان کے باوجود سیالکوٹ میں میڈیکل کالج نہ بننا ------------	605
89۔	کنٹرولر امتحانات پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کا نقل	
	کرتے ہوئے پکڑے جانا ------------	606
	پوائنٹ آف آرڈر	
90۔	جیو ٹی وی کی طرف سے ہاؤس کی پرانی ریکارڈنگ دکھانا ------------	606
91۔	فیصل آباد میں ہائی کورٹ کے بنچ کا قیام ------------	610
92۔	اراکین اسمبلی کے ڈویلپمنٹ فنڈز کا پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ	

	کے ذریعہ اجراء	611
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
93۔	پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 پر عام بحث	613

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

سوموار، 12۔مارچ 2007

جلد 28: شمارہ 8

94۔	ایجنڈا	647
95۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	649
	سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز اور تحفظ ماحولیات)	
96۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	655
97۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	662
	پوائنٹ آف آرڈر	
98۔	ایوان میں اپوزیشن کے رویے کی پُرزور مذمت	677
	توجہ دلاؤ نوٹس	
99۔	(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)	680
	تحاریک استحقاق	
100۔	ای ڈی او (آر) شیخوپورہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	681
101۔	ڈی او (آر) اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ	682
	تحاریک التوائے کار	
102۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	684

منگل، 13۔ مارچ 2007

جلد 28: شمارہ 9

103۔ ایجنڈا ------------ 687

104۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 689

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
105۔	ڈی پی او (اوکاڑہ) کی جانب سے جناب محمد اشرف خان سوہنا ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع (۔۔۔جاری) ------------	700
106۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------	702
107۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(111)/2007/890. Dated 16th February 2007. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on 01-3-2007 (Thursday) at 3.00 P.M. in the Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the 14, Feb, 07.

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم مارچ 2007

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات کوآپریٹوز اور خوراک)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

تعزیتی قرارداد

(قواعد کی معطلی کی تحریک)

قرارداد

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیداران

1۔	جناب سپیکر	:	چودھری محمد افضل ساہی
2۔	جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شوکت حسین مزاری
3۔	قائد ایوان	:	چودھری پرویز الٰہی
4۔	قائد حزب اختلاف	:	جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	رائے اعجاز احمد	:	ایم پی اے، پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	ایم پی اے، پی پی۔192
3۔	ملک جلال دین ڈھکو	:	ایم پی اے، پی پی۔222
4۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

6

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر مینجمنٹ وپیشہ ورانہ ترقی
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹو
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی ومعدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات وتعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ*
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر ترقی خواتین
(13)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر صحت / ایس اینڈ جی اے ڈی*
(14)	رانا شمشاد احمد خان	:	آبکاری ومحصولات
(15)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت وامور نوجوانان
(16)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی / داخلہ / جنگلی حیات* اضافی چارج قانون وپارلیمانی امور
(17)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (یکم مارچ تا13۔مارچ 2007)تفویض کئے گئے۔

7

(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(19)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر زرعی مارکیٹنگ
(20)	جناب ارمغان سبحانی	:	وزیر قوت برقی
(21)	سید سعید الحسن	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
(22)	ڈاکٹر طاہر علی جاوید	:	وزیر خصوصی تعلیم / سماجی بہبود*
(23)	جناب عبدالعلیم خان	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی
(24)	میاں محمد اسلم اقبال	:	وزیر سیاحت
(25)	سردار حسن اختر موکل	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ
(26)	سید رضا علی گیلانی	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی
(27)	جناب محمد معین الدین ریاض قریشی	:	وزیر سپورٹس
(28)	رانا محمد قاسم نون	:	وزیر محنت وافرادی قوت
(29)	جناب حسین جہانیاں گردیزی	:	وزیر خوراک
(30)	جناب محمد ارشد خان لودھی	:	وزیر زراعت /پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ*
(31)	جناب غلام محی الدین چشتی	:	وزیر /چیف وہپ / ٹرانسپورٹ
(32)	سردار حسنین بہادر دریشک	:	وزیر خزانہ
(33)	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(34)	میاں خادم حسین وٹو		
	المعروف محمد اختر خادم	:	وزیر زکوٰۃ وعشر
(35)	جناب محمد اعجاز شفیع	:	وزیر بیت المال
(36)	مخدوم اشفاق احمد	:	وزیر انسانی حقوق

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (یکم مارچ تا13۔مارچ 2007) تفویض کئے گئے۔

8

(37)	سردار محمد درعیہ خان فیاض گوپانگ	:	وزیر ماہی پروری
(38)	محترمہ نسیم لودھی	:	وزیر بہبود آبادی
(39)	ڈاکٹر انجم امجد	:	وزیر تحفظ ماحولیات
(40)	محترمہ جوئس روفین جولیس	:	وزیر اقلیتی امور

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1)	چودھری محمد کامران علی خان	:	مال
(2)	راجہ راشد حفیظ	:	مقامی حکومت و دیہی ترقی
(3)	جناب اعجاز حسین فرحت	:	ہاؤسنگ و شہری ترقی
(4)	سید محمد تقلید رضا*		
(5)	چودھری نذر حسین گوندل	:	تعلیم
(6)	ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ *		
(7)	ملک محمد آصف بھا	:	بیت المال
(8)	جناب محمد وارث کلو	:	کالونیز
(9)	چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ)	:	لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
(10)	جناب محمد قمر حیات کاٹھیا*	:	
(11)	بریگیڈیر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز)	:	صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی
(12)	حاجی مدثر قیوم نہرا	:	ماہی پروری
(13)	چودھری خالد اصغر گھرال	:	سپورٹس
(14)	چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ	:	قانون

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (یکم مارچ تا13۔مارچ 2007)تفویض کئے گئے۔

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

(15) مس حمیدہ وحید الدین : خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم

(16) جناب محمد عارف گوندل چھمو آنہ : ایس اینڈ جی اے ڈی

(17) لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس : مواصلات و تعمیرات

(18) بیگم ریحانہ جمیل*

(19) جناب محمد شعیب صدیقی : انفارمیشن

(20) جناب اعجاز احمد سیہول : آبکاری و محصولات

(21) جناب جاوید منظور گل : کانکنی و معدنیات

(22) آغا علی حیدر : ثقافت و امور نوجوانان

(23) ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ) : اشتمال

(24) ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) : پارلیمانی امور

(25) دیوان اخلاق احمد : آبپاشی

(26) جناب محمد عامر اقبال شاہ : محنت و انسانی وسائل

(27) جناب طاہر حسین خان ملیزئی : خصوصی تعلیم

(28) ملک محمد اجمل جوئیہ : پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن

(29) جناب ولایت شاہ کھگہ : زراعت

(30) جناب آفتاب احمد خان : ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(31) چودھری وحید اصغر ڈوگر : پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(32) جناب جاوید اقبال خان کھچی : جنگلات

(33) سردار میر بادشاہ خان قیصرانی : صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری

(34) جناب طارق احمد گورمانی : جنگلی حیات

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس(یکم مارچ تا13۔مارچ 2007)تفویض کئے گئے۔

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبرLegis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

10

(35)	ملک جواد کامران کھر *	
(36)	میاں امتیاز علیم قریشی	: زکوٰۃ و عشر
(37)	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	: سی۔ایم۔آئی۔ٹی،آئی اینڈ سی
(38)	جناب اللہ وسایا خان عرف چنوں خان لغاری	: سیاحت اور ترقی تفریحی
(39)	سید محمد قائم علی شاہ	: مذہبی امور و اوقاف
(40)	ملک اللہ بخش سمتیہ	: ٹرانسپورٹ
(41)	مہر فضل حسین سُمرا	: جیل خانہ جات
(42)	جناب احمد نواز	: ریلیف
(43)	ڈاکٹر محمد افضل *	
(44)	سید نذر محمود شاہ*	:
(45)	جناب محمود احمد	: خوراک
(46)	سردار محمد درعیہ فیاض خان	: کوآپریٹوز
(47)	بیگم زینت خان	: ترقی خواتین
(48)	ڈاکٹر فرزانہ نذیر	: صحت
(49)	محترمہ لبنیٰ طارق	: سیاحت
(50)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	: امور داخلہ
(51)	محترمہ شہلا راٹھور	: سماجی بہبود
(52)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	: تحفظ ماحولیات
(53)	محترمہ روبینہ نذر سلہری(ایڈووکیٹ)	: ٹیوٹا (TEVTA)
(54)	محترمہ زاہدہ سرفراز	: بہبود آبادی

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (یکم مارچ تا 13۔مارچ 2007) تفویض کئے گئے۔

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

(55)	مس نگہت سلیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
(56)	مس شگفتہ انور	:	انٹی کرپشن
(57)	مسز نیئر مرتضٰی لون	:	قوت برقی
(58)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

ایم آفتاب اقبال چودھری

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری اسمبلی	:	جناب سعید احمد
(2)	ایڈیشنل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ
(3)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(4)	ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	مقصود احمد ملک

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات برائے اجلاس (یکم مارچ تا 13۔مارچ 2007) تفویض کئے گئے۔

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

12

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

جمعرات، یکم مارچ 2007

(یوم الخمیس، 11۔ صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۲۸۶

سُوْرَۃُ البَقَرَۃ آیت 286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برُے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔ اے

پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔اور ہم پر رحم فرما۔تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما(286)

وما علینا الا لبلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئر مین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	رائے اعجاز احمد	:	ایم پی اے، پی پی۔171
2۔	ملک نذر فرید کھوکھر	:	ایم پی اے، پی پی۔192
3-	ملک جلال دین ڈھکو	:	ایم پی اے، پی پی۔222
4-	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ایم پی اے، ڈبلیو۔338

حلف

نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ نو منتخب رکن مہر عمران پرویز پی پی۔214 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نو منتخب رکن اسمبلی مہر عمران پرویز سے حلف لیا۔

(حلف کے بعد منتخب رکن نے حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے اور جناب سپیکر سے بغل گیر ہو کر ملے)

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے مرحومہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب و وزیر برائے سماجی بہبود کی وفات پر اظہار افسوس کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے مرحومہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب و وزیر برائے سماجی بہبود کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے مرحومہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب و وزیر برائے سماجی بہبود کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے مرحومہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب و وزیر برائے سماجی بہبود کی وفات پر اظہار افسوس کرنے کی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح یہ قرارداد آج پیش ہوئی ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے محترمہ ظل ہما کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی اور اس کے بعد یہ قرارداد پیش کی جاتی۔

جناب سپیکر: دعا بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: نہیں، جناب سپیکر! ہمارا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ کسی کو خراج تحسین پیش کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور اس کے گناہوں سے درگزر فرمائے۔ مسلمانوں کا یہی طریق کار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں راجہ بشارت صاحب سے درخواست کروں گا کہ 19 تاریخ کو سمجھوتہ ایکسپریس میں 68 مسلمان شہید ہوئے تھے اور اس کے بعد 18 لوگ 24 تاریخ کو ہونے والی بسنت میں شہید ہونے والوں کے لئے بھی ساتھ ہی دعائے مغفرت کر لیں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ نے یہ بالکل بجا فرمایا اور اسی لئے پہلے قرارداد پیش کی گئی ہے۔ جن لوگوں کا آپ نے نام لیا ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے گی۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے معزز اراکین کے لواحقین جو پچھلے دنوں فوت ہوئے ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنی تھی اس لئے پہلے قرارداد پیش کی گئی ہے اور ابھی سب کے لئے دعا کی جائے گی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معزز رکن کے شوہر عدنان شاہد صاحب بھی وفات پا گئے ہیں ان کے لئے بھی ہم نے دعا کرنی ہے اس لئے وہ ہم قرارداد کے بعد ہی کریں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کی والدہ بھی پچھلے دنوں فوت ہوئی ہیں ان کے لئے بھی ہم نے دعا کرنی ہے۔

قرارداد

سابق وزیر سماجی بہبود محترمہ ظل ہما (مرحومہ) کے اندوہناک قتل پر گہرے رنج والم کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان محترمہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب (گوجرانوالہ) و وزیر برائے محکمہ سماجی بہبود کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے قتل کو ایک عظیم سانحہ تصور کرتا ہے۔ مرحومہ بہت محنتی اور ملنسار شخصیت تھیں۔ ان کی سیاسی و فلاحی خدمات ناقابل فراموش ہیں اس ایوان میں ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" (آمین)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ معزز ایوان محترمہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب (گوجرانوالہ) و وزیر برائے محکمہ سماجی بہبود کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے قتل کو ایک عظیم سانحہ تصور کرتا ہے۔ مرحومہ بہت محنتی اور ملنسار شخصیت تھیں۔ ان کی سیاسی و فلاحی خدمات ناقابل فراموش ہیں اس ایوان میں ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" (آمین)

جناب سپیکر: اس قرارداد کی چونکہ مخالفت تو نہیں کی گئی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہے تو وہ اس معزز ایوان میں بات کر سکتا ہے۔ جی، جناب قاسم ضیاء!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری ساتھی، اس ہاؤس کی ممبر وزیر اعلیٰ صاحب کی نہایت قابل اعتماد ساتھی ظل ہما صاحبہ کا جو قتل کیا گیا ہے۔ اس پر قرارداد راجہ صاحب نے پڑھی ہے۔ اس سے ہم سب متفق ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس میں یہ بھی شامل کیا جاتا کہ قاتل جو گرفتار ہو چکا ہے اس کو سخت سے سخت سزا دینے کی سفارش بھی اس ہاؤس سے کی جاتی تاکہ آئندہ ہمارے ملک میں عورتوں کا اس طرح سے بہیمانہ قتل کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہو۔ اگر وزیر اعلیٰ صاحب آج خود ہاؤس میں موجود ہوتے کیونکہ انہی کی ساتھی، انہی کی ایک وزیر

کے لئے آج قرارداد پیش کی گئی ہے۔ ٹھیک ہے کہ وہ ہمارے سوالات کے جوابات دینے کے لئے تو وہ نہیں آتے لیکن ان کی اپنی وزیر قتل ہوئیں تھیں۔ اگر وہ آج ہاؤس میں ہوتے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوتا۔ اگر میں بات کو بڑھاؤں گا تو شاید حکومتی ارکان یہ کہیں گے کہ آپ ایک وزیر کے قتل پر بھی سیاست کرنا چاہتے ہیں۔ بہر حال لاء اینڈ آرڈر پر بات ہوگی تو اس پر بات کریں گے لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا! حکومت کو یہ دیکھنا چاہئے کہ آج پنجاب میں کیا ہو رہا ہے۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب سپیکر! میں ظل ہما صاحبہ کی بطور ممبر اور بطور وزیر جو خدمات ہیں۔ میں انھیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے ہمیشہ عورتوں کے لئے جدوجہد کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں موقع نہیں دیا۔ میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت پنجاب کو چاہئے کہ آئندہ اس طرح کے واقعات کو روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ جس سے کم از کم پنجاب میں عورتوں کے خلاف نفرت پھیلنے کے واقعات کو ختم کیا جا سکے اور جو اسلام میں عورت کا مقام ہے وہ مقام ہم اس کو دے سکیں اور عزت کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ہاؤس میں ظل ہما کے بارے میں قرارداد پیش کی گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ تمام ممبران جو اس طرف ہیں یا اس طرف ہیں سب ظل ہما کی کمی محسوس کر رہے ہیں۔ میں جب ہاؤس میں داخل ہوئی تو میری نظریں ظل ہما کو تلاش کر رہی تھیں اور میں اس امید میں تھی کہ شاید مجھے اس کا ہنستا مسکراتا خوبصورت چہرہ نظر آ جائے لیکن کہا جاتا ہے کہ زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے جو آیا ہے اسے واپس جانا ہے لیکن بے وقت اور بے موسم کی موت یقیناً دردناک ہوتی ہے۔ اس پر جو غم اور تکلیف ہوتی ہے ناقابل بیان ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ظل ہما کا قتل انفرادی قتل نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں یہ ایک المیہ ہے کہ یہاں ایک نیا phobia اور mania ڈویلپ ہو رہا ہے کہ خواتین کے لباس کے بارے میں اور ان کے بارے میں فضول قسم کا اعتراض کر کے یہ justification دے دی جائے کہ عورت کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایک صوبائی وزیر کا قتل ہونا ہم سب خواتین کے لئے اور اس ملک کی تمام خواتین کے لئے ایک افسوسناک بات اور لمحہ فکریہ بھی ہے کہ اکیسویں صدی میں جانے کے باوجود آج تک ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ عورت کا مقام کیا ہے، عورت گھر میں بہتر ہے یا گھر سے باہر بہتر ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گی کہ ظل

ہما کو میں یقیناً شہید سمجھتی ہوں کیونکہ اس نے اپنے فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے وفات پائی۔ ہمیں ظل ہما کے قتل سے ایک پیغام ملا کہ ہم سب خواتین کی حوصلہ شکنی کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خواتین کو گھر میں بند کر دیا جائے اور قید کر دیا جائے۔ ہم آج اس ایوان کے توسط سے ظل ہما کی روح سے اور قائد پاکستان سے وعدہ کرتے ہیں کہ اس کا مشن آگے بڑھے گا اور قوم و پاکستان کی ترقی میں جو خواتین کا کردار ہونا چاہئے اور جو وہ کردار ادا کر سکتی ہیں وہ ہم کرتے رہیں گے اور ظل ہما ہمیشہ ہمارے دلوں میں اور ہماری یادوں میں زندہ رہیں گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری محمد اقبال صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میڈم ظل ہما کا قتل مذہبی، اخلاقی اور سماجی لحاظ سے اتنا بُرا واقعہ ہے کہ ایک انسان کو بے گناہ قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر! یہ بڑا دکھ بھرا واقعہ ہے۔ میں میڈم ظل ہما عثمان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ میں ان کے سسرالی اور ننھالی خاندانوں کو جانتا ہوں یہ خاندان پرانے مسلم لیگی ہیں۔ اس کے اندر مسلم لیگ اتنی رچی بسی تھی۔ ان کے دادا مرحوم اور ان کے سسر کے والد دونوں قائداعظم کے ساتھی رہے ہیں۔ اس بات کو اس بچی نے اس طرح ثابت کیا ہے کہ میں خود اپنی مثال دوں گا اور کوئی بھی بندہ اپنے آپ کو کمتر نہیں سمجھتا۔ میں بھی وزیر ہوں اور میرے دوست عزیز بھی یہاں پر وزیر بیٹھے ہیں۔ جس dedication کے ساتھ وہ مسلم لیگ ہاؤس میں بیٹھتی تھی اور اس کا وہاں بیٹھنا ہی اس کی موت کا سبب بنا۔ میں نے اس طرح کی dedication آج تک کسی مسلم لیگی میں نہیں دیکھی جس طرح کی اس بچی میں تھی۔ وہ بہت ہی قابل ترین اور commitment والی خاتون تھی۔ وہ جس طرح خواتین کے حق کے لئے، ڈویلپمنٹ کے لئے اور promotion کے لئے لڑتی تھی۔ وہ گوجرانوالہ کی ڈویلپمنٹ کے لئے جس طرح کام کر رہی تھی تو ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اسے خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کے لواحقین کے لئے صبر کی دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ (آمین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری ظہیر الدین صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس قرارداد کے بعد ہماری ساتھی کو خراج عقیدت بھی

پیش کیا گیا ہے اور ان کی خدمات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ میں جناب کی اجازت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری پارٹی کی وومن ونگ کی جنرل سیکرٹری بھی تھیں۔ اس حوالے سے انھوں نے میرے ساتھ کام کیا اور جتنی محنت اورcommitmentکے ساتھ کسی سیاسی پارٹی کے لئے کام کرنے والی بہت کم شخصیات دیکھی چاہے وہ خواتین میں ہوں یا مردوں میں ہوں۔انھوں نے درجہ بدرجہ اپنے سیاسی عہدوں کی منازل طے کیں۔انھوں نے پہلے پارلیمانی سیکرٹری کے طور پر پھر منسٹر کے طور پر اور جنرل سیکرٹری کے طور پر کام کیا۔

جناب سپیکر! وہ اپنے جانے کے بعد اپنی محنت کی مثال بھی چھوڑ گئی ہیں۔ وہ پروٹوکول کو observeکرنے والی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آنے والی خاتون تھیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اتنیcommitmentکے ساتھpolitical workکرنے والی خاتون تھیں ہم اس ایوان میں یہ عہد کرتے ہیں کہ ان کی جوcommitments تھیں،ان کو سیاسی طور پر اپنی پارٹی کے لئے اورwomen causeکے لئے بھی آگے لے کر چلیں گے۔ ان کی کمی تو ہم پوری نہیں کر سکتے لیکن ان کیcauseکو آگے لے کر چلیں گے۔اسی کے ساتھ میں ان کے درجات بلند کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر! آج کا دن پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں ہمیشہ ایک افسوسناک دن کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔ ہماری ایک ساتھی، صوبائی وزیر جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی مہلت نہ دی۔ وہ تقریباً دو ماہ اور 22روز تک صوبائی وزیر رہیں۔اس سے قبل جتنیdedication commitment اور جتنی محبت کے ساتھ انھوں نے اپنے ساتھیوں کے درمیان اور اس ایوان میں ایکactive کردار ادا کیا۔ان کا یہ کردار ہمیشہ یاد رہنے والا کردار ہے۔

جناب سپیکر! میرے کافی عزیز واقارب کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے۔اکثر ان کو ہاؤس میں دیکھا کرتے تھے کہ وہ کس طرح actively participateکرتی ہیں لیکن وہاں پر بھی وہ سماجی کاموں میں بہت آگے تھیں۔انھوں نے ابھی ایک تنظیم شروع کی تھی۔وہ بڑیdedicatedاور اپنے کام میں مگن رہنے والی خاتون تھیں۔انھوں نے سیاست میں رواداری اور اپنے ساتھیوں کے درمیان ایک اچھے تعلق کو پروان چڑھانے کی جو بنیاد رکھی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کے لئے ایک مشعل راہ ہے۔آج ہم نہ صرف ان کی بلندی درجات

کے لئے دعا گو ہیں بلکہ ہمارے ایوان کا یہ مطالبہ ہے کہ ان کے قاتل کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ان کا ایک پہلو شاید کئی دوستوں سے مخفی ہو وہ جس طرح خوبصورت انسان تھیں اسی طرح ان کا شگف شعر و شاعری کے ساتھ بھی تھا۔ ان کی ایک غزل میں یہاں پر ایوان کی نظر کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو پتا چلے گا کہ وہ ادب کے ساتھ بھی کتنا زیادہ تعلق رکھتی تھیں۔

کائی اگ آئی ہے دیوار پر ایسا کیجئے
میری دیوار کے سائے میں نہ بیٹھا کیجئے
آپ تو اب میرے آئینے میں آ بیٹھے ہیں
خود کو دیکھوں تو مجھے آپ نہ دیکھا کیجئے
کر دیئے میں نے غزل میں سبھی دکھ اپنے بیاں
میرے اشعار کا احباب میں چرچا کیجئے
میں نے لکھا ہے ہتھیلی پر ادھورا جملہ
چوم کر ہاتھ میرے جملے کو پورا کیجئے
بیٹھے رہتے ہیں میرے سامنے تصویر نما
مجھ سے کچھ کہیے کبھی کوئی تقاضا کیجئے
یوں تو میں اور بھی بے حال سی ہو جاتی ہوں
میری سکھیوں سے میرا حال نہ پوچھا کیجئے
مضطرب رہتی ہے اب آٹھ پہر ظل ہما
آپ ہی ملنے کا پیدا کوئی راستہ کیجئے

جناب سپیکر! اب ہم جتنی مرضی کوشش کریں، جتنے مرضی راستے ڈھونڈیں، ہم ان سے نہیں مل سکتے لیکن ان کی اچھی یادیں ہمارے ساتھ ہمیشہ رہیں گی۔ ہم تمام لوگ ان کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: آہ ظل ہما! اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ظل ہما میری وہ ساتھی جو کل تک یہاں میرے ساتھ ہی بیٹھتی تھیں۔ ہم یہاں بیٹھے باتیں کرتے تھے، ہم یہاں بیٹھے ہر طرف دیکھتے ہیں، ہم یہاں بیٹھے خواتین کو حق ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے لیکن آج اگر میں یہ کہوں کہ ظل ہما نے آج ان بنچز پر بیٹھتی خواتین کا سر یوں فخر سے بلند کر دیا ہے کہ اس نے سیاست میں آکر اپنے فرض کی راہ میں اپنی جان تک کی قربانی دے دی ہے اس سے زیادہ خواتین اور خواتین کی لیڈر شپ سے کوئی کیا قربانی مانگے گا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ ظل ہما جس طرح آگے بڑھی، اس نے ایک مشعل راہ بھی روشن کر دی۔ یہ ایک بالکل صحیح بات ہے کہ ہم ایک معاشرے کی گھٹی ہوئی فرسودہ بیمار ذہنیت کے شکار اس قتل کو اگر اس زمرے میں دیکھیں تو اس کے احتجاج میں ہم ظل ہما کی موت کو رائیگاں نہ جانے دیں گے۔ اس کی جان کا نذرانہ ہمارے لئے ایک شمع فروزاں کی طرح ہو گا اور ہم اس کی راہ کو لے کر ایک نئے عزم سے آگے ضرور چلیں گے۔ اس بنچ پر بیٹھی خواتین کی ایک نمائندہ اس وقت کو اس سے زیادہ قربانی اور کیا دے سکتی ہے؟ لیکن میں آپ کو یہ بتا دوں کہ میں اس قاتل کے بارے میں یہ ضرور کہوں گی کہ جو بھی اس کو مولوی کہہ کر بلاتا ہے اس سے بڑا ظلم نہیں کرتا، جو دیوانگی کی حد پار کر لے وہ اسلام سے باہر ہے۔ باہر کے ملکوں میں بھی تو قتل ہوتے ہیں، serial killers ہوتے ہیں لیکن اس کو کبھی بھی دین کا نام دے کر exploit نہیں کیا جاتا لہذا خواتین کے اس بنچ پر بیٹھ کر میں یہ ضرور کہوں گی کہ اس قسم کے قاتلوں کو مولوی کہنا اسلام کی توہین ہے اور اس کے ساتھ "مولوی" لفظ لکھنا بھی توہین ہے، میں اس کے خلاف پرزور احتجاج کرتی ہوں اور یہ کہہ دینا کہ وہ کوئی دیوانہ تھا یہ بھی کوئی excuse نہ دیکھا جائے گا۔ میں یہاں پر بیٹھی خواتین کی طرف سے اس کو سخت سے سخت سزا دینے کی اپیل کرتی ہوں۔ ہم اس وقت کو ثابت کریں گے کہ یہ موت جو ہوئی ہے یا اس معاشرے کی خواتین کا جو قتل ہوا ہے، ٹھیک ہے کہ یہ ایک واقعہ ہی سہی لیکن ہم اس کی مثال ضرور قائم کریں گے۔ میں ہزاروں دعاؤں کے ساتھ اپنی پیاری بہن ظل ہما کے لئے، اس کے بچوں اور اس کے شوہر کے لئے ہزاروں اور لاکھوں دعائیں کرتی ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں ان دعاؤں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور ہم اپنے عزم کو دوبارہ دہراتے ہیں کہ خواتین سب کچھ کریں گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری بہن، ساتھی اور اس ایوان کی معزز ممبر ظل ہما عثمان کو میں

خراج عقیدت بھی پیش کرتی ہوں اور ان کے قتل کی مذمت بھی کرتی ہوں اور ان کے لئے اگلے جہاں میں بہتری کے لئے دعا بھی کرتی ہوں۔ میں یہ کہوں گی کہ یہ قتل صرف ظل ہما عثمان کا قتل نہیں تھا یہ پاکستان میں بسنے والی بیٹیوں کے جذبات اور احساسات کا قتل تھا، یہ پاکستان میں بسنے والی بیٹیوں کے حقوق کا قتل تھا۔ ایک ایسا شخص جسے کہا جاتا ہے کہ شاید اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں تھی یا وہ fanatic تھا، میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ صرف ایک ذہن نہیں یا صرف ایک fanatic کا کام نہیں بلکہ یہ پورا ایک منظم گروہ ہے جو خواتین کو ان کے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکنے کے لئے بنایا گیا ہے اور ان کا کام خواتین کو آگے بڑھنا، پاکستان کی ترقی میں خواتین کا کردار ان کے لئے ناقابل برداشت ہے اور یہی وجہ ہوئی کہ ظل ہما جیسی خاتون جو کہ اتنے بہتر طریقے سے اور اتنے کم عرصے میں اپنی پارٹی اور اسمبلی میں اہم کردار ادا کر کے اس ملک اور اس ملک کی خواتین کے لئے بہتر کام کرتے ہوئے جب اس کو دیکھا گیا اور اس کی جان لے لی گئی جس کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں اور جو اس کا قاتل ہے اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔ یہ وہی قاتل ہے جس نے یہ تسلیم کیا ہے کہ میں نے اس سے پہلے بھی اس وطن کی بیٹیوں کو قتل کیا ہے اور اس نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ میں نے اس ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کی لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ بچ گئیں، ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے خلاف اس نے جو اعتراف کیا ہے اس پر بھی مقدمہ درج ہونا چاہئے اور اس شخص کو نہ صرف کیفر کردار تک پہنچایا جائے بلکہ اس کا جو پورا گروہ ہے یا اس جیسی سوچ رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ!

محترمہ زاہدہ سرفراز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری بہن ظل ہما عثمان کے قتل پر میرے تمام بھائیوں اور بہنوں نے اس کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے اور جن الفاظ میں ان کی کارکردگی پر ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے اس کے بعد کہنے کے لئے میری کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ ایک نہایت باہمت خاتون تھیں، محنت اور خدمت کا جذبہ رکھنے والی خاتون تھیں۔ وہ عوام کے مسائل حل کرتے ہوئے موت سے ہمکنار ہوئیں۔ یقیناً وہ مری نہیں بلکہ زندہ ہے کیونکہ اس نے شہادت کا درجہ پایا ہے اور شہیدوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ربانی ہے کہ "میرے بندوں کو مرا ہوا نہ کہو وہ تو زندہ ہوتے ہیں۔" جب میں ظل ہما عثمان کے قتل کے بارے میں سوچتی ہوں، جب میں قاتل کے جذبات کے بارے میں سوچتی ہوں تو

میں یہ سوچتی ہوں کہ یہ کیسی شریعت ہے، یہ کیسا مذہب ہے جس کا وہ پرچار کر رہا ہے۔ ایک طرف تو ہم ویلنٹائن ڈے منا رہے ہیں اور دوسری طرف خاتون کو قتل کیا جا رہا ہے کہ تم عوام کے لئے دل میں محبت کا جذبہ کیوں رکھتی ہو، عوام کے مسائل کیوں حل کر رہی ہو جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہر دور میں خواتین نے اپنے بھائیوں اور اپنے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے آواز اٹھائی ہے کیا ہم وہ دور بھول گئے ہیں جب یزید کے دور میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھڑے ہو کر بہانگ دہل یزید کو اس کے سوالوں کے جوابات دیئے تھے اور اپنے حق کے لئے آواز اٹھائی تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ جو رویوں کا تضاد ہے یہ شاید اس لئے ہے کہ ہم نے دین کا ٹھیکہ کچھ لوگوں کو دے رکھا ہے۔ ہمارے ملک میں بُرا کیا ہے، اچھا کیا ہے؟ اس کا فیصلہ تو وہی کرتے ہیں۔ میری بہن نے سیاست میں تو ابھی قدم ہی رکھا تھا، ابھی اس نے سیاست کی پہلی سیڑھی پر ہی قدم رکھا تھا۔ وہ تو پتا نہیں اپنی محنت اور لگن سے کہاں جاتیں اور کس رتبے پر فائز ہوتیں لیکن اس کے نیچے سے سیڑھی کھینچ لی گئی۔

جناب والا!! علم کے بارے میں وہ جو لگن اور جذبہ رکھتی تھیں وہ بھی باکمال ہے۔ اس نے تعلیم اپنی شادی اور اپنے بچوں کی پیدائش کے بعد حاصل کی، یہ کمال بھی کسی کسی خاتون کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ظل ہما! جب تمہاری میت پر سرخ گلابوں کے پھول بچھائے جا رہے تھے تو مجھے ویلنٹائن ڈے کے سرخ گلاب یاد آ رہے تھے مجھے اپنے لہو کا رنگ یاد آ رہا تھا کہ لہو کا رنگ بھی سرخ ہے۔ ظل ہما کو الوداع کرتے ہوئے میں نے اسے کہا تھا کہ ظل ہما! الوداع، تمہیں اللہ کے سپرد کیا، تمہارا اللہ وارث۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ:

جس شان سے کوئی مقتل کو چلا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! ظل ہما عثمان کی اچانک موت کا شدید دکھ پہنچا ہے اور سب سے بڑے صدمے کی بات یہ بھی ہے کہ انہیں قتل کیا گیا ہے۔ آج وہ ہاؤس میں نظر نہیں آ رہیں اور ایک عجیب سی اداسی ہر طرف چھائی ہوئی ہے وہ نہایت محنتی اور ذہین خاتون تھی اور اپنے کام سے کام رکھنے والی خاتون تھی۔ انہیں ان کی ڈیوٹی کے دوران قتل کر دیا گیا، دعا ہے کہ اللہ ان کی موت کو شہادت کے طور پر قبول

فرمائے اور انشاء اللہ ان کی موت شہادت ہی ہے۔ میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ظل ہما کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جگہ عطا فرمائے۔ میں یہ بھی کہتی ہوں کہ اس کے قاتل کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اس کو سر عام پھانسی دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ شازیہ چاند صاحبہ!

محترمہ شازیہ چاند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 20۔ فروری کا دن جب ہم کچھ عورتیں اکٹھی تھیں اور مریم جناح کی برسی پر اظہار خیال کر رہی تھیں تو یہ خبر ہمیں ملی It was shacking news for all of us کہ اب on the floor of the House میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ I can express my grief ظل ہما عثمان ہماری ساتھی اور بہن چار سال سے ہمارے ساتھ تھیں اس کے کردار اس کے کام کی اور اس کے کس کس پہلوؤں کے بارے میں، میں بات کروں کیونکہ ان چار سالوں میں اتنی گہری یادیں اس نے ہمارے لئے چھوڑی ہیں کہ اس کو بیان کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ میں یہاں پر کہنا چاہوں گی کہ میرا بھی گوجرانوالہ سے تعلق ہے اور وہاں کے لوگوں سے نہ صرف میں نے سنا بلکہ خود جا کر بھی دیکھا کہ وہاں کے ریموٹ ایریاز حتیٰ کہ گلی، کوچوں میں بھی جا کر میں نے اس کا نام سنا اور خصوصاً گوجرانوالہ میں عورتوں کو منظم کرنا اسی میں ہی یہ بات تھی۔ وہاں پر عورتوں کا نکلنا ایک معیوب سی بات سمجھی جاتی ہے لیکن ان چار سالوں میں ان میں وہ guts تھے یا اس کی شخصیت تھی کہ وہ عام عورت تک پہنچی اور اس کو اپنے ساتھ ملایا۔ وہ ہماری پاکستان مسلم لیگ کے لئے بہت بڑا سرمایہ تھیں اور ہم ان کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ثمینہ اسد صاحبہ!

محترمہ ثمینہ اسد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میرے لئے اور میں سمجھتی ہوں کہ میری ساری بہنوں اور جتنے بھی ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کے لئے آج کا دن بہت اندوہناک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کب چاہا تھا کہ ہم ظل ہما کے لئے یہ بات کہیں گے، ہم نے کب سوچا تھا کہ ظل ہما کی اس طرح موت ہو گی اور ہم سارے مل کر اس طرح کی باتیں کریں گے۔ میں بیٹھی یہی سوچ رہی ہوں کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے؟ ایک ماں، ایک بیٹی، ایک بہو، ایک بیوی اور ایک سیاسی کارکن ہم سے بچھڑ گئی۔ میں اسے سیاسی کارکن ہی کہوں گی کیونکہ جس طرح وہ کام کر رہی تھی، جس طرح وہ اپنی تنظیم اور جماعت کے لئے دن رات ایک کئے ہوئی تھی وہ

کارکنوں کا ہی شیوہ ہوتا ہے، لیڈروں کا نہیں۔

جناب سپیکر! ہماری وہ بہن جو ایک ایسی المناک موت سے دوچار ہوئی جس کی جتنی بھی ہم مذمت کریں اتنی ہی کم ہے۔ میں تھوڑا سا اپنی پاکستانی قوم، اپنے معاشرے اور اپنے آپ کو یہ بھی کہوں گی کہ ہمیں اپنے رویوں کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ ہم اگر ایک معتدل اور ایک روشن معاشرہ چاہتے ہیں تو ہمیں وہ معاشرہ لانا چاہئے جو اسلام اور ہمارا دین بتاتا ہے تو ہمیں اپنے اندر برداشت کا مادہ لانا پڑے گا۔ ہمیں یہ حق کس نے دیا ہے کہ ہمیں اگر کسی چیز سے اختلاف ہے تو ہم اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ یہ حق تو اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو نہیں دیا۔ جب ہم اخبار میں یہ پڑھتے ہیں کہ مجھے عورت کی حکمرانی پسند نہیں تو وہ فرعونیت، وہ رویہ اور وہ شدت نظر آتی ہے اور یہ ایک مولوی سرور نہیں ہے یہ سینکڑوں ہزاروں مولوی سرور اس وقت پاکستان میں بیٹھے ہوئے ہیں جن کو ہم سب نے ختم کرنا ہے، جن کو ہم سب نے مل کر اس کے خلاف جہاد کرنا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو اپنے ذہنوں کو بدلنا ہے، ہم نے اپنے ذہنوں کے ان تاریک گوشوں کو روشن کرنا ہے جو عورت کے خلاف سوچتے ہیں۔ جو عورت کی تذلیل کرتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی ترقی میں عورت کا کردار نہیں ہونا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم نے اپنی قوم اور اپنے پاکستان کو آگے لے کر چلنا ہے تو ہم سب کو اس جہاد میں شامل ہونا پڑے گا۔ میری بہن ظل ہما جو اس کی بھینٹ چڑھ گئی یا ایسے رویوں کی بھینٹ چڑھی، میں اس کے لئے اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا کرتی ہوں اور میں دعا کرتی ہوں کہ اے اللہ! ہم سب عورتوں کو توفیق دے کہ ہم اس مشن کو جاری رکھیں اور ہم زیادہ جوش و خروش سے اپنے وطن کی خدمت کر سکیں۔ بہت شکریہ

سید عبدالعلیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر! ظل ہما رکن صوبائی اسمبلی پنجاب بھی تھیں اور صوبائی وزیر بھی تھیں۔ جس طرح جذبات خواتین کے ہیں اسی طرح ان کے بارے میں جذبات ہمارے بھی ہیں۔ یہ تاثر نہ دیا جائے کہ یہ کسی خاتون کا قتل ہوا ہے بلکہ یہ انسانیت کا قتل ہوا ہے اور وہ ایک انسان تھیں۔ اسی لئے جو دوسرے اراکین اسمبلی ہیں ان کے نام بھی لیں جو ان کے بارے میں اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جن ناموں کی چٹیں میرے پاس آئی ہیں میں تو ان کو دعوت دے رہا ہوں۔

سید عبدالعلیم شاہ: ہمیں نہیں پتا کہ یہاں پر چٹوں والی بات ہے۔ اگر چٹیں ہیں تو ہم بھی چٹیں دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جن معزز اراکین کی چٹیں میرے پاس آئی ہیں میں ان کے نام پکار رہا ہوں۔ جی، محترمہ سلمیٰ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹیوٹا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب سپیکر! مرحومہ ظل ہما عثمان جو کہ ہماری بہن اور اس ایوان کی معزز رکن تھیں۔ ہم سب ان کے بہیمانہ قتل پر مذمت کرتے ہیں آپ اور اس ایوان کی وساطت سے پنجاب گورنمنٹ سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ مذہب کی انتہا پسندی کے نام پر قتل عام کی اجازت نہ دی جائے۔ ایسے شخص کو سر عام پھانسی دینا اس لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کو پست کیا جائے اور انسانیت کو قتل ہونے سے بچایا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ مرحومہ ظل ہما عثمان شہید ہیں اور آئندہ ان کے نام کے ساتھ لفظ "شہید" بولا اور لکھا جائے کیونکہ اپنے فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے انہوں نے اپنی جان دی اور ان کی پاکستان مسلم لیگ کے لئے یہ ایک قربانی ہے۔ انہوں نے جس طرح سے پنجاب بھر کے تمام اضلاع میں پاکستان مسلم لیگ وومن ونگ کے لئے کام کیا اور لیگی خواتین کو منظم کیا اور وہ ان اضلاع میں بھی گئیں جہاں آج تک کوئی عورت نہیں پہنچی۔ انہوں نے تمام شہروں اور تمام علاقوں میں جا کر عورتوں کو منظم کر کے مسلم لیگ کو ترقی دی اور پارٹی کے لئے کام کیا۔ ہم سب ان کی شہادت اور ان کے سیاسی اور فلاحی کاموں پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجہ اور اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے خاندان والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

جناب سپیکر: چوہدری اصغر علی گجر!

چوہدری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج اس افسردہ اسمبلی کے اندر اپنی ساتھی ظل ہما کے قتل کی پرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ قاتل کو کیفر کردار تک پہنچائے اور ظل ہما کے بچوں کے لئے بھی کسی package کا اعلان کیا جائے اور حکومت ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کا عہد کرے اور ذمہ اٹھائے۔ جہاں تک میرے ساتھیوں نے اس قتل کو اسلام سے منسلک کیا ہے تو اس پر اسلام کا موقف بڑا واضح ہے کیونکہ اسلام ہر قتل کرنے والے کو قاتل کہتا ہے اور جس نے

قتل کیااس کوواجب القتل سمجھتا ہے تواس لئے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ جس نے ایک شخص کو قتل کیااس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔اسلام تو بڑامعتدل مذہب ہے۔اس کا شکل وصورت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا اعمال سے تعلق ہے اس لئے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے نکتہ نظر سے بھی وہ شخص قاتل ہے اور واجب القتل ہے۔ میں اس پوری اسمبلی کے اندر اس قتل کوcondemn بھی کرتا ہوں اور یہ ہمارے لئے ایک فکر کا مقام بھی ہے کہ جہاں پر آج ہماری ایک وزیر قتل ہو رہی ہے تو وہاں عوام کا کیا حال ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

وزیر جیل خانہ جات: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جو معاملہ یا جس بات پر آج اس ہاؤس میں بحث ہو رہی ہے اور جس ہماری ساتھی کے اس طرح کے قتل یا شہادت پر ہم تمام دوست بڑے ہی رنجیدہ ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ 1985 سے لے کر آج تک کئی ساتھی ہمارے ساتھ تھے لیکن آج نہیں ہیں۔

جناب والا! قدرتی یا اللہ کی دی ہوئی موت پر ہر کوئی افسوس کرتا ہے لیکن بہیمانہ اس طرح کے معزز ہاؤس کے بہترین ممبر نے اپنے کام اور کردار سے یہ ثابت کیا کہ وہ اس ہاؤس کی ممبر ہونے کی اہلیت رکھتی ہیں۔انہوں نے یہ تمام باتیں ثابت کیں جن پر انہیں وزیر بنایا گیا اور جب وہ وزیر بنیں تو انہوں نے اس میں بھی اپنی اہلیت ثابت کی۔ مجھے اس بات پر بہت ہی افسوس ہے کہ جس آدمی نے اس کو قتل کیا، اس نے اپنا واسطہ اسلام کی تبلیغ کرنے والوں اور اسلام کے لئے قربانیاں دینے والوں سے جوڑنے کی کوشش کی جو کہ قابل مذمت ہے کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو اسلام کے خیر خواہ ہیں اور جو اسلام کے لئے قربانیاں دیتے ہیں۔ ہم انہی کرسیوں پر بیٹھے ہوتے تھے اور مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب وہ بطور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی پارلیمانی سیکرٹری جس تدبر سے سوالات کا جواب دیتی تھیں یا اپنے محکمہ کے بارے میں کسی بات کی presentation دیتی تھیں تو وہ نہایت قابل تعریف بات تھی اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں شکل خوبصورت دی تھی اسی طرح ان کا بولنے کا انداز بھی خوبصورت تھا اور اس میں قطعاً کوئی تفریق نہیں ہے کہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام دوست، کوئی خاتون ممبر ہے، کوئی اپوزیشن سے ہے یا کوئی اقتدار سے تعلق رکھتا ہے تو سب کے جذبات تقریباً برابر ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پوری قوم نے اس کی مذمت کی ہے۔ چاہے کوئی سندھ، بلوچستان یا کوئی سرحد میں ہے تو تمام لوگوں نے چاہے وہ مسلمان ہے یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس طرح کے قتل پر

ہر آدمی نے مذمت کی ہے اور ہم بھی اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں اور ہمیں اپنے آپ کو اس کٹہرے میں لے جانا چاہئے کہ ہمارے معاشرے میں کیا کیا خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔ یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام لوگ اس پر سوچ سمجھ کر اس کو دور کرنے کی کوشش کریں اور میں یہ بات پر زور طریقے سے کہتا ہوں کہ جس طرح چودھری اصغر علی گجر نے کہا کہ یہ الزام اسلام پر نہ لگایا جائے۔ میری چند خاتون ممبران نے اسلام پر نہیں لگایا بلکہ انہوں نے اس کو مولوی صاحبان سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ میں قطعاً ان کی اس بات پر اتفاق نہیں کرتا لیکن میں ان علماء سے یہ تقاضا کرتا ہوں کہ جب کوئی بھی طالب علم ان کے پاس درس لیتا ہے یا اس درس میں پڑھتا ہے تو اس کو امن اور اس کے کردار کی بہتری کی بھی ساتھ ساتھ تربیت دی جائے کہ وہاں سے کوئی بھی حفظ کر کے اس طرح کے اقدامات کرتا ہے تو پھر معاشرہ اسی درس والوں کو اگر condemn کرے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اتنا اس کے اوپر الزام نہیں آتا۔ یہ ہمارا اور ان لوگوں کا جو اسلام کے بانی ہیں یا اسلام کی بہتری کے لئے کام کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ جب اس طرح کے لوگ ان کے پاس آئیں تو ان کی تربیت بہتر کریں۔ میں آخر میں اپنی اور اپنے تمام دوستوں کی طرف سے ان کی مغفرت کے لئے دعا گو ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

(اذان عصر)

جناب سپیکر: بگو صاحب! ذرا جلدی کر لیں۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بس دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ جب 20 تاریخ کو یہ سانحہ ہوا تھا تو لاء منسٹر صاحب کی ایک سٹیٹمنٹ مجھے پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انھوں نے سٹیٹمنٹ یہ دی کہ وہ شخص جس کا نام سرور مغل ہے اس کا کسی مذہبی جماعت سے، کسی مذہبی تنظیم سے قطعی تعلق نہیں ہے۔ پھر مرحومہ کی بہن کا بھی پرسوں اخبار میں بیان تھا کہ سرور مغل کو کوئی مولوی نہ کہے کیونکہ وہ مولوی ہے ہی نہیں۔ ہمارا سوسائٹی کا یہ المیہ بن چکا ہے کہ اگر ایک ریڑھی والے نے بھی داڑھی رکھی ہو تو ہم اسے بھی کہتے ہیں کہ او مولوی ادھر آؤ۔ ہر داڑھی والے کے لئے ہمارا ذہن پسماندہ بن چکا ہے اور ہم اسی طرح اسے deal کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں ظل ہما کا بہت افسوس ہے۔ یقیناً اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کا دل دکھا ہوا ہے۔ جتنا جتنا کسی کا تعلق ہو گا اسی طرح اتنا ہی دکھ اس کو ہو گا۔ ہم اس کے والدین، خاوند اور ان کے بچوں کے ساتھ افسوس کرتے ہیں اور اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی اس کی ایک سہیلی ڈاکٹر انجم امجد۔ اس ہاؤس میں

بیٹھے ہوئے سارے چہروں کو دیکھ لیں اور اس چہرے کو دیکھ لیں کہ جب ہاؤس میں یہ دونوں داخل ہوتی تھیں تو یہ ان کے ساتھ ہوتی تھیں یا وہ ان کے ساتھ ہوتی تھیں۔ میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر انجم امجد سے افسوس کرتا ہوں کہ ان کی سہیلی کو اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ دے اور ان کی کوتاہیاں، ہر مسلمان میں کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں، گناہ بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے۔ میں اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے میرے دوست ہیں ان سے میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب کسی کے گھر میں مرگ ہو تو کیا کسی کو ہنسی آتی ہے؟20 تاریخ کو ان کی ایک منسٹر کو اتنے بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا اور اسی پنجاب گورنمنٹ نے 24،25 تاریخ کو وہ طوفان بدتمیزی اس پنجاب میں برپا کیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ سوچنے کی بات تھی کہ ان میں سے کوئی شخص یہ کہتا کہ ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا تو چاہئے تھا نہ کہ ان میں سے کوئی شخص یہ کہتا کہ بسنت کا جو یہ تہوار ہے ہم اپنی اس مرحومہ منسٹر کے افسوس میں نہیں مناتے۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! یہ اس کے لئے وقت مناسب نہیں ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر جب بات ہو گی تو پھر یہ کر لیجئے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بہرحال یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ سمجھوتہ ایکسپریس کے مسلمان مرحومین اور جو بسنت پر مسلمان شہید ہوئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہماری محترمہ حمیرا اویس کے جو خاوند عدنان شاہد تھے ان کو بھی اللہ جنت الفردوس میں جگہ دے۔ وماعلینا الاالبلاغ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سمجھتا ہوں کہ ظل ہما کے قتل کا جو سانحہ ہوا ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے، اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے وہ کم ہے اور اس معزز ایوان میں جتنے بھی خواتین و حضرات نے بات کی، ظل ہما کو خراج تحسین پیش کیا میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے خواتین و حضرات نے ترجمانی کی۔ اپنی بات کرتے ہوئے جن جذبات و احساسات کا انھوں نے ذکر کیا ہے یقیناً اس ایوان میں ہر بیٹھے ہوئے رکن اسمبلی کے یہی جذبات و احساسات ہیں۔ میرے پاس ابھی بھی کافی چٹیں پڑی ہوئی ہیں، بہت سے خواتین و حضرات مزید بات بھی کرنا چاہ رہے ہیں لیکن آج ہم ان کے ایصال ثواب کے لئے

دعا کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف دعا ہو رہی ہو اور دوسری طرف ہم نماز قضاء کر دیں تو یہ کوئی نیک شگون نہیں ہو گا۔ بہر حال اس بات کو میں مختصر کرتے ہوئے اسمبلی کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ظل ہما کو بحیثیت سپیکر میں نے جو جج کیا اور دیکھا کہ وہ ہمیشہ تیاری کر کے آتیں اور اسمبلی کے اندر جس issue پر بات ہوتی تھی اس issue سے relevant رہتے ہوئے اس نے بات کی اور بات کرتے وقت اس نے ایوان کے تقدس، اپنے ساتھیوں کی عزت و احترام کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اس چیئر کی respect کو سامنے رکھتے ہوئے، اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہمیشہ بات کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بڑی اچھی پارلیمنٹیرین تھیں۔ میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے۔ اس کی بخشش فرمائے اور اس کے لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور صبر عطا فرمائے۔

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! یہاں پر بہت خراج تحسین پیش کیا گیا اور میں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن ہمیں اس سے سبق سیکھنا چاہئے کہ جس طرح ان کو قتل کیا گیا ہے، آپ پنجاب کی ہسٹری اٹھا کر دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ اس کو کیسے بری کر دیا گیا، پہلے بھی اس نے چار خواتین کو قتل کیا، اب یہ ظل ہما پانچویں شکار ہوئیں۔ (قطع کلامیاں)

میری بات مختصر سی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ شہادتیں بیٹھ گئیں اور مدعی بیٹھ گیا۔ میں اس میں یہ اضافہ کروں گا کہ جب سٹیٹ کے خلاف ایک جرم ہوتا ہے تو براہ کرم ایک کمیٹی بنا دیا کریں جو اس سلسلے میں تعین کیا کرے کہ جہاں مدعی معاف کرے وہاں سٹیٹ معاف کیا کرے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ایوان کے دونوں اطراف سے جن معزز خواتین و حضرات نے جن جذبات کا اظہار کیا میں ان کی دلی طور پر قدر کرتا ہوں اور میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ جو اس ہاؤس کے اندر ایک division ہے اس سے بالاتر ہو کر اپنی ایک ساتھی کے لئے جن جذبات کا اظہار کیا میں سمجھتا ہوں کہ اس پورے معزز ایوان کے وہی جذبات ہیں، جو معزز خواتین و حضرات اپنے جذبات کا اظہار نہیں کر سکے یقیناً ان کے بھی یہی جذبات ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہمیں بھی اس بات کی توفیق دے کہ ہم ان کا جو ایک مشن تھا، ان کا جو

ایک vision تھا ہم اس کے مطابق چلیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان ان کی کمی کو ہمیشہ محسوس کرتا رہے گا۔ وہ کمی کسی طور پر بھی پوری نہیں ہو سکتی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پھر بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم جتنا بھی اس مشن کو آگے لے کر چلنے کے لئے ایک commitment جو ایک ممبر کی commitment ہونی چاہئے اس commitment کو پورا کریں۔

جناب سپیکر! میں صرف اس مقدمے کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس واقعہ کا 88 کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ اس کی تفتیش کروائی جا چکی ہے۔ چالان مکمل ہو چکا ہے اور عدالت میں غالباً پیش بھی کیا جا چکا ہے۔ day to day hearing کی، عدالت سے استدعا ہم کر رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ جتنا جلد سے جلد ممکن ہو گا اس مقدمے کا فیصلہ کروایا جائے گا اور نہ صرف میں سمجھتا ہوں کہ سیشن جج تک محدود رہے گا بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ ہائیکورٹ، سپریم کورٹ اور جتنی بھی اس کی stages ہیں ان تک اس مقدمے کی بھرپور طریقے سے پیروی کی جائے گی اور قانون کے مطابق ملزم کو انشاء اللہ تعالیٰ سزا دلوائی جائے گی۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کوتاہی نہیں کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ معزز ایوان مرحومہ محترمہ ظل ہما عثمان سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب (گوجرانوالہ) و وزیر برائے سماجی بہبود کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے قتل کو ایک عظیم سانحہ تصور کرتا ہے۔ مرحومہ بہت محنتی اور ملنسار شخصیت تھیں۔ ان کی سیاسی و فلاحی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اس ایوان میں ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جاتی رہے گی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" (آمین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس قرارداد پر کسی نے "ناں" نہیں کہا لہذا یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، سب نے "ہاں" کہا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے لہذا قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! جو یہ واقعہ ہوا ہے اس حوالے سے وزیر قانون صاحب بیان دے چکے ہیں لہذا اب میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ میری صرف یہی گزارش ہے کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی ہے اور ہم as a Member ان کی ہر طریقے سے عزت کرتے ہیں۔ She was a very respectful lady. وہ پورے decorum and with full preparation ہاؤس میں آتی تھیں۔ انھوں نے ایک اچھی خاتون کا کردار ادا کیا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ شاید میری پوری بات نہیں سن سکے۔ میں نے متفقہ طور پر ہی کہا تھا۔ اب ہم محترمہ ظل ہما عثمان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سمجھوتہ ایکسپریس میں جو حضرات وفات پا گئے ہیں ان کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں سید علیم شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ فوت ہوئی ہیں، عدنان شاہد، اعظم چیمہ سابق رکن اسمبلی اور دوسرے جتنے بھی مسلمان بھائی فوت ہوئے ہیں ان سب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل بروز جمعة المبارک مورخہ 2۔مارچ 2007 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

33

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،2۔مارچ2007

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ ہنگامی قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب مجریہ 2006

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) انضباط و کنٹرول لاؤڈ سپیکرز و ایمپلی فائرز پنجاب مصدرہ 2007

3۔ مسودہ قانون (ترمیم) جنگلی حیات (تحفظ، بچاؤ، نگہداشت و انتظام) پنجاب مصدرہ 2007

4۔ مسودہ قانون پنجاب فارینسک سائنس ایجنسی مصدرہ 2007

35

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 2-مارچ 2007

(یوم الجمع، 12-صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ
فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا
قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾

سورة النِّسَاء آيات 64 تا 65

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول (اللہ) بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والا (اور) مہربان پاتے (64) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے (65)

وما علینا الا البلاغ o

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا ایک منٹ ٹھہریں۔ مجھے شروع کر لینے دیں۔
رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا کوئی اتنا لمبا چوڑا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے شروع تو کر لینے دیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے سوالات محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہیں۔ پہلا سوال نمبر 2395 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔
جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں اس لئے کہ ایک گھنٹہ ہم نے سوالات پر رکھنا ہے۔ I will come back to you.
جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ روایت بھی ہے اور اسمبلی کا طریق کار بھی ہے کہ اگر کسی اہم پوائنٹ پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی جائے تو وہ سن لیا جائے۔ اس کے بعد پھر وقفہ سوالات شروع ہو جاتا ہے۔ آدھا گھنٹہ پہلے ملتان میں ایک بم دھماکہ ہوا ہے۔ اس میں ایک سیشن جج اور دو پولیس والے زخمی ہوئے ہیں۔ اب ایک طرف قوم کی حالت یہ ہے کہ جگہ جگہ بم بلاسٹ ہو رہے ہیں، لوگوں کو اغواء کیا جا رہا ہے اور اغواء برائے تاوان ہو رہے ہیں اور دوسری طرف حکومت کا رویہ دیکھ لیں کہ یہ عیاشیاں کر رہی ہے، یہ بسنت، ویلنٹائن ڈے اور میراتھن ریس منا رہی ہے۔

جناب سپیکر! پرسوں محترم وزیر اعلیٰ نے ان آٹھ لوگوں کو جو کہ بسنت میں ہلاک ہوئے ہیں ان کے لئے پیسے دیئے ہیں۔ یہ کیسا انداز ہے کہ قتل بھی آپ کریں، چھریاں بھی آپ چلائیں اور اس کے بعد ان کے ورثاء کے آنسوں پونچھنے کے لئے ان کو آپ پیسے ہاتھ میں پکڑا دیں کہ یہ تمہارے بیٹوں کو ہم نے قتل کیا ہے، یہ پیسے لے جاؤ اور اپنی زبان بند کر لو۔ گلشن راوی کا ایک 9 سالہ بچہ عمر فاروق جو کہ گلے پر ڈور پھرنے سے ہلاک ہوا ہے، یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ ہائیکورٹ میں لوگوں نے رٹیں داخل کی ہیں کہ وزیر اعلیٰ کے خلاف پرچہ درج کیا جائے، حکومت پنجاب کے خلاف پرچہ درج کیا جائے۔ یہ جو لوٹ مار مچی ہوئی ہے---
MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.
جناب ارشد محمود بگو: پولیس نے بیڑہ غرق کر دیا ہوا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Baggue sahib! This is no point of order.

آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا ہے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔آپ اس پر لاء اینڈ آرڈر میں بحث کے دوران بحث کر سکتے ہیں لیکن اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر سکتے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بسنت کا لاء اینڈ آرڈر سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی بات بجا ہے لیکن آپ خود مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کا بسنت سے کیا تعلق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں ناں! یہ جو آپ point out کر رہے ہیں That's a question of Law & Order آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے اور وہ ہو رہا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیا چیف سیکرٹری پنجاب نے یہ پریس کانفرنس نہیں کی تھی کہ اگر ایک گلے پر ڈور پھری تو ہم اس پر پابندی لگا دیں گے؟ یہ پابندی تو لگی ہوئی تھی، قانون بنا ہوا تھا ملک میں ایک آدمی کو خوش کرنے کے لئے پوری قوم کے بچوں کی گردنوں پر ڈوریں پھیری جا رہی ہیں اور ان کو اس طرح ذبح کیا جا رہا ہے، ان کو قتل کیا جا رہا ہے، یہ ملک ہے؟ یہ تو ملک نہیں ہے ---.Thank you very much

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

صدر پاکستان کی بذریعہ خط حکومت پنجاب کے خلاف چارج شیٹ

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم معاملے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا اور یہ ایک خط بھی میرے پاس ہے۔ بگو صاحب نے ابھی لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کی ہے، یہ تو اب ایک چارج شیٹ خود پریذیڈنٹ آف پاکستان جن کو یہ مانتے ہیں، انھوں نے چیف منسٹر صاحب کو ایک خط لکھا، اس کے بعد چیف منسٹر صاحب نے

15تاریخ کو اس پر آرڈر کیا کہ strict action لینا چاہئے، جس میں آپ کے اس ایوان کے کچھ ممبران کے نام ہیں، آپ کی کیبنٹ ممبران کے کچھ نام ہیں، میں پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے اس لاہور شہر میں جہاں پر آپ اس صوبہ پنجاب میں پولیس کو 21-ارب روپیہ تو دیتے ہیں لیکن کیا gambling اور prostitution کے dens بغیر پولیس کی مدد کے چل سکتے ہیں؟ میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس پر چیف منسٹر صاحب کا جو آرڈر ہے وہ تو یہ کہتا ہے کہ:

> Chief Minister has desired the Inspector General of Police to take strict action under relevant law.

اور اس نے کہا کہ:

> Has seen, that means he had agreed to whatever is written in this letter. If he is agreed to whatever is written.

تو پھر کیا اس میں جتنے نام ہیں وہ زیادہ تر (ق) لیگ کے ہیں، کوئی کسی علاقے کا صدر ہے، کوئی یو سی ناظم ہے، کوئی منسٹر ہے تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ چیف منسٹر صاحب نے خود کیا ایکشن لیا ہے، کیا انھوں نے ان وزیروں اور اپنی پارٹی کے ممبران کو suspend کیا ہے؟ یہ شرمناک بات ہے کہ لاہور جیسے شہر کی صرف ایک رپورٹ ایوان صدر سے چیف منسٹر صاحب کو ملتی ہے اور اس پر آج بیس دنوں کے بعد بھی کوئی ایکشن نہیں لیا جاتا۔

جناب سپیکر! جس پولیس کے لئے آپ 21-ارب روپیہ مختص کرتے ہیں اس پولیس کے لئے ابھی جیسے بگو صاحب نے کہا کہ ڈاکے، چوری اور یہ سب کچھ اس پنجاب میں جو ہو رہا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ اب بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اس خط کے آنے کے بعد بھی، چیف منسٹر صاحب نے اس پر agree کرنے کے بعد بھی کوئی ایکشن نہیں لینا، کسی وزیر کو کم از کم کام کرنے سے نہیں روکنا، اس کی انکوائری نہیں کرنی یہ تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ ان کی موجودگی میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جتنے جلسے پنجاب میں چیف منسٹر صاحب نے کئے، انھوں نے بڑے دعوے کئے کہ پیپلز پارٹی کالا باغ ڈیم بننے نہیں دیتی، پیپلز پارٹی کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتی ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا اور آج بھی کہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے لیکن پہلے اس کے لئے ملک میں consensus ہونا چاہئے لیکن اب تو

جنرل مشرف نے خود لاڑکانہ میں کھڑے ہو کر کہا ہے کہ سندھ کے کہنے پر میں نے کالا باغ ڈیم مؤخر کر دیا ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ اب اگر پنجاب کا نقصان ہوتا ہے تو آج وزیر اعلیٰ کا مؤقف اس کالا باغ ڈیم پر کیا ہے، وہ کیا سمجھتے ہیں، پنجاب کی عوام کو کیا کہنا چاہیں گے، کیا وہ وزیر اعلیٰ سندھ کی طرح آج کہنا چاہیں گے کہ اگر کالا باغ ڈیم نہ بنا تو میں استعفیٰ دوں گا؟ کیونکہ اس نے دھمکی دی اور جنرل صاحب نے کالا باغ ڈیم مؤخر کر دیا۔ کیا آج چیف منسٹر صاحب یہ جواب دینا چاہیں گے کیونکہ وہ اس صوبے کی سیاست کرنا چاہتے تھے تو کیا وہ مجھے یہ جواب دینا چاہیں گے کہ ان کا آج کالا باغ ڈیم پر مؤقف کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں نے اس ہاؤس میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے دو باتیں پوچھی ہیں۔ ایک یہ کہ جو خط ایوان صدر سے آیا ہے اس میں کیا کسی پر ایکشن لیا گیا ہے؟ ان پولیس والوں کا بھی نام ہے جن کو آپ یہاں پر اسی صوبے میں، لاہور میں لگا کر اپوزیشن کے ممبران کو گرفتار کرتے رہے ہیں۔ بات تو وہی ہے کہ جب آپ ساری پولیس کو، ساری ایڈمنسٹریشن کو اپوزیشن کے خلاف لگا دیں گے اور اپوزیشن کو گرفتار کرنے پر لگا دیں گے تو پھر کون اس صوبے کی دیکھ بھال کرے گا؟ پیسے بھی جتنے مرضی دے لیں لیکن اگر وزیر اعلیٰ صاحب خود کوئی ایکشن نہیں لینا چاہتے اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کو میں نے دیکھ لیا ہے، اس پر ایکشن لیا جائے لیکن ان کے جو اپنے کیبنٹ کے ممبرز ہیں ان کے بارے میں انھوں نے آج تک کیا کیا ہے؟ اس خط کو آئے ہوئے بیس دن ہو گئے ہیں اور یہ شرمناک بات ہے کہ پنجاب کے capital میں یہ اس طرح کی چیزیں ہو رہی ہیں۔ اس پر میں چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب اپنا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ کل بھی جب اجلاس شروع ہوا تو بعض دوستوں نے لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کرنا چاہی حالانکہ آپ کے چیمبر میں، آپ کو یاد ہو گا کہ آپ کی موجودگی میں یہ بات طے ہو گئی تھی کہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ جتنے بھی معاملات ہیں ان کو اس دن take up کیا جائے گا جس دن لاء اینڈ آرڈر پر ایک جنرل ڈسکشن ہو گی اور ہم نے کل consensus کے ساتھ اس بات کا فیصلہ بھی کیا تھا کہ ایک دن نہیں بلکہ دو دن لاء اینڈ آرڈر پر ہم بات کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی طرف سے اس بات پر اتفاق کرنا کہ ہم ایک کی بجائے دو دن لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں گے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ

ہم لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بات کرنے سے کوئی گھبراتے نہیں ہیں یا ہم کوئی اس بات سے اب راہ فرار اختیار نہیں کرنا چاہتے۔

جناب والا! جو حقائق ہیں، جو اصل صورتحال ہے ہم اس کا سامنا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وزیراعلیٰ صاحب، ان کی حکومت اور ان کی ٹیم کا اس لحاظ سے ضمیر مطمئن ہے کہ ہم نے اس وقت تک اس صوبے کی ترقی کے لئے، صوبے کے عوام کی فلاح و بہبود اور بہتری کے لئے جو کچھ کیا ہے وہ ماضی کے مقابلے میں ہر لحاظ سے بہتر ہے۔

جناب سپیکر! یہاں تین چار issues بیک وقت اٹھائے گئے ہیں۔ محترم ارشد محمود بگو صاحب بسنت پر بات کرنا چاہ رہے تھے کیونکہ کل سے انھوں نے اپنی بات روک رکھی تھی اور ساتھ ہی انھوں نے ملتان کا واقعہ بھی شامل کر لیا ہے جس کے متعلق انھیں پوری معلومات بھی نہیں ہیں۔ آج 8 بج کر 50 منٹ پر یہ واقعہ رونما ہوا ہے۔ انسداد دہشت گردی کے جج بشیر احمد بھٹی صاحب عدالت میں جا رہے تھے، یہ ابتدائی رپورٹ ہے، اسے حتمی نہیں کہا جا سکتا۔ تفتیش کے بعد صورتحال تبدیل بھی ہو سکتی ہے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق بشیر احمد بھٹی صاحب عدالت میں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک سائیکل کھڑی تھی جس پر time device لگی ہوئی تھی جسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے blast کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی گاڑی کو نقصان پہنچا ہے۔ ایک ڈرائیور جس کا نام اقبال رضا ہے اور دوسرا گن مین جس کا نام منیر احمد ہے وہ ہلاک ہوئے ہیں۔ دو پولیس والے اور دو راہ گیر زخمی ہوئے ہیں۔ جس وقت جج صاحب عدالت میں جا رہے تھے تو ایلیٹ فورس کی ایک گاڑی ان کے آگے تھی اور دوسری پیچھے تھی، دو موٹر سائیکل والے بھی ان کے ساتھ تھے۔ ابھی میرے دوست پولیس کی کارکردگی پر تنقید کر رہے تھے۔ جس پولیس کو وہ مورد الزام ٹھہرا رہے تھے اسی پولیس کے دو جوان آج شہید بھی ہوئے ہیں۔ جتنے واقعات ہو رہے ہیں ان میں پولیس والے اپنی جانوں کا نذرانہ دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑا سا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے بات کرنی چاہئے اور جو لوگ صحیح معنوں میں اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں ہمیں ان کی تعریف بھی کرنی چاہئے۔

دوسرا ارشد بگو صاحب نے دھماکوں کے حوالے سے بات کی ہے تو جب امن و امان کی صورتحال پر بحث ہو گی تو اس وقت یہ ساری باتیں ہو جائیں گی۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ آئیں ہم سب مل کر اس بارے میں ایک قرارداد لائیں اور ان دھماکوں کی جہاں جا کر کڑیاں ملتی ہیں ان لوگوں

کی مذمت کریں۔ابھی اس ایوان میں آنے سے پہلے میری ڈی آئی جی ملتان سے بات ہوئی ہے۔ انھوں نے مجھے بتایا ہے کہ ہمیں 90فیصد اس بات کا clue مل چکا ہے کیونکہ ہمیں اطلاع ہے کہ وہاں پر کچھ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے۔میں ابھی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ بات نکلے گی تو پھر بات دور تلک جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو:آپ ضرور بتائیں،آپ وضاحت کریں۔اس طرح بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:No, cross talk راجہ صاحب کو پہلے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:آپ میری بات تو سن لیں۔جناب والا!یہ وہی مذہبی انتہا پسند ہیں جن کی حوصلہ افزائی آپ لوگ کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو:ہم ان کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔آپ وضاحت سے بتائیں ایسے ہی بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ارشد بگو صاحب!ابھی تو ابتدائی رپورٹ آئی ہے۔ابھی وہ پوری تفصیل تو نہیں بتا سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!میں کھل کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وہی مذہبی انتہا پسند ہیں جن کی پشت پناہی یہ لوگ کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)
اب آپ میری بات سن لیں،اب تکلیف تو ہو گی۔کل جب بات ہو رہی تھی تو کہا گیا کہ حاجی مولوی سرور کو "مولوی" نہ کہا جائے۔جناب!اسے مولوی نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے؟جناب!آپ کی جماعت کی طلبہ تنظیم اس کو کندھوں پر اٹھا کر جلوس نکالتی رہی ہے۔جب گزشتہ مقدمات میں وہ بری ہوا تھا تو شباب ملی نے اسے کندھوں پر اٹھا کر جلوس نکالا تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے اندر بھی ٹٹول کر دیکھنا چاہئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہم کس دوغلے پن کا شکار ہیں؟

جناب سپیکر!میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا،جس دن امن و امان پر عام بحث ہو گی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ کھل کر بات کریں گے۔

تیسرا issue محترم قائد حزب اختلاف نے ایوان صدر سے وزیر اعلیٰ کو لکھے گئے خط کے متعلق اٹھایا ہے۔اس کے دو پہلو ہیں۔اولاً تاثر یہ لیا گیا ہے کہ یہ صوبے پر عدم اعتماد کا اظہار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وفاقی حکومت کسی بات کی نشاندہی کرتی ہے تو وہ صوبے پر عدم اعتماد کا

اظہار نہیں ہے بلکہ ہم ایک ٹیم کا حصہ ہیں۔ وفاق میں بھی ہماری حکومت ہے اور صوبے میں بھی ہماری حکومت ہے۔ یہ حقیقت بھی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے کہ جنرل پرویز مشرف ہماری اس ٹیم کے سربراہ ہیں۔ اگر وہ کسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری معاونت کر رہے ہیں۔ جہاں تک حکومت پنجاب کی commitment کا تعلق ہے تو آج کے اخبارات میں بھی میرے حوالے سے یہ بات آئی ہوئی ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے categorically ہدایات جاری کی ہیں کہ اس خط کے حوالے سے جن جن باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کی باقاعدہ تحقیق کی جائے اور اس میں جو لوگ ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک judicious طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ آپ ہر روز اخبارات میں پڑھ رہے ہوں گے، آج کے اخبارات میں بھی خبریں چھپی ہوئی ہیں کہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں یہاں پر پھر واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان سے تفتیش کی جائے گی اور اگر خدانخواستہ ان کی پشت پناہی کسی سطح پر ثابت ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کرنے والا کوئی بھی شخص قانون کی گرفت سے نہیں بچ سکے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ off the cough یہ کہہ دینا کہ فلاں کو پکڑ لیں، فلاں کو معطل کر دیں تو یہ کوئی قانونی طریق کار ہو گا اور نہ ہی قرین انصاف ہو گا اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ ثابت ہونے پر ان لوگوں کے خلاف ضرور کارروائی ہو گی جو جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کالا باغ ڈیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔ محترم قائد حزب اختلاف نے اس بابت بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی وزیراعلیٰ پنجاب کا وہی stance ہے جو کہ پہلے دن تھا کہ ہم پنجاب میں اس بات کی پرزور تائید کرتے ہیں اور ہمارا مطالبہ ہے کہ کالا باغ تعمیر ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے ہماری جماعت کے مؤقف میں قطعی طور پر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وزیراعلیٰ صاحب نے آپ کی پارٹی کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ آپ کی پارٹی کا پنجاب میں مؤقف مختلف ہے جبکہ سندھ میں مؤقف دوسرا ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ابہام کو ختم کرنے کے لئے آئیں مل کر ایک مشترکہ مؤقف اختیار کریں۔ ہمارے مؤقف سے پنجاب میں آپ اتفاق کرتے ہیں تو پھر آپ بھی اپنی قیادت سے کہیں کہ وہ سندھ میں اس مؤقف سے انحراف نہ کرے۔ بہرحال پنجاب اپنے مؤقف سے کسی طور پر بھی انحراف نہیں کرے گا۔

قائد حزب اختلاف: راجہ صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا پنجاب میں اور مؤقف ہے جبکہ سندھ میں اور ہے یہ بات قطعی غلط ہے۔ ہمارا ایک ہی stance ہے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے but not at the cost of Federation بات یہ ہے کہ پہلے آپ فیڈریشن کو اکٹھا کریں۔ ابھی آپ نے کہا کہ ہم ایک ٹیم ہیں۔ مرکز اور سندھ میں آپ کی حکومت ہے۔ سندھ والوں نے تو اس کی مخالفت کی ہے تین اسمبلیوں نے مشترکہ طور پر، متفقہ طور پر کالا باغ ڈیم کے خلاف قرارداد پاس کی ہے کیا آپ نے اس کو rebut کیا ہے؟ ان کے وزیر اعلیٰ سندھ نے یہ کہا تھا کہ اگر کالا باغ ڈیم بنا تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ کیا وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا ہے کہ اگر کالا باغ نہیں بنا تو میں resign کر دوں گا، یہ کیوں عوام کو بیوقوف بناتے ہیں؟ ان کا ایک وزیر اعلیٰ تو کالا باغ ڈیم کا نام بھی نہیں لینا چاہتا جبکہ یہ پنجاب میں پیپلز پارٹی کے خلاف کالا باغ ڈیم پر سیاست کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں تو categorically یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم اپنے مؤقف سے انحراف نہیں کر رہے۔ ہمارا مؤقف آج بھی وہی ہے جو کہ پہلے دن تھا۔ میں ان کو دعوت دے رہا ہوں کہ آئیں مل کر اس پر ایک مشترکہ مؤقف اپنائیں، ہم مل کر آگے چلتے ہیں۔ اگر ہماری کوئی اتحادی پارٹی اس سے اختلاف کرتی ہے تو ان کا اختلاف سہنا ہماری ذمہ داری ہے، ان کو قائل کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ان کے ساتھ consensus develop کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہماری گورنمنٹ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ we are trying to build consensus جس دن consensus develop ہو گیا ہم آگے چلیں گے۔ ہمارا موقف، پاکستان مسلم لیگ کی قیادت کا مؤقف یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے اور we are trying to develop the consensus تاکہ ایک متفقہ فیصلے کے تحت ہم آگے چلیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے میرے حوالے سے یہاں پر کچھ باتیں کی ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جب راجہ صاحب کی نبض پر ہاتھ رکھا جاتا ہے تو یہ اپنے حواس کھو دیتے ہیں۔ پھر ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ جس بات کو یہ تسلیم کرتے ہیں خود اسی کی دوسرے دن اسمبلی میں تردید کر دیتے ہیں۔ انھوں نے خود اخبارات میں یہ بیان دیا تھا کہ اس "سرور مغل" کا کسی مذہبی تنظیم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لیکن آج یہ کہہ رہے ہیں کہ شباب ملی نے اسے کندھوں پر اٹھا کر جلوس نکالا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی ہاؤس میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے اور اگر یہ

بات ثابت ہو جائے کہ شباب ملی نے کوئی جلوس نکالا تھا اور اسے کندھے پر اٹھایا تھا تو پھر راجہ صاحب اپنا فیصلہ فرمالیں کہ انھوں نے کیا کرنا ہے اور میں نے کیا کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا تھا کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا تھا اس وقت تک اس شخص کا رکنیت کے حوالے سے کسی جماعت سے تعلق کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا لیکن اب جب اس کے چار سابقہ مقدمات کی بات سامنے آئی ہے۔ پھر ان کو اس بات کی تکلیف ہوتی ہے لیکن ان کی جماعت کا یہ مسئلہ ہے کہ جمعہ ہر جنج نال جاندااے۔ کیا کرا یا کسی اور نے ہوتا ہے یہ تو خواہ مخواہ جلوس لے کر اس کے گلے میں ہار ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ کی جماعت کے ساتھ اس کا تعلق نہیں تھا لیکن چونکہ اس نے خواتین کے ساتھ زیادتی کی، اس نے خواتین کو قتل کیا اور آپ اسے اسلامی ہیرو کی طرح اپنے کندھوں پر اٹھا کر آگے چل پڑے۔ آپ کا تعلق نہیں تھا۔ وہ آپ کی جماعت کا رکن نہیں ہے لیکن اس نے ایک کام کیا اور اسے اسلام کے کھاتے میں ڈالا اور آپ کے پاس اسلام کی ٹھیکہ داری ہے اور آپ اسے لے کر آگے چل پڑے۔ میں تو آج بھی یہی کہہ رہا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم تو عملی آدمی ہیں۔ ٹھیکیداری تو ان کے پاس ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ تو امریکہ کے کہنے پر ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہمارے محترم ارشد بگو صاحب ابھی بات کر رہے ہیں لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی قیادت اور یہ بھی ہمیشہ ابہام کی سیاست، ابہام کے بیانات اور ابہام کی ہی گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے قائد محترم قاضی حسین احمد صاحب کا آج ہی بیان آیا ہے کہ نواز شریف اور بے نظیر کے ساتھ چلنا بہت مشکل ہے لیکن جب جنگل میں آگ لگی ہو تو شیر اور بکری اکٹھے بھاگتے ہیں۔ خود تو شیر بن گئے اور پھر ابہام چھوڑا کہ دونوں میں سے بکری کون ہے؟ یہ تو خود اپنی لیڈر شپ سے لیڈ لے کر یہاں پر ابہام کے بیانات دیتے ہیں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ یہ صاف صاف بات کیا کریں۔ راجہ صاحب نے تو صاف بات کی ہے کہ شباب ملی والوں نے اس کو کندھوں پر اٹھایا اور خواتین کے خلاف کسی کا کیا دھرا اپنے کھاتے میں ڈال لیا۔ جناب! انھوں نے تو یہ خود اپنے کھاتے میں ڈالا ہے اس لئے انھوں نے اپنے کھاتوں کو خود درست کرنا ہے ہم نے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کافی بحث ہو گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے یہاں پر خودadmit کیا ہے کہ ان کے قائد جنرل مشرف ہیں اور جنرل مشرف صاحب نے ہی ان کو یہ لیٹر لکھا تھا جو قاسم ضیاء صاحب نے بتایا ہے۔اس میں تین چیزیں بڑی واضح ہیں Prostitution, Gambling and sale of Liquorاس لیٹر میں تو نام بھی ہیں لیکن ہم ہاؤس کے تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ نام نہیں لینا چاہتے مگر یہ صرف یہ وضاحت کر دیں کہ جب جنرل صاحب نےafter verification اور اس کیauthentication کے بعد یہ لیٹر بھیجا ہے تو جن کے نام اس میں شامل ہیں انھوں نے ان کے خلاف کیاaction لیا ہے، ان کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟ گرفتار تو وہی ہو رہا ہے جو آگے جاتا ہے لیکن اس کی پشت پناہی پر جو سیاستدان، بیوروکریٹس یا پولیس آفیسرز ہیں جن کے لئے یہ کام کر رہا ہے۔

جناب والا! انھوں نے دوسری یہ بات کی تھی کہ ہم آپ کے ساتھ بیٹھ کر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کرنے کے لئے بات کرنا چاہتے ہیں۔ چار سال تین چار ماہ ہو گئے ہیں انھوں نے اپوزیشن کے ممبران۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ہم نے یہ بات نہیں کی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! آپ میری گزارش سن لیں۔ کیا انھوں نے چار سال چار ماہ میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے ضلع میں کسی بھی اپوزیشن کے ممبر کو بلا کرdiscuss کیا ہے؟ ذرا اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:Anyhow میرے خیال میں اس معاملے پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دینے کا وعدہ کیا تھا۔

سوالات

(محکمہ تعلیم)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو کافی ٹائم دے دیا ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے شروع تو کرنے دیں۔ میں تھوڑی دیر بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب! اپنا سوال نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں سوال پڑھنے سے پہلے ذرا شباب ملی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے سوال پوچھ لیں اس کے بعد یہ بات کر لینا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب اور ان کے دائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے ان کے عزیز ترین سیکرٹری جنرل صاحب کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اگر شباب ملی نے اس کے حق میں جلوس نکالا ہو تو ہم اسمبلی سے استعفیٰ دے دیں گے اور اگر جلوس نہ نکالا ہو تو یہ استعفیٰ دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مولوی سرور نے جو واقعہ کیا ہم اس کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور اسے مولوی کہنا بھی توہین سمجھتے ہیں لیکن اس شخص نے تو ایک خاتون کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ وہ شخص جو سینکڑوں مسلمان بچیوں کا قاتل ہے وہ تو ان کا لیڈر ہے۔ انھوں نے اس کو اپنے کندھوں پر بٹھایا ہوا ہے۔ اس وقت انھیں مسلمان بچیاں یاد نہیں آتیں جب وہ وزیرستان پر حملے کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنے سوال پر آئیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جو اپنے ملک کے لوگوں کو قتل کرواتا ہے وہ ان کا لیڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! پلیز اپنے سوال پر آئیں۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 2395 ہے، میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چیئرپرسن پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی بے قاعدگیوں اور درسی کتب کی دستیابی کا مسئلہ

*2395: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رواں سال میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب کی کمیابی اور تاخیر کی ذمہ داری بورڈ کی چیئرپرسن پر عائد ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیئرپرسن فزکس میں Ph.D ہیں لیکن انہوں نے اپنی رائیلٹی وصول کرنے کے لئے اردو اور بیالوجی کی کتابیں بھی کسی اور سے لکھوا کر اپنے نام سے بطور مصنف شائع کروائی ہیں بلکہ اردو قاعدہ میں بھی بطور مصنف اپنا نام شائع کروا دیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ درسی کتب کی کمیابی اور بحران کی تمام تر ذمہ داری عائد ہونے کے باوجود چیئرپرسن مذکورہ کو دو سال کی توسیع ملازمت دی جا رہی ہے جبکہ درسی کتابوں کی عدم دستیابی کے باعث طلباء ان کے والدین اور اساتذہ سخت پریشان ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چیئرپرسن کی بدعنوانیوں کا فوری نوٹس لے کر انکوائری کرانے اور درسی کتب کی فوری دستیابی کے لئے اقدامات کرنا چاہتی ہے تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے 03-2002 تعلیمی سال کی نسبت 40 لاکھ کتابیں زائد پرنٹ کروائی تھیں لیکن یکم اپریل 2003 کو فیڈرل بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے مشورہ کئے بغیر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتابیں adopt کر لیں۔

اس کے علاوہ دوسرے صوبوں نے اس سال کتابیں پرنٹ نہیں کروائیں جس کی وجہ سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب دوسرے صوبوں اور آزاد کشمیر میں چلی گئیں۔ اس

کا اعتراف وفاقی وزیر تعلیم نے ایک اخباری بیان میں بھی کیا ہے، جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (تعلیم) راولپنڈی نے بھی خط لکھا جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے نصابی کتب کی کمی ہو گئی، جبکہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے فوری طور پر اضافی کتابوں کی دستیابی کا بندوبست کیا اور اب کتابیں مارکیٹ میں وافر مقدار میں موجود ہیں۔ ان سب وجوہات کی بناء پر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پچھلے سال 86 کروڑ روپے کی کتب کی بجائے 107 کروڑ روپے کی کتب شائع کیں اور اس سے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو پچھلے سال کی 10 کروڑ روپے کی آمدنی کی بجائے 18 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی، پچھلے تین سال کی comparative statement ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ چیئرپرسن فزکس میں پی ایچ ڈی ہیں لیکن چیئرپرسن کا نام بطور مصنف بیالوجی کی کسی کتاب میں درج نہیں ہے۔

اردو کے قاعدہ میں ان کا نام مصنفین کی فہرست میں شامل ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ نئے سلیبس میں دور جدید کے تقاضوں کے مطابق چند انقلابی تبدیلیاں لائی گئیں، جن کی ضروریات کو بطور چیف کوآرڈینیٹر نصاب اور ٹیکسٹ بک کمیٹی وہ بہت بہتر طریقے سے سمجھتی ہیں، چونکہ اردو قاعدہ ایک بنیادی چیز ہوتی ہے اس لئے انہوں نے بطور مصنف اس میں قابل قدر کام کیا، مزید برآں ڈاکٹر فوزیہ سلیمی نے نصاب بنانے اور کتابیں لکھنے کے عوض کوئی پیسا وصول نہیں کیا۔

(ج) درسی کتب کی کمیابی کے بارے میں جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

(د) جزہائے بالا میں سے کسی ایک کا جواب بھی اثبات میں نہیں ہے لہذا کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر تعلیم تو موجود نہیں ہیں لیکن گوندل صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ اچھے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ یہ نصیحتیں ہمیں کرتے ہیں لیکن ان کے ایک پارلیمانی سیکرٹری چار سال سے امریکہ بیٹھے ہوئے ہیں اور تنخواہیں یہاں سے لے رہے ہیں۔ وہ کبھی بھی اسمبلی کے اجلاس میں نہیں آئے۔

آوازیں: نام بتائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں نام بھی بتادوں گا۔ان کو اچھی طرح پتاہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب!فی الحال تو آپ ان کی تعریف کر رہے ہیں کہ اچھے پارلیمانی سیکرٹری ہیں آپ ان کے بارے میں بات کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!ایک دو اچھے ہیں۔ایک مرحومہ بہت اچھی تھیں وہ بے چاری چلی گئی ہیں۔ پیچھے یہ رہ گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ خیر کرے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!شاہ صاحب جس پارلیمانی سیکرٹری کا ذکر کر رہے ہیں اس کا notification cancel کر دیا گیا ہے اور ان کے والد محترم پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: کب notification cancel کیا ہے، تاریخ بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کا نام لیں وہ بتادیں گے۔پلیز اب سوالات پر چلیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!بد قسمتی یہ ہے کہ اب یہ سوال چار سال پرانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اس سوال کے جواب سے مطمئن ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!یہ جواب چار سال پرانا ہے۔اب میں اس پر کیا تبصرہ کروں۔ اب تو وہ چیئرپرسن بھی نہیں رہیں جن کے دور میں یہ سارا کچھ ہوا۔انھوں نے جواب میں خود تسلیم کیا ہے کہ اس دور میں کتابوں کی شدید ترین کمی ہوئی تھی اور لوگوں کو کتابیں بھی نہیں ملتی تھیں۔ اب ساری کی ساری صورتحال تبدیل ہو گئی ہے لہذا میں اب اس پر مزید کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر!میں نے جون کی چھٹیوں سے پہلے اجلاس میں کھڑے ہو کر وزیر تعلیم سے درخواست کی تھی کہ خدا کے لئے چھٹیوں سے پہلے بچوں کو کتابیں فراہم کر دیں۔ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ہم نے تو ستمبر میں بچوں کو کتابیں دینی ہیں۔کیونکہ یہ اس ملک میں روشن خیالی لے کر آ رہے ہیں اور یہ اسی روشن خیالی کی بنا پر چاہتے تھے کہ بچے تین مہینے آوارہ گردی کریں

اور تین مہینے کے بعد ان کو کتابیں دی جائیں۔ اس وقت پنجاب کے اندر کتابوں کی کمی کی صورتحال ہے اور لوگوں نے سکولوں میں شور کیا ہے کہ بچوں کو کتابیں نہیں ملیں۔ گوندل صاحب فرمادیں کہ اس نئے سال میں کتابوں کی فراہمی کی کیا صورتحال ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اصل میں مارکیٹ میں کتب کی مانگ زیادہ ہونے کی وجہ سے جو کمی آئی تھی وہ صرف 03-2002 میں تھی۔ پچھلے سال کمی نہیں آئی اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سال بھی بالکل کمی نہیں ہوگی۔ ایک سال میں بھی اس لئے کمی ہوئی تھی کہ فیڈرل بورڈ، کشمیر اور دیگر صوبہ جات میں بھی same syllabus introduced کرایا گیا تھا اس لئے ہمارے پنجاب کی کتب دوسرے صوبوں اور فیڈرل بورڈ میں لوگوں نے خرید لیں اس لئے کمی آئی تھی لیکن رواں سال میں کمی ہے اور نہ آئندہ کسی سال میں کمی آئے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! انھوں نے اس سال ہر سلیبس کی کتنی کتابیں چھاپی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اگر سوال نمبر 2395 کو دیکھا جائے تو اس میں پیپر کے لحاظ سے، مضمون کے لحاظ سے یا ٹوٹل کتنی کتب چھپی ہیں تعداد معلوم نہیں کی گئی۔ اگر ان کو یہ معلومات چاہیئں کہ مضمون وار کتنی کتب چھپی ہیں تو ہم ان کو وہ تفصیل بتادیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اردو یا انگلش کی بتادیں کہ انھوں نے کتنی تعداد میں چھاپی ہیں۔ یہ تو relevant سوال ہے کہ اس سال انھوں نے اردو اور انگریزی کی کتنی کتابیں چھاپی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! کتابوں کی تعداد کے بارے میں سوال نہیں پوچھا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے fresh question چاہیئے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس کے لئے fresh question کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر اجلاس میں ہم یہ شور کرتے ہیں کہ بچوں کو سکولوں میں کتابیں فراہم نہیں کی جاتیں۔ میں ان کی کارکردگی کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں سیکرٹری صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کو اس بارے میں کوئی information ہے اور اس میں کوئی کمی ہے تو آپ بتادیں وہ اس کی اصلاح کرلیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سیالکوٹ کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ سکولوں کی ہیڈ مسٹریس نے مجھے ٹیلی فون کر کے بتایا ہے کہ بچوں کو کتابیں نہیں ملیں۔ ہمارے پاس بچوں کے والدین بھی آئے اور انہوں نے بتایا کہ ہمارے بچوں کو کتابیں نہیں ملی ہیں۔ مارکیٹ میں بھی کتابیں نہیں تھیں کیونکہ حکومت نے یہ کتابیں خود چھپوا کر دینی تھیں۔ میری ان سے درخواست ہے کہ یہ صرف اتنا بتا دیں کہ اس سال انہوں نے انگریزی اور اردو کی کتنی کتابیں چھاپی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! کتابوں کی کمی کی شکایت کسی ضلع سے اس سال آئی ہے اور نہ ہی پچھلے سال اس قسم کی کوئی شکایت آئی تھی۔ اگر یہ اس بات کی تفصیل چاہتے ہیں کہ کس مضمون کی کتنی کتابیں چھپی ہیں تو اجلاس کے بعد یہ ہمارے ساتھ چیمبر میں بیٹھ جائیں ہم ان کو مضمون وار مکمل تفصیل فراہم کر دیں گے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ بچوں کو جو کتب فراہم کی جاتی ہیں اس کے لئے بچوں کو کوئی رقم دینی پڑتی ہے یا بالکل مفت فراہم کی جاتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: معزز رکن کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کتابیں بالکل مفت دی جاتی ہیں اور کسی کتاب کی کوئی قیمت وصول نہیں کی جاتی۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب والا! مجھے یہ شکایت ملی ہے کہ ٹیچرز بچوں سے پچاس روپے مانگتی ہیں اور پھر ان کو کتابیں فراہم کی جاتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ہمارے پاس تو کسی سکول سے کوئی شکایت نہیں پہنچی اگر ان کے علم میں کسی سکول کے بارے میں کوئی ایسی مخصوص شکایت ہے تو یہ ہمیں فراہم کریں اس سکول کے سربراہ کے خلاف action لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 2396۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے کاغذ کی خریداری میں بے قاعدگیاں

*2396: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ چیئر پرسن پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے دور میں درسی کتب کے لئے کم تر کوالٹی کا کاغذ خریدا گیا مگر قیمت زیادہ ادا کی گئی ہے تاکہ ملی بھگت سے کمیشن وصول کی جا سکے اس خریداری پر پبلشرز ایسوسی ایشن نے شکایت بھی کی کہ کم معیار اور وزن کے کاغذ کی خریداری کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فی الوقت جو کاغذ بازار میں -/34,000 روپے فی ٹن ہے، ٹیکسٹ بک بورڈ وہی کاغذ -/41,000 روپے فی ٹن کے حساب سے خرید رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگلے سال کے لئے پہلے کی نسبت کاغذ زائد مقدار میں خریدا جا رہا ہے جس کے لئے قواعد و ضوابط کے تحت کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چیئر پرسن مذکورہ کے خلاف اس معاملہ میں اعلیٰ سطحی باقاعدہ انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہیں ہے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے درسی کتب کے لئے معیاری کاغذ ہی خریدا ہے۔ کاغذ کا وزن اور معیار بالکل ٹھیک تھا جس کی تصدیق PCSIR لیبارٹری نے کی۔

(ب) پورے سال کے لئے کاغذ ٹینڈر ایک دفعہ دیا جاتا ہے، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے جو کاغذ -/41000 روپے فی ٹن کے حساب سے خریدا وہ بلوچستان نے -/42000 روپے اور سندھ نے -/46000 روپے فی ٹن کے حساب سے خریدا ہے۔ یہ درست نہیں ہے کہ وہ کاغذ بازار میں -/34000 روپے فی ٹن کے حساب سے بک رہا ہے۔

(ج) کتابوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے مطابق اگلے سال کاغذ کی خریداری کی جائے گی اور ابھی کاغذ خریدا نہیں گیا۔

(د) چیئر پرسن کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کا کوئی جواز نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں جز (ب) کے حوالے سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں ٹیکسٹ بک بورڈ کے معاملات کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔اس وقت لاہور میں اس حوالے سے شدید احتجاج کی فضا ہے، پبلشرز نے پچھلے ایک مہینے سے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں ضمنی سوال کروں جناب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایک مہینے سے پبلشرز نے ہڑتال کی ہوئی ہے اور مختلف مسائل سے وہ لوگ دو چار ہیں وہاں کے معاملات درست کرنے کے لئے کوئی اقدامات کئے جائیں۔روزانہ ان کی طرف سے اخبارات میں بیانات آ رہے ہیں، احتجاج ہو رہا ہے۔اس سلسلے میں کیا حکومت ان سے کوئی بات چیت کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! تعلیمی لحاظ سے ہر میدان میں اہمیت کے حامل اقدامات اٹھانے کے ساتھ ساتھ حکومت نے کتابوں کی معیاری طباعت کے لئے بھی کچھ اقدامات کئے ہیں۔حکومت نے عوام کے مفاد میں یہ بہتر سمجھا کہ بجائے ہر ایک پرنٹر اور پبلشر کو آرڈر دیا جائے اس کام کو contract پر دیا جائے تاکہ کاغذ کا سائز specify کر دیا جائے اور اس کی چوڑائی مٹائی دے کر اس کی کوالٹی کو ensure کروانے کے لئے ایک ہی پارٹی کو contract دیا جائے اور ان کا open competition کروایا جائے اور یہ open competition کروانے کے بعد جو پارٹی زیادہ مناسب تھی جس نے ہمارے سائز اور ریٹ کے مطابق کام کرنے کی یقین دہانی کروائی اس کو ہم نے contract دیا ہے۔اس وقت contract ایک ہی آدمی کے پاس ہے۔اب اس آدمی نے بھی پرنٹنگ پبلشنگ یا طباعت اسی مارکیٹ سے ہی کروانی ہے۔اب ان کا جو یہ خیال ہے کہ ہم بے روزگار ہو جائیں گے یا ہمارا کاروبار نہیں رہے گا یہ بات نہیں ہے۔کیونکہ کام تو انہی نے کرنا ہے لیکن گورنمنٹ کو جواب دہ ایک شخص ایک ادارہ ہوگا۔اب انہوں نے ایک کمپنی کو ہی آرڈر دیا ہے اور اپنی specifications اور اپنے آرڈر کے مطابق اس سے مکمل کام لیا جائے گا لیکن یہ کام جتنے بھی شہر میں پبلشرز ہیں یا طباعت کرنے والے ہیں وہی کام کر رہے ہیں۔مہربانی

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وزیر تعلیم صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں۔میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ ان کی ایسوسی ایشن کو بلائیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر معاملات کو افہام و تفہیم کے ساتھ settle کریں کیونکہ ایک مہینے سے ان کی ہڑتال چلی آ رہی ہے۔روزانہ وہ لوگ اپنی دکانیں بند کر کے بیٹھے ہوتے ہیں اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ ان کے مطالبات پر ہمدردانہ غور کریں۔

جناب والا! اب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں، میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ فی الوقت جو کاغذ بازار میں-/34000 روپے فی ٹن اس وقت تھا۔ ٹیکسٹ بک بورڈ نے وہی کاغذ-/41000 روپے فی ٹن کے حساب سے خریدا۔ انہوں نے جز(ب) کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پورے سال کے لئے کاغذ کا ٹینڈر ایک دفعہ دیا جاتا ہے اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے جو کاغذ 41ہزار روپے فی ٹن کے حساب سے خریدا ہے وہ بلوچستان نے 42ہزار روپے فی ٹن اور سندھ نے 46ہزار روپے فی ٹن کے حساب سے خریدا ہے۔ یہ درست نہیں ہے کہ وہ کاغذ بازار میں 34ہزار روپے فی ٹن کے حساب سے بک رہا تھا۔

جناب والا! میں ان کی اس بات کو چیلنج کرتا ہوں میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب درست نہیں دیا گیا۔ کیا جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس بات کے لئے تیار ہیں کہ وہ اسمبلی کے ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا دیں یا کچھ سینئر لوگوں پر مشتمل کمیٹی بنا دیں جو اس بات کی انکوائری کرے کہ اس وقت مارکیٹ کا ریٹ کیا تھا اور انہوں نے کاغذ کس ریٹ پر خریدا ہے۔ یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ بلوچستان اور سندھ والوں نے اس ریٹ پر خریدا ہے۔ بلوچستان اور سندھ کے اندر ان سے بھی بڑے چور بیٹھے ہوئے ہیں تو اس وجہ سے پنجاب والوں کا کوئی قصور نہیں ہونا چاہئے یہ تو کوئی جواز نہیں ہے کہ اگر انہوں نے مہنگا خریدا ہے تو ہمیں بھی مہنگا خریدنا چاہئے۔ میری گزارش یہ ہے اور میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ اس وقت چھ ہزار روپے فی ٹن ریٹ کم تھا اور اس کے لئے زیادہ ادائیگی کی گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی grams کا بھی فرق تھا مجھے اس وقت صحیح یاد نہیں شاید انہوں نے 80 گرام کے کاغذ کا آرڈر دیا تھا اور انہوں نے 68 گرام کا کاغذ سپلائی کر دیا۔ اس وجہ سے اس زمانے میں پرچہ بھی درج ہوا اس سلسلے میں کچھ لوگ گرفتار بھی ہوئے اور پھر لے دے کر وہ معاملہ بھی ختم کر دیا گیا۔ میں اس پر جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اس مسئلے پر کوئی انکوائری کمیٹی بنائیں جو اس سارے معاملے کی پوری طرح سے تحقیق کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! جو اصل حالات و واقعات ہیں ہم نے اس کے مطابق جواب دیا ہے کہ 02-2001 میں 03-2002 میں 04-2003 میں 05-2004 میں 06-2005 میں ہم نے مقابلتاً دوسرے صوبہ جات نے جس ریٹ پر کاغذ خریدا اس کی تفصیل بھی دی ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح جیسا کہ سید احسان اللہ وقاص فرما رہے تھے کہ اس میں سائز

کے علاوہ grams کو بھی دیکھا جاتا ہے یعنی اس کاغذ کی لمبائی چوڑائی کتنی ہے اور اس کی thickness کتنی ہے۔اس کے مطابق ریٹ کا تعین کیا جاتا ہے۔یہ جو ہم نے آرڈر دیا تھا وہ 60 گرام، 80 گرام، 110 گرام اور 210 گرام کا تھا۔اس کے مطابق مارکیٹ میں اس سے زیادہ ریٹ نہیں تھا۔ہاں اگر کوئی تھوڑی کوالٹی میں، کہیں کوئی دکاندار اس کاغذ کو فروخت کر رہا ہو تو وہ ایک الگ بات ہے لیکن جس معیار پر ہمیں کاغذ چاہئے تھا جو ریٹ ہم نے دیئے ہیں میں اس معزز ایوان کو یقین سے یہ بات بتاتا ہوں کہ اس ریٹ سے کم مارکیٹ میں کہیں کاغذ available نہیں تھا اس لئے اسی ریٹ پر کاغذ لیا گیا اور ہمارا ریٹ دوسرے صوبہ جات سے مقابلتاً کافی کم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3313۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین منچن آباد کے قیام، طالبات اور اساتذہ کی تفصیل

*3313: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین منچن آباد ضلع بہاولنگر کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

(ب) متذکرہ کالج میں کتنی کلاسیں ہیں طالبات، عملہ اور خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ کالج میں سائنس ٹیچر زنہ ہونے کی وجہ سے ایف ایس اسی، فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی کلاس شروع نہیں کی گئی اور سائنس میں میٹرک پاس طالبات آرٹس پڑھنے پر مجبور ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک متذکرہ کالج میں خالی اسامیوں کو پر کرنے اور ایف ایس سی فرسٹ ائر کی کلاس شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین منچن آباد کا قیام بطور انٹر کالج 86-09-01 میں اور بطور ڈگری کالج 03-09-01 کو عمل میں آیا۔

(ب) متذکرہ کالج میں فرسٹ ایئر، سیکنڈ ایئر اور تھرڈ ایئر کی کلاسیں شروع ہیں۔ فرسٹ ایئر میں 90، سیکنڈ ایئر میں 95 اور تھرڈ ائر میں 100 طالبات ہیں۔ عملہ ایک پرنسپل اور چھ لیکچرارز (بشمول فزکس کی ایک لیکچرار) پر مشتمل ہے، جبکہ چھ لیکچرارز کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ متذکرہ کالج میں سائنس کی لیکچرارز نہ ہونے کی وجہ سے ایف ایس سی کی کلاسیں شروع نہ کی جا سکی ہیں تاہم محکمہ تعلیم پنجاب نے تمام خالی اسامیوں کے لئے ضلعی حکومت سے ضروریات کا تعین کرا لیا ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو نئی اسامیوں کی منظوری کے لئے تحریر کر دیا گیا ہے۔ اجازت موصول ہونے پر سائنس کی لیکچرارز تعینات کر دی جائیں گی۔

(د) اس جز کا جواب جز (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سوال کے جز (ج) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ متذکرہ کالج میں سائنس کی لیکچرار نہ ہونے کی وجہ سے ایف ایس سی کی کلاسز شروع نہیں کی جا سکتیں۔ جناب مجھے یہ بتائیں کہ کالج کا 1986 میں قیام ہوا ہے اس تاریخ سے لے کر اب تک یہ اکیسواں سال ہے۔ اگر آپ اکیسویں سال میں بھی ان کی کلاسز شروع نہیں کروا سکے تو پھر آپ کو مزید کتنے وقت کی ضرورت ہے۔ دوسرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بھی بتائیں کہ اتنے عرصے میں تو بچہ بھی جوان ہو جاتا ہے۔ اس وقت جو بچے پیدا ہوئے ہیں وہ تو جوان ہو گئے ہیں اور پندرہ سال کی عمر میں تو بچہ میٹرک کر لیتا ہے۔ اکیس سال اس کالج کو بنے ہوئے ہو گئے ہیں سائنس کی کلاسیں اب تک شروع نہیں ہو سکیں اور سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ بہاولنگر کی میڈیکل کالجز میں جو دو سیٹیں approved تھیں ان کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ دوسرے اضلاع کی دو کی بجائے چار سیٹیں کر دی گئی ہیں اور ہماری سیٹوں کو maintain کرنے کی بجائے ختم کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کا "پڑھا لکھا پنجاب" جو ہے یہ کیا کر رہا ہے۔ اگر آپ نے ان بچوں کو سائنس نہیں پڑھانی تو میرا خیال ہے کہ پھر اس کو ختم ہی کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! اصل صورتحال یہ ہے کہ یہ انٹر کالج 86-09-01 کو قائم ہوا تھا اور 03-09-01 کو بطور ڈگری کالج upgrade کر دیا گیا تھا۔ اس وقت اس کالج میں ایف ایس سی کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا تھا لیکن جواب صورتحال ہے اس میں ایف ایس سی فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔ اس وقت فزکس اور ریاضی کی ایک ایک لیکچرار موجود ہے کیمسٹری کے پروفیسر بوائز کالج سے آ کر پڑھاتے ہیں اور بیالوجی بھی اس کالج میں پڑھائی جارہی ہے۔ ایف ایس سی (فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر) کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور اس میں سائنس مضامین کے اساتذہ بھی پڑھارہے ہیں اور کلاسز شروع ہے اور یہ اس وقت کی صورتحال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کالج کے حوالے سے میں نے جو latest information لی ہے اس کے مطابق اس کالج میں پروفیسرز کی 22 sanctioned posts ہیں ان میں سے ابھی 13 خالی پڑی ہوئی ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پہلے تو انہوں نے آپ کی direction کو comply نہیں کیا، updated answer نہیں ہے۔ 22 میں سے 13 خالی پڑی ہوں گی تو آپ کالج کیسے چلا سکتے ہیں اس کی یہ ذرا وضاحت کر دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہاں سیٹیں خالی ہیں یہ بات درست ہے لیکن میں جناب رانا صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اسی مارچ میں ہی پبلیکیشن ہو رہی ہے جس میں ہم نئے لیکچرارز کی ریکروٹمنٹ کے لئے درخواستیں طلب کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ریکروٹمنٹ جلدی ہی ہو جائے گی اور جس جس کالج میں بھی سٹاف کی کمی ہے وہ جلدی پوری ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اشتہار جو پبلک سروس کمیشن کے through آیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس میں ایک ضرور خیال رکھئے کہ پسماندہ علاقوں میں کوئی نہیں جانا چاہتا تو اس لئے وہاں کے لوگوں کو زیادہ ترجیح دی جائے۔ یہی مسئلہ میری تحصیل سے بھی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جو درخواستیں طلب کی جائیں گی وہ against vacant posts ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب میرٹ بنتا ہے تو وہاں کے لوگ میرٹ پر نہیں آ سکتے اور یہاں کے لوگ وہاں جاتے نہیں ہیں تو وہاں کے لوگوں کے لئے ایسا میرٹ بنایا جائے کہ وہاں کے لوگ compete کر سکیں۔ یہاں کے لوگ تو compete کر سکتے ہیں لیکن راجن پور، روجھان یا جیسے بہاولنگر کے لوگ compete نہیں کر سکتے تو خدا کے واسطے اس کا میرٹ ایسا بنائیں جو وہاں چلے جائیں۔ آج تک وہ کالجز خالی پڑے ہیں اس لئے میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے خاص معیار بھی رکھیں اگر وہاں اس معیار کے لوگ نہیں آتے تو اس سے کم تر آئیں لیکن وہاں کے لوگ رکھ لئے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پسماندہ علاقوں میں بھی لیکچرارز کی تعیناتی کے لئے مناسب بندوبست کیا جائے گا اور یہ ensure کیا جائے گا کہ پسماندہ علاقوں میں بھی لیکچرارز کی تعیناتی ہو تاکہ سٹاف کی کمی پوری ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے علاقے کے کالج کی بلڈنگ بھی گر رہی ہے اور اس کے اندر اس وقت تک ایک بھی لیکچرار موجود نہیں ہے اور میں نے ایجوکیشن منسٹر کو وہاں لے جا کر دکھایا ہے اس لئے اس کا ذرا خیال رکھئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ٹھیک ہے، جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا question یہ ہے کہ آپ نے بڑی صحیح بات کی ہے کہ اگر ایک بھی سٹوڈنٹ پڑھ جائے گا تو اس علاقے کی بہتری ہو جائے گی۔ پہلے تو محکمے نے انہیں صحیح information ہی نہیں دی کہ 22 پوسٹوں میں سے 13 خالی ہیں۔ دوسرا ان کے پاس ایک provision ہے کہ یہ guest Lecturers کو بلا سکتے ہیں، انہیں per lecture دے سکتے ہیں۔ .They have a student fund جس میں یہ pay کر سکتے ہیں۔ ڈی پی آئی کالجز نے بڑی مہربانی کی ہے انہوں نے یہ لیٹر ہماری request پر بھیجا تھا یہاں پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

They have been asked to allow to the Principals to engage Visiting Teachers against vacancies of the subjects.

انہیں تو محکمہ بتاتا ہی نہیں ہے۔ یہ تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ تعلیم عام ہو جائے تاکہ وہاں کے پسماندہ لوگ بھی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ آپ یہ direction دیں کہ Southern Punjab میں جتنے بھی کالجز ہیں اور بے شک دو سٹوڈنٹ ہیں وہاں پر visiting teachers

engage کریں تاکہ وہ بھی تعلیم حاصل کر سکیں۔

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سائنس ٹیچر کی بات ہو رہی ہے تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے گاؤں میں ایک لڑکیوں کا ہائی سکول ہے اور ایک لڑکوں کا ہائی سکول ہے۔ لڑکیوں کے ہائی سکول میں پچھلے 20 سال سے ٹیچر نہیں ہے اور وہاں پر سائنس ٹیچر کی sanctioned post ہی نہیں ہے۔ پہلے دن سے جب سکول بنا تو I do not know کہ کیا سسٹم ہے کہ ہائی سکول establish ہو گیا لیکن سائنس ٹیچر کی اسامی sanctioned ہی نہیں کی گئی۔ اس کے بعد ہائی سکول میں پی ٹی آئی کی بھی اسامی نہیں ہے تو میں نے اور سکول visit کئے تو 50 فیصد سکول ایسے ہیں جن میں پہلے دن سے پی ٹی آئی کی اسامی sanctioned نہیں ہے یا سائنس ٹیچر کی اسامی نہیں ہے تو میری درخواست ہے کہ سکول without Science Teacher or PTI complete نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ذمہ دار افسر بیٹھا ہے تو وہ سروے کرے اور جہاں جہاں سائنس ٹیچر یا پی ٹی آئی نہیں ہیں وہاں یہ posts sanctioned کی جائیں کیونکہ اس کے بغیر تو تعلیم مکمل نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں گزارش کرنا چاہوں گا اور یہاں direction بھی دینا چاہوں گا۔

> The Secretary Education should visit every tehsil, every district, this time sitting in Lahore; he should visit that area and ask the people what is happening over there. Sitting over here will not matter.

چونکہ ہم لوگ پسماندہ علاقے سے ہیں اس علاقے سے elect ہو کر آ رہے ہیں میں سیکرٹری ایجوکیشن کو direction دینا چاہوں گا کہ .He should personally visit there وہاں جا کر وہاں کے مقامی نمائندوں سے رابطہ کریں اور دیکھیں کہ ان کی کیا ضروریات ہیں and then they should formulate a policy of that sort. گورنمنٹ پنجاب نے پورے فنڈز دیئے ہیں ان فنڈز کو صحیح استعمال کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

آپ بیٹھیں سارے۔ Please sit down آپ پہلے بیٹھیں۔ میں ایک ایک کو موقع دوں گا۔ پہلے راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ نے ان پسماندہ علاقوں کے لئے جو direction دی ہے میں اس پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ نے اس اسمبلی میں ایک تاریخی کام کیا ہے اور جس طرح میرے بھائی کرنل صاحب نے کہا ہے کہ صوبے کے 50 فیصد سکولوں میں تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 50 فیصد نہیں، انہوں نے صرف ایک سکول کی بات کی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! انہوں نے 50 فیصد کہا ہے اور میں اس پر پڑھا لکھا پنجاب بنانے والوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حکومتی رکن نے پڑھا لکھا پنجاب کا پول کھول دیا ہے اس پر انہیں استعفیٰ دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو آپ دوسری طرف لے کر جا رہے ہیں۔ یہ بات نہ کریں۔ This is not the issue. میں نے پارلیمانی سیکرٹری سے کہہ دیا ہے اور وہ پسماندہ علاقوں کے لئے کام کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

کرنل (ر) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! یہ پچھلے 20 سال سے ہو رہا ہے۔ جو بھی حکومت آئی اس نے یہ ہی کیا ہے تو آپ ہمیں تو نہیں blame کر سکتے۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر 20 سال سے ٹیچر نہیں ہے۔ پہلے اور حکومتیں بھی تھیں ناں۔ میں تو ایک حکومت کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو حقائق بتا رہا ہوں کہ یہ ہماری حالت ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ نے انہیں بڑی خوبصورت direction دی ہے میری آپ سے درخواست ہے کہ انہیں وقت دیا جائے کہ اگلے سیشن میں سیکرٹری تعلیم آپ کی direction پر رپورٹ پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اچھی رائے ہے اور میں چاہوں گا کہ اس پر عمل کیا جائے۔ سیکرٹری تعلیم اور محکمہ تعلیم وہاں جا کر رپورٹ تیار کریں اور اگلے سیشن میں اسمبلی میں پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! آپ کے احکامات کے مطابق پورے پنجاب کے تحصیل وار اور سکول وار سروے کر کے مفصل رپورٹ داخل کی جائے گی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Now the time is over. Next question is Haji Muhammad Ijaz sahib.

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! سوال نمبر3439۔

یاسمین گرلز ہائی سکول مغل پورہ لاہور میں کم گریڈ رکھنے والی ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی کا جواز

*3439(A): **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یاسمین گرلز ہائی سکول (لال پل) مغل پورہ لاہور میں تعینات ہیڈ مسٹریس کا گریڈ 17 ہے جبکہ ڈپٹی ہیڈ مسٹریس کا گریڈ18 ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ سکول میں مسماۃ شہناز اختر گریڈ18 سینئر ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں، جبکہ ڈپٹی ہیڈ مسٹریس کا گریڈ17 ہے۔

(ب) جز(الف) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ مسز شہناز اختر گریڈ18 کی سینئر ہیڈ مسٹریس ہیں۔ اس چیز کی وضاحت فرمادیں کہ انہیں اس سکول سے کب ٹرانسفر کیا گیا کیونکہ یہ سوال 3 سال پرانا ہے لہذا اس کی تازہ ترین صورتحال کے بارے میں بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اس سکول میں پہلے محمودہ اکرام کے ریٹائر ہونے کے بعد شفقت عارف گریڈ17 کو ہیڈ مسٹریس لگایا گیا۔ اس کے بعد 03-02-08 سے 11-06-03 تک انہوں نے کام کیا۔ اس کے بعد شہناز اختر کا گریڈ18 ہے۔ میرے معزز دوست نے 29-10-03 کو سوال داخل کیا تھا۔ 29-10-03 کو شہناز اختر گریڈ18 بطور ہیڈ مسٹریس کام کر رہی تھیں۔ جب ان کا تبادلہ عمر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن ہو گیا تو اس کے بعد شفقت عارف گریڈ17 صرف دو ماہ کے لئے ہیڈ مسٹریس رہی ہیں لیکن جس دو ماہ کے عرصہ میں وہ ہیڈ مسٹریس رہی ہے اس دو ماہ

کے عرصہ میں گریڈ18 کی کوئی سیکنڈ ہیڈ مسٹریس نہیں تھی۔اس وقت ہیڈ مسٹریس کی یہ پوسٹ گریڈ19 میں اپ گریڈ کر دی گئی ہے اور اس وقت مسماۃ فرحانہ ناز گریڈ19 بطور ہیڈ مسٹریس کام کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کے حوالے سے آپ نے جو کہا وہ بڑی خوش آئند بات ہے اور جس طرح کرنل صاحب نے یہاں پر بات کی ہے۔ میری اس میں یہ تجویز ہے کہ جو پڑھے لکھے پنجاب کا نعرہ لگایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بنیادی تعلیم کے بارے میں ہے اور یہ ہائر ایجوکیشن کے بارے میں ہے۔اس میں کافی پیشرفت ہوئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: وہ پڑھا لکھا پنجاب نہیں ہے بلکہ پریشان حال پنجاب کا نعرہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کافی پیشرفت ہوئی ہے۔اسے آپ کو تسلیم کرنا چاہئے لیکن کالجوں کے معاملے میں ابھی کئی پیچیدگیاں ہیں۔

وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب نے ابھی ہمیں مبارک دی تھی۔ ہم پہلے بھی محترمہ کی فراست اور ذہانت کے قائل تھے اور آج انھوں نے ایک بہت اچھا فیصلہ اے پی سی میں شرکت نہ کرنے کا کیا ہے۔ ہم اس پر بھی ان کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔انھوں نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ حکومت بہت اچھا کام کر رہی ہے اور کسی اے پی سی کی ضرورت نہیں ہے اس لئے میں راجہ صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی قائد نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ پرویز مشرف صاحب کے ملازم ہیں۔ میں ان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ پرویز مشرف صاحب نے آج کہا ہے کہ دہشتگرد واپس آئیں اور میرے ساتھ مذاکرات کریں تو میں انھیں مراعات دینے کے لئے تیار ہوں۔ کل تک پرویز مشرف کہتا تھا کہ میں دہشت گردوں کو اڑا دوں گا، گولی مار دوں گا۔اب جب امریکہ سے آیا ہے تو کہتے ہیں کہ دہشت گرد آئیں اور میرے ساتھ بیٹھیں، مذاکرات کریں تو میں مراعات دینے کے لئے تیار ہوں جو مراعات مانگیں گے دینے کے لئے تیار ہوں۔اس پر میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کو تھوڑی سی شرم

دلاتا ہوں۔

وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی: آپ واپس آکر مذاکرات کرنا چاہ رہے ہیں تو ضرور مذاکرات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ خوش آئند بات ہے۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر3440۔

گورنمنٹ جونیئر گرلز مڈل سکول نمبر2 مغل پورہ لاہور کی اپ گریڈیشن اور مزید کمروں کی تعمیر کا مسئلہ

*3440: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

گورنمنٹ جونیئر گرلز مڈل سکول نمبر2 المعروف لال سکول مجاہد آباد کالونی مغل پورہ لاہور کو کب تک ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا نیز اس کی عمارت میں مزید کمرے کب تک تعمیر کئے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ سکول کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانہ پر پورا نہیں اترتا لہذا اس سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔ ضلعی حکومت وسائل دستیاب ہونے پر مذکورہ سکول میں مزید کمرے تعمیر کرنے کے لئے اقدامات کرے گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر اس سوال کے جواب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ یہ سکول اس criteria پر پورا نہیں اترتا کہ اس کو ہائی کا درجہ دے دیا جائے۔ یہ تین سال پرانا سوال ہے۔ اس وقت اس کی کیا صورتحال ہے۔ پہلے مجھے یہ بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! گورنمنٹ کا ایک فارمولہ ہوتا ہے۔ جس کے تحت جو بھی سکول اس معیار پر پورا اترتا ہے۔ اس کے مطابق اس کی اپ گریڈیشن کی جاتی ہے۔ ہمارا پہلے جو criteria تھا اس میں اب تبدیلی کر دی گئی ہے۔ یہ پہلے سابقہ criteria کی بنیاد پر اپ گریڈ نہیں ہوا تھا۔ سکول سے سکول تک فاصلہ کی شق آڑے آرہی تھی۔ اب اس شق کو اپ گریڈیشن کے لئے ختم کر دیا گیا ہے، پہلے بچوں کی تعداد بھی زیادہ تھی جس کو کم کر دیا گیا ہے۔ اب یہ سکول ہمارے اپ گریڈیشن کے criteria پر پورا اترتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اپ گریڈیشن کے لئے ڈسٹرکٹ

گورنمنٹ سے approval لینے کے بعد یہ سکول اپ گریڈ ہو جائے گا۔کیونکہ وہی DDC کرتے ہیں اور منظوری دیتے ہیں کہ ہمارے سکول میں اتنے سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے۔ ان کی approval آنے کے بعد پنجاب گورنمنٹ کو اس سکول کو اپ گریڈ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ اس کی اپ گریڈیشن ہو جائے گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ کوئی ٹائم دے دیں کہ یہ کب تک اس کو ہائی کر دیں گے کیونکہ اس کے نزدیک کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔یہ بچیوں کا سکول ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سکول میں نئے بلاک اور نئے کمرے بھی بن چکے ہیں۔اس سکول کا رقبہ بھی زیادہ اور بچیاں بھی کافی تعداد میں وہاں پڑھتی ہیں۔یہ کوئی ٹائم بتا دیں کہ کب تک اس کو ہائی کر دیں گے۔ میں ان کا مشکور ہوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے تسلیم کیا ہے کہ موجودہ گورنمنٹ نے اس میں کمرے بھی بنا دیئے ہیں اور دیگر سہولتیں بھی فراہم کر دی ہیں۔یہ سکول اپ گریڈ ہونے کے لئے بالکل ٹھیک ہے۔جب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی طرف سے آئے گا تو اسی وقت ترجیحی بنیادوں پر انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی اپ گریڈ ہو جائے گا۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کب اس کو بھیجتی ہے، کب اس کی DDC ہوتی ہے وہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو کر دیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے کہیں کہ ایک مہینے، دو مہینے یا چار مہینے میں اس کو اپ گریڈ کر دے۔یہ کوئی ٹائم تو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی اپنی ترجیح ہوتی ہے۔ اگر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے 20 سکولوں کو اپ گریڈ کرنا ہے تو یہ ان کی ترجیحات ہیں کہ جہاں سب سے زیادہ ضرورت ہو وہ پہلے اپ گریڈ کریں گے۔ اسی ترتیب سے جہاں اس کا نمبر آئے گا تو یہ ہو جائے گا۔ میں ان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کے نئے منظور شدہ criteria پر پورا اترتا ہے۔یہ نیا criteria بھی اسی لئے بنایا گیا ہے کہ جو سکول پہلے اپ گریڈ نہیں ہو سکتے تھے اس میں نرمی پیدا کی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ سکول اپ گریڈ ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ میرے علاقے کا سکول ہے۔وہاں بچیوں کا اور کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔یہ تقریباً پچھلے بیس سال سے مڈل کا مڈل آ رہا ہے۔کیا بیس سال میں یہ criteria پر

پورا نہیں اترا؟ میں اس لئے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ بچیوں کو ہائی سکول میں جانے کے لئے بہت دور جانا پڑتا ہے یہ اس میں کوئی ٹائم بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو چیمبر میں مل لیں۔ وہ جو بھی مدد کر سکتے ہیں آپ کی مدد کریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو سابقہ ایجوکیشن پالیسی ہوتی تھی۔ اس کے مطابق میٹرک تک تین ڈگریاں ہوتی تھیں۔ جس میں پرائمری، مڈل اور ایک میٹرک پاس ہوتا تھا۔ اب پرائمری پاس کے بعد مڈل پاس کی ڈگری ختم ہو چکی ہے۔ اب مڈل پاس کو کسی بھی سرکاری نوکری کا اہل نہیں سمجھا جاتا اور مڈل پاس کی کوئی ڈگری ہی نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے گورنمنٹ نے یہ پالیسی بنائی تھی کہ رفتہ رفتہ ہم سارے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کر دیں گے کیونکہ مڈل کرنے کے بعد نویں کلاس میں داخلے کے لئے دوسرے سکولوں میں جگہ نہیں ملتی۔ یہ گورنمنٹ کی پالیسی بنی تھی۔ اب ایسے بے شمار سکول موجود ہیں کہ جہاں پر جگہ موجود ہے، کمرے موجود ہیں اور حکومت کی طرف سے ان کو مڈل سے ہائی کرنے پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کی جو پالیسی ہے کہ تمام مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دے دیا جائے گا اس پر کب تک عملدرآمد ہو گا اور کیا اس کا schedule انھوں نے بنایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: محترم شاہ صاحب کا حکم کسی سوال کے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ جنرل پالیسی کے متعلق سوال ہے۔ اس پر میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کی یہ خواہش ہے اور گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جتنے بھی مڈل سکول ہیں ان کو سیکنڈری سکول تک اپ گریڈ کیا جائے گا۔ اب وہ مرحلہ وار پروگرام چل بھی رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ترجیحی بنیادوں پر ہر ضلع میں جہاں زیادہ ضرورت ہے اور جن سکولوں کی اہمیت زیادہ ہے ان کو پہلے اپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔ آہستہ آہستہ تمام مڈل سکول ہائی ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 3512 تنویر اشرف کائرہ صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 3539 محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 3539۔

ڈگری کالج برائے خواتین سانگلہ ہل میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد و دیگر تفاصیل

*3539: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سانگلہ ہل ڈگری کالج برائے خواتین میں لیکچرارز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ کالج کی پرنسپل اور لیکچرارز کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سانگلہ ہل کالج میں تعینات لیکچرارز کئی کئی ماہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتیں؟

(د) کیا حکومت اس سلسلہ میں انکوائری کر کے ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم:

(الف)

اساتذہ کی منظور شدہ تعداد	27
اساتذہ کی موجودہ تعداد جو کام کر رہے ہیں۔	17
خالی اسامیاں	10

تفصیل خالی اسامیاں

پرنسپل گریڈ19	1	اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ18(انگریزی)	1
لیکچرارز گریڈ17	6	لائبریرین گریڈ16	1
ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن	1	کل اسامیاں	10

(ب)

نام	مضامین
1۔ مسز طلعت یاسمین	ایکٹنگ پرنسپل/اسسٹنٹ پروفیسر (ایجوکیشن)
2۔ مسز قدسیہ تنویر	اسسٹنٹ پروفیسر (ایجوکیشن)
3۔ مسز ممتاز نسرین	لیکچرار (انگریزی)
4۔ مسز قیصرہ سید	لیکچرار (انگریزی)
5۔ مسز نجمہ پروین	لیکچرار (اردو)
6۔ مسز سمیعہ جلیل صدیقی	لیکچرار (اردو)
7۔ مسز طیبہ اختر	لیکچرار (اسلامیات)
8۔ مسز آسیہ سعید بٹ	لیکچرار (اردو)

9۔مسز مریم نصیر	لیکچرار(پولیٹیکل سائنس)
10۔مس گلشن مجید	لیکچرار(پولیٹیکل سائنس)
11۔مسز شمس النساء	لیکچرار(ریاضی)
12۔مسز عظمیٰ مجید	لیکچرار(انگریزی)
13۔مسز ضوانہ درخشی	لیکچرار(فزکس)
14۔مسز تسنیم فاطمہ	لیکچرار(فزکس)
15۔مسز مشرف النساء	لیکچرار(سائیکالوجی)
16۔مسز روبینہ صباحت	لیکچرار(اکنامکس)
17۔مس منزہ گل	لیکچرار(بیالوجی)

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ ضلعی حکومت کی رپورٹ کے مطابق لیکچرارز اپنی ڈیوٹی ٹھیک طریقے سے ادا کر رہی ہیں۔

(د) چونکہ تمام ٹیچرز اپنی ڈیوٹی پر باقاعدگی سے آتی ہیں لہذا انکوائری کروانے کی ضرورت نہیں۔اگر کوئی غیر حاضری کی رپورٹ موصول ہوئی تو قواعد کے مطابق فوری کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!انھوں نے تین سال بعد جواب دیا ہے کہ وہاں پر اساتذہ کی تعداد 27 ہے لیکن 17 اساتذہ وہاں پر کام کر رہی ہیں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ تین سال کے بعد بھی ابھی تک 10 سیٹیں ویسے ہی خالی کی خالی ہیں جبکہ بے روزگاری اتنی زیادہ ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ تین سالوں میں خالی سیٹوں پر ان لوگوں کو لگایا جاتا جو بے روزگاری کے ہاتھوں پہلے ہی خودکشیاں کر رہے ہیں۔ پڑھے لکھے پنجاب کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے اور پڑھے لکھے پنجاب میں دس دس سیٹیں ایک ایک کالج میں خالی ہیں ان کو پُر نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر!میں دوسرا ضمنی سوال اس لئے کرنا چاہتی ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ پرنسپل کی سیٹ کے اوپر اسسٹنٹ پروفیسر کام کر رہی ہیں۔ تین سال گزرنے کے باوجود ان کو کوئی ایسی پرنسپل نہیں مل سکی جو وہاں پر کام کر سکے۔

جناب سپیکر!ایک اور ضمنی سوال اس لئے کرنا چاہوں گی کہ سانگلہ کالج میں تعینات لیکچرارز کئی ماہ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہیں رہتیں تو میں نے جس وقت یہ سوال کیا تھا تو اس وقت

مسزرخسانہ، مس منزہ گل، مسز عظمیٰ مجید، مسز روبینہ صباحت اور مسز سمیعہ جلیل وہ لیکچرار تھیں جو لاہور سے جاتی تھیں اور ہفتے میں یہ دو دن کالج میں جاتی تھیں اور باقی ٹائم یہ وہاں سے غیر حاضر رہتی تھیں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے پہلے یہ عرض کیا ہے کہ اگر وہاں کے مقامی لوگوں کو یہ موقع دیا جائے تو کم از کم وہاں کے لوگوں کو بہتر سہولت میسر آسکے گی لیکن ہوتا یہ ہے کہ یہ لاہور سے لوگوں کو وہاں پر بھیجتے ہیں تو پہلی ٹرین miss ہو جاتی ہے تو دوسرے دن وہ خود miss کر دیتی ہیں۔اس طرح ہفتے میں ایک آدھ دن وہاں پر جاتی ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ کہوں گی کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ وہاں پر جیسے شاہ کوٹ یا وار برٹن ہے، وہاں پر جو پڑھے لکھے لوگ ہیں تو وہاں پر مقامی لوگوں کو یہ موقع دیا جائے کہ وہ وہاں پر join کر سکیں بجائے اس کے کہ لاہور سے جن لوگوں کو آپ بھیجتے ہیں وہ تو کئی کئی دن کالج میں جاتے ہی نہیں ہیں۔ کس نے کہا کہ یہ انکوائری کی ہے؟ یہاں تو محکمہ ایجوکیشن کے لوگ دفتروں میں بیٹھ کر ٹیلیفون سننا تک گوارا نہیں کرتے تو ان کے پاس اس کے لئے اتنا ٹائم کہاں ہے؟ جیسا کہ آپ نے کہا کہ باقی تحصیلوں میں جا کر چیک کریں کہ کون آتا ہے یا کون نہیں آتا۔ مجھے دکھ اس بات پر ہے کہ سیکرٹری صاحب کے دفتر کے باہر بیٹھے ہوئے ان کے جو PA ہیں وہ تو ان سے بات تک کروانا گوارا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ سیکرٹری صاحب مصروف ہیں۔ میں نے خود ایک دن تین دفعہ بات کرنے کی کوشش کی تو اس وقت ان کا PA جس کا نام غالباً وسیم ہے وہ اٹھ کر گیا اور اس کی جگہ دوسرا آیا تو پھر اس نے سیکرٹری صاحب سے میری بات کروائی۔

جناب سپیکر! آپ کن لوگوں کو کہتے ہیں کہ وہ تحصیلوں میں جا کر سکولوں کا معائنہ کریں۔ یہاں پر پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر کروڑوں روپیہ عوام کا صرف ماڈلنگ کے اوپر ضائع کیا گیا اور پڑھے لکھے پنجاب پر پیسے خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جیسے میں نے سوال کیا ہے اسی طرح میں وضاحت کے ساتھ اس کا جواب چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! دراصل جس کالج کے متعلق محترمہ نے سوال کیا ہے اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ کسی لیکچرار کی غیر حاضری کے متعلق کوئی شکایت نہیں ہے۔ وقتاً فوقتاً ہائر آفیشلز وہاں پر وزٹ کرتے رہے ہیں جنہوں نے دیکھا ہے کہ وہاں کی حاضری

پوری ہے اور روٹین کے مطابق کام ہو رہا ہے۔اس سوال سے پہلے کوئی تحریری یا زبانی درخواست کسی لحاظ سے ڈیپارٹمنٹ کو موصول ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی انکوائری کی کوئی بات ہے۔ اگر کوئی specificان کے علم میں ہو کہ فلاں فلاں جو لیکچرارز حاضر نہیں ہوتیں تو یہ ہمیں ان کے نام دیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کے مطابق انکوائری کروا کر ان کو بتا دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے رات کو ٹیلیفون کر کے ایک ایک چیز کی دوبارہ انکوائری کی ہے۔آج بھی پرنسپل کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔تین سال سے اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ18 میں بطور پرنسپل کام کر رہی ہے۔دس سیٹیں ابھی تک خالی ہیں وہ کیوں نہیں fill ہوئیں؟ جب27 کی جگہ 17 لیکچرارز کام کر رہی ہوں گی اور دس کی جگہ خالی ہوگی تو آپ مجھے بتائیں کہ وہ کس طریقے سے تمام کلاسوں کو manage کر سکتی ہوں گی۔جب ٹیچرز ہی کم ہوں گی تو وہ پڑھاتی کیا ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جن کے بارے میں آپ کو شکایت ہے آپ ایک درخواست ان کو دے دیں وہ اس کا ایکشن لے کر آپ کو بتا دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ سمجھتی ہیں کہ وہ غیر حاضر ہیں اور کالج نہیں آتیں تو آپ درخواست ان کو دے دیں، وہ اس کی انکوائری کر کے ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! تین سال کے بعد کیا جواب آیا ہے پہلے بھی تو جھوٹ کا ایک پلندہ آیا ہے، ہمیشہ یہی بات کہی جاتی ہے کہ یہ بات غلط ہے۔ میں نے رات کو دوبارہ سانگلہ ہل کی ایک ایک جگہ پر ٹیلیفون کر کے پوری معلومات اکٹھی کی تھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب کسی کالج کی پرنسپل ریٹائر ہو جائے اور یہ آفیشلی کسی کو پرنسپل بنا دیتے ہیں تو یہ کتنے عرصے میں اس کو وہاں پر بطور مستقل پرنسپل تعینات کرتے ہیں؟ سیالکوٹ کے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میں دو ماہ پہلے پرنسپل ریٹائر ہو گئی ہے وہاں پر پرنسپل ابھی تک مستقل بنیادوں پر تعینات نہیں کی گئی۔دوسرا سوال یہ ہے کہ جن سکولوں یا کالجوں میں ٹیچرز نہیں ہیں ان کے پرنسپل کو آپ نے یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ وہ

گیسٹ ٹیچر وہاں پر لگادیں۔ جب تین مہینے گیسٹ ٹیچر پڑھاتے ہیں اور بچوں کا سیشن ختم ہو جاتا ہے تو پھر یہ ان کو فارغ کر دیتے ہیں کہ آپ جائیں آپ نے تین مہینے پڑھالیا ہے اور اگلے چار مہینے چونکہ امتحان ہونے ہیں اور آپ کو تنخواہیں نہیں ملیں گی، اس سلسلے میں حکومت کی پالیسی پر مہربانی فرمائیں کہ جن کو آپ گیسٹ ٹیچر بناتے ہیں ان کو سارے سال کے لئے گیسٹ ٹیچر بنائیں تاکہ وہ کالجوں میں رہ سکیں۔ یہ ان کو ایک ہزار یا دو ہزار تنخواہ دیتے ہیں۔ اس پر ذرا گوندل صاحب وضاحت فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! بگو صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے۔ اگلی میٹنگ میں جب پالیسی بنا رہے ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس تجویز کو ضرور consider کریں گے اور اس کی روشنی میں کوئی لائحہ عمل مرتب کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع گجرات میں سکولوں کی اپ گریڈیشن، کلاسز اور توسیع عمارات کی تفصیل

*3512: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات کے کتنے سکول ایسے ہیں جن کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول کا درجہ دینے کی منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) ان میں سے کتنے سکول ایسے ہیں جن کا درجہ تو بڑھ چکا ہے لیکن کلاسز کا آغاز نہیں ہوا؟

(ج) جن سکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے ان میں سے کتنے سکولوں کی عمارات میں توسیع کر کے کلاس رومز اور دیگر سہولیات میں بھی اضافہ کیا گیا ہے؟

(د) سال 03-2002 کے دوران ضلع گجرات کے سکولوں کی عمارات میں توسیع وغیرہ کے لئے مجموعی طور پر کتنے فنڈز خرچ کئے گئے؟

وزیر تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم ضلع گجرات نے 29 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کی منظوری دے دی ہے، مزید برآں 16 مڈل سکول برائے اپ گریڈیشن ٹو ہائی سکول اور ایک پرائمری سکول برائے اپ گریڈیشن ٹو مڈل سکول under process ہے، فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں سے پانچ کا درجہ بڑھ چکا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ان سکولوں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول کنگ چنن
2۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول چکریاں
3۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول فتہ بھنڈ
4۔ گورنمنٹ بوائز ایلیمنٹری سکول خوجہ
5۔ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول خوجیانوالی

یہ سکولز 06-09-01 کو اپ گریڈ ہوئے ہیں اب ان میں اساتذہ کی بھرتی Phase-II میں ہو جائے گی بھرتی کے فوراً بعد کلاسوں کا اجراء ہو جائے گا۔

(ج) مذکورہ 29 سکولوں کی عمارات میں توسیع کر کے کلاس رومز اور دیگر سہولیات میں اضافہ کیا گیا ہے۔ سکول وار نئے کلاس رومز کی تعداد اور دیگر مہیا کی جانے والی سہولیات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 03-2002 کے دوران ضلع گجرات کے سکولوں کی عمارات میں توسیع وغیرہ کے لئے مجموعی طور پر 61.524 ملین فنڈز خرچ کئے گئے

مزید برآں سال 2003-04	-/62.546 ملین	
سال 2004-05	-/116.402 ملین	
سال 2005-06	-/337.183 ملین	
سال 2006-07	-/23.593 ملین	(دسمبر 2006 تک)
میزان	-/601.248 ملین	

لاہور۔ایجوکیشن کالج برائے خواتین میں طالبات اور اساتذہ کی تفصیلات

*3540: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں لڑکیوں کے لئے صرف ایک ایجوکیشن کالج ہے؟

(ب) اس میں طالبات کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) اس میں تعینات اساتذہ کی تعداد اور نام بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت طالبات کی سہولت کے لئے مزید کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے کہ ضلع لاہور میں طالبات کے لئے صرف ایک ایجوکیشن کالج ہے تاہم لاہور میں تین کالجز آف ایجوکیشن موجود ہیں، جن میں کوایجوکیشن ہے۔

(ب) مذکورہ کالج میں طالبات کی کل تعداد 1305 ہے۔

(ج) مذکورہ کالجز میں اساتذہ کی تعداد 34 ہے، ان اساتذہ کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔	ڈاکٹر مسز مرد سلمان	2۔	مسز طاہرہ چودھری
3۔	مسز فرحت سلیم	4۔	مسز نسرین بتول قیصر
5۔	مسز منزہ انجم	6۔	مسز مریم صدیقہ
7۔	مسز شاہدہ رضوی	8۔	مسز سعیدہ اجمل
9۔	مسز عذرا سعید	10۔	مس روبیلہ گیلانی
11۔	مسز شمیم خان	12۔	مس شگفتہ جبیں
13۔	مسز عفت خالد	14۔	مسز شاہ بانو
15۔	مسز زرغونہ نسیم	16۔	مسز شگفتہ آصف
17۔	مسز جمیلہ نصرت	18۔	مسز نعمانہ عابد
19۔	مسز جویریا واصف	20۔	مسز عابدہ جاوید
21۔	مسز طلعت رشید	22۔	مسز ثمینہ ناہید
23۔	مسز آمنہ منصور	24۔	مسز افشاں زبیر
25۔	مسز راحیلہ کوثر	26۔	مسز عابدہ خالد
27۔	مسز زیب النساء	28۔	مسز رفعت مسعود
29۔	مسز مراۃ العین	30۔	مسز نورین ممتاز

31- مسز عارفہ زرین 32- مسز تنویر کوثر
33- مس فارینہ صلاح الدین 34- مسز بشریٰ شاہد

(د) کالج ہذا یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا constituent کالج ہے اور یونیورسٹی کی رپورٹ کے مطابق فی الحال لاہور میں مزید ایجوکیشن کالج کی ضرورت نہ ہے۔

تحصیل پاکپتن میں تعلیمی اداروں کی تعداد و نئے تعلیمی اداروں کا قیام و دیگر تفصیل

*3659: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل پاکپتن میں بوائز کالج، ہائی، مڈل اور پرائمری سکولوں کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ کالج و سکولوں کی کتنی بلڈنگز نامکمل ہیں کتنے سکولوں میں بجلی کی سہولت نہ ہے؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں گرلز کالج، ہائی، مڈل اور پرائمری سکول کی تعداد کیا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(د) کیا مذکورہ تحصیل میں موجود سکولوں و کالجوں کی تعداد آبادی کے تناسب سے درست ہے سکول و کالج کے اجراء کے لئے حکومتی معیار کیا ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب نہ میں ہے تو کیا حکومت مزید نئے کالج و سکول تعمیر کرنے کو تیار ہے تاکہ آبادی کی تعلیمی ضرورت کو پورا کیا جاسکے؟

وزیر تعلیم:

(الف) تحصیل پاکپتن میں ایک بوائز کالج، ایک بوائز ہائر سیکنڈری سکول، 21 بوائز ہائی سکولز، 23 بوائز مڈل سکولز اور 207 بوائز پرائمری سکولز کام کر رہے ہیں۔ مذکورہ سکولوں کے جائے وقوع کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ کالج و سکولوں میں کسی کی بلڈنگ نامکمل نہ ہے جبکہ ایک مڈل اور 141 پرائمری سکولوں میں بجلی کی سہولت موجود نہ ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ تحصیل میں ایک گرلز کالج، ایک گرلز ہائر سیکنڈری سکول، پانچ گرلز ہائی سکولز، 24 گرلز مڈل سکولز اور 152 گرلز پرائمری سکولز کام کر رہے ہیں، مذکورہ سکولوں کی جائے وقوعہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) آبادی کے تناسب سے تحصیل پاکپتن میں موجود کالجز کافی ہیں جبکہ اس تحصیل میں مزید دو گرلز ہائی سکول، چھ بوائز مڈل سکول، تین گرلز مڈل سکول، بارہ بوائز پرائمری سکول اور چھ گرلز پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے سکول و کالج کے قیام کے لئے مروجہ پیمانہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت بجلی سے محروم سکولوں کو فراہمی بجلی اور مزید سکولوں کے قیام کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

ایف سی کالج لاہور کے رقبے اور لیز سے متعلقہ تفصیلات

*3709: ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایف سی کالج کا کل رقبہ کتنا ہے اس رقبہ میں چرچ کے نام کتنی اراضی ہے اراضی کے مالکوں کے نام اور پتاجات فراہم کئے جائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کالج کی اراضی لیز پر ہے یہ لیز کتنے عرصہ کے لئے تھی اس میں کب اور کتنی بار کتنے کتنے عرصہ کے لئے اضافہ کیا گیا، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیپو ہال نیلا گنبد لاہور بھی کالج کو دے دیا گیا ہے ہال کی اراضی کے مالکوں کے نام اور پتاجات نیز یہ کس معاہدے / کس اتھارٹی کے حکم سے دیا گیا تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ایف سی کالج کا کل رقبہ 108 ایکڑ ایک کنال 8 مرلہ اور 103 مربع فٹ ہے، اس رقبے کی ملکیت پریسبیٹیرین چرچ (یو ایس اے) کے پاس ہے اور پراپرٹی کا ٹائیٹل بورڈ آف فارن مشن آف دی پریسبیٹیرین چرچ، ان دی یو ایس اے کے نام پر ہے، اس ادارے کا پتا پاکستان میں 6۔ایمپریس روڈ لاہور اور امریکہ میں ہیڈ آفس 100 وودر سپون سٹریٹ، لوئی ویل، کنٹکی سٹیٹ، یو ایس اے ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) درست ہے۔ تاہم ہال کی اراضی حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔

گورنمنٹ گرلز کالج چونا منڈی لاہور۔ راستہ سے متعلقہ مسائل

*4166: محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چونا منڈی گرلز کالج اندرون شہر، لاہور کا واحد پوسٹ گریجویٹ کالج ہے جس تک جانے کا راستہ انتہائی خراب، ٹوٹا پھوٹا اور تنگ و تاریک ہے دونوں اطراف جوتیوں کی دکانیں ہیں اور ہر وقت رش رہتا ہے جس کے باعث طالبات سخت پریشانی کا شکار ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس راستہ کو کشادہ کرنے، کالج کسی اور جگہ منتقل کرنے، جوتیوں کی دکانوں کو کسی اور جگہ شفٹ کرنے یا کوئی اور متبادل راستہ فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) طالبات کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت مذکورہ کالج کو جانے والے راستہ کو کشادہ کرنے کی سکیم سالانہ ترقیاتی منصوبہ میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اس کے علاوہ مذکورہ کالج تک جانے کے لئے ایک متبادل راستہ کی فراہمی کے لئے ایک مکان اور چند دکانیں خرید کر سرکلر روڈ کو کالج سے منسلک کرنے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

صوبہ میں قائم انجینئرنگ یونیورسٹیوں اور دیگر متعلقہ ادارہ جات کی تفصیل

*4454: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ بھر میں کل کتنی انجینئرنگ یونیورسٹیاں / دیگر ادارہ جات قائم ہیں اور یہاں کون کون سے علوم کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) کیا ان اداروں میں داخلہ کے خواہش مند تمام امیدواروں کو داخلہ مل جاتا ہے اگر نہیں تو کیا حکومت سیٹوں میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت عصری تقاضوں کے پیش نظر مزید ادارہ جات قائم کر رہی ہیں یا منصوبہ جات زیر غور ہیں تفصیلات مہیا کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) صوبہ پنجاب میں دو انجینئر نگ یونیورسٹیاں ہیں ایک لاہور میں اور دوسری ٹیکسلا میں، دیگر ادارہ جات اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم کی تفصیل "Annex"C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں میں داخلہ کے خواہش مند امیدواروں کو داخلہ صرف ان کی اہلیت اور میرٹ کی بنیاد پر دیا جاتا ہے، حکومتی اقدامات کے نتیجہ میں یہ یونیورسٹیاں اپنے عملی دائرہ کار کو بڑھا رہی ہیں جس کی وجہ سے ان یونیورسٹیوں میں سیٹوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔

(ج) حکومت نے عصری تقاضوں کے پیش نظر انجینئر نگ یونیورسٹیوں کے ذیلی کالجز اور sub campuses جہلم، چکوال، فیصل آباد اور کالا شاہ کاکو میں کھول دیئے ہیں، کالا شاہ کاکو کیمپس ابھی زیر تعمیر ہے۔ آئندہ سال اس میں داخلے متوقع ہیں۔ اس طرح ان کیمپسز کی وجہ سے مزید طلباء کے داخلے کی گنجائش پیدا ہو گئی ہے۔ مزید برآں ہائر ایجوکیشن کمیشن انجینئر نگ کی ترقی کے لئے صوبہ میں بیرونی ممالک کے اشتراک سے انجینئر نگ یونیورسٹیز قائم کر رہا ہے نیز جنرل ایجوکیشن میں حکومت نے نہ صرف چند کالجز کو upgrade کر کے یونیورسٹی کا درجہ دیا ہے، بلکہ مزید ادارے قائم کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے۔

سرکاری سکولوں میں وصول کردہ مختلف فنڈز کی تفصیل اور جواز

*4592: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری سکولوں میں یونین فنڈ 1.50 پیسے، حلال احمر فنڈ 12 پیسے، میڈیکل فنڈ 38 پیسے اور جرمانہ غیر حاضری 25 پیسے کے حساب سے طالب علموں سے وصول کیا جا رہا ہے؟

(ب) مذکورہ فنڈز کی وصولی کب سے اس شرح کے تحت وصول کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ دور میں جب پیسے کی value ختم ہو چکی ہے بلکہ حکومت نے پیسے کا سکہ جاری کرنا بند کر دیا ہے تو ان فنڈز کی پیسوں میں وصولی ابھی تک کس وجہ

سے کی جا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ فنڈز کی وصولی بند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ ان تمام فنڈز کو یکجا کر دیا گیا ہے جس کا نام فروغ تعلیم فنڈ ہے جو کہ نہم دہم سے سات روپے چھٹی ساتویں آٹھویں سے -/6 روپے اور پرائمری میں ایک روپے ہے، فروغ تعلیم فنڈز طلباء کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب کے تمام سرکاری سکولوں میں یونین فنڈ، ہلال احمر فنڈ اور میڈیکل فنڈ مورخہ 01-04-1979 سے وصول کئے جا رہے تھے جن کو مورخہ 07-04-2004 سے یکجا کر کے ایک فنڈ بنا دیا گیا ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فروغ تعلیم فنڈ کی وصولی روپوں میں کی جاتی ہے۔

(د) ان فنڈز کی موجودہ صورت (فروغ تعلیم فنڈ) کی وصولی بند کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے، کیوں کہ یہ تمام فنڈز طلباء کی فلاح و بہبود کے کاموں پر ہی خرچ ہوتے ہیں۔

گوجرانوالہ شہر، بوائز انٹر کالجز اور سٹاف کی تفصیل

*4629: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کتنے گورنمنٹ بوائز انٹر کالج ہیں کیا حکومت ان کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) ان کی مکمل تعداد مع سٹاف بیان کی جائے؟

(ج) کیا ان کالجوں میں عملے کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت کالجوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کوئی بھی بوائز انٹر کالج نہیں ہے۔

(ب) غیر متعلقہ

(ج) غیر متعلقہ

(د) غیر متعلقہ

گوجرانوالہ شہر، گرلز مڈل / پرائمری سکولوں اور سٹاف کی تفصیل

*4632: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں اس وقت کتنے گرلز مڈل اور پرائمری سکول ہیں، ان کی مکمل تعداد مع سٹاف بیان کی جائے؟

(ب) کیا ان سکولوں میں عملے کی تعداد پوری ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت سکولوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف)

تعداد گرلز مڈل سکولز	تعداد اساتذہ	تعداد گرلز پرائمری سکولز	تعداد اساتذہ	مکمل تعداد اساتذہ
18	342	52	383	725

(ب) سکولوں میں عملے کی تعداد پوری ہے، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جزہائے بالا کی روشنی میں سوال غیر متعلقہ ہے تاہم صوبے کے وہ سکول جہاں پر اساتذہ کی کمی ہے، اس کمی کو پورا کرنے کے لئے محکمہ کنٹریکٹ پر بھرتیاں کر رہا ہے۔

کلاس ششم و نہم میں داخلوں کی حکومتی پالیسی سے متعلقہ تحفظات

*4721: چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ تعلیمی سال سے گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق گورنمنٹ سکولوں میں کلاس ششم اور نہم میں بورڈ کا امتحان پاس کرنے والے طلبہ کو ہی داخلہ دیا جائے گا جس کی پہلے سے مناسب تشہیر نہ کی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہزاروں پرائیویٹ سکولوں نے پانچویں اور آٹھویں کلاس کے طلبہ سے بورڈ کا امتحان نہیں دلوایا جس وجہ سے ان سکولوں کے طلبہ گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق گورنمنٹ سکولوں میں داخلہ لینے سے محروم ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس سال بورڈ کے امتحان کی شرط کو ایک سال کے لئے مؤخر کر کے اس کی مناسب تشہیر کے بعد اگلے سال سے اس پالیسی پر عملدرآمد کروانے اور تمام گورنمنٹ اور پرائیویٹ سکولوں کے لئے کلاس پنجم اور ہشتم کے بورڈ کے امتحان لازمی دلوانے کا پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) اگرچہ یہ درست ہے کہ حکومتی پالیسی کے تحت 2004 میں کلاس ششم اور نہم میں داخلوں کے لئے بالترتیب کلاس پنجم اور ہشتم کے محکمانہ امتحانات پاس کرنے کی پابندی عائد کی گئی تھی جس کے لئے باقاعدہ تشہیر بھی کی گئی تھی تاہم طلباء اور والدین کے مطالبہ پر اس فیصلہ کو ایک سال کے لئے مؤخر کر دیا گیا تھا۔

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز (الف) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

صدیقہ کالونی، بھوآنہ تحصیل چنیوٹ، گورنمنٹ پرائمری سکول کے مسائل

*4725: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول صدیقہ کالونی، بھوآنہ، تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ، کب کتنی لاگت سے مکمل ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول ہذا کی چار دیواری نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول ہذا میں صرف ایک ٹیچر تعینات ہے، جو کہ ہفتہ میں صرف ایک دن سکول آتا ہے اور اپنی ہفتہ بھر کی حاضریاں لگا کر چلا جاتا ہے؟

(د) کیا محکمہ کے کسی آفیسر نے اس سکول کا visit کیا ہے تو ان افیسران کے نام، عہدہ اور گریڈ نیز visit کی تاریخ فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ سکول کی چار دیواری بنانے اور ٹیچر کو حاضری کے لئے پابند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول صدیقیہ کالونی بھوانہ 1996 میں -/3,12,000 روپے کی لاگت سے مکمل ہوا تھا۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) سکول ہذا میں دو ٹیچرز تعینات ہیں جبکہ ان کی غیر حاضری کے سلسلہ میں کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) مہر مستان علی ڈی ای او (ایلیمنٹری) جھنگ اور اقبال حسین اے ای او (مردانہ) مرکز بھوانہ کی جانب سے کئے گئے معائنوں کی تفصیل درج ذیل ہے تاہم اس سکول کا آخری بار معائنہ 13-01-2007 کو کیا گیا ہے۔

DETAIL OF VISIT GOVT. PRIMARY SCHOOL SIDDIQUEIA COLONY BHAWANA TEHSIL CHINIOT DISTRICT JHANG.

SR.NO	NAME OF OFFICER WITH DESIGNATION	GRADE	DATE OF VISIT
1.	Iqbal Hussain (AEO-M)	16	20-09-2003
2.	-do-	16	22-12-2003
3.	-do-	16	12-01-2004
4.	-do-	16	13-02-2004
5.	-do-	16	08-03-2004
6.	-do-	16	08-04-2004
7.	Maher Mastan Ali Javed DEO(M-EE) Jhang	19	17-04-2004
8.	Iqbal Hussain(AEO-M)	16	29-11-2004
9.	-do-	16	17-12-2004
10.	-do-	16	02-03-2005
11.	-do-	16	15-09-2006
12.	-do-	16	29-11-2006
13.	-do-	16	13-01-2007

(ہ) صوبہ بھر میں اساتذہ کی حاضری کو یقینی بنانے کے لئے پہلے ہی مانیٹرنگ اینڈ ایلویلشن سیل قائم کر دیا گیا ہے۔

سکولوں سے متعلق ایم۔پی۔ایز کی ترقیاتی سکیموں پر عملدرآمد میں تفریق کا جواز

*4738: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تمام ایم۔پی۔ایز سے ان کے حلقہ میں واقع سکولوں کی خستہ عمارات، چار دیواری کی تعمیر، فرنیچر وغیرہ کی فراہمی سے متعلق ترجیحات مانگی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ای۔ڈی۔او(ای) بہاولپور نے بھی حکومت کی اس پالیسی کے تحت حلقہ پی پی۔272 کے سکولوں کی عمارات، چار دیواری، فرنیچر وغیرہ کی فراہمی سے متعلق ترجیحات متعلقہ ایم۔پی۔اے سے مانگیں جو ای۔ڈی۔او(ای) کے دفتر میں جمع کروائی گئی تھیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب جن سکولوں کی بہتری کے منصوبہ جات پر کام حکومت کی طرف سے شروع کیا جارہا ہے وہ متعلقہ ایم۔پی۔اے کی طرف سے دی گئی ترجیحات کے مطابق نہ ہو رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ حلقہ کے ایم۔پی۔اے کی ترجیحات کو نظر انداز کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے ایم پی ایز سے ان کے حلقہ میں واقع سکولوں کی خستہ عمارات، چار دیواری اور فرنیچر وغیرہ کی فراہمی کے لئے ترجیحات لینے کے لئے حکم دیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ای ڈی او(تعلیم) نے اس پالیسی کے تحت پی پی۔272 کے لئے ایم پی اے صاحب سے ترجیحات مانگی تھیں جو دفتر میں موصول ہوئیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ جن سکولوں کی بہتری کے منصوبہ جات پر ضلع بہاولپور میں کام ہو رہا ہے وہ متعلقہ ایم پی اے کی طرف سے دی گئی ترجیحات کے مطابق نہ ہیں بلکہ تمام منصوبہ جات ان ترجیحات میں سے لئے گئے ہیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ترجیحات میں معمولی ردوبدل سٹینڈنگ کمیٹی کے اس فیصلہ کی بناء پر ہوا ہے کہ:۔
(i) پہلے ان اداروں کی چاردیواری مکمل کی جائیں جو فیز(1) میں نامکمل رہ گئی ہیں۔
(ii) Femaleاداروں کو میل اداروں پر ترجیح دی جائے۔

اس کے باوجود تمام منصوبہ جات سٹینڈنگ کمیٹی کے اس فیصلہ کو سامنے رکھتے ہوئے ترجیحات سے لئے گئے ہیں مزید برآں ضلع بہاولپور میں سے زیادہ رقم پی پی۔272 میں خرچ کی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بہاولپور کی رپورٹ کے مطابق حلقہ مذکورہ میں کل 15.451 ملین رقم کیadministrative approvalsجاری کی گئیں جن میں6.758 ملین فیز-Iکی سکیموں اور 8.693 ملین فیز-IIکی سکیموں کے لئے تھیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل مری، کوٹلی ستیاں، راولپنڈی، تعلیمی ریفارم پروگرام فنڈز کا استعمال

*4751:راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب نے تعلیمی ریفارم پروگرام کے تحت ضلع راولپنڈی کے لئے مختص پندرہ کروڑ روپے میں سے تحصیل مری و کوٹلی ستیاں میں واقع جن پرائمری یا ایلیمنٹری سکولز کی حالت بہتر بنانے کے اقدامات کئے ہیں ان کے نام اور مختص شدہ رقم کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ رقم سے پنڈی کی دیگر تحصیلوں کے سکولز کے لئے مختص کردہ رقم تحصیل وار بیان فرمائیں کیا ضلع راولپنڈی کی تمام تحصیلوں کو برابر فنڈز فراہم کئے جارہے ہیں اگر جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) جز(الف) میں شامل سکولز کا موجودہstatusکیا ہے کب تک کام مکمل کر لیا جائے گا؟

وزیر تعلیم:

(الف) حکومت پنجاب نے "پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام" کے تحت پہلے مالی سال 2003-04میں-/29147000000روپے اور 2004-05میں-/131200000 روپے اور 2005-06 میں -/166007000روپے ضلع راولپنڈی کو مہیا کئے گئے تھے ضلع راولپنڈی کی تحصیل مری اور کوٹلی ستیاں میں پرائمری و ایلیمنٹری سکولز، جن

کی حالت بہتر بنانے کے لئے مالی سال 04-2003 میں اقدامات کئے گئے، ان سکولز کے نام، خرچ کردہ رقم اور کام کی کیفیت کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تحصیل کوٹلی ستیاں	رقم	کیفیت
1۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول دنی بگلہ	13,40,900/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
2۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کھل چتر	7,19,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
3۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول پوٹھا پاریاں	1359,800/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
4۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سانتھ سروالا	1369,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کروڑ	1518100/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
6۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول لیتھرار	13,27000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
7۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کروڑ	2,31,700/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
8۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سرمنڈل	2,95,200/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
9۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بیگا۔	12,12,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
10۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چیراں کھیتر	15,03,400/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
کل رقم	1,08,76,100/- روپے	

تحصیل مری	رقم	کیفیت
1۔ گورنمنٹ بوائز ایلیمنٹری سکول گھیل	12,70,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
2۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول گیا	13,44,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول دیوال نمبر 1	4,30,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
4۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کوہالہ	15,90,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول اوررا	3,30,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
6۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول اوررا	4,15,000/- روپے	کام مکمل ہو چکا ہے۔
7۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول اوسیا	15,20,000/- روپے	کچھ حصہ زیر تکمیل ہے۔
8۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گوہی نمبر 7	15,20,000/- روپے	کچھ حصہ زیر تکمیل ہے۔
کل رقم	84,19,000/- روپے	

(ب) اس پروگرام کے تحت تحصیلوں کو مساوی فنڈز فراہم نہیں کئے گئے تھے ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ سٹیرنگ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا چیئرمین ضلع کا ممبر صوبائی اسمبلی ہے، اس کمیٹی کے ذمہ ڈسٹرکٹ پروفائل میں سے ان سکولوں کا ترجیحی بنیادوں پر تعین کرنا، جن میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے اور درجہ بندی کر کے فنڈز کی فراہمی کے لئے ضلعی حکومت کو سفارش کرنا شامل ہے، لہذا ضلعی حکومت سٹیرنگ کمیٹی کی سفارشات کے مطابق فنڈز فراہم کرتی ہے، ضلع راولپنڈی کی تحصیلوں کو مالی سال 04-2003 میں سکولوں کے لئے فنڈز کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	تحصیل گوجر خان	40,56,500/- روپے
2۔	تحصیل کہوٹہ	1,50,90,100/- روپے
3۔	تحصیل کوٹلی ستیاں	1,08,76,100/- روپے
4۔	تحصیل مری	84,19,000/- روپے
5۔	تحصیل راولپنڈی	4,95,84,000/- روپے
6۔	تحصیل ٹیکسلا	1,24,66,300/- روپے
	کل رقم	14,04,92,000/- روپے

(ج) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

سرکاری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں، ایڈوانس فیس کی وصولی کا جواز اور حکومتی اقدامات

*4775: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے بھر میں اس مرتبہ بھی پرائیویٹ اور سرکاری شعبے میں قائم تعلیمی اداروں میں موسم گرما کی چھٹیوں کے موقع پر 2 اور 3 ماہ کی ایڈوانس ٹیوشن فیس وصولی کا عمل جاری رہا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے یہ دعوی کیا تھا کہ اس مرتبہ کسی بھی تعلیمی ادارے کو advance فیس وصول کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس بے ضابطگی کا نوٹس کیوں نہ لیا؟

وزیر تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے والدین پر اضافی مالی بوجھ کے پیش نظر طلباء سے گرمیوں کی چھٹیوں کے موقع پر 3 ماہ کی ایڈوانس ٹیوشن فیس وصول نہ کرنے کی ہدایات پرائیویٹ شعبہ کو بذریعہ چٹھی نمبر NO.SO(A-II)1-19/2004 مورخہ 24-05-2004 جاری کی ہیں۔ نوٹیفکیشن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ سرکاری شعبہ میں قائم سکولوں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

(ب) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(ج) تمام ای ڈی اوز (ایجوکیشن) پنجاب کو اس پر عملدرآمد کی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو2002تا حال دی گئی مالی امداد کی تفصیل

*4776:رانا آفتاب احمد خان:کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبے میں پرائیویٹ سیکٹر میں قائم تعلیمی اداروں کو کتنی کتنی رقومات بطور قرض، امداد، انعام ودیگر مقاصد کے تحت سرکاری خزانہ یا Education Foundation کی جانب سے مالی سال 03-2002 سے رواں مالی سال کے دوران جاری کی گئیں کن بنیادوں اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم اور کس قانون کے تابع، ہر ایک تعلیمی ادارے کا نام اور رقم کے حوالے سے تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

صوبے میں پرائیویٹ سیکٹر میں قائم تعلیمی اداروں کو مالی سال 03-2002 سے لے کر مالی سال 07-2006 تک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے فنڈ میں سے کل قرضہ جات مبلغ-/2,0481401روپے اور امداد مبلغ-/23,40,969روپے برائے تعمیر عمارات و خرید سازو سامان دیئے گئے اور ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کے دیئے گئے قرضہ میں سے مبلغ-/1,99,43,093روپے ٹیکنیکل اداروں کو برائے خرید فرنیچر و سازو سامان دیئے گئے جن کی تفصیل فہرست تتمہ (الف وب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے 03-2002 میں جاری کی گئی امداد یا قرض بوجہ بورڈ کی تعمیر نو اور ڈائریکٹر بورڈ کے کام نہ کرنے کی وجہ سے تقسیم نہ کیا گیا۔

2۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ایکٹ مجریہ 1991 کی دفعہ 4(ا) کے تحت فاؤنڈیشن کے جملہ انتظامات اور اس کے معاملات بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سپرد ہیں انہی اختیارات کے تحت پرائیویٹ سیکٹر میں قائم تعلیمی اداروں کی مالی امداد دینے کی منظوری بورڈ آف ڈائریکٹرز سے لی جاتی ہے۔

3۔ تمام تعلیمی اداروں کو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ایکٹ مجریہ 1991 کی دفعہ 14 کے تحت حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کے وضع کردہ قواعد برائے فراہمی امداد قرضہ اور پٹہ اراضی 1991 کے تحت مذکورہ قرضہ جات مہیا کئے گئے۔

نوٹ: بورڈ آف ڈائریکٹرز کے فیصلہ مورخہ 2001-09-19 کے تحت مالی امداد (گرانٹ) بند کر دی گئی ہے۔

کنٹریکٹ پر بھرتی انگلش ٹیچرز سے متعلق PST اور سپریم کورٹ کے احکامات پر عملدرآمد کی صورتحال

*4833: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1995 میں انگلش ٹیچرز کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے تھے اگر ہاں تو ان کو کن شرائط پر بھرتی کیا گیا تھا ان شرائط کی ایک کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دس سال گزرنے کے باوجود ابھی تک ان انگلش ٹیچرز کو مستقل نہ کیا گیا ہے جبکہ ان کے حق میں پنجاب سروس ٹربیونل اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی فیصلہ دیا ہے کہ ان کو مستقل کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ان ٹیچرز کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے کنٹریکٹ کی شرائط کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ تقریباً 10992 انگلش ٹیچرز کو پنجاب کے تمام اضلاع میں مستقل کر دیا گیا ہے، 1100 ٹیچرز کے کاغذات کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے، مکمل جانچ پڑتال کے بعد ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

(ج) تقریباً 10992 کے قریب انگلش ٹیچرز کو پنجاب کے تمام اضلاع میں مستقل کر دیا گیا ہے، چند ٹیچرز کے کاغذات کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے، مکمل جانچ پڑتال کے بعد ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان، ہال کی تعمیر کی تفصیلات

*4839: جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے میموریل ہال کی تعمیر کب شروع ہوئی عرصہ تکمیل، لاگت کا تخمینہ، اخبار میں اشتہار ہوا تو کاپی اخبار، کن فرموں / ٹھیکیداروں نے

ٹینڈر جمع کروائے ان کے نام، پتاجات، تجربہ اور کس کو ٹھیکہ الاٹ ہوا تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہال کی تعمیر میں کروڑوں روپیہ خُورد بُرد کیا گیا جس پر انکوائری کروائی گئی انکوائری رپورٹ کی کاپی، خُورد بُرد کرنے والوں کے نام، رقم، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ ہال کی تعمیر میں تاخیر اور خُورد بُرد کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یونیورسٹی انتظامیہ کی رپورٹ کے مطابق بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان کے کانووکیشن ہال کی تعمیر کا کام مورخہ 14-09-2001 کو شروع ہوا۔

اس کام کی تکمیل کا عرصہ 24 ماہ تھا۔

تخمینہ لاگت -/4,15,62,139 روپے۔

اشتہار اخبار بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

i) ایشیئن کنسٹرکشن کمپنی علی پور روڈ مظفر گڑھ

ii) میسرز نصیر سلیم اینڈ کمپنی، مکان نمبر 1799 پوسٹ بکس نمبر 134 دارالشیخ روڈ ملتان۔

iii) میسرز فرنٹیر کنسٹرکشن کمپنی (Pvt) لمیٹڈ، لاہور

ایشیئن کنسٹرکشن کمپنی:

یہ فرم عرصہ 25 سال سے تعمیری کام کر رہی ہے، یونیورسٹی میں اس نے مندرجہ ذیل پراجیکٹس مکمل کئے ہیں۔

(1) کیمسٹری بلاک
(2) انسٹیٹیوٹ آف لینگویجز
(3) فزکس بلاک
(4) دو گرلز ہاسٹلز
(5) رہائش گاہیں آفیسرز
(6) بوائز ہاسٹل ایگریکلچر کالج (حمزہ ہال)
(7) بوائز ہاسٹل (عثمان ہال، فیز 1)
(8) پانی کی ٹینکی

اس کے علاوہ محکمہ بلڈنگز میں کافی کام کر رہے ہیں۔

میسرز نصیر سلیم اینڈ کمپنی:

(1) میٹریل سائنس لیبارٹری
(2) کمپیوٹر سائنس لیبارٹری
(3) عائشہ ہال (گرلز ہاسٹل، فیز-II)
(4) بوائز ہاسٹل، فیز-II حمزہ ہال
(5) سول انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ
(6) الیکٹریکل انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ
(7) پلانٹ پیتھالوجی ڈیپارٹمنٹ
(8) 12 رہائش گاہیں
(9) جامع مسجد

اس کے علاوہ محکمہ بلڈنگز میں کافی کام کر رہی ہے۔

میسرز فرنٹیئر کنسٹرکشن کمپنی (Pvt) لمٹیڈ، لاہور:

یہ فرم عرصہ 25 سال سے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی میں کام کرا رہی ہے اور اس نے مندرجہ ذیل کام کئے ہیں۔

(1)	بیرونی کام بجلی نیو کیمپس	(2)	فارمیسی ڈیپارٹمنٹ
(3)	سنٹرل لائبریری	(4)	یونیورسٹی گیسٹ ہاؤس
(5)	بیرونی کام بجلی مختلف پراجیکٹس	(6)	ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ
(7)	20 رہائش گاہیں	(8)	بیرونی کام بجلی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ
(9)	بیرونی سروس 8 عدد رہائش گاہیں		

اس کے علاوہ محکمہ بلڈنگز میں بھی کام کر رہے ہیں۔

کانووکیشن ہال کی تعمیر کا کام میسرز فرنٹیئر کنسٹرکشن کمپنی (Pvt) لمٹیڈ، 96-A فیصل ٹاؤن لاہور کو الاٹ ہوا۔

(ب) ابتدائی انکوائری رپورٹ کے مطابق متعلقہ اہلکاران انجینئرنگ ونگ (1) میاں عزیز احمد، پراجیکٹ ڈائریکٹر، سکیل 19، (2) جناب آفتاب احمد سہو، یونیورسٹی انجینئر، سکیل نمبر 18، (3) میاں اللہ بخش، اسسٹنٹ انجینئر، سکیل نمبر 17، نے یونیورسٹی کو مبلغ -/1,19,33,590 روپے نقصان پہنچایا۔ سنڈیکیٹ کے فیصلہ کے مطابق متعلقہ ذمہ دار اہلکاران کے خلاف پنجاب ریموول فرام سروس آرڈیننس 2000 کے تحت کارروائی کی گئی اور کام روک دیا گیا مزید یہ کہ سنڈیکیٹ نے چارج شیٹ منظور کی اور متعلقہ اہلکاران کو suspend کر کے ان کے خلاف انکوائری کی ہدایت کی انکوائری کمیٹی کی رپورٹ پر سنڈیکیٹ نے ذاتی شنوائی کے بعد فیصلہ دیا کہ افسران مذکورہ کو فوری طور پر ملازمت سے برخاست کر دیا جائے، ٹھیکیدار کو بلیک لسٹ کر دیا جائے اور اس کے خلاف یونیورسٹی کو نقصان پہنچانے پر فوجداری مقدمہ دائر کیا جائے اور اس سے نقصان کی رقم کی وصولی کی جائے، سنڈیکیٹ کے مذکورہ احکامات پر عملدرآمد ہو گیا ہے۔ ٹھیکیدار مذکور نے سول جج ملتان کی عدالت سے حکم امتناعی (stay order) لے لیا ہے اس مقدمہ کے خارج ہونے کی صورت میں مزید کارروائی کی جائے گی جواب کی مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یونیورسٹی کانووکیشن ہال کی تعمیر سے متعلق جو بے قاعدگیاں ہوئیں، متعلقہ ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کی جاچکی ہے، جبکہ ہال کی بقیہ تعمیر کے سلسلہ میں پیشرفت کی جارہی ہے۔

ایلیمنٹری بورڈ کے قیام اور دیگر متعلقہ مسائل کی تفصیل

*4845: چودھری محمد اشرف کمبوہ: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پانچویں اور آٹھویں جماعت کے محکمانہ امتحانات لینے کے لئے سیکنڈری بورڈ کی طرز کا کوئی ایلیمنٹری بورڈ نہ ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ امتحانات لینے والے اساتذہ کرام کو کسی قسم کا کوئی بھی معاوضہ نہیں دیاجاتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس طرح اساتذہ کرام پیپرز کی مارکنگ میں کسی قسم کی دلچسپی نہیں لیتے نتیجتاً رزلٹ لیٹ ہو جاتے ہیں اور فرضی رزلٹ تیار کر کے بچوں کو پاس کر دیا جاتاہے ؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت پنجاب، پانچویں اور آٹھویں کے محکمانہ امتحانات لینے کے لئے باقاعدہ ایلیمنٹری بورڈ تشکیل دینے، امتحانات لینے اور پیپرز کی مارکنگ کرنے والے اساتذہ کو معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ہاں تو حکومت کب تک اس پر عملدرآمد کرے گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ پانچویں اور آٹھویں جماعت کے امتحانات لینے کے لئے سیکنڈری بورڈ کی طرز پر کوئی ایلیمنٹری بورڈ نہ ہے تاہم حکومت پنجاب نے "پنجاب ایگزامینیشن کمیشن" کے نام سے صوبائی سطح پر ایک ادراہ قائم کیا ہے، جو پانچویں اور آٹھویں جماعت کے امتحانات کے انعقاد کا ذمہ دار ہے۔

(ب) جماعت پنجم اور ہشتم کے امتحانات محکمانہ تصور کئے جاتے ہیں۔ ان امتحانات کے لئے معاوضہ شروع ہی سے نہیں دیا جاتا، بلکہ اس امتحانی ڈیوٹی کو سرکاری ڈیوٹی کا لازمی حصہ تصور کیا جاتاہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔پیپرز کی مارکنگ اور رزلٹ کی تیاری جیسے کام پوری ذمہ داری سے انجام دیئے جاتے ہیں اور نتائج کی تیاری کو بروقت یقینی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے پانچویں اور آٹھویں جماعت کے امتحانات کو بہتر بنانے کے لئے پہلے ہی "پنجاب ایگزامینیشن کمیشن" تشکیل دیا ہے جو امتحانات کے نظام میں بہتری لانے کے لئے سرگرم عمل ہے امتحانات لینے اور پیپرز کی مارکنگ کے لئے معاوضہ ادا کرنے کا کوئی پروگرام زیر غور نہ ہے تاہم وسائل کی دستیابی پر اس معاملے کو زیر غور لایا جاسکتا ہے۔

ڈونگہ بونگہ، بہاولنگر، تعمیر گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول اور فراہمی عملہ کی تفصیل

*4870: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ڈونگہ بونگہ ضلع بہاول نگر کی عمارت کب تعمیر ہوئی ہے؟

(ب) اس سکول کو تدریسی عملہ کب تک فراہم کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری ڈونگہ بونگہ کی عمارت 03-2002 میں تعمیر کی گئی۔

(ب) اس سکول کی (SNE) کی منظوری محکمہ خزانہ نے کر دی ہے۔ مذکورہ سکول کو تدریسی عملہ حکومت کی طرف سے عائد بھرتی و تبادلہ کی پابندی کے خاتمہ پر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرے گی۔

انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا، توسیع منصوبے اور حصول اراضی کی تفصیل

*4872: جناب محمد وقاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا کا توسیع منصوبہ حکومت اور یونیورسٹی انتظامیہ کے پیش نظر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس منصوبے کے لئے زمین کا حصول جاری ہے جس پر زمینداروں کے تحفظات ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونیورسٹی کو اس وقت دو مختلف اطراف سے سڑک کا راستہ جا رہا ہے جبکہ اس منصوبے میں تیسری سڑک یونیورسٹی تک پہنچانے کا ارادہ ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) ٹیکسلا نے زیادہ تر زمینداروں / مالکان کو رقوم کی ادائیگی کر دی ہے، جن زمینداروں کے تحفظات تھے انہوں نے عدالت میں کیس دائر کئے ہوئے ہیں، لہذا متعلقہ شعبہ عدالت کے فیصلے کی روشنی میں مزید کارروائی کرے گا۔

(ج) یونیورسٹی کا اپنا باقاعدہ کوئی راستہ یا سڑک نہیں ہے۔ یونیورسٹی تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔

1۔ شمال مغرب کی طرف سے ایچ ایم سی کے اندر سے گزر کر آنا پڑتا ہے، جس کے اپنے گیٹ لگے ہوئے ہیں اور مالکانہ حقوق ہیں۔ مزید برآں یونیورسٹی اور ایچ ایم سی کے درمیان دکانوں سے گھری ہوئی تنگ سڑک ہے جس کو یونیورسٹی کا راستہ کہنا مناسب نہ ہے۔

2۔ جنوب مشرق کی طرف سے راستہ صوبہ سرحد میں سے گزرتا ہے جو کہ کچا ہے اور اس راستے کا کچھ حصہ پنجاب میں سے گزرتا ہے جو کہ محکمہ آثار قدیمہ کی ملکیت ہے اس لئے یونیورسٹی کا اپنا مناسب راستہ ضروری ہے۔ اس راستے کے لئے اور یونیورسٹی کے مزید توسیعی منصوبہ جات کے لئے حکومت نے اجازت دی ہے۔

پی پی۔141 لاہور، سکول و کالجز، عمارات اور تعمیراتی کاموں کی تفصیل

*4876: میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔141 لاہور میں سرکاری سکول اور کالجز کس جگہ کس کس نام سے اور کتنے عرصے سے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے سکولوں اور کالجوں کی عمارات حکومت کی ملکیت اور کتنی کرایہ پر ہیں ان کے کرایہ کی تفصیل الگ الگ بیان کریں؟

(ج) حکومت موجودہ مالی سال میں پی پی-141 میں کتنے سکولوں اور کالجوں کی عمارات تعمیر کر رہی ہے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کریں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ کمپری ہینسیو سکول گھوڑے شاہ میں اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں حکومت ان اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی رپورٹ کے مطابق حلقہ پی پی-141 لاہور میں دو کالج اور چھبیس سکول ہیں ان کی فہرست مع نام اور کام کرنے کا عرصہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی رپورٹ کے مطابق کوئی کالج کرائے کی عمارت میں نہ ہے جبکہ سات سکول کرایہ کی عمارت میں کام کر رہے ہیں، فہرست مع کرایہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی رپورٹ کے مطابق موجودہ مالی سال میں مذکورہ حلقہ میں کسی سکول کی نئی عمارت تعمیر نہیں ہو رہی ہے، علاوہ ازیں گورنمنٹ گرلز انٹر کالج راوی روڈ داتا نگر بادامی باغ لاہور جو کہ فی الوقت ایک گرلز ہائی سکول کی عمارت میں کام کر رہا ہے، کی عمارت کی تعمیر کے لئے جگہ کی دستیابی پر تخمینہ لاگت دستیاب ہو سکے گا۔

(د) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ سکول میں صرف گیارہ اسامیاں خالی ہیں۔ تبادلہ جات / تقرری پر پابندی اٹھائے جانے پر مذکورہ اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

محکمہ تعلیم، ملازمین کی بے جا ٹرانسفرز تدارک کے لئے حکومتی اقدامات

*4885: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوجہ سیاسی انتقام و جاگیردارانہ سوچ کلاس فور کے ملازمین نائب قاصد خالد پرویز، نیشنل پی۔اے۔ایف ہائی سکول سرگودھا کو rolling stone بنایا ہوا ہے اور فروری 2003 تک متعدد بار ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے

سکول ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے؟

(ب) سرکاری ملازمین کے خلاف انتقامی کارروائی کے تدارک کے بارے محکمہ تعلیم نے کوئی گائیڈ لائن پالیسی وضع کی ہے اگر ہے تو اسے ایوان میں پیش کیا جائے اور اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بوجہ سیاسی انتقام و جاگیر دارانہ سوچ خالد پرویز نائب قاصد گورنمنٹ نیشنل گرلز ہائی سکول PAF base سرگودھا کو رولنگ سٹون بنایا ہوا ہے اور فروری 2003 تک اسے متعدد بار ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے سکول ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول طرطی پور جہاں اس کا تبادلہ مورخہ 03-02-01 کو کیا گیا تھا۔ اس میں نائب قاصد کی سیٹ خالی نہ تھی لہذا اسے مورخہ 03-02-27 کو گورنمنٹ گرلز کمیونٹی ماڈل سکول دھوری تحصیل بھلوال میں ایڈجسٹ کر دیا گیا۔

(ب) سرکاری ملازمین کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کارروائیاں نہیں کی جارہی ہیں اور تبادلہ جات کے سلسلہ میں tenure پالیسی پر سختی سے عمل کیا جارہا ہے۔

محکمہ تعلیم گوجرانوالہ، 2002 تاحال، بھرتی کی تفصیل

*4935: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ تعلیم ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور دیگر تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ تعلیم ضلع گوجرانوالہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے اور ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	سال	کل اسامیاں	بھرتی شدہ	خالی
1۔	2002	1321	933	388
2۔	2003	642	437	205
3۔	2004	284	186	98
4۔	2005	-	-	-
5۔	2006	960	863	97
	کل میزان	3207	2419	788

(ب) تمام بھرتی جاری کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی فراہم کردہ محکمہ تعلیم کے مطابق میرٹ پر کی گئی ہے، سال وار میرٹ پالیسی میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2002، 2003، 2004، 2005، 2006 میں تشکیل پانے والی ریکروٹمنٹ کمیٹیوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

سال	نام اخبار	تاریخ
2002	جنگ	21-06-2002
2003	جنگ	11-09-2003
2004	جنگ	05-06-2004
2006	پاکستان	06-04-2004

(ہ) رولز میں نرمی کرکے کسی بھی امیدوار کو بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔

حیدر آباد ٹاؤن سرگودھا، گرلز و بوائز کالجز کا قیام

*5031: چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حیدر آباد ٹاؤن تحصیل و ضلع سرگودھا کا ایک انتہائی گنجان آباد علاقہ ہے جبکہ اس علاقے میں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی کالج موجود نہیں ہے اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بسوں اور ویگنوں پر روزانہ تقریباً 10 کلومیٹر کا سفر کر کے شہروں میں پڑھنے کے لئے آتے ہیں؟

(ب) کیا حکومت مستقبل قریب میں یہاں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک یہ کالج تعمیر کئے جائیں گے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے تاہم مذکورہ علاقہ میں لڑکیوں کے لئے ایک ہائر سیکنڈری سکول موجود ہے۔

(ب) ایجوکیشن devolved subject ہے ہر ضلعی حکومت محکمہ تعلیم حکومت پنجاب، کے جاری کردہ criteria کے تحت علاقہ کی آبادی اور دیگر وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے کالجوں کے قیام کے منصوبہ جات تیار کرتی ہے۔ ضلعی حکومت سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ علاقہ میں ایک بوائز انٹر کالج کے قیام کے منصوبہ پر کام جاری ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہلم، اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (فزیکل ایجوکیشن) کی تعیناتی

*5035: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (فزیکل ایجوکیشن) کی ذمہ داریاں / فرائض اور اس کی محکمانہ اہمیت و افادیت بیان فرمائیں؟

(ب) اس وقت ضلع جہلم میں AEOs(PE) کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل بیان فرمائیں نیز خالی اسامیاں کتنے عرصہ اور کس وجہ سے خالی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ضلع جہلم کے شعبہ فزیکل ایجوکیشن میں بہتر انتظامی معاملات چلانے کے لئے مذکورہ خالی اسامیوں پر کوالیفائڈ آفیسرز کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (فزیکل ایجوکیشن) تعلیمی اداروں میں جسمانی تعلیم و تربیت کھیلوں کی سرگرمیوں اور بوائز سکاؤٹس / گرلز گائیڈ سے متعلقہ امور کی نگرانی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

(ب) ضلع جہلم میں اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر (فزیکل ایجوکیشن) مردانہ اور زنانہ کی اسامیاں منظور شدہ ہیں۔ یہ دونوں اسامیاں مطلوبہ اہلیت کے افسران نہ ہونے کی وجہ سے بالترتیب 01-01-2000 اور 26-12-2000 سے خالی ہیں۔

(ج) مذکورہ اسامیاں پر کرنے کے لئے ضلع جہلم میں مطلوبہ اہلیت کے افسران موجود ہیں۔ نئی تقرری کی صورت میں ان اسامیوں کو پُر کر دیا جائیگا۔

راولپنڈی، مردو خواتین ایجوکیٹرز کی بھرتی کی تفصیل

*5040: جناب محمد وقاص: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں ایجوکیٹر کے لئے کتنے خواتین و مرد افراد نے درخواستیں جمع کرائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے افراد کو ایجوکیٹر رکھ لیا گیا؟

(ج) تحصیل ٹیکسلا میں کتنے خواتین و مرد بھرتی کئے گئے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع راولپنڈی میں 2002 سے 2006 تک جو ایجوکیٹر بھرتی ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	درخواست دہندہ (مرد ایجوکیٹر)	تعداد بھرتی (ایجوکیٹر)	درخواست دہندہ (خواتین ایجوکیٹر)	تعداد بھرتی (ایجوکیٹر)
2002	825	288	6358	347
2003	672	154	6007	220
2004	855	208	6927	137
2006	2975	357	5058	281

(ب) ضلع راولپنڈی میں 2002 سے 2006 کی تفصیل جز (الف) کے جواب میں درج کر دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل ٹیکسلا میں2002 سے2006 تک بھرتی ہونے والے ایجوکیٹرز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	مرد ایجوکیٹرز	خواتین ایجوکیٹرز
2002	11	18
2003	06	04
2004	22	31
2006	43	07

ڈی۔جی۔خان گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سخی سرور سلطان کی اپ گریڈیشن

*5067: محترمہ شہناز سلیم ملک: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ سخی سرور سلطان ضلع ڈی جی خان میں صرف گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ہے اور میٹرک کی کلاس نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کو28 کلومیٹر دور ڈی۔جی۔خان شہر میں جانا پڑتا ہے بے پناہ سفری مشکلات پیش آنے کی وجہ سے طالبات کی اکثریت تعلیم چھوڑ دیتی ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سکول کو سیکنڈری کا درجہ دینے کے لئے تیار ہے تو کب، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکول مروجہ فارمولہ کے تحت اپ گریڈ کئے جانے کے لائق ہے اس سلسلہ میں تمام ضروری کارروائی کی جا رہی ہے اور ضلعی گورنمنٹ سےADP میں شامل کرنے کی سفارش بھی کی جارہی ہے۔اس سلسلہ میں محکمہ ایجوکیشن کا مراسلہ نمبر SO(Schools)1-22/2006 مورخہ 21-09-2006 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

میٹرک سائنس کے پرائیویٹ امیدواروں کے لئے بورڈ کے امتحان میں پابندی

*5089: محترمہ صبیحہ بیگم: کیاوزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 9th اور 10th کلاس کے پرائیویٹ طلباء اور طالبات پر بورڈ کے سائنس کے ساتھ امتحانات دینے پر پابندی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ سائنس پڑھنے اور پڑھانے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ امتحانات دینے والے طلباء اور طالبات کی تعداد ٹوٹل تعداد کے تقریباً نصف کے برابر ہوتی ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پابندی ہٹانے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کی سفارشات کے مطابق تعلیمی سیشن 06-2004 سے نہم اور دہم کلاس کے پرائیویٹ طلباء وطالبات پر بورڈ کے سائنس مضامین / پریکٹیکل مضامین کے ساتھ امتحانات دینے پر پابندی لگائی گئی بعد ازاں یہ پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ اب اس کا اطلاق تعلیمی سیشن 07-2005 سے ہوگا۔ واضح رہے کہ بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ اداروں کے طلباء وطالبات پر ایسی پابندی نہ ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ پرائیویٹ سائنس مضامین پڑھنے والے طلباء وطالبات کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے۔ پرائیویٹ امتحانات دینے والے طلباء وطالبات کی تعداد ٹوٹل تعداد کا تقریباً ایک تہائی ہوتی ہے۔

(د) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ پابندی دو سال کے لئے ختم کی گئی ہے۔ اب اسی پابندی کا اطلاق تعلیمی سیشن 06-2005 سے ہوگا۔ تاہم یہ پابندی لگانے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

- پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں سائنس لیبارٹریز کا فقدان ہے۔
- اکثر پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ تربیت یافتہ نہ ہیں اور ان میں سائنس کے مضامین پڑھانے کی اہلیت نہ ہے۔
- پرائیویٹ طلبا و طالبات پریکٹیکلز سے پوری طرح استفادہ نہیں کر پاتے لہذا وہ پریکٹیکلز میں اچھے نمبر حاصل کرنے کے لئے غیر قانونی طریقوں سے عملی ممتحن تک رسائی کرتے ہیں۔

- یہ پابندی تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے لگائی گئی ہے۔
- ایسی ہی پابندی انٹرمیڈیٹ سطح پر پہلے ہی لاگو ہے۔

پی پی-85 گوجرہ، تعلیمی اداروں، سٹاف اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*5110: چودھری اظہر ندیم گجر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شہر گوجرہ اور پی پی-85 میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ہیں؟

(ب) گوجرہ پی پی-85 کے کتنے سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے؟

(ج) کیا اس سال میں سٹاف کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے؟

(د) پی پی-85 میں کتنے سکول رواں سال میں اپ گریڈ ہوئے ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) شہر گوجرہ اور پی پی-85 میں 20 ہائی، 32 مڈل اور 115 پرائمری سکول ہیں۔

(ب) گوجرہ پی پی-85 کے 130 سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے۔

تفصیل درج ذیل ہے:-

سکول	بوائز	گرلز	میزان
ہائی	8	6	14
پرائمری و مڈل	86	30	116
کل میزان	94	36	130

(ج) حلقہ پی پی-85 میں مختلف کیٹیگری کے 44 ایجوکیٹرز بھرتی کئے گئے ہیں۔ اس طرح تقریباً 29 فیصد کمی پوری کر دی گئی ہے۔

(د)

i۔ رواں سال میں مندرجہ ذیل سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں۔

1۔ مسجد مکتب سے پرائمری کا درجہ 4 سکول

2۔ پرائمری سے ایلیمنٹری کا درجہ 5 بوائز 3 گرلز

(ii) اپ گریڈ کہاں کہاں واقع ہیں۔

مسجد مکتب سے پرائمری سکول

1- چک نمبر299ج-ب

2- چک نمبر179گ-ب

3- چک نمبر245گ-ب، چک نمبر98ج-ب

کل چار سکول

پرائمری سے ایلیمنٹری کا درجہ:-

بوائز سکولز:

1- 162گ-ب

2- 158گ-ب

3- 155گ-ب

4- 242گ-ب،5-244گ-ب

گرلز سکولز:

1- اسلام پورہ گوجرہ

2- 297ج-ب

3- 370ج-ب

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

قرارداد

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سیکرٹری اسمبلی سعید احمد صاحب مورخہ 4-مارچ2007 کو اپنی چالیس سالہ مدت ملازمت مکمل کرنے کے بعد ریٹائر ہو رہے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں نے قائد حزب اختلاف سے بھی بات کی ہے، رانا ثناء اللہ صاحب اور احسان اللہ وقاص صاحب سے بھی بات کی ہے تو ان کی پنجاب اسمبلی کے لئے جو خدمات ہیں ان کو ہم متفقہ طور پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس سے پہلے ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پاس ہو لینے دیں پھر بات کر لیجئے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: میں اسی سے متعلقہ مختصر سی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سعید صاحب نے بطور سیکرٹری یہاں پر بڑے اچھے طریقے سے اسمبلی کے کام کو چلایا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست ہے کہ جہاں آپ پورے پنجاب کے لوگوں کو extension دے رہے ہیں۔ یہ اسمبلی نومبر تک ختم ہو جائے گی تو میری حکومت پنجاب سے یہ درخواست ہے کہ ان کو بطور سیکرٹری ایک سال کی extension دے دی جائے۔ جب اسمبلی کا tenure ختم ہو جائے گا تو پھر آٹومیٹک اگلے tenure میں کوئی نیا سیکرٹری آ جائے گا۔ میں اس سلسلے میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ ہماری طرف سے اور اپنی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کر لیں، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اپوزیشن کو بھی اور حکومت کے دوستوں کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا تو ان کو ایک سال کی extension دے دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پاس ہونے دیں پھر اس کے بعد آپ نے جو بات کرنی ہوگی وہ کر لیجئے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رانا صاحب! مجھے بات کر لینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہی add کرنا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب نہایت شریف انسان ہیں اور ان کا بڑا وسیع تجربہ ہے۔ جب پنجاب میں کوئی بھی آفیسر ریٹائر نہیں ہو رہا ہے، پولیس والوں کو اور ڈی سی او کو آپ کنٹریکٹ پر لگا رہے ہیں تو اگر ان کو بھی extension دے دی جائے تو اس میں کوئی ایسی قباحت نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی لاء منسٹر صاحب بات کر لیں اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

سیکرٹری اسمبلی جناب سعید احمد کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ معزز ایوان سیکرٹری پنجاب اسمبلی جناب سعید احمد جو اپنی مدت ملازمت مکمل کر کے مورخہ 4-مارچ 2007 کو ریٹائر ہو رہے ہیں، کی دوران ملازمت خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ جناب سعید احمد ایک انتہائی، قابل، محنتی، تجربہ کار، فرض شناس، ایماندار اور اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل شخصیت ہیں۔ انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں تقریباً چالیس سال مختلف حیثیتوں میں خدمات سرانجام دی ہیں اور بطور سیکرٹری اسمبلی اس معزز ایوان کی کارکردگی کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے قابل قدر اقدامات کئے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے شائع ہونے والی تمام مطبوعات میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہ ایوان ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ سے یاد رکھے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں باقی زندگی میں بھی اسی طرح کامیاب و کامران رکھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ معزز ایوان سیکرٹری پنجاب اسمبلی جناب سعید احمد جو اپنی مدت ملازمت مکمل کر کے مورخہ 4- مارچ 2007 کو ریٹائر ہو رہے ہیں، کی دوران ملازمت خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ جناب سعید احمد ایک انتہائی، قابل، محنتی، تجربہ کار، فرض شناس، ایماندار اور اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل شخصیت ہیں۔ انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں تقریباً چالیس سال مختلف حیثیتوں میں خدمات سرانجام دی ہیں اور بطور سیکرٹری اسمبلی اس معزز ایوان کی کارکردگی کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے قابل قدر اقدامات کئے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے شائع ہونے والی تمام مطبوعات میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہ ایوان ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ سے یاد رکھے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں باقی زندگی میں بھی اسی طرح کامیاب و کامران رکھے۔"

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب کو ہم بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! یہ قرارداد تو ہو لینے دیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جس محنت اور انتہائی دیانتداری کے ساتھ انہوں نے چالیس سال تک اپنی خدمات سرانجام دیں اس پر ان کو ہم خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں اور میں اپنے تمام دوستوں کی طرف سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر پرویز مشرف صاحب کو اس اسمبلی سے extensionدی جاسکتی ہے تو سیکرٹری اسمبلی کو بھی extensionدی جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج جس شخصیت کے بارے میں ہاؤس نے یہ متفقہ رائے دی ہے ان کی گراں قدر خدمات کے عوض اور جس جانفشانی، محنت اور لگن سے انہوں نے اس چالیس سال میں پنجاب اسمبلی کی خدمت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ پر بھی کچھ فرض عائد ہوتا ہے کہ میں بھی ان کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک شخص ایک ادارے کے لئے، ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور ایک ادارے کے لئے اس نے دن رات محنت کی ہے اور وہ اسمبلی کے ساتھ منسلک رہے ہیں آج جب یہ قرارداد پیش کی جارہی ہے میں with a heavy heartان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ ان کی آئندہ زندگی کامیاب گزرے اور اللہ تعالیٰ ان کو بہتر سے بہتر مقام دے۔ ہاؤس نے جو یہاں پر خیالات پیش کئے ہیں وہ بھی سامنے رکھے جائیں گے۔ سپیکر صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں تو میں ان خیالات کو ان تک پہنچادوں گا اور جو ہاؤس کے خیالات ہیں اس کے پیش نظر ہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کو ان کی کارکردگی پر میں مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس میں میرے ساتھ ہیں۔ ان کو آپ مبارکباد پیش کریں کہ جس طریقے سے انہوں نے کام کئے ہیں۔

آوازیں: Extensionکے حوالے سے بھی فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو خیالات کا اظہار کیا ہے چونکہ یہ فیصلہ سپیکر صاحب نے کرنا ہے۔ یہ ان تک پہنچایا جائے گا اور وہ سی ایم صاحب سے بات کریں یا جو بھی ہوگا لیکن اس موقع پر میں ان کو اپنی اور ہاؤس کی طرف سے خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد میں ان کو ان دعاؤں کے ساتھ مبارکباد دوں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر مقام پر کامیاب اور کامران رکھے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے بھی یہی خیالات ہیں اور میں آپ سب کی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کروں گا۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان سیکرٹری پنجاب اسمبلی جناب سعید احمد جو اپنی مدت ملازمت مکمل کر کے مورخہ 4- مارچ 2007 کو ریٹائر ہو رہے ہیں، کی دوران ملازمت خدمات کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ جناب سعید احمد ایک انتہائی، قابل، محنتی، تجربہ کار، فرض شناس، ایماندار اور اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل شخصیت ہیں۔ انہوں نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں تقریباً چالیس سال مختلف حیثیتوں میں خدمات سرانجام دی ہیں اور بطور سیکرٹری اسمبلی اس معزز ایوان کی کارکردگی کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے قابل قدر اقدامات کئے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے شائع ہونے والی تمام مطبوعات میں انہوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ یہ ایوان ان کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ سے یاد رکھے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں باقی زندگی میں بھی اسی طرح کامیاب وکامران رکھے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے باقیوں نے تو oppose نہیں کیا آپ کیسے کر سکتے ہیں۔ ابھی تو ساروں نے متفق کیا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں لیکن قرارداد کے بارے میں کیسے روک سکتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن جو بات کرنا چاہ رہے ہیں بے شک وہ کریں لیکن میری پورے معزز ایوان سے استدعا ہو گی کہ ہم نے بڑے مخلصانہ اور صدق دل سے، ہمارے دل کے اندر کی جو آواز تھی ہم نے ایک شخص کو اس کی خدمات کے عوض اس کو خراج تحسین پیش کیا ہے اب اس کو اس طرح مذاق میں نہ اڑایا جائے اور جس طرح میرے بھائی نے---

جناب سپیکر! میں نے ابتداء میں یہاں سے اٹھ کر قائد حزب اختلاف سے گزارش کی، رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کی، احسان اللہ وقاص صاحب سے گزارش کی اور consensus کے ساتھ ان کی مشاورت کے ساتھ ان کے کہنے پر ہم ایک متفقہ قرارداد لے کر آئے ہیں اب اگر ایک مقرر رکن اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ I oppose it. تو میں سمجھتا ہوں کہ this is not a good thing. اس لئے اگر وہ کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں لیکن یہ کہہ کر مت بات کریں کہ آپ اس کو oppose کر رہے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہاں ٹریژری کے دوست پتا نہیں کس لئے اس بات کو زیادہ support نہیں کر رہے۔ زیادہ دوستوں نے یہ کہا کہ یہ اسمبلی کے آخری ماہ باقی رہ گئے ہیں، یہ آخری سال ہے اگر واقعی ان کی خدمات کی تعریف کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو pending کر لیں سپیکر صاحب کو ہماری sentiments بتائیں کہ یہ آخری سال ہے بجائے کسی اور آدمی کو نوازنے کے، کسی اور آدمی کو ایک سال contract پر رکھنے کے انہی کو جاری رکھیں اگر وہ راضی نہیں ہوتے تو پھر اس قرار داد پر بات کریں اس وقت تک یہ pending رکھیں۔ راجہ بشارت کے حالات و واقعات نظر یہ آ رہے ہیں کہ گورنمنٹ ان کو extension نہیں دینا چاہتی جبکہ اکثریت کی رائے ہے کہ ان کو extension دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ یہ تو نہ کہیں کہ آپ اس کو oppose کرتے ہیں۔ آپ اس کو controversy میں نہ لے کر آئیں۔ میں نے یہ کہا ہے کہ میں آپ کے خیالات سپیکر صاحب تک پیش کر دوں گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس وقت تک اس قرار داد کو pending کر لیا جائے۔ Monday تک pending کر لیں Tuesday تک pending کر لیں۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف، رانا ثناء اللہ خان اور سید احسان للہ وقاص صاحب نے متفقہ طور پر اس کو support کیا ہے اور ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں جو قرار داد آئی ہے اس پر ہم اتفاق کرتے ہیں اور جہاں تک یہاں پر ایک نیا issue آیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اصولی طور پر سول سروس یا کسی بھی سروس میں جو extension کلچر ہے کیا ہم سیکرٹری اسمبلی کے لئے جن خیالات کا اظہار کر رہے ہیں اصولی طور پر کیا ہم ملک میں سول یا ملٹری سروسز میں

extension culture کے حق میں ہیں یا نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ نیچے بیٹھے ہیں کسی بھی رینک میں وہ سول سروس میں ہوں یا وہ ملٹری سروس میں ہوں ان کی حق تلفی ہوتی ہے جب اوپر سے آپ کسی بندے کو extension culture کے تحت دو، چار، پانچ، دس سال تک وہ اپنے ایک ہی عہدے پر کام کرتا ہے تو نیچے frustration آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس issue کو open نہ کیا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ آج اگر سیکرٹری اسمبلی کو extension نہیں دینی ہے تو پھر صوبہ پنجاب کسی سرکاری بیوروکریٹ کو جو ریٹائر ہو جائے اس کو قطعاً میری بالکل ذاتی رائے ہے کہ کوئی extension culture اس صوبے میں نہیں ہونا چاہئے اور اس کی ابتداء اگر سیکرٹری اسمبلی سے ہو تو اس کو پورے پنجاب کی بیوروکریسی کے اوپر implement ہونا چاہئے یہ نہیں کہ آپ DCO باہر سے پکڑ کر کنٹریکٹ پر رکھیں اور نیچے جو لوگ اور جو اس سیٹ کے لئے qualify کرتے ہیں ان کو آپ نظر انداز کر دیں۔ بہت شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میرا بھی ایک چھوٹا سا resolution ہے اس کی اجازت دیں۔ کل اسمبلی میں اس افسوسناک واقعہ کا ذکر آیا۔ محترمہ مرحومہ ظل ہما کی اور ایک تجویز پیش ہوئی تھی کہ ان کی یادگار قائم کی جائے لیکن پوری بات نہیں ہو سکی تھی۔ ایک ہماری سکیورٹی کی حالت یہ ہے کہ دن دیہاڑے ایک بے گناہ عورت کو قتل کیا گیا۔ جو آدمی کمزور کو مارتا ہے اس سے برا اور ظالم کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس کی یادگار کے لئے میں آپ سے اور ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ محترمہ کی فوٹو اس ہال میں لگائی جائے اگر اس ہال میں نہیں لگ سکتی تو حسن محمود صاحب کی فوٹو جہاں کھڑی ہے اس کے اوپر لگا دی جائے تاکہ یہ ان مولویوں کے منہ پر تھپڑ پڑے جو مظلوموں کو قتل کرتے ہیں، جو عورتوں کو قتل کرتے ہیں۔ اسمبلی میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک وزیر عورت کو دن دیہاڑے قتل کیا گیا۔ یہ حکومت کے لئے بھی سوچنے کی بات ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی خطرناک ہے کہ آپ کے وزیر بھی محفوظ نہیں ہیں مہربانی کر کے اس پر رائے لیجئے اور اگر یہ چاہتے ہیں تو ان کی فوٹو حسن محمود والی جگہ پر لگا دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترمہ ظل ہما کے بہیمانہ قتل پر کل جس طریقے سے سارے ہاؤس نے مذمت کی وہ قابل تحسین ہے اور اس سلسلے میں وہ وزیر بعد میں تھیں، پہلے اس ہاؤس کی ممبر تھیں، اس مقدس ہاؤس کی ایک محترم شخصیت تھیں۔ ریکارڈ پر بات آئی ہے کہ یہ شیطان سرور جس کو مولوی سرور کبھی نہیں کہنا چاہئے۔ پریس کے لوگ بیٹھے ہیں میں ان سے بھی استدعا کروں گا کہ اس کا نام مولوی سرور نہیں بلکہ شیطان سرور ہونا چاہئے۔ اس شیطان سرور نے اس محترم شخصیت کا قتل کیا اور اتنا ظالمانہ قتل کیا کہ اس کے پیچھے جو motive اس نے بتایا، ہر چیز کے پیچھے ایک motive ہوتا ہے اس نے جو motive بتایا وہ انتہائی خطرناک اور ہولناک ہے اور اس نے motive یہ بتایا کہ یہ عورت بغیر پردے کے کیوں تھی اور یہ عورت سربراہ حکومت نہیں بن سکتی تو میں ایک بات آپ کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ماضی میں اگر یہی شخص دس معصوم عورتوں کا قتل کر کے بچ گیا ہے تو صرف اس وجہ سے بچا کہ ہمارے ملک کے پراسیکیوشن سسٹم میں جھول اور اس میں کمزوریاں تھیں جس کی وجہ سے یا کوئی غیبی ہاتھ اس کی مدد کر رہے تھے۔ آج صبح میں "جیو" کی پٹی دیکھ کر آیا ہوں کہ آج وہ جھول اور پراسیکیوشن کی کمزوری پھر شروع ہو گئی ہے حالانکہ کل اسی ہاؤس میں یہ مطالبہ ہو رہا تھا کہ اس شیطان صفت درندے کو یہاں سرعام پھانسی دی جائے اور کل وہ کیس دہشت گردی کی عدالت میں گیا تھا لیکن آج صبح جب وہ کیس دہشت گردی کے جج کے سامنے پیش ہوا تو وہاں وہ کون سا ایسا ہاتھ ہے کہ جس نے argue کیا کہ یہ کیس دہشت گردی کا کیس نہیں بنتا اور آج صبح وہ کیس عام عدالتوں میں چلا گیا ہے لہذا وہ ہاتھ تلاش کرنا چاہئے اور میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس سے بڑا terrorism act اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ عورتوں کو terrorize کر رہا ہے اور پوری انسانیت کو terrorize کر رہا ہے تو میں راجہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں اپیل کریں اور یہ کیس دہشت گردی کی عدالت میں چلنا چاہئے تاکہ جلد از جلد اسے کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے۔ شکریہ

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کی رائے ہم نے سن لی ہے اور اس رائے کو سپیکر صاحب کے سامنے پیش کیا جائے اور پھر چیمبر میں بات ہو گی۔ تشریف رکھیں۔ جناب صبغت اللہ چودھری

(ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔انہیں دعوت دی جاتی ہے کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون پنجاب پنشن فنڈ مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! میں

The Punjab Pension Fund Bill 2006 (Bill No.28 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی پورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) بارڈر ملٹری پولیس پنجاب مصدرہ 2006 اور امتناع گھریلو تشدد پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ: میں

The Punjab Border Military Police (Amendment) Bill 2006 (Bill No.26 of 2006) and the Punjab Prevention of Domestic Violence 2003 (Bill No.21 of 2003)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فیاض الحسن چوہان مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006 اور نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب فیاض الحسن چوہان: جناب سپیکر! میں

The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 (Bill No.27 of 2006) and the Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003 (Bill No.24 of 2003) Moved By Mrs. Humaira Awais Shahid, Mpa/W-351

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال بحالی واشتمال کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

اراکین اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سات معزز اراکین کی رخصت کی درخواستیں پڑھی جائیں گی۔ پہلی درخواست جناب عمران اشرف ایم پی اے (پی پی۔123) کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

Due to my absence from Pakistan I will not be able to attend session from 6th to 18th October 2006. I will appreciate if I am granted leave. Thanks

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عبدالرشید بھٹی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب عبدالرشید بھٹی صاحب ایم پی اے پی پی۔161 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

It is prayed that I could not attend Assembly Session on 16th and 17th November 2006 due to some domestic problems. Kindly grant me leave.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ پچھلے سال کی چھٹی اب لی جا رہی ہے تو اس بارے میں روشنی ڈالیں کہ رولز کیا کہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز کے مطابق ہو رہی ہے۔ جب آپ کو اجازت لینی ہو گی تو آپ کو بھی دے دی جائے گی۔ جی، سیکرٹری صاحب!

مسز میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست مسز میمونہ نبیل صاحبہ ایم پی اے ڈبلیو-347 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

It is respectfully submitted that due to some personal reasons I am busy and will not be able to attend the 27th session of the Assembly. Leave for the same may kindly be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک رضا شاہد وسیر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست ملک رضا شاہد وسیر ایم پی اے، پی پی-53 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

It is respectfully submitted that due to some personal reasons I will not be able to attend the forthcoming i.e. 28th Assembly session. Leave for the same may kindly be granted.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب امانت علی ورک

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب امانت علی ورک ایم پی اے پی پی-101 کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں اپنے علاج کے لئے مورخہ 6-مارچ 2007 کو چائنا جا رہا ہوں اس لئے میں بقیہ ایام اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔ مجھے 6-مارچ 2007 سے ڈیڑھ ماہ کی رخصت عنائت فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد ایوب خان سلدیرا

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد ایوب خان سلدیرا، ایم پی اے پی پی-234 کی جانب سے موصول ہوئی ہے کہ:

It is submitted that due to illness of my father and personal engagements I will not be able to attend the remaining days of the current Assembly session. It is, therefore, requested that leave may kindly be granted from 2nd March 2007.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

رانا سرفراز احمد خان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست رانا سرفراز احمد ایم پی اے، پی پی-84 کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ یہ درخواست قدرے طویل ہے لیکن ممبر کا اصرار تھا کہ یہ پورے text کے ساتھ ہاؤس میں پڑھی جائے۔ یہ ہے کہ:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پاک ہے وہ ذات جس نے انسان کو اپنے خزانوں سے نوازنے کے لئے دین جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ وسلام کے ختم نبوت کی برکت سے وعالی محنت نیابت کے طور پر ہر مسلمان کو عطا فرمائی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری اور بڑی نسبت والی محنت ہے۔ جس سے پورا دین پورے انسانوں کی زندگیوں میں زندہ ہوگا۔ دنیا کی زندگی آخرت کی بنیاد ہے۔ اس کائنات کے نظام کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسان کی ضرورت اور امتحان کے لئے بنایا ہے۔ دنیا کی ساری چیزیں راستہ کی چیزیں ہیں۔ جو انسان کے ساتھ نہیں جایا کرتیں۔ ایمان اور اعمال انسان کی اصل پونجی اور سرمایہ ہیں جن سے انسان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قیمتی اور معزز بنتا ہے۔ اس محنت کو سیکھنا اور ساری امت کو اس کے لئے تیار کرنا ہماری سب کی ذمہ داری ہے۔ اس محنت کے کرنے والوں کو جس پیمانے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ انبیاء علیہ الصلوۃ وسلام کو نوازیں گے۔ اسی پیمانے سے اس محنت کو کرنے والوں کو نوازیں گے۔ اللہ پاک کی ذات لامحدود ہے اور اس کے خزانے بھی لامحدود ہیں۔ جس کے پاس ایک ذرہ ایمان ہوگا اس کو اس دنیا سے دس گنا بڑی جنت عطا فرمائیں گے۔ اس عالی محنت کو سیکھنے کے لئے الحمدللہ میں نے چار ماہ اللہ کے راستے میں لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ اس وجہ سے میں چار ماہ موسم سرما کے اجلاس میں شمولیت سے قاصر ہوں لہذا گزارش ہے کہ چار ماہ کے لئے مجھے رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ معزز سیکرٹری صاحب جب leave grant کی application یہاں پیش کرتے ہیں تو کیا یہ چیک کرتے

ہیں کہ وہاں ان کی کہیں حاضری تو نہیں لگی ہوئی کیونکہ میں ابھی حاضری لگانے گیا تو میرے سامنے ہماری ایک معزز خاتون رکن نے کم از کم دس لوگوں کی حاضریاں لگائی ہیں، یہ تو چیک کر لیا کریں کہ یہ یہاں سے ہم سے leave grant کرا رہے ہوں اور وہاں ان کی حاضری لگی ہوئی ہو۔ یہ ذرا چیک کر کے پھر درخواست پیش کیا کریں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، یہ بات صحیح ہے۔ اب تحاریک استحقاق شروع کی جاتی ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 50، چودھری محمد شفیق انور۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا disposed of۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کل لکھ کر دیا تھا کہ اس کو سوموار تک pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ یہ سوموار تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ لبنیٰ صادق ملک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا disposed of۔ اگلی تحریک استحقاق بھی محترمہ لبنیٰ صادق ملک کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا disposed of۔ اگلی تحریک استحقاق شیخ تنویر احمد کی ہے۔

نیشنل ہائی وے چیچہ وطنی (ساہیوال) کے ٹریفک سارجنٹ اور ڈی ایس پی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز سلوک

شیخ تنویر احمد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 20۔فروری 2007 شام پانچ بجے بذریعہ روڈ میں اپنی گاڑی پر ملتان بسلسلہ فوتیدگی جا رہا تھا کہ چک نمبر L 11/7-چیچہ وطنی، ساہیوال کے قریب مجھے سجاد نامی ٹریفک سارجنٹ، نیشنل ہائی وے اینڈ موٹر وے پولیس نے روکا، اوور سپیڈ پر چالان کیا۔ پوچھنے پر میں نے اپنا تعارف کروایا۔ تعارف کروانے کی دیر تھی کہ وہ ادب اور اخلاق کے دائرہ سے باہر ہو گیا۔ ترش اور گستاخانہ لہجہ میں مجھے کہا کہ میں تمہارا لائسنس بھی چیک کروں گا اور گاڑی کی تلاشی بھی لوں گا۔ میں

نے حالات کو دیکھتے ہوئے صبر اور تحمل سے کہا کہ تم اپنے کسی سینئر یا ڈی۔ایس۔پی کو بلواؤ۔ پہلے تو اس نے زبردستی گاڑی سے چابی نکالنے کی کوشش کی، ناکامی پر گاڑی کے سامنے کھڑا ہو کر پسٹل تان لیا اور مجھے للکارنے لگا۔ بعد ازاں پرویز انسپکٹر اور عبدالوحید ایڈمن آفیسر پہنچ گئے۔ انھوں نے مل کر رات 9 بجے تک مجھے ناجائز طور پر حبس بیجا میں رکھا اور بعد ازاں قریبی ڈی۔ایس۔پی، نیشنل ہائی وے اینڈ موٹروے پولیس، چیچہ وطنی کے دفتر لے گئے اور رات 10 بجے کے قریب چھوڑا جو حالات موقع پر پیدا ہو گئے تھے اگر میں صبر سے کام نہ لیتا تو شاید آج میں آپ کے سامنے استدعا نہ کر رہا ہوتا۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ فاضل رکن نے جتنی تفصیل سے بات کی ہے اس میں لاء منسٹر صاحب کو بالکل oppose نہیں کرنا چاہئے کہ ایک ممبر کو جس کو گن پوائنٹ پر انھوں نے حبس بیجا میں بھی رکھا ہے اور اس کی تضحیک بھی کی ہے، انھوں نے اپنی شرافت کی وجہ سے وہاں resist نہیں کیا ہے ورنہ ان کو فائر بھی مار سکتے تھے۔ میری یہ درخواست ہے کہ آپ اس کو admit کریں، I would request the Hon'ble Law Minister not to appose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے ایک تحریک پیش کی ہے اور میں نے اس کو ابھی oppose نہیں کیا۔ میری صرف استدعا یہ ہے کہ چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے تو بہتر یہ ہوگا کہ ہم اس کا پہلے جواب لے لیں۔ جواب لینے کے بعد، اس معزز ایوان کی روایت ہے کہ عام طور پر جب کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے، اس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو ہم اس کو oppose نہیں کرتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ معزز رکن کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری پوری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہوں گی لیکن چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے لہذا ایک جواب لے لیں کیونکہ یہ ہماری اسمبلی کے متعلق تاثر نہیں جانا چاہئے کہ ہم unheard کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ پہلے جواب آنے دیں اور پھر جواب آنے کے بعد میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی دادرسی کی جائے گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بدھ تک کے لئے اس کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے، بدھ تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ نگہت پروین میر کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا disposed of۔ اگلی تحریک استحقاق چودھری تسنیم ناصر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، انھوں نے سوموار تک کے لئے اس کو pending کرنے کی درخواست کی ہوئی ہے لہذا ان کی اس تحریک استحقاق کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ ملک خالد محمود، جناب عابد حسین چٹھہ، چودھری جاوید احمد تحریک التوائے کار نمبر 916/06 یہ move ہو چکی تھی اور اس سیشن تک pending تھی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے جس کے سلسلے میں ہم نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ لاہور تا فیصل آباد جو موٹر وے dual carriage پر بنا ہے اس پر جگہ جگہ پر وہ ٹال ٹیکس وصول کرتے ہیں اور بعض اوقات وہ لوگوں کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ بھی پیش آتے ہیں۔ یہ ٹال ٹیکس کسی جگہ پر -/20 روپے اور کسی جگہ پر -/15 روپے وصول کیا جاتا ہے۔ ہم نے اسی سلسلے کو عوام کی سہولت کے لئے ایوان میں پیش کیا ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ فیس جو وہ زبردستی وصول کرتے ہیں اس میں کمی لائی جائے اور گورنمنٹ کا جو شیڈول ریٹ ہے اس کے حساب سے وصول کی جائے، ساتھ ہی ہماری اس بہت اہم سڑک پر جہاں پر بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو پہلے move ہو چکی ہے۔ اب اس پر تو لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

لاہور، فیصل آباد روڈ پر ایم پی ایز، ایم این ایز کی گاڑیوں، زرعی ٹریکٹر سے -/15 روپے جگا ٹیکس کی وصولی

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ آف پنجاب نے concession agreement کے تحت لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد روڈ مع اس کا right of way پچیس سال کے لئے میسرز لیفکو کو دیا ہے۔ اس معاہدے کے مطابق میسرز لیفکو اپنے خرچہ پر لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد سڑک کو نہ صرف دو رویہ بنائے گی بلکہ پچیس سال تک اس سڑک کی مرمت اور دیکھ بھال بھی کرے گی اور اپنی لاگت سے اس مدت میں ٹال ٹیکس اور R.O.W سے حاصل شدہ رقم کی آمدنی سے پورا کرے گی۔ لیفکو اس سڑک پر ٹال ٹیکس طے شدہ شیڈول کے مطابق وصول کر رہی ہے۔ اس معاہدہ کے تحت سینیٹر صاحبان، قومی و صوبائی اسمبلی کے معزز ارکان کی گاڑیاں ٹول ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس ضمن میں ہر ٹال پلازہ پر نوٹس چسپاں ہیں۔ زرعی ٹریکٹر ٹرالی اور مقامی آبادیوں کے رہائشی ٹال ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ نہیں ہیں تاہم لیفکو ان کو رعایتی نرخوں پر ماہانہ پاس جاری کر رہی ہے، divider اور یوٹرن کے بارے میں عرض ہے کہ یہ منظور شدہ ڈیزائن کے مطابق تعمیر کئے گئے ہیں جو کہ ٹریفک سیفٹی اور مسافروں کی حفاظت کے مدنظر ضروری ہیں، dividers میں مناسب وقفوں پر cuts بھی دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کا تعلق ہے تو لیفکو حکومت کی مقرر کردہ فیس ہی وصول کر رہی ہے۔ گزشتہ دنوں دو لاکھ روپے frontage درخت نہ لگانے کی صورت میں محاصل کی کمی کا معاوضہ وصول کیا جا رہا تھا لیکن لیفکو کو یہ رقم وصول کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ بھاری گاڑیوں کے گزرنے کی وجہ سے بعض جگہ پر جو نقائص ظاہر ہوئے ان کی درستی کے لئے لیفکو کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ گزشتہ دنوں دو لاکھ روپے frontage پر درخت نہ لگانے کی صورت میں محاصل کی کمی کا معاوضہ وصول کئے جا رہے تھے لیکن LAFCO کو یہ رقم وصول کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ بھاری گاڑیوں کے گزرنے کی وجہ سے بعض جگہ پر جو نقائص ظاہر ہوئے ہیں ان کی درستی کے لئے LAFCO کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں کسی قبرستان کو تقسیم نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! کار کے لئے ماہانہ passes پانچ سو روپے کے حساب سے جاری کئے جا رہے ہیں۔ زرعی ٹریکٹر کے نرخ کم رکھے گئے ہیں۔ تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ زرعی ٹریکٹر کے لئے -/20 روپے، ٹریکٹر ٹرالی جو کہ سامان وغیرہ لے کر جاتے ہیں ان کے لئے -/75 روپے رکھے گئے ہیں۔ معزز رکن نے جو کہا ہے کہ ایم پی ایز یا ایم این ایز سے بھی ٹال ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہ قطعی طور غلط ہے۔ ایم این ایز یا ایم پی ایز سے ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا اگر جاوید صاحب کے پاس رسید موجود ہے کہ ان سے وصول کیا گیا ہے تو بتائیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ سچ ہے کہ مجھ سے ٹال ٹیکس وصول نہیں کیا گیا لیکن میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ میرے کچھ ساتھیوں سے یہ ٹیکس وصول کیا گیا ہے۔ ہمارا دوسرا point یہ ہے کہ جی ٹی روڈ پر جتنے دوسرے ٹال ٹیکس لگے ہوئے ہیں وہاں پر -/10 روپے وصول کئے جا رہے ہیں جبکہ اس سڑک پر -/20 روپے لئے جا رہے ہیں۔ ہماری گزارش ہے کہ چونکہ ایم پی ایز کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے لہذا ان سے وصول نہ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ ٹال ٹیکس اسی حساب سے وصول کیا جائے جس حساب سے دوسری سڑکوں پر وصول کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ فیصل آباد کی طرف سے چار کلومیٹر کا ٹکڑا ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔ راجہ صاحب نے اس حوالے سے کوئی ذکر نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بنیادی طور پر ان کا point یہ تھا کہ وہاں پر ممبران سے ٹال ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ اگر ایک تحریک التوائے کار میں ٹال ٹیکس کی بات کی جائے، ٹریکٹر ٹرالی سے over charging کی بات ہو، cuts and repairs کی بھی بات ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی تحریک technically بنتی ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں نے over charging کے حوالے سے بات کی ہے۔ اگر ان سے over charge کیا گیا ہے تو بتائیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ باقی معاملات کہ cut کہاں دینا ہے میں سمجھتا ہوں کہ across the board تحریک التوائے کار پر اس کے متعلق کوئی حتمی فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حتمی جواب دیا جا سکتا ہے۔ متعلقہ محکمہ اس بابت باقاعدہ غور کر کے پھر کوئی فیصلہ کر سکتا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! بنیادی طور پر یہ سڑک فیصل آباد سے لاہور آتی ہے، چونکہ اس سڑک کو خصوصی طور پر فیصل آباد سے لے کر لاہور تک کے انڈسٹریل ایریاز کو ایک بہتر سڑک مہیا

کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ میں راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ سڑک ٹھیک ہے۔ باقی سڑکوں پر -/10 روپے وصول کئے جاتے ہیں جبکہ یہاں پر -/20 روپے لیتے ہیں اور پرچی بھی -/20 روپے ہی کی دیتے ہیں۔ اصل میں مسئلہ یہ آ رہا ہے کہ اس سڑک پر ایک باقاعدہ غنڈہ راج ہے۔ انڈسٹریز والے لوگ ہمیں روزانہ آ کر باقاعدہ شکایات کرتے ہیں۔ راجہ صاحب! وہاں پر پیسے وصول کرنے والوں نے ایک پورا غنڈہ راج قسم کا سسٹم بنایا ہوا ہے اور جو آدمی آتا ہے خواہ وہ کار پر ہو، ٹرالی پر ہو یا ٹرک پر ان کا مشن ہے کہ اس کی بے عزتی کرنی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ بے شک فیصل آباد سے انکوائری کروالیں، اپنے کسی ادارے سے انکوائری کروالیں وہاں پر یہی صورتحال در پیش ہے۔ وہاں پر انڈسٹریز کے مالکان گزرتے ہیں، شریف لوگ ہیں انھیں ایک اچھا ماحول مل جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ سڑک اچھی بنی ہوئی ہے، پیسے بھی ہر کوئی دینے کے لئے تیار ہے لیکن ماحول اچھا نہیں مل رہا۔ وہاں پر تو شریف آدمی کی پگڑی اچھالی جاتی ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس پر غور فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ عام طور پر باقی جگہوں پر اس عملے سے اس قسم کی شکایات نہیں ہوتیں۔ راجہ صاحب نے اس امر کی طرف نشاندہی کی ہے میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں باقاعدہ انکوائری کروائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عابد چٹھہ صاحب!

جناب عابد حسین چٹھہ: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے مختلف issues پر جو جواب دیا ہے بنیادی طور پر ان کا جواب کسی حد تک درست ہے لیکن وہاں پر violations بہر حال موجود ہیں۔ اگر تحریک التوائے کار میں اس کا کوئی حل نہیں نکالا جا سکتا تو راجہ صاحب کوئی ایسا فورم تجویز کر دیں جس میں ہم بیٹھ کر ان violations کو redress کر سکیں۔ مثلاً CNG فیس کے حوالے سے ادھر شکایات موجود ہیں کہ پنجاب پر اونشل ہائی وے جو فیس چارج کرتا ہے اس سے بہت زیادہ فیس وصول کی گئی ہے۔ اس پر راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ انھیں ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ حکومت کے شیڈول کے مطابق ہی فیس وصول کریں۔ اسی طرح وہاں پر قبرستان کا issue ہے جو کہ ایک سائیڈ پر رہ گئے ہیں وہاں پر cut موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو بے شمار دقتیں ہیں۔ جب وہ جنازگاہ کی طرف اپنی میت لے کر جاتے ہیں تو انھیں crossings نہیں ملتیں۔ اس طرح کے چھوٹے چھوٹے violation and issues ہیں ان کو کسی نہ کسی فورم پر بیٹھ کر address

کرنا لازمی ہے۔ بنیادی طور پر اس تحریک التوائے کار یا دوسری exercise سے یہی مقصود ہے۔ راجہ صاحب اگر اس کے لئے کوئی لائحہ عمل دے دیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو ایسا corridor بنانا چاہئے کہ اگر آدمی لاہور سے فیصل آباد جانا چاہتا ہے تو بے شک اس سے لاہور میں ہی فیصل آباد تک کے پیسے لے لیں اور اس کے بعد اسے ایک fast track مہیا کر دیں۔ جگہ جگہ پر لمبی لائنیں لگی ہوتی ہیں جہاں پر پیسے وصول کئے جاتے ہیں جس سے بہت زیادہ وقت ضائع ہوتا ہے۔ اگر کوئی لاہور میں فیصل آباد تک کے لئے payment کر دیتا ہے تو اسے ایک کارڈ جاری کر دیا جائے وہ دکھاتا جائے اور گزرتا چلا جائے تاکہ اسے لمبی لائنوں میں انتظار نہ کرنا پڑے۔ اصلاح کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اگر آپ لاہور کا چڑیا گھر دیکھنا چاہیں تو وہاں کا ٹکٹ -/5 روپے ہے لیکن اگر آپ گاڑی کھڑی کریں گے تو وہاں پر ٹھیکیدار پارکنگ کے لئے -/25 روپے وصول کرتا ہے۔ میں نے متعدد بار گزارش کی ہے کہ مال روڈ پر واقع تمام پارکنگ ٹھیکیدار حکومت کے غنڈے ہیں جو کہ غنڈہ گردی کرتے ہوئے زیادہ پیسے وصول کرتے ہیں لہذا ان کو روکا جائے لیکن اس جانب کوئی توجہ ہی نہیں دی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جس طرح عابد چٹھہ صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں کے لوگوں کو کچھ مسائل درپیش ہیں تو میں آج ہی سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو سے کہہ دوں گا کہ وہ ان مسائل کے حل کے لئے متعلقہ ممبران سے تجاویز لیں اور NHA سے رابطہ کر کے ان شکایات کو دور کرنے کے لئے مناسب اقدامات کریں۔ بنیادی طور پر تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ کو highlight کیا جائے۔ چنانچہ یہ مسئلہ highlight ہو گیا ہے، حکومت کے نوٹس میں آ گیا ہے۔ میں انھیں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کارروائی کی جائے گی اور سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو خود اس حوالے سے میٹنگ لیں گے۔

MR DEPUTY SPEAKER: He should also consult the concerned movers. In the meantime I dispose it of.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: .Right sir جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا

ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی میرے محترم بھائی نے ظل ہما کے مقدمہ سے متعلق بات کی تھی اور انھوں نے ایک confusion create کر دیا تھا کہ اس مقدمے کو دہشت گردی کی عدالت سے عام عدالت میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ ان کی معلومات درست نہیں ہیں۔ In fact وہ مقدمہ جج نمبر 1 جو کہ Administrative Judge ہیں ان کے پاس گیا تھا اور انھوں نے اس مقدمہ کو انسداد دہشت گردی کے جج نمبر 2 کی عدالت میں mark کیا ہے۔ چونکہ انھوں نے تقسیم کار کی ہوتی ہے کہ کون سے تھانے کس جج صاحب کے پاس جائیں گے۔ لہذا انھوں نے اسی تقسیم کار کے تحت اس مقدمہ کو جج نمبر 2 کے پاس بھیجا ہے۔ اس مقدمہ میں 7 days ATA لگی ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا trial انسداد دہشت گردی کی عدالت میں ہی ہوگا۔ عام عدالت میں اس کو ٹرانسفر نہیں کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 924 لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی طرف سے ہے۔

تحصیل نوشہرہ ورکاں میں ٹی ایچ کیو ہسپتال کی عدم تعمیر کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے کافی عرصہ قبل نوشہرہ ورکاں کو تحصیل ہیڈ کوارٹر کا درجہ دیا گیا تھا مگر ابھی تک THQ ہسپتال تعمیر نہ کیا گیا ہے۔ ابھی تک THQ ہسپتال کی بجائے RHC سے کام چلایا جا رہا ہے جبکہ اس RHC میں صرف دو تین ڈاکٹر کام کر رہے ہیں وہ بھی اس میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد کے مطابق بہت کم ہیں۔ اس سنٹر میں ایکسرے مشین، ECG اور دیگر طبی آلات نہ ہیں جس کی وجہ سے مریض اس RHC میں جانے کی بجائے دوسرے بڑے شہروں میں علاج معالجہ کے لئے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے غریب عوام کو علاج معالجہ کے اخراجات کے علاوہ ٹرانسپورٹ کے بھی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں جو ان پر اضافی بوجھ ہے مگر حکومت اس تحصیل ہیڈ کوارٹر پر THQ ہسپتال بنانے میں ناکام ہو چکی ہے جس کے باعث عوام میں شدید

اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! وزیر صحت صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک کو سوموار تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب مجریہ 2006

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

Now I take up the Punjab Destitute and Neglected Children (First Amendment) Ordinance 2006. Minister for Law!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: Just a minute.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to lay the Punjab Destitute and Neglected Children (First Amendment) Ordinance 2006.

کورم کی نشاندہی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔ ذرا چیک کروالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے

گھنٹیاں بجائی جائیں۔(گھنٹیاں بجائی گئیں)
دوبارہ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے۔ جی، وزیر قانون!

ہنگامی قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسرا بچے پنجاب مجریہ 2006
(---جاری)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to lay the Punjab Destitute and Neglected Children (First Amendment) Ordinance 2006.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Destitute and Neglected Children (First Amendment) Ordinance 2006 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Home, with the direction to submit the report up to 30th April 2007.Miniter for Law!

مسودات قانون
(جو پیش ہوئے)

مسودہ قانون (ترمیم) انضباط و کنٹرول لاؤڈ سپیکرز و ایمپلی فائرز پنجاب مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to introduce the Punjab Regulation and Control of Loudspeakers and Sound Amplifiers (Amendment) Bill 2007.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Regulation and Control of Loudspeakers and Sound Amplifiers (Amendment) Bill 2007, has been introduced in the House, under Rule 91(5)

of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home for report up to 30th April 2007. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) جنگلی حیات (تحفظ، بچاؤ، نگہداشت وانتظام)
پنجاب مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to introduce the Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) (Amendment) Bill 2007.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) (Amendment) Bill 2007, has been introduced in the House, under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Wildlife for report up to 30th April 2007. Minister for Law!

مسودہ قانون پنجاب فارینسک سائنس ایجنسی مصدرہ 2007

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to introduce the Punjab Forensic Science Agency Bill 2007.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Forensic Science Agency Bill 2007 has been introduced in the House, under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Home for report up to 30th April 2007.

اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 5-مارچ2007 سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

125

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 5-مارچ 2007

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1- آرڈیننس پنجاب جوڈیشل اکیڈمی مجریہ 2007

2- حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ

برائے سال 2005 کا پیش کیا جانا

3- مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور مصدرہ 2006

127

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

سوموار، 5-مارچ 2007

(یوم الاثنین، 15-صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ؀

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؀

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

سُوْرَۃُ آلِ عِمرَان آیات 104 تا 105

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں (104) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا (105)

وما علینا الا البلاغ ؀

حلف

رکن اسمبلی کا حلف

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ منتخب رکن محترمہ ثریا نسیم صاحبہ، ڈبلیو۔317 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑی ہو جائیں۔ حلف لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ثریا نسیم صاحبہ نے اپنی نشست پر کھڑے ہر کر حلف اٹھایا
اور حلف رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائے)

تعزیت

معزز سابق وزیر محترمہ ظل ہما (مرحومہ) کی ناگہانی وفات پر دعائے مغفرت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے لیکن سوال take up کرنے سے پہلے میں چند کلمات مرحومہ محترمہ ظل ہما کے بارے میں کہنا چاہوں گا۔ آج اس وقت جبکہ ان کی جگہ ہماری بہن ثریا نسیم صاحبہ نے حلف اٹھایا ہے، یہ میرے لئے جہاں مقام خوشی ہے وہاں میں افسردہ بھی ہوں کہ وہ آج یہاں موجود نہیں ہیں۔ بحیثیت ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی میں اپنی طرف سے اور پوری اسمبلی کی طرف سے ان کی ناگہانی وفات پر اظہار افسوس کرتا ہوں اور ان کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے، ان کو غریق رحمت کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ ہماری بہن جو آج تشریف لائی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ یہ ہمت دے کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انتھک محنت کریں۔ جس طریقے سے مرحومہ ظل ہما صاحبہ نے یہاں فرائض انجام دیئے ہیں اور ہاؤس نے ان کو جس طریقے سے خراج تحسین پیش کیا ہے وہ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ کے لئے مشعل راہ ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے موقع پر ان کو یاد کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ میں ایک بار پھر اپنی اور ہاؤس کی طرف سے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا چاہوں گا، میں چاہتا ہوں کہ میرے سب دوست بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر مرحومہ ظل ہما صاحبہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمایئے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ نے آج دوبارہ دعا مانگی ہے۔ دعا تو بار بار مانگنی چاہئے۔ چند دن پہلے اخبار میں آیا تھا کہ ظل ہما کی بڑی بہن نے یہ کہا ہے کہ میں ان کی جگہ سیاست میں آنا چاہتی ہوں۔ لہذا حکومت کو چاہئے تھا کہ ان کی بڑی بہن کو یہ موقع دیتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! order of precedents کے مطابق پارٹی نے الیکشن کمیشن کو جو priority list دے رکھی ہے اسی کے مطابق nomination ہونا ہوتی ہے۔ الیکشن کمیشن نے next number پر آنے والے نام کو nominate کر کے notify کرنا ہوتا ہے۔ آپ کی بات بجا ہے، ان کو بھی انشاء اللہ تعالیٰ موقع دیا جائے گا۔ فی الحال جو فہرست موجود تھی اس کے مطابق on order of precedents ان کا حق بنتا ہے جو ان کو دے دیا گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی ہماری محترمہ بہن نے جو حلف اٹھایا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ "اسلامی نظریہ حیات قیام پاکستان کی بنیاد ہے" پاکستان میں الرشید ٹرسٹ کے نام سے ایک نہایت شاندار ادارہ ہے جو کہ اس ملک کے غریبوں، زلزلہ زدگان کے مستحقین، متاثرین کے لئے خدمات انجام دے رہا ہے۔ گزشتہ سالوں کے دوران اس ادارے نے کروڑوں روپے اس حوالے سے خرچ کئے ہیں۔ ان کی خدمات کو خود صدر مملکت نے بھی تسلیم کیا ہے۔ انھوں نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ الرشید ٹرسٹ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ اس ادارے الرشید ٹرسٹ کی خدمات پورے پاکستان میں جاری تھیں، ہزاروں کی تعداد میں بیوگان اس سے وظائف حاصل کرتی تھیں۔ زلزلہ سے متاثرہ علاقوں میں انھوں نے بے شمار گھر بنا کر دیئے ہیں۔ آج اس ادارے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

جناب والا! بیرونی ممالک سے تعلق رکھنے والی بعض این جی اوز جن کا اس ملک سے کوئی تعلق نہیں، ان کا کوئی کام یا کردار نہیں۔ انھیں تو پوری سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں جبکہ ایک ایسی این جی او جو اس ملک کے غریب اور ضرورت مند لوگوں کی خدمت کر رہی ہے اس پر پابندی لگا دی گئی ہے جس کا قصور صرف یہ ہے کہ اس این جی او کو چلانے والے لوگ اچھے مسلمان ہیں۔ یہ ادارہ اپنی سالانہ آڈٹ رپورٹ حکومت کے پاس جمع کرواتا ہے اس کے باوجود ان پر پابندی لگانا انتہائی

افسوسناک، شرمناک ہے۔ تمام سیاسی پارٹیوں بشمول پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) نے اس کی مذمت کی ہے کہ یہ پابندی بلا جواز ہے۔ میں اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے اپنے تمام رفقاء کار سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ الرشید ٹرسٹ کے حوالے سے یہ جو زیادتی کی گئی ہے اس پر ہم سب کو مل کر آواز بلند کرنی چاہئے۔ ایک ایسا ادارہ جو کہ فلاحی خدمات انجام دے رہا ہے اس پر صرف بیرونی دباؤ کے باعث پابندی لگا دینا، کام کرنے سے روک دینا انتہائی غیر مناسب ہے۔ سپریم کورٹ کی جانب سے اس ادارے کو کام کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ہم سب نے اس ملک کے آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا ہوا ہے اس کی بھی یہ خلاف ورزی ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

محترمہ ثریا نسیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج صوبہ پنجاب کی اس تاریخی اسمبلی کی membership کا حلف اٹھانے کے موقع پر جہاں میں اللہ رب العزت کا شکر بجالاتی ہوں کہ اس نے مجھے یہ اعزاز بخشا اور پاکستان مسلم لیگ کی ہائی کمان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنھوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ میں یہ عظیم ذمہ داری نبھا سکتی ہوں۔ وہاں میں اپنے دل کے انتہائی دکھ اور صدمہ کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتی کیونکہ آج مجھے اپنی نہایت عزیز، پیاری دوست اور بہن ظل ہما کی جگہ لینی پڑ رہی ہے جس کو ملک و قوم کی خاطر فرائض کی ادائیگی کے دوران شہید کر دیا گیا۔ جس نے صوبہ پنجاب کی خاطر انتھک محنت کی اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران جان دے کر اس اسمبلی کی پہلی شہید خاتون ممبر ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ہمیں اس پر فخر ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے اس کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور خصوصاً مجھے اس کے مشن کو آگے بڑھانے اور اس کے ادھورے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی آج اس معزز ہاؤس سے اجازت چاہوں گی۔ ابھی میرے بھائی نے بات کی لیکن شاید ان کو اندازہ نہیں ہے کہ وہ میری بہت اچھی بہن اور بہت اچھی ساتھی تھیں۔ میں اس کے افسوس کے لئے آج ہاؤس میں نہیں بیٹھوں گی اور کل سے باقاعدہ ہاؤس

میں شریک ہوں گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کہتی ہیں کہ ان کے احترام کے لئے میں کل سے ہاؤس میں بیٹھنے کا آغاز کروں گی۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! سوال نمبر 3640 ہے۔

وزیر صحت: اس کا جواب پڑھ دوں یا پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

معزز ممبران: جواب پڑھ دیا جائے۔

میڈیکل آفیسرز کی بذریعہ PPSC کی بجائے کنٹریکٹ پر بھرتی کی وجوہات

*3640: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل آفیسرز کی بیشتر اسامیاں مستقل کی بجائے زیر معاہدہ (contract basis) پر کی جا رہی ہیں زیر معاہدہ contract basis کی اسامیوں پر ماہانہ کیا تنخواہ ادا کی جاتی ہے اور اس کی کیا شرائط کار ہوتی ہیں، تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) زیر معاہدہ تقرریاں کرنے کی کیا وجوہات ہیں کیا اس سے qualified doctors میں شدید مایوسی کی فضا نہیں پیدا ہو گی؟

(ج) حکومت پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ تقرریاں کرنے سے کیوں انکاری ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ میڈیکل آفیسرز کی بھرتی کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔ میڈیکل

آفیسرز کو بنیادی مراکز صحت پر تعیناتی کی صورت میں مبلغ-/12000 روپے ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے جبکہ رورل ہیلتھ سنٹرز میں ماہانہ تنخواہ مبلغ-/24000 روپے دی جاتی ہے، معاہدہ کی مدت پانچ سال ہوتی ہے جو قابل تجدید ہے استعفیٰ دینے کی صورت میں ایک ماہ پیشگی نوٹس درکار ہوتا ہے مزید برآں زیر معاہدہ ڈاکٹروں کی تعیناتی ناقابل تبادلہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے حکومت نے زیر معاہدہ تقرریاں پسماندہ علاقوں میں طبی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے کی ہیں۔

(ج) کنٹریکٹ پر تعیناتی حکومتی پالیسی کے مطابق ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: شکر کیتا اے کوئی اچھا وزیر آیا اے۔ تسیں کچھ خدا دا خوف کرو۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ یہ وزیر صحت بنے ہیں لیکن ان سے درخواست ہے کہ ڈاکٹر فرزانہ کو کسی اور منسٹری میں بھیج دیں اور ان کی جگہ اپنے ساتھ کوئی اور پارلیمانی سیکرٹری رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ان کو قبول ہے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ان کا مسئلہ کیا ہے۔ ان کو consult کرنا چاہئے کہ ان کو مجھ سے اتنا خوف آتا ہے اور ہر وقت خوف زدہ ہی رہتے ہیں۔ یہ بے چارے معزز ممبرز ہیں ان کا علاج کرائیں اور ان کا مسئلہ دیکھیں۔ ابھی تو میں بولی ہی نہیں لیکن ان کی یہ حالت ہو گئی ہے۔ آج فیصلہ ہونا چاہئے کہ یہ خوف زدہ کیوں ہیں۔ یہ کچھ پڑھ لیا کریں کچھ تیاری کر کے آیا کریں۔ ان کو پتا کچھ ہوتا نہیں صرف سوال ہی کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی strong ہے اور وزیر صحت بھی strong ہیں۔ بڑا تجربہ کار وزیر آ گیا ہے کوئی عام نہیں آیا تو اب ان کی بچت کیسے ہو گی۔ انھوں نے تو سمجھا تھا کہ کوئی ایسے ہی ناتجربہ کار منسٹر آئے گا کوئی seasoned politician نہیں ہوں گے لیکن چودھری صاحب تو بہت seasoned politician ہیں اور ان کا بہت تجربہ اور مہارت ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ان کا کوئی علاج کیا جائے اور انھیں کوئی درد دل کی دوائی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اصل میں آپ کی قابلیت کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب کی صحت دیکھ کر میری ان سے درخواست ہو گی کہ اپنی صحت کا خیال کریں۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ جب انھیں قبول ہے تو اپوزیشن کو کیا مسئلہ ہے۔ ذرا وضاحت کر دیجئے کہ یہ کون سا والا قبول ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری!

وزیر صحت: جناب سپیکر! پورے ایوان اور خاص طور پر ہمارے دوست جن کا تعلق ایم ایم اے سے ہے کو بڑی وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ ہماری بڑی قابل ترین پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ وہ آج کے سوالات کے جوابات بھی خود دینا چاہتی تھیں لیکن میں نے بڑی منت سماجت کر کے ان سے ٹائم لیا ہے کہ چونکہ وہ ناراض ہوتے ہیں اس لئے میں ہی گزارہ کر لوں گا لیکن اگر ان کی خواہش ہے تو میں ابھی فائل ڈاکٹر صاحبہ کو پکڑا دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! خاص طور پر میرے بھائی جو ابھی کھڑے ہوئے تھے اور انھوں نے کہا کہ قبول ہے۔ کیا ان کے ذہن میں قبول کا ایک ہی مقصد ہے۔ تبھی تو یہ عوام کی خدمت نہیں کرتے۔ ان کا اتنا گندا اور فرسودہ ذہن ہے اور انھیں اس قسم کی فضول بات کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ یہ اٹھ کر معافی مانگیں۔ آپ انھیں اسمبلی میں بیٹھنے کے آداب سکھائیں۔ کیا یہ اپنی بہن سے ایسے گفتگو کرتے ہیں۔ انھیں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں چودھری اقبال صاحب کے ان الفاظ کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ انشاء اللہ صبر اور استقامت کے ساتھ ان کے ساتھ وقت گزاریں گے۔ میں دعا گو ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے صبر کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ شاہ صاحب! یہ آپ کہہ رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا اتنا بڑا حوصلہ کر دے کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری جو نہایت قابل ترین ہیں۔ ہمیں اس میں کوئی شبہ ہی نہیں ہے البتہ اگر ترین سے بھی آگے کوئی اور لفظ ہو سکتا ہے تو ہم وہ لگاتے ہیں۔ ہم ان کی اس خوش قسمتی پر انھیں داد دیتے ہیں کہ اس محکمے کی تبدیلی کے نتیجے میں اس اسمبلی کی قابل ترین پارلیمانی سیکرٹری کی خدمات جلیلہ ان کو حاصل ہو گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب نے ان کی تعریف کی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے بھی تعریف کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو مکمل تیار تھیں بلکہ میں نے ان سے استدعا کی ہے کہ مجھے بولنے دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو فائل ان کو واپس دے دیتا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ تیار ہو کر آئی ہیں اور یہ قابل تحسین بات ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے بھی ان کی تعریف کی ہے۔ میں نے کوئی بد تعریفی نہیں کی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! ان کا علاج کروائیں۔ یہ اتنے ڈرپوک ہیں۔ جب ان کے سوالات آتے ہیں تو عجیب و غریب ان کی سرگوشیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اب کیا علاج کیا جائے یا تو یہ سوال نہ کیا کریں۔ کیونکہ انھیں پتا ہے کہ جواب تو ٹھیک ٹھاک آنا ہے۔ انھوں نے بغیر دیکھے سوال کئے ہوتے ہیں۔ انھوں نے کسی ہسپتال کا وزٹ کیا نہیں ہوتا۔ صرف فارغ وقت میں بیٹھ کر خود دیا اپنے پی اے سے سوال لکھوا لیتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری اور منسٹر دونوں قابل ترین تجربہ کار اور کام کرنے والے ہیں۔ اب انھیں تکلیف کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب! Let us restrict to the question

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ضرور ضمنی سوال کروں گا لیکن انھوں نے جو کہا ہے کہ میں نے کبھی ہسپتال کا وزٹ نہیں کیا۔ یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔ انھوں نے بڑی زیادتی کی ہے اور مجھ پر غلط الزام لگایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! ماشاء اللہ آپ بھی قابل تحسین ہیں۔ آپ بھی محنت کر کے آتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ڈاکٹرز کو جو کنٹریکٹ کی بنیاد پر ملازمتیں دی جاتی ہیں میں نے اس حوالے سے سوال کیا تھا۔ اس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ شہر کے بنیادی مرکز صحت میں تعینات ڈاکٹر کو 12 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے اور رورل ایریاز میں تعینات ڈاکٹر کو 24ہزار روپے تنخواہ دی جاتی ہے۔ وزیر موصوف فرمادیں کہ اس کے جو رولز بنائے گئے ہیں ان میں ان کی پروموشن کی کیا پالیسی ہو گی۔ آپ نے پہلے بھی سوالات میں دیکھا ہو گا کہ مختلف ٹیچنگ ہسپتالوں میں اسسٹنٹ پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور پروفیسرز نہیں ہیں۔ ظاہر ہے نیچے سے پرموشن ہوتی ہے تب ہی ڈاکٹرز پروفیسرز بنتے ہیں۔ اس وقت ہر کالج میں پروفیسرز کی بیس بیس سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ اگر یہ کنٹریکٹ پر ہوں گے تو ان کا کیا مستقبل ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! فاضل دوست ہمیشہ اچھے سوال کرتے اور محکمے کو بڑی گائیڈ لائن دیتے رہے ہیں لیکن انھوں نے جو آج بات کی ہے مجھے اس کی بالکل سمجھ نہیں آئی۔ کنٹریکٹ دو پارٹیوں کے درمیان ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر۔

وزیر صحت: جناب والا! کنٹریکٹ میں تو پرموشن کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ تو دو پارٹیاں طے کرتی ہیں اس حساب سے تین یا پانچ سال کا کنٹریکٹ ہوتا ہے اور اس کے مطابق تنخواہ دی جاتی ہے اور جب وہ کنٹریکٹ ختم ہو جاتا ہے تو پھر اسے review کیا جاتا ہے۔

جناب والا! میں تفصیل کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کنٹریکٹ کی پالیسی کیوں شروع ہوئی ہے۔ ویسے تو ساری دنیا کے اندر کنٹریکٹ کی پالیسی بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس کی ضرورت کیوں پڑی۔ مجھے بھی بڑے بڑے حکمرانوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اور سارے حکمران ہی اپنے طور پر اچھا کام کرتے ہیں لیکن آپ بھی اس بات کی شہادت دیں گے کہ BHUs redundant پڑے ہوئے تھے ان میں کوئی ڈاکٹر جاتا تھا نہ کوئی پیرا میڈیکل سٹاف جاتا تھا اور نہ ہی یہ کسی سے آباد ہوئے بلکہ بہت جگہوں پر تو ان میں مویشی بندھنے شروع ہو گئے تھے۔ سارا infrastructure بنا ہوا تھا مکانات بنے ہوئے تھے، رہائشیں بنی ہوئی تھیں لیکن وہاں پر کوئی بندہ نظر نہیں آتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھیں آباد کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ

کا ایک بہت ہی بڑا مثبت اور تاریخی کارنامہ ہے اور یہ ہمیشہ یاد رکھا جائے کہ آج کل 90 فیصد BHUs آباد ہو گئے ہیں۔ ان میں ڈاکٹرز اور پورا سٹاف موجود ہے اور وہ لوگ جو عرصہ دراز سے neglected تھے جنھیں صحت کی کوئی بنیادی سہولت نہیں مل رہی تھی حالانکہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ہر شہری کو صحت کی بنیادی سہولت مہیا کرے لیکن نہیں مل رہی تھی۔ اس وجہ سے ہم نے یہ کنٹریکٹ پالیسی شروع کی ہے اور اب ڈاکٹرز کی ایک ایک پوسٹ کے against پانچ پانچ، چھ چھ درخواستیں آتی ہیں۔ باقاعدہ ان کی سلیکشن ہوتی ہے اور وہ وہاں پر جاتا ہے اور وہاں ڈاکٹر کو -/24800 روپے مل رہے ہیں۔ اس incentive سے یہ سارے BHUs آباد ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ بڑا appreciable کام کیا ہے اور میں سید احسان اللہ وقاص صاحب سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس کی appreciation کریں گے۔ بہت شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بہت اچھی بات ہے کہ رورل سنٹر میں کیا ہے مگر سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال یہ تھا کہ جو ڈاکٹرز کنٹریکٹ پر آتے ہیں ان کو promotion opportunities کیا ہوں گی ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

وزیر صحت: جناب والا! بڑا اچھا سوال ہے جو رانا آفتاب احمد خان نے کیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں نے بھی یہی پوچھا تھا۔

وزیر صحت: آپ نے پوچھا تھا کہ promotion کس طرح سے ہوگی۔ رانا صاحب نے opportunity کا لفظ صحیح استعمال کیا ہے۔ ان کے لئے opportunity یہ رکھی گئی ہے، جزا اور سزا کے بغیر مذہب بھی نہیں چلتا دنیاداری تو علیحدہ بات ہے۔ اس سلسلے میں 25 نمبر پبلک سروس کمیشن میں اس بات کے لئے رکھے گئے ہیں۔ نیا ڈاکٹر جو بیسک ہیلتھ یونٹ میں جا کر دو سال کی سروس کرتا ہے تو جب وہ regular بنیادوں پر پبلک سروس کمیشن سے سلیکٹ ہوگا تو اس کو 25 نمبر صرف اس بات کے ملیں گے کہ اس نے بیسک ہیلتھ یونٹ میں دو سال سروس کی ہے۔ اس کی سلیکشن میں اس کو 25 نمبر کا boost up ملے گا۔ یہ opportunity ان کو provide کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا یہ سوال کیا گیا تھا 17-11-2003 کو اس کا جواب آیا ہے 12-12-2006 چار سال بعد اس سوال کا ایک تو جواب آ رہا ہے۔ آپ اسمبلی کی کارکردگی ملاحظہ

فرمائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر موصوف بہت سینئر ہیں میں ان کی قابلیت کو چیلنج تو نہیں کر سکتا لیکن ان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اکتوبر یا نومبر 2006 کو رحیم یار خان گئے تھے انہوں نے وہاں پر یہ اعلان کیا تھا کہ میں کنٹریکٹ پر ڈاکٹروں کو کنفرم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ وہ واپس لاہور آئے اور 12۔ دسمبر کو وزیر اعلیٰ کے سیکرٹری جی ایم سکندر نے ہیلتھ سیکرٹری کے نام ایک چٹھی جاری کی کہ میں رحیم یار خان میں اعلان کرکے آیا ہوں لہذا ان ڈاکٹروں کو مستقل کر دیا جائے اور اس چٹھی کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے جو جی ایم سکندر نے ہیلتھ سیکرٹری کو لکھی ہے۔ اگر یہ کہیں گے تو میں یہ کاپی پیش بھی کردوں گا۔ اسی طرح سے وزیر اعلیٰ صاحب نے ملتان نشتر میڈیکل کالج میں بھی اس قسم کا اعلان کیا، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں بھی اس قسم کا اعلان کیا، لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے بار بار اعلان اور احکامات کے باوجود اگر ہیلتھ سیکرٹری یا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ان کی بات نہیں مانتا تو اس کی کیا وجوہات ہیں، کیا یہ وزیر اعلیٰ کے اس حکم پر عملدرآمد کروانے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے دوست کا جو ضمنی سوال ہے اس کا اس سوال سے کوئی تعلق تو نہیں بنتا۔ چونکہ انہوں نے بات کی ہے تو میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں اس کا اسمبلی میں جواب دوں۔ جس طرح سے انہوں نے بات کی ہے کہ سیکرٹری بات نہیں مانتے اور کوئی محکمے والا بات نہیں مانتا۔ یہ پیپلز پارٹی کے دور کی بات ہو گی ہمارے دور میں ایسا نہیں ہوتا۔ ہمارے دور میں کوئی ایسا سیکرٹری نہیں ہے جو بات نہیں مانتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات اس طرح سے نہیں ہے وزیر اعلیٰ صاحب نے ضرور یہ بات کی ہو گی۔ اس کو پوری طرح سے examine کرنا پڑتا ہے کہ اس کے repercussions کیا ہیں اور اس میں کامیابی کے chances کتنے ہیں۔ اس وقت بھی یہ معاملہ محکمہ صحت میں under consideration ہے اس پر کافی ساری میٹنگیں بھی ہو چکی ہیں اس کے اوپر غور ہو رہا ہے کہ اس کا کوئی ایسا بہترین حل نکالا جائے جو عوام، ڈاکٹروں اور محکمے کے مفاد میں بھی ہو اور یہ معاملہ محکمے کے زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں سب سے پہلے تو چودھری اقبال صاحب کی تحسین کرتا ہوں کہ ماشاء اللہ وہ ہمارے تجربہ کار وزیر ہیں۔ میں ان کے پاس یہ معاملہ

refer کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو ڈاکٹروں کا contract اور ایڈہاک کا معاملہ ہے۔ دو سال قبل وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک function کے اندر یہ اعلان کیا کہ تمام ایڈہاک اور کنٹریکٹ پر ڈاکٹروں کو ہم regularize کر دیں گے۔ چنانچہ تواتر کے ساتھ اس اسمبلی کے اندر اس بات پر بڑی تحسین ہوئی اور مجھے یاد ہے کہ یہاں پر حکومتی بنچوں کی طرف سے ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ نے باقاعدہ ایک reservation بھی وزیر اعلیٰ کی تحسین کے لئے اسمبلی کے floor پر پیش کیا اور ہم سب نے اس کو welcome کیا اور یہ گزارش بھی کی کہ اس کے اوپر جلد از جلد عملدرآمد کر دیا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد جو last time بجٹ پیش ہوا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ چیف منسٹر صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے اور ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب جو اس وقت وزیر صحت تھے اور انہوں نے کھڑے ہو کر اس پر بڑے تحسین کے ڈونگرے برسائے کہ وزیر اعلیٰ کا یہ بڑا انقلابی قدم ہے اور میں بڑے فخر سے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ ہم ان تمام ایڈہاک اور contract ڈاکٹروں کو regularize کر رہے ہیں لیکن دو سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ پنجاب بھی پاکستان کا ایک صوبہ ہے۔ صوبہ سرحد کے اندر جتنے بھی contract یا ایڈہاک بنیادوں پر کام کر رہے تھے ان کو regularize کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میرے ہاتھ میں سندھ گورنمنٹ کا گزٹ نوٹیفکیشن ہے کہ اسمبلی نے باقاعدہ

The Sind Regularization of Doctors Appointed on Contract Act 2003

یعنی اسی دور کے اندر میں یہ بات کر رہا ہوں کہ وہاں کی اسمبلی نے اس کو باقاعدہ طور پر پاس کیا ہے اور تمام ایڈہاک اور کنٹریکٹ پر جو ڈاکٹرز تھے ان کو انہوں نے regularize کر دیا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے اندر اتنے اعلانات اور تحسین کی قرار دادیں اور سابق وزیر صحت کا اسمبلی کے اندر تحسین کے ساتھ اس بات کا کرنا۔ اس کے علاوہ صوبہ سندھ اور سرحد کا نوٹیفکیشن جو میرے ہاتھ میں ہے یہ سب چیزیں اس بات کی demand کرتی ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اندر یہ disparity کیوں ہے، یہاں ڈاکٹروں کی حق تلفی کیوں کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ صوبائی اسمبلی کی قرارداد اور وزیر اعلیٰ کے جو اعلانات تھے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ وہ اس معاملے کے لئے کوئی time limit مقرر کریں۔ خالی یہ کہہ دینا کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں اور یہ ہو جائے گا۔ غور تو پچھلے اڑھائی سال سے ہو رہا ہے کب تک اس کے اوپر

عملدرآمد ہو جائے گا تاکہ ڈاکٹرز جو مختلف کیڈر میں اس وقت کام کر رہے ہیں وہ پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی خدمت سرانجام دے سکیں۔اس وقت صورتحال یہ ہے کہ مختلف کیڈر کے اندر جو ڈاکٹرز ہیں وہ شدید پریشانی میں مبتلا ہیں۔اس وقت کوئی سسٹم موجود نہیں ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر صحت یہ اہلیت بھی رکھتے ہیں یہ اس سارے معاملے کو streamline کریں اور بتائیں کہ کب تک یہ جو وزیراعلیٰ کے اعلانات ہیں اور قرارداد ہے اس پر عملدرآمد ہو سکے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب والا! فاضل دوست نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی ہے میں صرف اس میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ ڈاکٹروں کا سروس سٹرکچر نہیں ہے۔میں عرض کروں گا کہ ڈاکٹروں کا سروس سٹرکچر بھی بن رہا ہے اور اس کے سروس رولز بھی بن رہے ہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ اس پر تو بڑی تندہی سے کام ہو رہا ہے۔جہاں تک انہوں نے کنٹریکٹ اور ایڈہاک ڈاکٹروں کی بات کی ہے اس کے متعلق جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ معاملہ زیر غور ہے لیکن آج اسمبلی میں جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے اور دوسرے دوستوں کے بھی جو خیالات ہیں اور اسمبلی کے جو جذبات ہیں وزیراعلیٰ پنجاب تک پہنچاؤں گا۔انشاءاللہ پوری دیانت داری سے اس کے اوپر جلد از جلد کوئی لائحہ عمل اختیار کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس سوال پر کافی بات ہو چکی ہے۔جی، نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو سوال پوچھا گیا ہے اس کے بارے میں تو کوئی لفظ نہیں بتایا گیا۔سوال یہ ہے کہ جب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ آتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ نشتر میڈیکل کالج کے اندر رحیم یار خان میڈیکل کالج کے اندر پروفیسروں کی اتنی سیٹیں خالی ہیں، اسسٹنٹ پروفیسروں کی اتنی سیٹیں خالی ہیں، سینئر رجسٹرار کی اتنی سیٹیں خالی ہیں جب آپ مستقل بنیادوں پر ڈاکٹروں کو appoint ہی نہیں کریں گے وہ موجود نہیں ہوں گے تو ان کی promotion کیسے ہو گی، آپ نے کافی عرصے سے یہ ایک routine بنا لی ہے۔جز (ج) میں یہ بات پوچھی گئی ہے کہ اس کی cause کیا ہے کہ حکومت پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ڈاکٹروں کی تقرریاں کرنے سے کیوں انکاری ہے، اس میں وجہ پوچھی گئی ہے اور یہاں پر جواب یہ دیا جاتا ہے کہ contract پر تقرری حکومتی پالیسی ہے۔حکومتی پالیسی تو ہے آپ یہ بتائیں کہ حکومتی پالیسی میں contract system کیوں ہے اور مستقل بنیادوں پر ان کی بھرتی کیوں نہیں کی جاتی؟

جناب سپیکر! جب تک آپ مستقل بنیادوں پر تقرریاں نہیں کریں گے آپ کیسے وہ نرسری پیدا کریں گے جو promote ہو کر سینئر رجسٹرار، رجسٹرار اور اسسٹنٹ پروفیسر، ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پروفیسر بنیں گے۔ سوال یہ ہے کہ آپ وقت تو گزارتے ہیں اور indirectly عوام کی اور ان طلباء کی حق تلفی کرتے ہیں جن کے لئے پروفیسروں کی کالجز کے اندر سیٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ڈاکٹر جو اپنی jobs کی سکیورٹی نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری jobs کی طرف آ ہی نہیں رہے۔ اس سوال کا وزیر موصوف to the point جواب دیں کہ جب آپ پورے انٹرویو process سے گزار کر posting کرتے ہیں تو پھر آپ ان کو عارضی طور پر appoint کیوں کرتے ہیں مستقل بنیادوں پر تقرر کیوں نہیں کرتے۔ اس کی cause بتائی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب والا! میرے فاضل چھوٹے بھائی نے بات سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ میں نے تو بڑی وضاحت سے جواب دیا ہے وہ ساروں کی نمائندگی اس طرح سے کر رہے ہیں جیسے باقی سب ممبران نے ان کو وکیل کیا ہوا ہے۔ باقی ممبران اپنے سوال کے بارے میں خود بہتر سمجھتے ہیں کہ وہ satisfied ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔ وہ اپنی بات کریں انہوں نے جو یہ پوچھا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقرریاں ہو رہی ہیں یا نہیں ہو رہیں۔ اس کا بھی میں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس میں promotion system نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ اس میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تقرریاں کرنے سے ہم انکاری نہیں ہیں مگر contract پر جو تعیناتی ہے Rule (4) of the Punjab Public Service Commission Function Rules 1978 کے مطابق یہ جو کنٹریکٹ پر تقرریاں ہیں یہ پبلک سروس کمیشن کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس کو کرتے نہیں ہیں اس لئے میں ان کی promotion کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور پبلک سروس کمیشن سے انکاری ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو subject ہی علیحدہ ہے جب ہم کوئی ریگولر بندہ رکھتے ہیں وہ ہم پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی رکھتے ہیں اس کے لئے میں نے یہ بھی کہا ہے کہ جن لوگوں نے contract پر کام کیا ہوتا ہے اس کے لئے ان کو 25 نمبر بھی دیئے جاتے ہیں۔ میں نے اس کا بڑا واضح جواب دیا ہے اس میں کسی قسم کا کوئی confusion نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا میں اس میں تھوڑی سی گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب تشریف رکھیں اس پر کافی بات ہو گئی ہے Now I am going to question No.3641. اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے بھائی نولاٹیا صاحب نے پوچھا تھا اور میں نے بھی یہی سوال پوچھا تھا اور چودھری صاحب promotion والی بات کو گول کر جاتے ہیں۔ چلیں پھر کسی وقت سہی، ان سے الگ بیٹھ کر بات کر لیں گے کیونکہ یہ بڑی اہم بات ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! رحیم یار خان میڈیکل کالج کے طلباء کا کیا قصور ہے جنہیں پڑھانے کے لئے کوئی پروفیسر یا ایسوسی ایٹ پروفیسر نہیں ہے۔ اگر آپ نرسری پیدا نہیں کریں گے تو promotion کہاں سے آئے گی۔ آپ ڈاکٹروں کو بھرتی کے پورے process سے گزارتے ہیں، ان کے انٹرویو اور grading ہوتی ہے۔ اس تمام process کے باوجود آپ انہیں عارضی طور پر رکھتے ہیں مستقل کیوں نہیں رکھتے؟ اس کی cause House کو بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اس کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں۔ کوئی ڈاکٹر urban area چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے۔ (قطع کلامیاں)

میری بات سنیں، میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔ کنٹریکٹ پر اس لئے رکھی گئی ہے کہ لوگ rural areas میں جائیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر rural area میں regular ہوتا ہے اور وہ اس کے باوجود وہاں نہیں جاتا ہے تو وہ اس علاقے کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ اب contract basis پر incentives لے کر لوگ وہاں جا رہے ہیں اور for your kind information رحیم یار خان میڈیکل کالج میں بہت سارے ڈاکٹرز آ چکے ہیں اور وہاں کام کر رہے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! حیران کن بات ہے، بڑا سادہ سا مسئلہ ہے جس کو میرے بھائی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ سارے ممبران اس بات کے گواہ ہیں کہ پہلے ایسے ہوتا تھا کہ باقاعدہ طور پر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سارا process مکمل ہو کر ڈاکٹرز بھرتی ہو جاتے تھے، میں ایک مثال دے رہا ہوں کہ ان ڈاکٹرز کو میرے گاؤں کے Basic Health Unit میں post کیا جاتا تھا تو وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے ٹرانسفر کرا کر ڈی ایچ کیو یا ٹی ایچ کیو میں آ جاتے تھے تو اس طرح

سے وہاں کا Basic Health Unit خالی پڑا رہتا تھا۔اب انہیں special Basic Health Unit کے لئے appointment دی جاتی ہے اس لئے وہ transferable بھی نہیں ہے اور میرے فاضل دوست آفتاب خان صاحب نے بھی پوچھا تھا کہ ان کے لئے opportunity کیا ہے۔ان کے لئے opportunity یہ ہے کہ وہ 2 سال وہاں serve کرنے کے بعد پبلک سروس کمیشن کے ذریعے direct cadre میں آ سکتے ہیں اور اس کے انہیں 25 نمبر ملیں گے۔میں نے ساری تفصیل بتائی ہے۔اگر Basic Health Unit کو آباد کرنا ہے تو اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! problem یہ ہے کہ ان ڈاکٹرز کی تھانوں سے ملحقہ ہسپتالوں میں posting کی جائے گی اور وہ میڈیکل کاٹنے کے اختیارات رکھتے ہیں۔اب جتنے بھی contract پر ڈاکٹرز آئے ہیں ان کے پاس میڈیکل کاٹنے کا اختیار نہیں ہے۔اب تحصیل کوٹ ادو میں جو لوگ مستقل ہیں ان کی تعداد تین یا چار ہے وہ سارے وہ ہیں جن پر انٹی کرپشن میں بارہ بارہ،پندرہ پندرہ مقدمے درج ہیں کہ وہ جھوٹے میڈیکل کاٹتے ہیں اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہاں ایماندار ڈاکٹروں کو appoint کیا جائے تو ایسے 4 ڈاکٹروں کے علاوہ پوری تحصیل میں ہمارے پاس کوئی option ہی نہیں ہے کہ contract والے میڈیکل کاٹنے کے اختیار پر آ نہیں سکتے اور وہ 4 ڈاکٹرز جو ہیں وہ 20 سالوں سے عادی ہیں اس لئے وہ جھوٹے میڈیکل کاٹیں گے اور 22/22 سال سروس کرنے والے ڈاکٹرز کو ابھی تک گریڈ 17 سے گریڈ 18 نہیں دیا گیا تو ان لوگوں کا کیا قصور ہے اور جب آپ کے پاس option سب سے کم ہوگا تو اس وقت کبھی بھی اچھائی نہیں آ سکتی۔اگر آپ مستقل تقرریاں کریں گے تو انہیں ہٹا کر نیک لوگوں کو لایا جا سکے گا۔میں کہتا ہوں کہ contract policy کی فقط ایک cause کہہ دینے سے کہ rural areas میں لوگ نہیں جاتے اور contract کے اندر یہ option رکھی جاتی ہے کہ تبادلہ نہیں ہوگا، اس بنیاد پر ڈاکٹرز، عوام اور میڈیکل سٹوڈنٹس کو cause بتائی جائے کہ کیوں یہ ضروری ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔اگلا سوال نمبر 3641 سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔جی،

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں موجود ایمبولینسز

اوران کے استعمال کی تفصیلات

*3641: سید احسان اللہ وقاص: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں موجود ایمبولینسز کی تعداد ہسپتال وار بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ ایمبولینسز عام افراد کو بھی مہیا کی جاتی ہیں اور عام افراد سے کس شرح سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان ایمبولینسز میں سے بیشتر صرف ڈاکٹرز اور متعلقہ عملہ کے ذاتی استعمال میں ہیں اور عام آدمی کو ضرورت پڑنے پر فراہم نہیں کی جاتیں؟

وزیر صحت:

(الف) لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں موجود ایمبولینسز کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ ایمبولینسز مریضوں کو شفٹ کرنے کے لئے 24 گھنٹے مفت مہیا کی جاتی ہیں مریضوں کو گھر پہنچانے کے لئے مریض سے لاہور کے اندر دو سو روپے لئے جاتے ہیں لاہور سے باہر ایمبولینس کی اجازت نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے بلکہ ایمبولینسز صرف مریضوں کے لئے استعمال ہو رہی ہیں اور عام آدمی کو ضرورت پڑنے پر فوری فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے ایک لسٹ فراہم کی گئی ہے جس میں بڑے سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کے لئے ایمبولینسز فراہم کی ہوئی ہیں لیکن عملی صورتحال یہ ہے کہ اگر کوئی مریض ایمبولینس لینا چاہے تو اس کو نہیں ملتی ہے۔ میں جناب وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سروسز ہسپتال اور اسی طرح مختلف ہسپتالوں میں بڑی تعداد میں functional حالت میں جو ایمبولینسز موجود ہیں لیکن اگر عام مریض حاصل کرنا چاہتا ہے تو نہیں ملتی۔ وہ کسی نہ کسی وہاں کے آفیسرز کی پرائیویٹ ڈیوٹیز پر ہی مصروف رہتی ہیں۔ اس کا کیا اہتمام ہے کہ اگر وہاں پر ایک عام آدمی ایمبولینس hire کرنا چاہے تو وہ حاصل کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! پھر میرے فاضل دوست کہیں گے کہ میں صرف اپنی حکومت کی کارکردگی بتاتا جارہا ہوں اور کوئی ان کے سوالوں کے جواب نہیں دیتا۔ میری بھی اتنی عمر گزری ہے، آپ نے بھی دیکھا ہے کہ آج کل لاہور میں آپ کو جس طرح کی 1122 والی ایمبولینس سروس نظر آرہی ہے اور اس کے علاوہ بھی انہوں نے سروس ہسپتال کا پوچھا ہے وہاں پر میں نے 7 کا بتایا ہے، میو میں 10 بتائی ہیں۔

جناب سپیکر! ساری تفصیل دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر کوئی 1122 پر کال کرتا ہے تو 5 سے 7 منٹ کے وقفے میں وہاں پر ایمبولینس پہنچ جاتی ہے اور اگر کسی کو ہسپتال میں ایمبولینس چاہئے ہو تو وہاں پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر! انٹرنیشنل لیول پر ایمبولینس کی جو سروس ہے وہ آج کل لاہور کے اندر نظر آرہی ہے۔ اگر اب بھی میرے بھائی کو گلہ ہے تو میں حیران ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے 1122 کے بارے میں سوال ہی نہیں کیا اور میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ 1122 بہت اچھی سروس ہے۔ میں تو چودھری صاحب سے بڑے احترام کے ساتھ درخواست کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ آج ان پر بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کا کچھ اثر ہو گیا ہے، چودھری صاحب بڑے سمجھدار آدمی ہیں۔ میں نے سوال کیا ہے کہ اس فہرست کے مطابق حکومت نے میو ہسپتال میں 12 ایمبولینسز مہیا کی ہوئی ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اگر عام آدمی وہاں سے ایمبولینس حاصل کرنا چاہے تو اس کو میسر نہیں ہوئی۔ وہ مختلف ڈاکٹرز اور آفیسرز کی پرائیویٹ ڈیوٹیز پر رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کس ہسپتال کی بات کر رہے ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے جو فہرست فراہم کی گئی ہے اس میں 59 ایمبولینسز میو ہسپتال، لیڈی ولنگڈن، سروس ہسپتال، جناح ہسپتال، گورنمنٹ کے یہ جو سارے ہسپتال ہیں ان میں مریضوں کے استعمال کرنے کے لئے ایمبولینسز مہیا کی ہوئی ہیں۔ میں ان کے بارے میں پوچھ رہا ہوں لیکن جز (ب) میں میرے سوال کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی مریض 200 روپے دے تو اس کو ایمبولینس مہیا کر دی جاتی ہے۔ عملاً ایسا نہیں ہوتا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ نے مریضوں کے استعمال کے لئے بڑے سرکاری ہسپتالوں میں جو ایمبولینسز مہیا کی ہوئی ہیں وہ مریضوں کے علاوہ بھی استعمال میں لائی جاتی ہیں اس کو ensure کرنے کے لئے حکومت کیا

انتظام کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! جہاں تک figures کا تعلق ہے اس سے میرے نہایت ہی فاضل دوست متفق ہیں پہلی بات تو یہ طے ہو گئی۔ اب ان کا مطلب یہ ہے کہ صحیح طریقے سے service provide نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ غلط استعمال ہو رہی ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ اگر میرے بھائی کے نوٹس میں کوئی ایسی بات آتی ہے کہ اگر کسی آدمی کو ہماری ایمبولینس سروس باقاعدگی کے ساتھ required ہے، وہ مانگتا ہے اور اگر اسے نہیں ملتی تو میرے بھائی اس کے متعلق بتائیں گے تو میں پوری ذمہ داری کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اس پر پورا action ہو گا اور اس کو ہم sort out کریں گے کہ ایمبولینس سروس کیوں نہیں مل رہی۔ باقی misuse کی بات رہی، اگر کہیں پر misuse بھی ہوتی ہیں اگر اس کی کوئی شکایت آئی تو اس کے خلاف بھی پورا action لیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک ایمبولینس جو لاہور کے استعمال کے لئے ہو، اگر کوئی مریض لینا چاہئے تو -/200 روپے ادا کر کے ایمبولینس کی سہولت حاصل کر سکتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج تک سروسز ہسپتال میں اس -/200 روپے سے کتنی آمدنی ہوئی ہے صرف سروسز ہسپتال کا بتا دیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ تو اب پوچھیں گے کہ 1947 سے لے کر 2007 تک کی کتنی آمدنی ہوئی ہے اس کا تو میرے پاس جواب نہیں ہے۔ وہ تو میں معلوم کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ زیادہ نہ بتائیں، صرف ایک سال کی بتا دیں۔

وزیر صحت: یہ figures کا سوال ہے اس طرح تو نہیں بتایا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔ اگر آپ کو مزید ہسپتال کے متعلق پوچھنا ہے تو آپ ان سے مل کر پوچھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہ ٹھیک بات ہے کہ تمام ہسپتالوں میں جو ایمبولینسوں کا misuse ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ سروس عوام کو مہیا کی جائے تو جس طرح ایمر جنسیوں میں لکھا ہوا ہے کہ مفت ادویات کی سروس مہیا کی جا رہی ہے، اسی طرح کسی بھی ہسپتال میں یہ بھی کیوں نہیں لکھا جاتا کہ یہاں ایمبولینس کی سروس -/200 روپے میں ہر عام شہری کو میسر ہے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی ہسپتال میں صرف head injuries کے لئے shifting ہوتی ہے اور وہ بھی اکا دُکا جو باہر سے لوگ آتے ہیں باقی جتنی بھی لاہور میں ایمبولینسز ہیں وہ 95 فیصد سے زیادہ ذاتی کاموں کے لئے استعمال ہو رہی ہیں لیکن عام آدمی کو اس سے کبھی کوئی فائدہ نہیں ہوا، یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا میں کوئی چیز misuse نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز misuse ہوتی ہے تو اس پر کوئی شکایت ہو تو اس پر action ہو جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو بات ڈاکٹر صاحب نے کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ آئندہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہسپتالوں کے اندر لکھوا دیں گے کہ یہ سروس موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی لکھوا دیں اور اس کے علاوہ ایک complaint register بھی رکھوا دیں کہ in case اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ شکایت درج ہو۔

وزیر صحت: رجسٹر بھی رکھ دیں گے۔ یہ positive تجویز دیں ہم ان کو welcome کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد اقبال رئیس: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب محمد اقبال رئیس: جناب سپیکر! ہمارے ضلع رحیم یار خان میں تین B.H.Us کا ایک کلسٹر بنایا ہوا ہے اور وہاں ایک M.B.B.S ڈاکٹر تعینات ہے جو ان تینوں B.H.Us میں دو دو دن ڈیوٹی کرتا ہے۔ ایک B.H.U کو چار دن بعد ڈاکٹر مہیا ہوتا ہے اور پھر لوگ اس ڈاکٹر سے مستفید ہوتے ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ اگر تین B.H.Us کو ایک ڈاکٹر کے علاوہ ایک ایمبولینس بھی مہیا کر دی

جائے تو ان تین یونین کونسل کے لوگ اس سے خاصا استفادہ حاصل کر سکیں گے کیونکہ چار دن ڈاکٹر نہیں ہوتا اور چار دن میں کوئی بھی ایمرجنسی ہو سکتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا حکومت آئندہ مستقبل قریب میں ان B.H.Us یا ایک کلسٹر کو ایمبولینس مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے یہ fresh question بنتا ہے لیکن بنیادی طور پر رورل ہیلتھ سنٹر اس کا انچارج ہوتا ہے اور ادھر ایمبولینس سروس موجود ہے۔

وزیر صحت: آپ نے خود ہی جواب دے دیا ہے کہ ان کو ہم نے R.H.Cs کے ساتھ connect کیا ہوتا ہے اور وہاں پر سروس on call ہوتی ہے اور جب بھی بلائیں تو مل جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 3877، حاجی اعجاز صاحب کا ہے۔

میو ہسپتال لاہور۔AVH وارڈ کے کمروں کی مرمت

*3877: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میو ہسپتال لاہور AVH وارڈ کے ٹوٹل 32 میں سے گراونڈ فلور کے 16 کمرے عرصہ دراز سے مرمت کے لئے بند ہیں جس کی وجہ سے مریضوں کو بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کمرے مرمت ہو چکے ہیں لیکن ہسپتال انتظامیہ اور ٹھیکیدار کے درمیان جھگڑے کی وجہ سے کمرے ابھی تک بند ہیں؟

(ج) اگر درج بالا جز کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہ بند کمرے کھلوا کر مریضوں کی پریشانی دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا تاخیر کا سبب بننے والے ہسپتال انتظامیہ کے افسران کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) عرض ہے کہ اس وقت AVH میں داخلے کے لئے مریضوں کو کوئی تکلیف نہیں ہے اور تمام کے تمام کمرہ جات چاہے وہ بالائی منزل پر ہیں یا گراونڈ فلور پر سب کے سب مریضوں کے استعمال میں ہیں۔

(ب) میو ہسپتال انتظامیہ کا متعلقہ ٹھیکیدار کے ساتھ کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں اور نہ ہی ایسے کسی جھگڑے کی وجہ سے کمرے بند ہیں بلکہ تمام کمرے مریضوں کے لئے زیر استعمال

ہیں۔

(ج جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ A.V.H کے مریضوں کے لئے میو ہسپتال میں مزید کمرے تعمیر کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر مریضوں کی سہولت کے لئے بنیادی طور پر سارا کام ہو رہا ہے اور گورنمنٹ ہر وقت بڑی تندہی سے مریضوں کی سہولت کے لئے کام کرتی رہتی ہے اور ہسپتالوں میں extension بھی ہوتی رہتی ہے۔ ان کا جو سوال تھا اس کے متعلق میں نے پورا جواب دیا ہے۔ جن کمروں کا انھوں نے ذکر کیا ہے وہ سارے فنکشنل ہیں آج کل مریض ان میں داخل ہو رہے ہیں اور کمرے available ہیں۔ جوں جوں ڈیمانڈ بڑھے گی تو ان میں extension کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ ہم کرتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر اسد معظم: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! جن ہسپتالوں میں کوئی وائرل انفیکشن ہوتا ہے جیسے ہیپاٹائیٹس ہے۔ پوری دنیا میں ایک trend ہے کہ مریض کے باقاعدہ ڈسچارج کے بعد ان کمروں کو باقاعدہ sterilize کیا جاتا ہے کیا اس قسم کی کوئی سہولت A.V.H میں موجود ہے یا نہیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! ان کی بڑی اچھی تجویز ہے۔ اگر اس قسم کا کوئی مریض detect ہو جائے تو ویسے تو ہمارے ڈاکٹر بڑی احتیاط کرتے ہیں ان کی تجویز بڑی اچھی ہے اگر کہیں پر ایسا نہیں ہو رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا کرائیں گے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! Detect ہو جاتا ہے کہ جو بھی مریض وہاں پر داخل ہوا ہے اس کا کوئی نہ کوئی بلڈ ٹیسٹ تو ہو گا اور ابھی جو preliminary بلڈ ٹیسٹ ہے ان میں سے ایک ہیپاٹائیٹس پروفائل ہے تو وہ detect ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انھوں نے کہا ہے کہ آپ کی تجویز صحیح ہے اور وہ آپ کی تجویز سے اتفاق کر رہے ہیں۔

وزیر صحت: میں نے ان کی تجویز سے اتفاق کیا ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ either detect ہو جاتا ہو تو؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے یہ کہا ہے کہ جہاں پر نہیں ہوگا تو وہاں پر adopt کرنے کی کوشش کریں گے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! اس میں نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے میرے ایک دوست ڈاکٹر ہیں۔ ہیپاٹائیٹس کا مریض آیا تو اس مریض کے کسی عزیز یا کوئی اور پردے میں needle کو پروکر چلا گیا اور میرے دوست ڈاکٹر وہاں سے گزر رہے تھے تو ان کو وہ needle چبھ گئی اور وہ بھی ہیپاٹائیٹس سے infect ہو گئے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر اس طرح one patient another carry کرتا ہے، جب اس کی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں تو آپ جب A.V.H یا کسی بھی ہسپتال کی بات کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ آپ کو کرنا چاہئے۔ شکریہ

وزیر صحت: آپ صحیح کہہ رہے ہیں اور میں بھی کہتا ہوں کہ تمام ہسپتالوں میں ایسے انتظامات ہونے چاہئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں کچھ بولنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ جب بھی ہیپاٹائیٹس بی یا سی یا کوئی بھی infective چیزیں ہمارے ہسپتالوں میں چاہے وہ A.V.H ہے یا کوئی بھی ہسپتال سے detect ہوتا ہے تو اس کے لئے disposable equipment استعمال ہوتا ہے چاہے وہ کچھ بھی نہ ہو، چاہے وہ سرنجز ہوں، چاہے وہ سرجیکل میٹریل ہو، ماسکس ہوں یا gloves ہوں، وہ سارا disposable ہی استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی بہت احتیاط کی جاتی ہے۔ آپریشن تھیٹرز میں special sterilization methods ہیں اور تمام چیزوں کی ڈسپوزل ہوتی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ایک accidental سوئی کا چبھ جانا بالکل تشویشناک ہے اور اس کی مزید احتیاط بھی کی جا سکتی ہے۔ میں یہی کہوں گی کہ یہ trend پہلے سے ہی ہسپتالوں میں موجود ہے۔ میرے بھائی نے

جو کہا ہے کہ ایک accidental انجری کی وجہ سے کسی کو ہیپاٹائیٹس ہو گیا یہ بڑا افسوسناک ہے جس کے لئے مزید ایجوکیشن اور احتیاط کی ضرورت ہے جو کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں شاید ان کو بات پوری طرح سمجھا نہیں پایا۔ جو بندہ ہسپتال میں جاتا ہے اگر اس کو کوئی انجری ہے اور وہ زخم expose to environment ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ وہ disinfect ہو۔

ڈاکٹر اسد معظم: جی، میں یہی چاہتا ہوں hospitalization یا آپریشن تھیٹر کی بات دوسری ہے۔ پرائیویٹ کمروں میں یا وارڈز میں بھی یہ سہولت موجود ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ disinfect کریں گے۔ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ آپ کی تجویز سے متفق ہیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے تو بڑی تفصیل کے ساتھ عرض کیا ہے کہ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ A.V.H کے پرائیویٹ کمرے ہوں اور وہاں پر اس قسم کے measures نہ لئے جا رہے ہوں۔ میں نے تو کہا ہے کہ جہاں پر نہیں لئے جا رہے وہاں پر بھی ہم اس کی احتیاط کریں گے۔ یہ ہیپاٹائیٹس تو بڑی موذی مرض ہے اور یہ اسی طرح needle اور blood سے پھیلتی ہے اور اس کی ہم پہلے بھی بڑی احتیاط کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 4065، محمد وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر 4065۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا۔ 03-2002 کے دوران تعینات
ایم۔ایس اور سرکاری فنڈز کی تفصیلات

*4065: جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال ٹیکسلا میں سال 03-2002 کون کون بطور M.S تعینات رہا اس دوران جو سرکاری فنڈز استعمال ہوئے ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

ڈاکٹر محمد شوکت پرویز 04-10-2001 سے لے کر 30-09-2002

ڈاکٹر تبسم محمود 01-10-2002 سے لے کر 06-02-2003

ڈاکٹر محمد شفیق 2010-02-07 سے لے کر 2003-11-31
ڈاکٹر اسد عباس 2003-12-01 سے لے کر 2004-06-03
اس دوران جو سرکاری فنڈز استعمال ہوئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ 03-2002 میں کون کون بطور ایم ایس تعینات رہا۔ جواب دیا گیا ہے کہ ڈاکٹر محمد شوکت پرویز تقریباً ایک سال رہے ہیں، ڈاکٹر محمد شفیق نو مہینے ایم ایس رہے ہیں اور ڈاکٹر اسد چھ مہینے رہے ہیں یعنی دو سال کے اندر تین ایم ایس بار بار بدلے گئے اور میرے پاس اس سوال کے دوسرے حصے کے statistics بھی موجود ہیں اس کی ایک solid reason یہ ہے کہ ڈاکٹر شفیق ہسپتال میں آ کر بہت ساری تبدیلیاں لے کر آئے، اس کے آڈٹ اور اکاؤنٹس میں بہت سارے گھپلے تھے جو انھوں نے نمایاں کئے لیکن اس کی سزا انھیں دی گئی کہ انھیں وہاں سے فوراً نکال دیا گیا اور اس سے پہلے ڈاکٹر تبسم کو بھی نکال دیا گیا۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر کسی ایم ایس کو کیوں ٹکنے نہیں دیا جاتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ تبادلے روٹین کی بات ہے اور وہ ہوتے رہتے ہیں۔ اگر اس ہسپتال کے بارے میں کوئی خاص شکایت ہے تو یہ بتائیں تو اس کا پورا ازالہ کیا جائے گا۔ دو چار جو وہاں سے ایم ایس تبدیل ہوئے ہیں اس میں کوئی وجہ ہو سکتی ہے لیکن ایسی بات نہیں ہے کہ کسی آدمی کے گھپلے چھپانے کے لئے دوسرے کو لگا دیا گیا ہے پھر تیسرے کو لگا دیا گیا ہے تو ہمارے محکمے میں ایسا نہیں ہوتا۔ اگر میرے بھائی کو کوئی شکایت ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا پورا نوٹس بھی لوں گا اور اس کا حل بھی نکالوں گا۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں اس کی طرف ہی آنا چاہ رہا تھا انہوں نے جو annexure دیا ہے اس میں سارے اخراجات کی تفصیل ہے۔ میں حلفاً کہہ رہا ہوں کہ جس وقت میں نے یہ سوال دیا تھا اس دوران وہاں کی ایکسرے مشین خراب رہی ہے۔ جواب کے repair of machinery میں لکھا ہوا ہے کہ maintenance of X-Ray Machine پر -/97500 روپے خرچ ہوئے ہیں جو اصل میں اس پر خرچ نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح ٹرانسپورٹیشن پر خرچ ہوئے ہیں اور ایمبولینس کی repair پر پیسے دیئے ہیں جبکہ اس وقت وہاں جا کر ایمبولینس کی حالت

بھی چیک کی جا سکتی ہے جو بالکل بنجر ہے۔ اس کے علاوہ 17 لاکھ روپے ایمرجنسی ادویات کے show کئے گئے ہیں لیکن وہاں پر اگر کوئی شخص ایمرجنسی میں جاتا ہے تو وہاں پر مریضوں کو نسخے دیئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ ویکسین، دوائی یا کوئی انجکشن ہے تو آپ باہر سے خرید کر لائیں یہاں پر مہیا نہیں ہے، حالانکہ پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ جو بھی کیس ایمرجنسی میں جائے گا وہاں پر اس کی مفت treatment ہو گی۔ چونکہ وہ میرا حلقہ ہے اس لئے میں نے سٹور چیک کیا ہے اور وہاں تمام ادویات کو میں نے دیکھا ہے وہاں پر یہ تمام چیزیں مہیا ہی نہیں کی جاتیں اور اتنا بڑا بجٹ اس کو دیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں پہلے ہی اپنے فاضل دوست کی بات سمجھ گیا تھا اور میں نے پہلے بھی جواب دیا ہے کہ اگر میرے بھائی کو اس میں کوئی specific شکایت ہو تو اس کا ازالہ کرنے کے لئے میں on the floor of the House commitment دے رہا ہوں۔ ان کا ضمنی سوال تو نہیں ہے لیکن جو بھی یہاں پر اخراجات ہوئے ہیں اس پر اگر ان کی کوئی شکایت ہے کہ وہاں پر دوائیاں صحیح نہیں مل رہیں یا کوئی بندہ وہاں پر صحیح کام نہیں کر رہا تو میں اس کا انشاء اللہ تعالیٰ ازالہ کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال 4174 ملک اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4174۔

بہاولپور میں محکمہ صحت میں ہونے والی بھرتی کی تفصیلات

***4174: ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ صحت بہاولپور میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل مع جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر اس بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کتنے افراد کو وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ سال 2002 میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی البتہ سال 2003 میں کنٹریکٹ پر بھرتی کی گئی ہے ان افراد کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل مع جگہ تعیناتی کی تفصیل "annexure "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ تمام افراد کی بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے میرٹ لسٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل "Annexure "B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی میں ریکروٹمنٹ کمیٹی جو بنی ہوئی ہے تمام کارروائی اس کی سرپرستی کے مطابق ہوئی ہے۔ کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل "Annexure "C ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ تمام بھرتی حکومت کی پالیسی و کمیٹی کی سفارش کے مطابق میرٹ پر کی گئی ہے۔

(ہ) اس ضمن میں عرض ہے کہ سال 2003 میں کی جانے والی بھرتی میں جناب وزیر صحت اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات پر بھرتی کئے جانے والا کوئی ایک بھی کیس سامنے نہ آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں یہ کہا ہے کہ ہم نے بھرتی کی ہے۔ انہوں نے جو بھرتی کی ہے وہ out of district کی ہے جبکہ قانون یہ ہے کہ 1 تا 15 سکیل کے ملازمین کو اسی ڈسٹرکٹ سے بھرتی کیا جانا چاہئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کیوں کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس میں میرٹ پر بھرتی ہوئی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ میرٹ سے ہٹ کر کوئی ایسا کام کیا گیا ہے اور کوئی بھرتی out of the way کی گئی ہے یا کسی کی سفارش بھی کی گئی ہے تو یہ کوئی کیس میرے نوٹس میں لائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کی پوری انکوائری بھی کریں گے اور اس پر action بھی لیں گے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! اقبال چنڑ صاحب کا جو سوال ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ لسٹ بنانے کے طریق کار اور میرٹ لسٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔ جو جواب ہوتا ہے وہ answer paper میں نہیں دیا جاتا اور ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے کافی دقت ہوتی ہے۔ میرا خود مشاہدہ ہے کہ جب میں نے ہسپتال میں جا کر پتا کیا کہ یہ جو کہتے ہیں کہ میرٹ پر بھرتیاں ہوئی ہیں، میرٹ پر بھرتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ بچے جن کا میرٹ ان لڑکوں سے زیادہ تھا جن کی بھرتی ہو گئی تھی تو میں نے اس وقت کے ایم ایس سے بات کی۔ اس سوال کی تاریخ وصولی 27-01-2004 ہے اور اب سال 2007 ہے یعنی اس کو تقریباً تین سال ہو گئے ہیں اور اب وہ ایم ایس بھی وہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے ہیں۔ میں نے جب اس وقت ایم ایس سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں ریکروٹمنٹ کمیٹی کو بلا لیتا ہوں، انہوں نے پوری کمیٹی بلوائی تو میں نے ان سے کہا کہ اس بچے کا میرٹ اگر زیادہ ہے تو آپ نے اس کو کیوں نہیں رکھا اور دوسرے بچوں کو اس کے مقابلے میں کیوں رکھا گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم تو بے بس ہیں، ہمیں تو جو کہا گیا ہے ہم نے تو وہی کرنا تھا۔ اگر یہ کمیٹی بھی بے بس ہے، ایم ایس بھی بے بس ہے تو پھر کون سی طاقت ہے، میرٹ کی

پالیسی صرف کاغذوں میں ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ صرف عوام کو بتانا کہ ہم میرٹ پر کام کرتے ہیں۔ میرٹ پر تب کام ہوتا تھا جب چودھری غلام حیدر وائیں تھے، میرٹ پر تب کام ہوتا تھا جب میاں شہباز شریف وزیراعلیٰ تھے۔

جناب سپیکر! عمل کرنا اور چیز ہے اور پیپر میں لکھنا اور چیز ہے۔اب میرٹ پر جو بھی بھرتی ہوتی ہے اس حوالے سے لوگوں میں اتنا شعور پیدا ہو گیا ہے کہ وہ ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ مجھے وزیر صحت یہ بتائیں کہ جب یہ کوئی پالیسی بناتے ہیں تو جب ان کا بس نہیں چلتا یا وہ اس بات سے لاچار ہیں کہ وہ اس پر عملدرآمد نہیں کر سکتے تو وہ ایسی پالیسیاں بنا ہی کیوں رہے ہیں، سیدھا سیدھا کہہ دیں کہ یہ بچہ فلانے کی سفارش پر بھرتی ہو گا اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ شکریہ

وزیر صحت: جناب سپیکر! میری محترمہ بہن کی تقریر بڑی اچھی ہے۔ ضمنی سوال اگر آپ سمجھتے ہیں تو مجھے سمجھا دیں میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ ساری selection کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، اگر کہیں تو میں نام پڑھ دیتا ہوں۔ میں نے بحث میں پڑے بغیر یہ عرض کیا ہے کہ اگر کوئی ایسا specific کیس ان کے نوٹس میں ہے تو بتائیں کیونکہ record is the best witness ریکارڈ تو ضائع نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ایم ایس وہاں سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ پر چلا گیا ہے تو وہ ابھی بھی سروس میں ہی ہو گا اس کے خلاف ایکشن بھی ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا کوئی واقعہ ان کے نوٹس میں ہے تو یہ مجھے بتائیں۔ میں on the floor of the House یقین دلاتا ہوں کہ اس پر action لیا جائے گا۔ میں نے تو ساری باتیں بتائی ہیں، ساری کمیٹیاں بن ہوئی ہیں اور اگر کہیں تو میں اس کی پوری تفصیل دے سکتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! جس طرح محترمہ تعریف کر رہی ہیں کہ شہباز شریف دور میں یہ ہوا ہے وہ ہوا ہے، ان کے دور میں فخر النساء پانچویں نمبر پر تھی اس کو فاطمہ میڈیکل کالج کی پرنسپل کیوں لگایا، کیا اس دور میں میرٹ کی دھجیاں نہیں اڑائی گئی تھیں، ڈاکٹر شبنم اقبال نیازی کی turn بنتی تھی اسے ہٹا کر سردار اقبال موکل کی بیگم کو پیچھے پھینکا اور پچاسویں نمبر والی کو لا کر پرنسپل لگایا اور ہم خود سڑکوں پر آئے تھے یہ کیا میرٹ کی بات کرتی ہیں، میرٹ ہم بنا رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میری بہن نے بالکل ٹھیک بتایا ہے کہ یہ ریکروٹمنٹ کمیٹیاں جو ہیں یہ سب ڈھونگ ہے اور آج سے ایک سال پہلے اسی شہر میں دو ہسپتالوں میں میڈیکل آفیسرز کی اور وومن میڈیکل آفیسرز کی پوسٹوں کا اعلان ہوا اور درخواستیں لی گئی تھیں۔ سینکڑوں male and female ڈاکٹرز نے درخواستیں دی تھیں لیکن کسی کی بھرتی نہیں ہوئی۔ ان دو بڑے ہسپتالوں میں ان لوگوں کی appointments ہو گئی ہیں، ایک میں تو میری بہن بھی وہاں کی پڑھی ہوئی ہیں اور وہاں پر یہ سارے معاملات ہوئے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر میرٹ صرف یہ ہے کہ اگر گریڈ 17 سے above کی ریوڑیاں ہوں تو وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس سے نکلتی ہیں اور نان گزیٹڈ پوسٹیں ہوں تو اس کی ریوڑیاں وزیر قانون کے دفتر سے نکلتی ہیں۔ پچھلے دنوں ایک بڑا عجیب لطیفہ ہوا میں بتاتا ہوں، لاء جوڈیشل آفیسرز کی گریڈ 17 اور اس سے اوپر کی appointment ہو رہی تھی تو وہاں پر ایک امیدوار راجہ بشارت کے کمرے کے باہر کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ یہاں پر appointments بغیر انٹرویو کے ہوں گی تو میری کیسے ہو گی تو ان کے سٹاف نے ہی مذاق اڑایا اور اس نے کہا کہ آپ اندر جا کر یہ جملے کہئے گا اس نے جا کر وہی جملے کہے، اس نے کہا کہ اگر مجھ سے زیادہ کسی کا میرٹ ہے یا میرے سے زیادہ کسی کی تعلیم ہے تو بتائیں لیکن میری کوئی سفارش نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مجھے دے دیں تو میں وزیر اعلیٰ ہاؤس سے آپ کی appointment کروا دوں گا اور آج وہ آفیسر ہے، یہ ساری بات اس نے خود مجھے بتائی ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر پالیسیاں وزیر اعلیٰ کے منہ سے announce ہوتی ہیں تو یہ ایوان ان کی تعریفوں میں قرارداد پاس کرتا ہے تو پھر کیوں نہیں عملدرآمد ہوتا۔ اگر میرٹ ہے تو پچھلے کئی سالوں سے سروس کمیشن کی آپ اسی ایوان میں رپورٹ دیتے ہیں لیکن ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے جونیئر یا کوئی بھی اکاؤنٹس آفیسر کی پوسٹ سروس کمیشن سے بھرتی نہیں کی گئی اس کی کیا وجہ ہے اگر میرٹ ہے تو پھر ان کو کیوں نہیں دیتے؟ یہیں پر وزیر اعلیٰ نے کہا تھا کہ ڈاکٹرز کی کنٹریکٹ پر appointment نہیں ہو گی اور سابق وزیر صحت نے بھی کئی دفعہ یہ بات کہی ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسرز، سینئر رجسٹرار اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی 285 پوسٹیں آ رہی ہیں لیکن پچھلے تین سال سے یہی باتیں کہی جا رہی ہیں لیکن اب تک محکمہ صحت میں پبلک سروس کمیشن سے

appointment نہیں کی گئی ہے۔ میرا ان سے یہی سوال ہے کہ اگر یہی رٹے رٹائے جواب دینے ہیں تو پھر ٹھیک ہے اسی طرح میرٹ پر بھرتیاں کرتے رہیں اور جس طرح عوام کی صحت کا حال ہو رہا ہے وہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نے جو بات کی ہے اس کا جواب وزیر صحت دیں گے لیکن میں یہاں پر اپنے حلقے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں پر لیڈی ڈاکٹر کی ایک سیٹ کافی عرصے سے خالی ہے اگر کوئی میرٹ پر آنا چاہتا ہے، اس کی چالیس ہزار تنخواہ بھی ہے میں کھلم کھلا اعلان کرتا ہوں۔ وہاں کوئی آنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ کوئی آنا چاہے تو وہاں روجھان میں آ جائے۔ میں یہاں ہاؤس میں اعلان کر رہا ہوں کہ کوئی لیڈی ڈاکٹر وہاں پر آ جائے۔ ہمارے بھی غریب لوگ بستے ہیں وہاں پر لیڈی ڈاکٹر درکار ہے کوئی آنا ہی نہیں چاہ رہی۔ میں خود اعلان کرتا ہوں کہ چالیس ہزار روپے تنخواہ ملے گی اور وہاں پر میرٹ پر آ جائے۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور نماز کی ادائیگی کے لئے 20 منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سروسز ہسپتال لاہور، ڈیلی ویجز ملازمین اور شرح ادائیگی کی تفصیل

*4748: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں اس وقت جتنے ملازمین ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ملازمین کو معاوضہ کی ادائیگی کس شرح سے کی جا رہی ہے اس کی تفصیل گریڈ اور اسامی وار فراہم کی جائے؟

(ج) کیاان ملازمین کو معاوضہ کی ادائیگی محکمہ خزانہ کی طرف سے تعین کردہ ریٹ مورخہ 01-08-2002 کے تحت ہو رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں کوئی ملازم ڈیلی ویجز پر نہیں رکھا گیا بلکہ ورک چارج ملازمین رکھے گئے ہیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ملازمین کو معاوضہ کی ادائیگی جس شرح سے کی جا رہی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ملازمین کو معاوض کی ادائیگی (ماہانہ بنیاد) پر پہلے محکمہ خزانہ کی طرف سے تعین کردہ ریٹ مورخہ 01-08-2002 کے تحت کی جا رہی تھی جو کہ اب چٹھی نمبر 667 مورخہ 17-01-2005 از دفتر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تحت کی جا رہی ہے۔ نقل لیٹر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گجرات، ایم۔ایس، اے۔ایم۔ایس اور ڈی ایم ایس کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیلات

*5008: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال گجرات میں ایم۔ایس، ایڈیشنل ایم۔ایس اور ڈپٹی ایم۔ایس کی منظور شدہ اور پر شدہ اسامیوں کی تعداد اور ان پر کام کرنے والے ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو قواعد میں نرمی کر کے ان عہدہ جات پر تعینات کیا گیا ہے نیز قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے جن ملازمین کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر کن وجوہات کی بناء پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو سال 2002 سے آج تک تنخواہوں اور ٹی۔اے، ڈی۔اے کی مدوں میں جو ادائیگی کی گئی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) ہسپتال ہذا میں ڈاکٹر طاہر عباس گوندل بطور ایم ایس تعینات ہیں وہ گریڈ 19 کے ہیں۔ان کی تعلیم ایم بی بی ایس ہے:۔

I۔ MPH کا کورس Attend کیا ہوا ہے۔

II۔ WHO کی طرف سے Community Health Management کا کورس کیا ہوا ہے۔

DMS ڈاکٹر طاہر محمود بٹ کام کر رہے ہیں وہ گریڈ 18 میں ہیں تعلیم M.B.B.S ہے۔MSC (Add Med Admen) میڈیکل ایڈمنسٹریشن کورس کیا ہوا ہے۔

(ب) ان دونوں کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تعینات کیا ہے۔

(ج) ان کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہے۔

(د) ایم ایس 01-09-2003 اور ڈی ایم ایس 18-11-2003 سے تعینات ہیں کیونکہ ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے اور اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) تعیناتی سے لے کر MS نے تنخواہ کی مد میں -/9,06376 روپے اور ڈی ایم ایس نے -/Rs.6,88,540 روپے صول کئے ہیں MS نے کوئی TA/DA وصول نہیں کیا۔ DMS نے سرکاری کام کی مد میں لاہور آنے جانے کے TA وصول کئے ہیں۔

سر گنگارام ہسپتال لاہور، ایم ایس، اے ایم ایس اور ڈی ایم ایس کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیلات

*5009: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور میں ایم۔ایس، ایڈیشنل ایم۔ایس اور ڈپٹی ایم۔ایس کی منظور شدہ اور پر شدہ اسامیوں کی تعداد اور ان پر کام کرنے والے ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو قواعد میں نرمی کر کے ان عہدہ جات پر تعینات کیا گیا ہے نیز قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے جن ملازمین کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر کن وجوہات کی بناء پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو سال 2002 سے آج تک تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے کی مدوں میں جو ادائیگی کی گئی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) سر گنگارام ہسپتال لاہور میں ایم ایس، اے ایم ایس اور ڈی ایم ایس کی منظور شدہ اور پُر شدہ اسامیوں کی تعداد اور ان پر کام کرنے والے ڈاکٹرز کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان کے علاوہ ایڈمنسٹریٹو پوسٹوں پر کوالیفائیڈ سٹاف کی کمی کی وجہ سے گریڈ 18,17 کے ڈاکٹروں کو ڈی ایم ایس ڈیزیگنیٹ کیا گیا ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ملازمین میں سے کسی کے خلاف کوئی محکمانہ اور قانونی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

(د) مندرجہ ذیل ڈاکٹرز عرصہ تین سال سے زیادہ سر گنگارام ہسپتال لاہور میں کام کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	وجوہات	تعیناتی عرصہ
1۔	ڈاکٹر فوزیہ دوست محمد	ڈی ایم ایس	17	یہ گنگارام ہسپتال ٹرسٹ گورننگ باڈی کی بھرتی شدہ ہے	30سال
2۔	ڈاکٹر عبدالغفار	ڈی ایم ایس	17		05سال
3۔	ڈاکٹر شاہد انجم	ڈی ایم ایس	17		04سال
4۔	ڈاکٹر سہیل ارشد رانا	ڈی ایم ایس	17		03سال
5۔	ڈاکٹر اطہر یوسف	ڈی ایم ایس	17		08سال
6۔	ڈاکٹر شبیر چوہان	ڈی ایم ایس	17		06سال
7۔	ڈاکٹر عبدالقدیر زبیری	ڈی ایم ایس	17		06سال

(ہ)

نمبر شمار	نام ڈاکٹر	ٹوٹل ٹی اے/ڈی اے	ٹوٹل تنخواہ
1۔	ڈاکٹر مظہر الدین	11494/-	872525/-

2-	ڈاکٹر میاں عبدالروف	30650/-	572664/-
3-	ڈاکٹر فوزیہ دوست محمد	---	1791488/-
4-	ڈاکٹر بشریٰ سہیل	---	888246/-
5-	ڈاکٹر عبدالغفار	---	976008/-
6-	ڈاکٹر شاہد انجم	---	582030/-
7-	ڈاکٹر سہیل ارشد رانا	---	543936/-
8-	ڈاکٹر اطہر یوسف	---	1090111/-
9-	ڈاکٹر شبیر چوہان	---	325404/-
10-	ڈاکٹر عبدالقدیر زبیری	---	576759/-
11-	ڈاکٹر محمد عارف	---	4547700/-
12-	ڈاکٹر احمد رضا خان	---	578000/-

سرکاری ہسپتالوں میں شام کے وقت OPD کی سہولت کا اجراء

*5084: جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ سرحد کی طرح پنجاب کے ہسپتالوں میں شام کے اوقات میں OPD چلانے کی تجویز زیر غور ہے؟

(ب) اگر ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا؟

وزیر صحت:

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے مطابق محکمہ صحت نے پنجاب کے چار بڑے ٹیچنگ ہسپتالوں میں شام 4 بجے سے رات 9 بجے تک کے اوقات میں OPD شفٹ شروع کر دی ہے جو 7-اپریل 2003 سے کام کر رہی ہے۔ ہسپتالوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- میو ہسپتال لاہور 2- جناح ہسپتال لاہور

3- سروسز ہسپتال لاہور 4- نشتر ہسپتال ملتان

محکمہ صحت کے لیٹر کی کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ صحت نے چاروں ہسپتالوں کی ایوننگ شفٹ کی کارکردگی معلوم کرنے کے لئے ان ہسپتالوں کو ایک پرفارما پر کر کے بھیجنے کے لئے ایک لیٹر جاری کیا جس کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چاروں ہسپتالوں نے پر فارما پر کر کے بھیج دیا ہے جس کے مطابق ایوننگ شفٹ کی سہولت سے فائدہ اٹھانے والے مریضوں کی تعداد ٹیسٹ کی سہولت حاصل کرنے والے مریضوں کی تعداد اور مریضوں کو فراہم کردہ ادویات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے۔

(ب) شام کی شفٹ پہلے ہی شروع ہو چکی ہے۔ دوسرے ہسپتالوں میں بھی شفٹ شروع کرنے کا ارادہ ہے۔

ضلعی حکومت لاہور، مشروبات کی جعلی فیکٹریوں پر چھاپوں اور جرمانوں کی تفصیل

*5173: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے سپیشل سکواڈ فوڈ نے جنوری اور فروری 2004 میں کتنی مشروبات کی فیکٹریوں پر چھاپے مارے اور کتنی فیکٹریاں جعلی مشروبات بناتے ہوئے پکڑی گئیں؟

(ب) سپیشل سکواڈ فوڈ، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ان فیکٹریوں کے مالکان کو کتنا جرمانہ کیا اور کتنا وصول کیا ان میں سے کتنی فیکٹریوں کو دوبارہ کام کرنے کی اجازت کس اتھارٹی نے دی؟

وزیر صحت:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں سپیشل سکواڈ کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے فوڈ انسپکٹرز اور چیف فوڈ انسپکٹر کو مختلف ٹاؤنوں میں تعینات کیا گیا ہے۔ ماہ جنوری اور فروری 2004 میں 3 جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریاں پکڑی گئیں۔

(ب) جرمانہ کرنا یا سزا دینا عدالتوں کا کام ہے۔ یہ کیس ابھی تک عدالت میں زیر سماعت ہیں۔ یہ فیکٹریاں غیر قانونی اور بغیر لائسنس کاروبار کر رہی تھیں جنہیں بند کر دیا گیا۔

ضلعی حکومت لاہور، مضر صحت آئل و گھی کی روک تھام کے لئے چھاپوں کی تفصیل

*5174: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے سپیشل سکواڈ فوڈ نے جنوری تا مئی 2004 کتنی آئلز و گھی ملز پر چھاپے مارے اور کتنی آئل اور گھی ملز کو مضر صحت ملاوٹ کی بناء پر بند

کیااور جرمانے کئے؟

(ب) جن فیکٹریوں اور آئلز و گھی ملز پر چھاپے مارے گئے ان فیکٹریوں کے نام اور انسپکشن ٹیم کے انچارج کون تھے ان کے نام و عہدے سے بھی ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر صحت:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں سپیشل سکواڈ کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے فوڈ انسپکٹرز اور چیف فوڈ انسپکٹر کو مختلف ٹاؤنوں میں تعینات کیا گیا ہے۔ ماہ جنوری تا مئی2004 صادق گھی ملز فیروز پور روڈ، محبوب انڈسٹریز (شان گھی) کوٹ لکھپت، عائشہ گھی ملز مانگا روڈ پر چھاپے مارے، ان میں سے محبوب انڈسٹریز (شان گھی) کا ایک نمونہ معیار کے مطابق نہ پایا گیا جو عدالت میں جمع کروادیا گیا جو وہاں پر زیر سماعت ہے۔ ملز بند کرنے کا اختیار محکمہ کے پاس نہ ہے نہ ہی جرمانہ کر سکتے ہیں۔

(ب) یہ چھاپے پیرزادہ محمد صغیر چیف فوڈ انسپکٹر اور محمد جہانگیر وٹو، فوڈ انسپکٹر نے مارے تھے۔

محکمہ صحت، 2002تا2004، زائد المیعاد ہونے والی ادویات کی تفصیل

*5183: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبہ پنجاب میں مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں کتنی مالیت کی ادویات جو کہ محکمہ نے صوبائی اور ضلعی سطح پر خرید کیں لیکن expire ہو گئیں؟

وزیر صحت:

محکمہ صحت، حکومت پنجاب نے صوبہ پنجاب میں مالی سال 03-2002 اور 04-2003 میں کسی بھی مالیت کی ادویات صوبائی اور ضلعی سطح پر خرید نہ کی ہیں اور نہ ہی کوئی ادویات expire ہوئی ہیں یہ ضلعی حکومتوں نے خود خرید کیں۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال بورے والا کی اپ گریڈیشن

*5208: چودھری خالد محمود چوہان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بورے والا کی اپ گریڈیشن کے لئے فنڈز کا اجراء ہو چکا ہے اگر درست ہے تو کام کب شروع ہوگا اور اس کی تکمیل کے لئے کتنی مدت درکار ہے؟

وزیر صحت:

تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال بورے والا کی 12-اگست2004 کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی نے کل19.650 ملین روپے کی جاری کی۔

ای۔ڈی۔او ہیلتھ وہاڑی کی رپورٹ کے مطابق14.747 ملین روپے برائے تعمیر بلڈنگ اور4.720 ملین روپے برائے خریداری مشینری محکمہ صحت پنجاب نے مہیا کر دیئے ہیں جن میں سے 09-01-2007 تک14.684 ملین بلڈنگ کی تعمیر پر خرچ ہو چکے ہیں اور4.534 ملین روپے مشینری کی خریداری پر خرچ ہو چکے ہیں۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، ڈائلیسز مشینز سے متعلقہ تفصیلات

*5255: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کتنی dialysis مشینز ہیں؟

(ب) یہ کب کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟

(ج) ان کی مرمت پر سال2000 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(د) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟

(ہ) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے، نیز کب تک ان کو چالو کر دیا جائے گا؟

(و) ان سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں فی مریض کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ز) ان کو اپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) تیرہ عدد

(ب) 1-تین مشینز Freesias 4008 B 20-01-2001 DEM 58680 برانڈ

2-تین مشینز Freesias 4008 B 31-12-2003 US$ 27930 برانڈ

3-تین مشینز Freesias 4008 B 25-09-2004 US$ 27930 برانڈ

4-چار عدد مشینز ڈونیشن

ایک عدد	06.03.1993	Gambaro	برانڈ
دو عدد	01.03.2004	Secure B-Burn	برانڈ
ایک عدد	02.09.2005	Freesias 4008 B	برانڈ

(ج) -/57564 روپے

(د) تین عدد ڈونیشن والی مشینز خراب ہیں اور بقایا 10 ٹھیک ہیں۔

(ہ) خراب مشینز بہت پرانی ہیں اور ناقابل مرمت ہیں۔

(و) روزانہ اوسط 20 مریض مستفید ہوتے ہیں۔ انڈور مریض سے -/50 روپے اور آؤٹ ڈور مریض سے -/100 روپے فیس لی جاتی ہے۔ تمام ملازمین entitled cases فری ہوتے ہیں، روزانہ اوسطاً ایک مستحق مریض فری ہوتا ہے جبکہ ملازمین اور entitled cases میں سے دو تین فری ہوتے ہیں۔ اوسطاً پانچ سے چھ آؤٹ ڈور سے فیس لی جاتی ہے اور اوسطاً دس سے گیارہ انڈور cases سے فیس لی جاتی ہے۔

(ز) مشینوں کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

ڈاکٹر نعمان خورشید	اے پی ایم او		گریڈ 19
ڈاکٹر محمد اجمل فرید	ٹرینی میڈیکل آفیسر		گریڈ 17
مسرت اقبال	چارج نرس گریڈ 14	موجودہ گریڈ	گریڈ 16
رضوانہ نوشین	چارج نرس گریڈ 14	موجودہ گریڈ	گریڈ 16
نسیم رمضان	چارج نرس گریڈ 14	موجودہ گریڈ	گریڈ 16
مسرت رشید	چارج نرس گریڈ 14	موجود گریڈ	گریڈ 16
توقیر طاہرہ	چارج نرس گریڈ 14	موجودہ گریڈ	گریڈ 16
شکیلہ منظور	چارج نرس گریڈ 14	موجودہ گریڈ	گریڈ 16

فیصل آباد، 04-2002 محکمہ صحت کو فراہم کردہ رقم اور اخراجات کی تفصیل

*5272: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ صحت ضلع فیصل آباد کو سال 03-2002 اور 04-2003 میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی رقم surrender کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کی تنخواہوں پر ان سالوں کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین / افسران کے ٹی اے / ڈی اے کے سلسلہ میں خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی خرید پر خرچ ہوئی؟
(و) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت / پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟
(ز) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟
(ح) کتنی رقم ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر صحت

(الف)

سال 2002-03	سال 2003-04
غیر ترقیاتی 280.837 ملین	غیر ترقیاتی 348.188 ملین
ترقیاتی 6.000 ملین	ترقیاتی 18.160 ملین
ٹوٹل 286.837 ملین	366.348 ملین

(ب)

I-	غیر ترقیاتی 285.611 ملین	غیر ترقیاتی 9.143 ملین
	ترقیاتی 6.000 ملین	ترقیاتی 17.868 ملین
	ٹوٹل 291.611 ملین	ٹوٹل 327.011 ملین
II-	سرنڈر Surrender	سرنڈر Surrender
	غیر ترقیاتی: اتنی رقم سرنڈر ہوئی: 29.476 ملین اتنی رقم Excess 66.158 ملی ترقیاتی: کوئی رقم سرنڈر نہ کی گئی۔	غیر ترقیاتی: اتنی رقم سرنڈر ہوئی: 16.945 اتنی رقم 48.678 ملین Excess ملی ترقیاتی: کوئی رقم سرنڈر نہ کی گئی۔

(ج)	199.518 ملین تنخواہوں پر خرچ کئے گئے۔	229.050 ملین تنخواہوں پر خرچ کئے گئے۔
(د)	2.630 ملین ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئے۔	2.803 ملین ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئے۔
(ہ)	گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد فیصل آباد کے لئے ایمبولینس ضلعی حکومت کی اجازت سے مبلغ 0.529 ملین میں خریدی۔	Nil

(و)	3.847 ملین خرچ ہوئے۔	4.299 ملین خرچ ہوئے۔ سال 04-2003 میں یہ رقم زیادہ اس لئے ہوئی کیونکہ اس دوران پولیو مہم کو تیز کیا گیا اور اس کی سپرویژن بہتر انداز میں چلائی گئی علاوہ ازیں پٹرول کی قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔
(ز)	5.238 ملین خرچ ہوئے	5.291 ملین خرچ ہوئے۔
(ح)	5.998 ملین خرچ ہوئے	تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال جڑانوالہ کی عمارت کو (Up-grade)Improvement کرنے پر 12.980 ملین خرچ ہوئے جبکہ Equipment خریدنے پر 4.888 ملین خرچ ہوئے۔

ضلع وہاڑی، 2002 تاحال، ہسپتالوں کے لئے خرید کردہ ادویات اور لاگت کی تفصیلات

*5379(A): چودھری خالد محمود چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2002 سے آج تک ضلع وہاڑی کے ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹروں کو ادویات کی خرید کے لئے سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی، تفصیل ہسپتال اور سنٹر وار فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ادویات خرید کرنے کے لئے اس ضلع میں کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے، نیز یہ ادویات کس طریق کار کے تحت خرید کی گئی ہیں؟

(ج) خرید کردہ ادویات کی کوالٹی کن کن لیبارٹریوں سے چیک کروائی گئی؟

(د) کتنی اور کون کون سی ادویات کوالٹی سے کم اور ناقص ثابت ہوئیں؟

(ہ) مذکورہ ادویات کی کمپنیوں اور ان کے خرید کے ذمہ داران کے خلاف جو جو قانونی اور محکمانہ کارروائی ہوئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) سال 2002 سے آج تک ضلع وہاڑی کے ہسپتالوں اور ہیلتھ سنٹروں کو ادویات کی خرید کے لئے سال وار فراہم کی گئی رقم کی تفصیل ہسپتال اور سنٹر وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادویات خرید کرنے کے لئے ضلع میں تشکیل دی گئی کمیٹی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے یہ ادویات بذریعہ اخبار اشتہار ٹینڈر خرید کی گئی ہیں۔

(ج) خرید کردہ ادویات کی کوالٹی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری، پنجاب لاہور سے چیک کروائی گئی۔

(د) تمام ادویات کوالٹی کے مطابق ثابت ہوئیں۔

(ہ) چونکہ تمام ادویات کوالٹی کے مطابق ثابت ہوئیں اس لئے کمپنیوں کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی نہ ہوئی ہے۔

رحیم یار خان، ہسپتالوں کے لئے خرید کردہ ادویات کی مالیت اور دیگر تفصیلات

*5408 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں واقع ہسپتالوں کے لئے پچھلے تین سالوں میں کتنی رقم ادویات خریدنے کے لئے دی گئی ان ادویات کو خریدنے کا کیا طریق کار ہے یہ ادویات کن کمپنیوں سے خریدی گئیں؟

(ب) پچھلے تین سالوں میں غیر معیاری جعلی ادویات کی فروخت میں ملوث افراد کے خلاف کتنے مقدمات قائم ہوئے اور کتنے سزایاب ہوئے، تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ج) پچھلے تین سالوں میں غیر معیاری ادویات تیار کرنے والی کمپنیوں کے خلاف کیا اقدام کئے گئے، تفصیل بیان فرمائی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) I۔ ادویات کی مد میں درجہ ذیل رقم خرچ کی گئی برائے سال

2003-04	Rs.20867000/-
2004-05	Rs.3538840/-
2005-06	Rs.41118073/-

(II)۔ ادویات خریدنے کے لئے اوپن ٹینڈر کئے جاتے ہیں۔ اشتہار اخبارات اور ٹینڈر ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(III)۔ جن فرموں سے ادویات خرید کی گئیں ان کے ناموں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پچھلے تین سالوں میں جعلی اور غیر معیاری ادویات فروخت و تیار کرنے کے جرم میں کل 51 مقدمات قائم ہوئے، جن کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، 12 افراد

سزایاب ہوئے سزا یافتہ افراد کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، باقی مقدمات صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ اور ڈرگ کورٹ میں زیر سماعت ہیں مقدمات کی تفصیل شامل ہے۔

(ج) پچھلے تین سالوں میں غیر معیاری ادویات تیار کرنے والے 82 مقدمات ایسے قائم ہوئے جن میں کمپنیاں ملوث پائی گئیں کمپنیوں کے ناموں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مقدمات صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ اور ڈرگ کورٹ میں زیر سماعت ہیں۔ ان کی پیروی کے لئے متعلقہ ڈرگ انسپکٹر عدالت جاتے ہیں۔ عدالت کے جج صاحب کا عہدہ چیئرمین ڈرگ کورٹ ہے جو کہ سینئر سیشن جج کے برابر ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم یار خان، ایکسرے مشینز سے متعلقہ تفصیلات

*5413 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم یار خان میں کتنی ایکسرے مشینز ہیں؟

(ب) یہ کب کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟

(ج) ان کی مرمت پر سال 2000 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(د) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟

(ہ) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے نیز کب تک ان کو چالو کر دیا جائے گا؟

(و) ان سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں؟

(ز) ان کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) کل 17 عدد ایکسرے مشینیں اس وقت ہسپتال ہذا میں موجود ہیں۔

(ب) 67-1966 میں ایک مشین خرید کی گئی جس پر مبلغ -/15,000 روپے کی رقم صرف ہوئی۔

75-1974 میں ایک عدد مشین خرید کی گئی جس پر مبلغ -/3,50,000 روپے کی رقم صرف ہوئی۔

1980-81 میں تین عدد مشینیں خرید کی گئیں جن پر-/27,00,000 روپے کی رقم صرف ہوئی۔

1990 میں ایک عدد مشین خرید کی گئی جس پر مبلغ-/2,25,000 روپے کی رقم صرف ہوئی۔

07 عدد مشینیں عزت مآب جناب شیخ زید بن سلطان النہیان کی طرف سے خرید کر ہسپتال ہذا کو عطیہ دی گئیں۔

2005-06 میں 04 عدد مشینیں 03 موبائل یونٹ اور سیلنگ ایکسرے مشین) خرید کی گئیں، جن پر مبلغ-/65,55,940 روپے کی رقم صرف ہوئی۔

(ج) ان کی مرمت پر 2000 سے لے کر اب تک مبلغ-/4,44,325 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) ان میں سے 12 چالو اور 05 خراب حالت میں ہیں۔

(ہ) خراب مشینوں کو مرمت کروانے کے لئے تقریباً مبلغ 7 لاکھ روپے کی رقم درکار ہے۔ایک عدد مشین تقریباً 15 دن میں مرمت ہو جائے گی، باقی مشینوں کی مرمت کے لئے اشتہار اخبارات میں دیا گیا تھا لیکن کوئی کوٹیشن وصول نہیں ہوئی۔ دوبارہ اشتہار دیا جارہا ہے تاکہ مشینوں کی جلد از جلد مرمت کرائی جاسکے۔

عزت مآب شیخ زید بن سلطان النہیان کی طرف سے عطیہ کی گئی 07 عدد مشینوں میں سے کچھ خراب ہو چکی ہیں اور وہ کمپنیاں یعنی CGR France اب پاکستان میں موجود نہیں ہے اور ان کے فاضل پرزہ جات بھی دستیاب نہیں ہیں۔ ان کی مرمت کے لئے مختلف کمپنیوں سے رابطہ کیا جارہا ہے۔

جناب والا! شیخ زید ہسپتال، رحیم یار خان میں ریڈیالوجی کے تین شعبہ جات ہیں، جن میں آؤٹ ڈور اور ان ڈور مریضوں کے الگ الگ شعبے ہیں اور ایمرجنسی وارڈ میں ریڈیالوجی کا شعبہ 24 گھنٹے عملہ سمیت کھلا رہتا ہے۔ شعبہ ریڈیالوجی میں آٹھ بڑی اور ایک چھوٹی ایکسرے مشین کے علاوہ آٹھ موبائل ایکسرے مشینیں بھی ہیں، موجودہ حالات میں ایکسرے ڈیپارٹمنٹ کا کام متاثر نہ ہے اور ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کسی قسم کی کوئی رجسٹرڈ شکایت بھی نہ ہے۔ ایکسرے ڈیپارٹمنٹ میں روزانہ تقریباً 200-150 ایکسرے کئے جاتے ہیں موبائل ایکسرے مشینوں کے ذریعے وارڈز کے اندر بھی

ایکسرے کرنے کی سہولت موجود ہے۔
سی ٹی سکین slices 6 انسٹالیشن کے مراحل میں ہے۔
02 کلر ڈاپلر اور میموگرافی کا ٹینڈر ہو چکا ہے اور بورڈ آف مینجمنٹ، شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان نے خرید کرنے کی منظوری دے دی ہے۔

(و) اوسطاً 200 مریضوں کے ایکسرے اور 100 مریضوں کے الٹراء ساؤنڈ روزانہ کئے جاتے ہیں۔ 70 فیصد فری اور 30 فیصد آن پیمنٹ مارکیٹ ریٹ سے انتہائی کم قیمت پر کئے جاتے ہیں۔

(ز) ڈاکٹر سعید اختر ملک اسسٹنٹ پروفیسر ریڈیالوجی (BPS-18)، ڈاکٹر خالد سعید ریڈیالوجسٹ (BPS-18)، ڈاکٹر عبدالنعیم ریڈیالوجسٹ (BPS-18) اور ڈاکٹر شبیر احمد سینئر میڈیکل آفیسر (BPS-18) کی نگرانی میں مندرجہ ذیل ڈاکٹر و ایکسرے ٹیکنیشن شعبہ ایکسرے و الٹراء ساؤنڈ میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں:۔

1۔	ڈاکٹر تسنیم عاشق	میڈیکل آفیسر	سکیل نمبر 17
2۔	ڈاکٹر طاہرہ افضل	میڈیکل آفیسر	سکیل نمبر 17
3۔	ڈاکٹر شازیہ طارق	میڈیکل آفیسر	سکیل نمبر 17
4۔	سید احتشام الحق	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
5۔	ریاض احمد	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
6۔	عبدالعزیز	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
7۔	غلام احمد	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
8۔	محمود ایوب	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
9۔	حافظ محمد عابد	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
10۔	شبیر حسین شاکر	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
11۔	محمد عاصم	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
12۔	ظفر اللہ	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06
13۔	شکیل الرحمٰن	ریڈیوگرافر	سکیل نمبر 06

ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد، ای سی جی مشینز و دیگر تفصیلات

*5423: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد میں کتنی E.C.G مشینز ہیں؟
(ب) یہ کب، کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟
(ج) ان کی مرمت پر سال 2000 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟
(د) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟
(ہ) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے نیز کب تک ان کو چالو کر دیا جائے گا؟
(و) ان سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں؟
(ز) ان کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) تحصیل ہسپتال صادق آباد میں پانچ عدد ای سی جی مشینیں ہیں۔
(ب) دو ای سی جی مشینیں 1988 میں MSD لاہور نے ہسپتال ہذا کو مہیا کیں اس کی قیمت خرید کے بارے میں معلومات فراہم نہ کی گئی ہیں اور تین عدد ای سی جی 3 چینل مشینیں EDO ہیلتھ آفس رحیم یار خان نے 05-06-22 کو مہیا کیں۔ ان کی قیمت خرید فی مشین -/63,900 روپے ہے۔
(ج) دونوں پرانی ای سی جی مشینوں کی مرمت پر ہونے والے اخراجات 2006 مبلغ -/17583 روپے ہیں اور تین نئی مشینوں کی مرمت پر کوئی اخراجات نہیں ہیں۔
(د) پانچوں ای سی جی مشینیں چالو حالت میں ہیں۔
(ہ) کوئی رقم درکار نہ ہے۔
(و) سالانہ مریض 3000
ماہانہ مریض 250
روزانہ مریض 9
(ز) ڈیوٹی پر موجود میڈیکل آفیسر

ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد الٹراء ساؤنڈ مشینز و دیگر تفصیلات

*5424 شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد میں کتنی الٹراء ساؤنڈ مشینز ہیں؟

(ب) یہ کب کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟
(ج) ان کی مرمت پر سال 2000 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟
(د) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟
(ہ) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے نیز کب تک ان کو چالو کر دیا جائے گا؟
(و) ان سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں؟
(ز) ان کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) تحصیل ہسپتال صادق آباد میں ایک عدد الٹراء ساؤنڈ مشین ہے۔
(ب) الٹراء ساؤنڈ مشین مورخہ 30-10-1998 کو MSD لاہور نے فراہم کی۔ قیمت خرید کے بارے میں MSD لاہور کی طرف سے کوئی معلومات فراہم نہ کی گئی تاہم الٹراء ساؤنڈ مشین فراہم کرنے والی کمپنی Siemens کی طرف سے فراہم کی گئی معلومات کے مطابق اس مشین کی قیمت مورخہ 30-10-1998 یعنی خرید کے وقت 42100 جرمن مارک ادا کی گئی تھی جو کہ اس وقت -/11,36,700 پاکستانی روپے کے برابر تھی۔
(ج) اس مشین کی 2000 سے آج تک کوئی مرمت نہیں کروائی گئی۔
(د) مشین چالو حالت میں ہے۔
(ہ) کوئی رقم درکار نہ ہے۔
(و) سالانہ مریض 5400
ماہانہ مریض 450
روزانہ مریض 15
(ز) ڈاکٹر حنا شاہد، WMO گریڈ 17

بہاولپور، مقامی بستیوں میں ڈسپنسریوں کا قیام

*5463 ڈاکٹر سید محمد وسیم اختر: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں پنجاب حکومت کا صرف ایک ہسپتال یعنی بہاول

وکٹوریہ ہسپتال ہے اور غرباء کی تمام بستیاں اس ہسپتال سے کافی فاصلے پر واقع ہیں جن میں شاہدرہ کچی بستی، ٹبہ بدر شیر کچی بستی، مہاجر کالونی اور اسلامی کالونی کچی بستی وغیرہ شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دور دراز سے مختلف بیماریوں میں مبتلا مریضوں کو آمدورفت میں خاصی دشواری کا سامنا ہے بلکہ بعض اوقات شدید امراض کے مریض ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی دم توڑ دیتے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بستیوں اور اسی نوع کی دیگر بستیوں جو ہسپتال سے دور ہیں، میں ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے ڈسپنسریاں بنانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر میں بی وی ہسپتال اور زنانہ جوبلی ہسپتال کے علاوہ کوئی اور ہسپتال نہ ہے۔

(ب) ہسپتال ہذا تک پہنچنے والے ہر قسم کے مریض کو طبی امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ اس وقت محکمہ صحت بہاولپور کی ضلع بہاولپور کے رورل ایریا میں 10 رورل ہیلتھ سنٹر IRDP مرکز پر کام کر رہے ہیں اور یونین کونسلز میں 71 بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں اور ضلع کونسل کی 52 ڈسپنسریاں مختلف بستیوں میں کام کر رہی ہیں۔ مزید برآں فی الوقت ہمارے پاس کسی علاقہ سے نئی ڈسپنسریاں کھولنے کی کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔ جیسے ہی اس قسم کی کوئی درخواست موصول ہو گی اس پر فوری عملدرآمد کیا جائے گا۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ، ڈاکٹرز، نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیلات

*5501 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز، نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار اسامی وار فراہم کی جائے؟

(ب) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس ہسپتال میں ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیاں ضرورت کے مطابق پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ڈاکٹروں، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل گریڈ وار اور اسامی وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میڈیکل آفیسر / وومن میڈیکل آفیسر کی 54 اسامیاں تقریباً ڈیڑھ سال سے خالی ہیں جبکہ باقی اسامیاں جن کی تعداد 27 ہے تقریباً دو سال سے خالی ہیں۔

(ج) جی ہاں! حکومت پہلے ہی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کارروائی کر رہی ہے اور جلد ہی یہ تمام اسامیاں پر ہو جائیں گی۔

پی پی۔201 ملتان، بی۔ایچ۔یوز، منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیلات

*5520 **ملک محمد ارشد راں**۔ کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔201 ملتان میں قائم بی ایچ یوز کے نام، مقام اور رقبہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ بی ایچ یوز میں کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اس وقت کتنی خالی ہیں اور خالی رکھنے کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) ان بی ایچ یوز میں جو ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف عرصہ تین سال سے زائد ڈیوٹی انجام دے رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) کیا حکومت ان ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز و پیرا میڈیکل سٹاف کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف)

نام بنیادی مرکز صحت	مقام	رقبہ
1۔بنیادی مرکز صحت بنگل والا	یونین کونسل نمبر 69، بنگل والا	10 کنال
2۔بنیادی مرکز صحت ٹاٹے پور	یونین کونسل نمبر 71 ٹاٹے پور	8 کنال

3-بنیادی مرکز صحت کھیڑا آباد	یونین کونسل نمبر 67 کھیڑا آباد	9کنال
4-بنیادی مرکز صحت لوٹھڑ	یونین کونسل نمبر 70 لوٹھڑ	12کنال
5-بنیادی مرکز صحت کوٹلہ مہاراں	یونین کونسل نمبر 73 کوٹلہ مہاراں	16کنال
6-بنیادی مرکز صحت 10 T-ملتانی والا	یونین کونسل نمبر 74 ملتانی والا	10کنال
7-بنیادی مرکز صحت عباس پور	یونین کونسل نمبر 66 کرپال پور	10کنال
8-بنیادی مرکز صحت ملاں فقیر	یونین کونسل ملاں فقیر	3کنال
9-بنیادی مرکز صحت کوٹھے والا	یونین کونسل نمبر 76 کوٹھے والا	10کنال

(ب) متذکرہ بی ایچ یوز میں مندرجہ ذیل منظور شدہ اسامیاں ہیں اور پر کردی گئی ہیں۔

		خالی اسامیاں	خالی رکھنے کی وجوہات
1-میڈیکل آفیسر	9عدد BS-17	میڈیکل ٹیکنیشن 3عدد	کوالیفائیڈ میڈیکل ٹیکنیشن دستیاب نہ ہیں۔
2-لیڈی ہیلتھ وزیٹر	9عدد (BS-09)		
3-سینٹری انسپکٹر	9عدد(BS-08)		
4-ڈسپنسر	9عدد(BS-06)		
5-میڈیکل ٹیکنیشن	7عدد(BS-09)		
6-میڈیکل اسسٹنٹ	2عدد(BS-016)		
7-نائب قاصد	9عدد(BS-01)		
8-چوکیدار	9عدد (BS-01)		
9-وارڈ کلینر	3عدد (BS-01)		

(ج)

نام بی ایچ یو	نام ڈاکٹر	نام پیرامیڈیکل سٹاف
ٹاٹے پور	ڈاکٹر ممتاز حسین BS-17	محمد سلمان ڈسپنسر BS-06
		محمد اسحاق میڈیکل اسسٹنٹ BS-16
کھیڑا آباد	ڈاکٹر رمضان انصاری BS-17	محمد شاکر ڈسپنسر BS-06
عباس پور	ڈاکٹر اشرف منیر اعوان BS-17	خورشید احمد میڈیکل ٹیکنیشن BS-09
		واجد حسین ڈسپنسر BS-06
بنگل والا		محمد اقبال ڈسپنسر BS-06
		محمد سلیم سینٹری انسپکٹر BS-08
		صفیہ بی بی ایل ایچ وی BS-09
ملاں فقیر		عابدہ پروین ایل ایچ وی BS-09
		امتیاز احمد ڈسپنسر BS-06
لوٹھڑ		شمیم اختر ایل ایچ وی BS-09

کوٹھے والا	غزالہ غفور ایل ایچ وی BS-09
	نصیر احمد ڈسپنسر BS-06
	جمیل احمد میڈیکل اسسٹنٹ BS-16
ملتانی والا	شاہینہ پروین ایل ایچ وی BS-09
عبدالرزاق	میڈیکل ٹیکنیشن BS-09

(د) مندرجہ بالا ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف جس کا عرصہ ملازمت تین سال سے زائد ہو چکا ہے کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اور اپنے فرائض بخوبی سرانجام دے رہے ہیں مزید بالا پچھلے تین سال کے عرصے میں زیادہ تر تبادلوں پر پابندی رہی ہے۔

نوٹ: بنیادی مرکز صحت پر لیڈی ڈاکٹر کی پوسٹ موجود نہ ہے۔

پی پی۔201 ملتان، بی ایچ یوز کو فراہم کردہ ادویات اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*5521: ملک محمد ارشد راں: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔201 ملتان میں قائم بی ایچ یوز میں گزشتہ دو سالوں میں جو ادویات فراہم کی گئیں ان کے نام، تعداد اور کمپنی کا نام جن سے خریدی گئیں، تفصیل فراہم کریں؟

(ب) مذکورہ تمام بی ایچ یوز میں گزشتہ دو سالوں میں کتنے مرد اور خواتین کا علاج کیا گیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ تمام بی ایچ یوز میں گزشتہ دو سالوں میں کتنی ادویات مریضوں کو مفت دی گئیں اس وقت ان سنٹرز میں جو ادویات سٹور ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) پی پی۔201 ملتان کے بنیادی مراکز صحت میں گزشتہ دو سالوں میں ہر BHU پر جتنی ادویات فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل "Annexure "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔201 کے بنیادی مراکز صحت میں گزشتہ دو سالوں میں فی سنٹر تقریباً 750 نئے اور پرانے مرد اور خواتین مریضوں کا علاج کیا گیا۔

(ج) ضلع بھر کے تمام بنیادی مراکز صحت میں ادویات سال میں تین مرتبہ ہسپتالوں کی اصل ضروریات کو مدنظر رکھ کر فراہم کی جاتی ہیں جو کہ مریضوں میں استعمال ہو جاتی ہیں ان

ادویات کا مریضوں سے کوئی معاوضہ نہ لیا جاتا ہے اور بالکل مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

چلڈرن ہسپتال لاہور، سی ٹی سکین مشینز سے متعلقہ تفصیلات

*5564: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور میں سی ٹی سکین مشینز کتنی تعداد میں ہیں اور یہ کب، کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟

(ب) ان میں کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی، کب سے خراب ہیں خراب مشینوں کی مرمت پر 2003 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے اور یہ کب تک چالو حالت میں کروائی جائیں گی؟

(د) ان مشینوں سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں ان مشینوں کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کی تعداد، گریڈ اور عہدہ کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) چلڈرن ہسپتال لاہور میں سی ٹی سکین مشین کی تعداد ایک ہے۔ یہ مبلغ -/4,71,46,686 روپے میں خریدی گئی اور اس کی تنصیب 18-جنوری 2001 کو ہوئی۔

(ب) چلڈرن ہسپتال میں سی ٹی سکین مشین کی تعداد ایک ہے اور یہ مشین تنصیب سے لے کر آج تک صرف ایک مرتبہ مورخہ 06-04-2004 سے 15-04-2004 تک خراب رہی ہے تاہم ہر ماہ ایک دن سروس ڈے ہوتا ہے۔

(ج) سی ٹی سکین مشین کا عرصہ وارنٹی پانچ سال ہے اور ابھی مزید ڈیڑھ سال اس کی مرمت وغیرہ بذمہ کمپنی ہے۔

(د) سی ٹی سکین مشین سے روزانہ 20 مریض مستفید ہوتے ہیں اس مشین کو آپریٹ کرنے والے عملہ کی تفصیل یوں ہے۔

1۔	کنسلٹنٹ	گریڈ 18/19	ایک
2۔	میڈیکل آفیسر	گریڈ 17	ایک
3۔	سٹاف نرس	گریڈ 16	ایک

4۔	ٹیکنیشن	گریڈ12	ایک
5۔	ریسپشنسٹ	گریڈ5	ایک
6۔	ٹرالی مین	گریڈ1	ایک
7۔	سویپر	گریڈ1	ایک

نشتر ہسپتال ملتان،04-2003، وارڈز کی اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*5649: جناب نوید عامر جیوا: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے سال 04-2003 میں نشتر ہسپتال ملتان کی ایمر جنسی اور کارڈیالوجی وارڈز کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی گرانٹ عطا کی تھی کیا دوسرے وارڈز کے لئے بھی کوئی گرانٹ حاصل کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا نشتر ہسپتال / میڈیکل کالج کی انتظامیہ مذکورہ گرانٹ کو استعمال کرنے میں بااختیار تھی؟

(ج) مذکورہ گرانٹ جن وارڈز اور مشینری کی خرید و مرمت پر استعمال ہوئی، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ کہ برائے سال 04-2003 کو نشتر ہسپتال کی ایمر جنسی وارڈ کے لئے کوئی خصوصی گرانٹ جاری نہیں کی گئی تاہم گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ صحت نے پورے پنجاب کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایمر جنسی سروسز کو بہتر بنانے کے لئے SEMS پروگرام شروع کیا۔ SEMS پروگرام کے تحت نشتر ہسپتال کی ایمر جنسی کے لئے 8 کروڑ روپے کی رقم دی گئی۔ کارڈیالوجی وارڈ کو گورنمنٹ کی طرف سے کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) 8 کروڑ روپے کی گرانٹ کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

برائے تعمیر ایمر جنسی بلاک	Million 38.727
برائے ادویات کی خرید ایمر جنسی وارڈ	Million 11.856
برائے ایمر جنسی وارڈ میں کام کرنے والے عملہ کی تنخواہ	Million 19.417
برائے میڈیکل Equipment/ Machinery کی خرید	Million 8.863

ٹی ایچ کیو ہسپتال جڑانوالہ، تعمیر، لاگت، گنجائش اور اپ گریڈیشن کی تفصیلات

*5667: ڈاکٹر تسنیم رشید: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال جڑانوالہ کب، کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) یہ کتنے بستروں کا ہسپتال ہے اور اس میں روزانہ کتنے مریض علاج معالجہ کے لئے داخل ہوتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے مذکورہ ہسپتال کو اپ گریڈ کر کے 150 بستروں کا ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جڑانوالہ 86-1985 میں تعمیر ہوا جس پر تقریباً 45 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔

(ب) تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جڑانوالہ 60 بستروں پر مشتمل ہے۔ اس ہسپتال میں روزانہ درج ذیل مریض علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں:۔

نمبر شمار	بیرونی مریض روزانہ اوسط	اندرونی مریض روزانہ اوسط
2004	727	31
2005	430	16
2006	477	26

(ج) محکمہ صحت کی مروجہ پالیسی کے تحت ٹی ایچ کیو ہسپتال کا معیار 40 سے 60 بستروں تک ہے۔ اس ہسپتال میں پہلے سے ہی 60 بستر موجود ہیں جو کہ اس وقت داخل ہونے والے مریضوں کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔ پچھلے تین سالوں میں داخل ہونے والے مریضوں کی اوسط 31 مریض ہیں۔

فیصل آباد، آر ایچ سی کھرڑیانوالہ کی اپ گریڈیشن

*5668 ڈاکٹر تسنیم رشید: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کھرڑیانوالہ قصبہ ضلع فیصل آباد میں آر ایچ سی کب تعمیر ہوا تھا اور یہ کتنے بستروں پر مشتمل ہے؟

(ب) کیا حکومت بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر مذکورہ آر ایچ سی کو اپ گریڈ کر کے ٹی ایچ کیو کے برابر بڑا ہسپتال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) دیہی مرکز صحت کھرڑیانوالہ 13۔جولائی 1985 کو تعمیر ہوا تھا اور یہ 20 بستروں پر مشتمل ہے۔

(ب) حکومت دیہی مرکز صحت کھرڑیانوالہ کو اپ گریڈ کر کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے برابر بڑا ہسپتال بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق علاقہ مرکز کونسل میں صرف ایک ہی دیہی مرکز صحت کی سہولت فراہم ہو سکتی ہے۔

پی پی۔1 راولپنڈی، THQ، RHC اور BHU کے مختص شدہ بجٹ کی تفصیل

*5814 راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔1 تحصیل مری اور کوٹلی ستیاں میں واقع THQ,RHC,BHU کے لئے پچھلے چار سالوں میں مختص شدہ بجٹ کی تفصیل سال وار بیان فرمائیں؟

(ب) حکومت ہیپاٹائٹس (Hepatitis) A, B, C جیسی خطرناک بیماری کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے حلقہ پی پی۔1 میں پچھلے چار سالوں میں کتنے مریض اس مرض کا شکار ہوئے؟

وزیر صحت:

(الف)

نمبر شمار	ہسپتال کا نام	مختص شدہ بجٹ کی تفصیل	سال
1۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مری	12450927	2003-04
2۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مری	13991100	2004-05
3۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مری	19902300	2005-06
4۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مری	20788920	2006-07

نمبر شمار	رورل ہیلتھ سنٹرز کے نام	مختص شدہ بجٹ کی تفصیل	سال
1۔	کوٹلی ستیاں	5084000	2003-04
2۔	کوٹلی ستیاں	5490708	2004-05

3-	کوٹلی ستیاں	5790676	2005-06
4-	کوٹلی ستیاں	5963225	2006-07
5-	پھواڑی	4947000	2003-04
6-	پھواڑی	5240750	2004-05
7-	پھواڑی	5680675	2005-06
8-	پھواڑی	5960042	2006-07
9-	لتراڑ	2670486	2003-04
10-	لتراڑ	2699500	2004-05
11-	لتراڑ	2733088	2005-06
12-	لتراڑ	3007400	2006-07

(ب) ہیپاٹائٹس A گندگی، گندے پانی اور گندی اشیاء سے پھیلتا ہے جس سے محکمہ صحت تمام انچارج Health-Facilities کی وساطت سے ہیلتھ ایجوکیشن پروگرام کو مستقل بنیاد پر علاقے کے لوگوں میں آگاہی اور شعور بیدار کرتا رہتا ہے اس کے علاوہ پرائم منسٹر پروگرام کی تمام LHW اور LHS اس کے لئے گھر گھر جا کر لوگوں کو صفائی کے بارے میں تعلیم دیتی رہتی ہیں۔ ہیپاٹائٹس C اور B استعمال شدہ سرنجوں ان جراثیم سے آلودہ انتقال خون، ماں سے بچے کو دوران حمل اور جراثیم آلودہ مرد اور خواتین کے غیر ازدواجی تعلقات سے پھیلتا ہے۔ گورنمنٹ پاکستان کی ہدایت کے مطابق مئی 2002 سے روٹین EPI ویکسینیشن میں ہیپاٹائٹس B کی ویکسین کو شامل کر لیا گیا ہے اور تمام نوزائیدہ بچوں کو اس کا کورس مکمل کروایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری تمام Health Facilities میں ڈسپوزیبل سرنجز کا استعمال کیا جاتا ہے اور دوران سرجری تمام اوزار کو Autoclave کیا جاتا ہے۔

انتقال خون کی صورت میں اس خون کا پہلے لیبارٹری تجزیہ کیا جاتا ہے اور جراثیم سے پاک خون کا استعمال کیا جاتا ہے مزید برآں ہیلتھ ایجوکیشن پروگرام کے تحت لوگوں میں غیر ازدواجی تعلقات کے بارے میں آگاہی پیدا کی جاتی ہے۔

پچھلے چار سالوں میں ہیپاٹائٹس B کی ویکسین مندرجہ ذیل بچوں کو دی گئی۔

	تحصیل کوٹلی ستیاں				تحصیل مری		
	پہلا انجکشن	دوسرا انجکشن	تیسرا انجکشن		پہلا انجکشن	دوسرا انجکشن	تیسرا انجکشن
2002	1919	1605	1381	2002	3669	3750	3237
2003	2961	2930	2908	2003	6909	6662	6587

2004	3172	3078	3003	2004	7264	7204	7242
2005	3082	3043	3079	2005	7297	7188	7147
ٹوٹل	11134	10656	10371	ٹوٹل	26139	24804	24213

تحصیل کوٹلی ستیاں اور مری میں پچھلے چار سالوں میں 130 مریضوں کا علاج کیا گیا جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

2002 جن مریضوں کا علاج کیا گیا ان کی تعداد	28
2003 میں جن مریضوں کا علاج کیا گیا ان کی تعداد	33
2004 میں جن مریضوں کا علاج کیا گیا ان کی تعداد	27
2005 میں جن مریضوں کا علاج کیا گیا ان کی تعداد	42
ٹوٹل	130

تحصیل مری میں 14 بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں جن کا مختص شدہ بجٹ درج ذیل ہے:۔

تمام 14 بنیادی مراکز صحت کا مختص شدہ بجٹ	سال
8985158	2003-04
9537136	2004-05
10099278	2005-06
13091274	2006-07

تحصیل کوٹلی ستیاں میں 08 بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں جن کا مختص شدہ بجٹ درج ذیل ہے۔

تمام 08 بنیادی مراکز صحت کا مختص شدہ بجٹ	سال
5134376	2003-04
5449792	2004-05
5771016	2005-06
7480724	2006-07

صوبہ میں زنانہ / مردانہ نرسز سکولوں کی تعداد اور پولیو سے متعلقہ تفصیلات

*5944 محترمہ صبیحہ بیگم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں مردانہ اور زنانہ نرسوں کی تربیت کے لئے قائم کئے گئے اداروں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) صوبہ میں اس وقت پولیو کے مریضوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) پولیو کے خاتمہ کے لئے حکومت نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت کوئی مردانہ نرسنگ سکول نہیں ہے۔ اس وقت گورنمنٹ کے تحت 45 زنانہ نرسنگ سکول کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

(ب) پاکستان میں جنوری 2007 میں پولیو کے تین کیسز ہوئے جبکہ صوبہ بھر میں جنوری 2007 میں کوئی کیس نہ ہوا۔

پاکستان میں 2006 میں 40 کیسز ہوئے جبکہ صوبہ بھر میں 2006 میں 2 کیسز ہوئے۔

پاکستان میں 2005 میں 28 کیسز ہوئے جبکہ صوبہ بھر میں 2005 میں 10 کیسز ہوئے۔

صوبہ بھر میں 2004 میں 16 کیسز ہوئے۔

(ج) پولیو کے خاتمے کے لئے حکومت پنجاب WHO اور UNICEF کے تعاون سے پورے صوبے میں پولیو ڈے منائے گئے اور ساتھ ہی ساتھ پنجاب کے تمام اضلاع میں روٹین کی پولیو ویکسین پلائی جارہی ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ۔ ڈاکٹرز کی اسامیوں میں اضافے کا مسئلہ

*5989 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نشتر ہسپتال ملتان، میو ہسپتال لاہور، سروسز ہسپتال لاہور اور ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں کتنے مریضوں کے لئے ایک میڈیکل آفیسر کی اسامی ہے؟

(ب) اس وقت ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں میڈیکل آفیسرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) اس ہسپتال میں کتنے مریضوں کے لئے ایک میڈیکل آفیسر ہے؟

(د) کیا حکومت جز (الف) میں بیان کردہ مریضوں کے علاج کے مطابق فراہم کردہ میڈیکل آفیسر، ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں بھی اسی شرح سے میڈیکل آفیسر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں تقریباً پانچ مریضوں کے لئے ایک میڈیکل آفیسر، میو ہسپتال لاہور میں آٹھ مریضوں کے لئے ایک میڈیکل آفیسر، سروسز ہسپتال لاہور میں تقریباً دس مریضوں کے لئے ایک میڈیکل آفیسر کی اسامی ہے جبکہ ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں مریضوں کے حساب سے میڈیکل آفیسروں کی اسامیاں مہیا نہیں کی گئی ہیں۔ بحر حال ہسپتال میں میڈیکل آفیسر کی کل منظور شدہ اسامیاں 140 ہیں۔

(ب) اس وقت ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں میڈیکل آفیسروں کی 29 اور خواتین میڈیکل آفیسروں کی 7 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ج) ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ 438 بستروں پر مشتمل ہے۔ کل منظور شدہ M.O/W.M.O کی تعداد 35 ہے۔ اس طرح 13 بستروں پر ایک ڈاکٹر ہے لیکن چونکہ 11 پوسٹیں خالی ہیں۔ اس طرح 24 میڈیکل آفیسر 438 بستروں پر کے لئے ہیں اور ایک ڈاکٹر 18 بستروں پر ہے جبکہ گورنمنٹ کی یارڈ سٹک کے مطابق 8 مریضوں کے لئے ایک شفٹ میں ایک ڈاکٹر یعنی تینوں شفٹوں یا 24 گھنٹے میں 3 ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ اس طرح اس یارڈ سٹک کے مطابق اس ہسپتال میں کم از کم 165 میڈیکل آفیسر ہونے چاہئیں۔

(د) جی ہاں! حکومت ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں مریضوں کے علاج کے مطابق میڈیکل آفیسرز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال ایسا ممکن نہیں ہے۔ البتہ میڈیکل آفیسرز کی اضافی اسامیوں کے لئے کیس محکمہ خزانہ کو بھیج دیا گیا ہے۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال گوجر خان۔ باؤلے کتے اور سانپ کے کاٹے کی ویکسین کی فراہمی

*6009: بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا باؤلے کتے اور سانپ کے کاٹے کی vaccine تحصیل ہسپتال گوجر خان میں موجود ہے؟

(ب) اگر موجود نہیں ہے تو کیا حکومت تحصیل ہسپتال گوجر خان میں باؤلے کتے اور سانپ کے کاٹے کی vaccine کی سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اور اگر نہیں

تواس کی وجوہات بتائیں؟

وزیر صحت:

(الف) باؤلے کتے اور سانپ کے کاٹے کی ویکسین تحصیل گوجر خان میں موجود ہے اور جو بھی مریض اس مرض کا ہسپتال میں لایا جاتا ہے اس کو ویکسین مفت دی جاتی ہے۔

(ب) نیشنل ہیلتھ لیبارٹری اسلام آباد سے ویکسین ڈیمانڈ کے مطابق لی جاتی ہے جب کبھی لیبارٹری سے ویکسین کی سپلائی بند ہو ہسپتالوں میں ویکسین شارٹ ہو جاتی ہے۔

بی ایچ یوز میں حکیم و ہومیو ڈاکٹر کی تعیناتی اور کالجز کا قیام

*6021: جناب محمد اشرف خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت صوبہ کے ہر بی ایچ یو میں حکیم اور ہومیو ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا حکومت صوبائی سطح پر ڈائریکٹوریٹ قائم کرنے کے لئے تیار ہے تاکہ صوبائی سطح پر ہومیو اور طب کی ترویج و ترقی کو فروغ دیا جا سکے اگر ہاں تو کیا اس بارے میں کالج قائم کرنے کا ارادہ ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) جی نہیں۔

(ب) صوبائی سطح پر ڈائریکٹریٹ آف ہیلتھ پر ہومیو اور طب کا شعبہ پہلے سے موجود ہے۔ کالج قائم کرنا ڈائریکٹریٹ کے اختیارات میں نہیں ہے۔

چلڈرن ہسپتال لاہور، ڈینٹل ایکسرے مشین کی مرمت

*6344: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چلڈرن ہسپتال لاہور شعبہ ڈینٹل کی ایکسرے مشین عرصہ دراز سے خراب ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا ایکسرے مشین کو ٹھیک کروانے کے لئے تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت

(الف) درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ مشین صحیح حالت میں کام کر رہی ہے۔

(ب) مذکورہ مشین ٹھیک کروانے کی ضرورت نہ ہے کیونکہ مشین بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے۔

(وقفہ نماز عصر کے بعد 5 بج کر 7 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Call Attention Notice take up کرتے ہیں۔ لالہ شکیل الرحمن صاحب!

سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ دوران ڈکیتی مزاحمت پر اے ایس آئی کا قتل

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 27۔ فروری 2007 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ سیٹلائیٹ ٹاؤن کے علاقہ میں باوردی ASI نصیر کو ڈاکوؤں نے مزاحمت پر اس کے بیٹے کے سامنے قتل کر دیا؟

(ب) اس واقعہ کا اندراج کس تھانہ میں ہوا؟

(ج) اگر اس واقعہ میں ملوث کسی ملزم کا سراغ لگا لیا گیا ہے تو اس کا نام اور پتا بتائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 07-02-26 کو قریباً ساڑھے پانچ بجے صبح نصیر احمد ASI ہمراہ اپنے بیٹے عبدالنبی اور حقیقی بھائی محمد شفیق بہ سواری موٹر سائیکل اپنے گھر نگری احمد شاہ معافی والا سیالکوٹ روڈ سے پولیس لائن پریڈ میں شامل ہونے کے لئے جا رہا تھا۔ جب وہ سیالکوٹ روڈ پر بالمقابل گلہ برف والا کھوکھر کے قریب پہنچے تو دو کس نامعلوم اشخاص بہ سواری موٹر سائیکل آگے سے نکلے اور انھوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ جس میں سے ایک فائر نصیر احمد ASI کے سامنے چھاتی پر لگا جس سے وہ زمین پر گر پڑا اور

مضروب حالت میں سول ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں ہی جاں بحق ہو گیا۔ جس پر اس کے بیٹے عبدالنبی کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر 192 مورخہ 26-2-2007 بجرم 302/34 PPC تھانہ سیٹلائیٹ ٹاؤن برخلاف نامعلوم ملزمان درج ہوا۔

(ب) مقدمہ نمبر 192 مورخہ 26-02-07 بجرم 302/34 ت پ تھانہ سیٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں درج ہوا۔

(ج) ابھی تک کسی ملزم کا سراغ نہ ملا ہے۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش محمد اشفاق سب انسپکٹر، تھانہ سیٹلائیٹ ٹاؤن عمل میں لائی جا رہی ہے۔ نامعلوم ملزمان کو trace کرنے کے لئے مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس میں دو تین گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ Call Attention Notice ایک اخباری خبر کی بنیاد پر دیا گیا ہے۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ یہ ڈکیتی کی واردات نہیں تھی چونکہ مدعی جو مقتول کا بیٹا ہے اس نے جو ایف آئی آر درج کروائی ہے اس میں ڈکیتی کا یا ڈاکوؤں کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ بلکہ وہ موٹر سائیکل پر جا رہے تھے ان پر فائر کیا اور پھر مقتول ہسپتال جاتے ہوئے جاں بحق ہوا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ خبر بھی درست نہ ہے کہ مقتول باوردی تھا۔ وہ باوردی نہیں تھا بلکہ سویلین کپڑوں میں تھا۔ اس میں اور بھی بے شمار ایسی چیزیں ہیں۔۔۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! راجہ صاحب کی بات سنائی نہیں دے رہی لہذا استدعا ہے کہ ہاؤس کو in order کروا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ Call Attention Notice ایک اخباری خبر کی بنیاد پر دیا گیا ہے کچھ حقائق ایسے ہیں جو Call Attention Notice کے مطابق نہ ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ڈکیتی کی واردات نہیں تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مقتول پولیس کی وردی میں ملبوس نہیں تھا بلکہ وہ سویلین کپڑوں میں تھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس کیس کی ایف آئی آر کا مدعی مقتول کا بیٹا ہے اور ان کی تحریری درخواست پر ایف آئی آر درج ہوئی ہے۔ لہذا اس میں حقائق کو مسخ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب والا! میں اس میں آخری بات یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ چونکہ ابھی اس میں تفتیش ہو رہی ہے۔ ایس پی انوسٹی گیشن جو اس تفتیش کو overall supervise کر رہے ہیں ان کی طرف سے جو رپورٹ دی گئی ہے۔ چونکہ ایف آئی آر میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تھا بلکہ نامعلوم افراد لکھے گئے تھے انھوں نے کچھ لوگوں کو شامل تفتیش کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک ہمیں جو شواہد ملے ہیں بہت جلد اصل ملزمان trace ہو جائیں گے اور پھر مقدمے کا چالان عدالت میں پیش کیا جائے گا۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ڈکیتی اور سٹریٹ کرائم کے لحاظ سے گوجرانوالہ میں جرائم کی شرح پورے پنجاب میں سب سے زیادہ ہے۔ پولیس والے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں کہ ڈکیتی کا مقدمہ درج نہ کیا جائے۔ اس کیس میں بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اگر یہ ڈکیتی کا مقدمہ نہیں تھا تو کیا اس کے بیٹے نے کہا کہ میرے والد کا قتل دشمنی یا کسی اور angle پر ہوا ہے؟ یہ واردات ڈکیتی کے دوران ہوئی ہے اور ابھی تک ملزمان کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ اگر کوئی ایسی adverse بات ہوتی تو اس میں پتا چل جاتا کہ اس میں اصل حقائق کیا تھے۔ آپ تفتیش کا معیار دیکھ لیں کہ کیا ہے؟ اس وقت تک تفتیش کہاں تک پہنچی ہے؟

جناب والا! ابھی تک کسی قسم کا کوئی سراغ نہیں لگایا گیا۔ اگر ڈکیتی نہیں تھی تو پھر یہ واردات کس زمرے میں ہوئی ہے؟ کیا پولیس کے پاس کوئی ایسے ثبوت آئے ہیں جن سے ثابت ہو سکے کہ یہ ڈکیتی کی واردات نہیں بلکہ اس وجہ سے قتل ہوا ہے۔ گوجرانوالہ میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں کہ وہاں ڈکیتی کے مقدمے درج نہیں کئے جاتے بلکہ ان میں تاخیر کی جاتی ہے اور یہ کوشش کی جاتی ہے کہ پرچہ ہی درج نہ کیا جائے۔ مدعی کو کہا جاتا ہے کہ آپ کے ساتھ جو ڈکیتی ہوئی ہے اس کا مال برآمد کر لیں گے آپ پرچہ درج نہ کروائیں کیونکہ اس سے ہماری reputation پر فرق پڑتا ہے۔ میرے سامنے بھی اس طرح کے کئی کیسز آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے اگر تھوڑا سا حقائق کو دیکھ لیں تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔ جو شخص ہلاک ہوا ہے وہ خود پولیس کا ملازم ہے۔ اس کی ایف آئی آر درج کروانے والا اس کا بیٹا ہے۔ جس بیٹے کا باپ قتل ہوا ہو اور پولیس کہے کہ ہماری بے عزتی ہوتی ہے اس لئے حقائق سے ہٹ کر ایف آئی آر درج کرائیں

تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی بیٹا اپنے باپ کے قتل کے سلسلے میں اس طرح نہیں کر سکتا بلکہ وہ ہمیشہ حقائق کے مطابق ہی ایف آئی آر درج کرواتا ہے۔ اگر ڈکیتی کی واردات ہوتی تو ہم ڈکیتی کا پرچہ کیوں درج نہ کرتے جبکہ وہ ہماری اپنی فورس کا ملازم ہے۔ پولیس اس کے قتل اور حقائق کو کیوں چھپائے گی؟

جناب سپیکر! جہاں تک مجموعی طور پر گوجرانوالہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جناب نے لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث کے لئے تاریخ مقرر کر دی ہے اس لئے اس دن بات کر لیں گے۔ میرے پاس تحریری درخواست موجود ہے جو مقتول کے بیٹے کی اپنی دستخط شدہ ہے اور اس نے ایف آئی آر درج کروائی ہے۔ انھوں نے جو تحریری درخواست دی اس کے مطابق ایف آئی آر درج کر دی گئی۔ اگر اس درخواست میں ڈکیتی کا ذکر کرتے تو ڈکیتی کا پرچہ دیا جاتا۔

میں آخری یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ it is too early ابھی اس کی تفتیش ہو رہی ہے۔ چونکہ فوری طور پر Call Attention Notice آ گیا ہے اگر میں یہاں کچھ بیان کروں گا تو وہ تفتیش پر effect ہوگا۔ جیسے آپ نے فرمایا کہ وہ باوردی تھا میں کہہ رہا ہوں کہ باوردی نہیں ہے اس لئے بے شمار ایسی چیزیں ہیں اگر وہ آشکار ہوں گی تو ultimately وہ ہماری تفتیش کو affect کریں گی اس لئے آپ سے استدعا ہے کہ ابھی اس مقدمے کی تفتیش ہو رہی ہے۔ ہم نے مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا ہے اس کا نتیجہ سامنے آنے دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان trace ہوں گے اور ان کا چالان بھی کیا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: لالہ صاحب! راجہ صاحب کی بات درست ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کتنے ملزمان کو شامل تفتیش کیا گیا ہے، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس میں ڈکیتی کا کیس نہیں ہے تو کیا اس ایف آئی آر میں قتل کی کوئی وجہ عناد بھی بیان کی گئی ہے؟ عام طور پر تھانے کا انچارج کہتا ہے کہ ڈکیتی کا ذکر نہ آئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لالہ صاحب! یہاں پر تو پولیس کا اپنا بندہ قتل ہوا ہے۔ پولیس والے تو اس کی ہمدردی کریں گے۔ وہ کیسے اس کے خلاف جائیں گے؟ راجہ صاحب نے ایک صحیح وضاحت پیش کی ہے اب آپ مطمئن ہو جائیں۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بتادیا جائے کہ اب تک اس کیس میں کتنے افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ کوئی ملزم نامزد نہیں ہے اس لئے وہ اپنے طور پر تفتیش کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس وقت تک چھ بندوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چھ بندوں کو شامل تفتیش کیا ہوا ہے۔This is disposed of اگلا Call Attention Notice No.849 ملک اصغر علی قیصر صاحب!

رجانہ منڈی (ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں 9 سالہ بچے کا اغواء، زیادتی اور قتل

ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2-مارچ 2007 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق رجانہ منڈی پیر محل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں محمد آفاق 9 سالہ بچے کو اسی علاقہ کے رہائشی حجام محمد ساجد نے اپنے ساتھیوں سمیت اغواء کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان اس بچے سے اجتماعی زیادتی کرتے رہے اور پکڑے جانے کے خوف سے اس کا گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور نعش نہر میں پھینک دی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پوسٹ مارٹم میں اجتماعی زیادتی کی نشاندہی کی گئی ہے؟

(د) اب تک کن کن ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے ان کے نام وولدیت بتائیں؟

(ہ) کتنے اور کون کون سے ملزمان ابھی تک مفرور ہیں ان کی گرفتاری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ قصبہ رجانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ سے محمد آفاق 9 سالہ بچے کو قصبہ رجانہ کے رہائشی محمد ساجد نے اپنے نا معلوم ساتھیوں سمیت اغواء کیا۔ جس پر مدعی نصیر ولد عبدالوہاب قوم مغل سکنہ قصبہ رجانہ چچا مقتول محمد آفاق کی درخواست پر مقدمہ نمبر 13/2007 بجرم 364-A,302,377/34 ت پ تھانہ رجانہ بر خلاف ساجد ولد محمد

رمضان قوم حجام سکنہ نزد گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول رجانہ وایک کس نامعلوم رجسٹر ہوا۔

(ب) بمطابق پوسٹ مارٹم رپورٹ بچے سے زیادتی ہوئی ہے اور ملزمان نے پکڑے جانے کے خوف سے معوی محمد آفاق کا گلہ گھونٹ کر مار دیا اور اس کی نعش نہر میں پھینک دی جو علاقہ تھانہ پیر محل سے برآمد ہوئی ہے۔

(ج) پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق محمد آفاق بچے سے زیادتی ہونا تحریر ہے تاہم شواہد برائے تجزیہ کیمیکل ایگزامینر لاہور بھجوائے گئے ہیں۔

(د) نامزد ایف آئی آر ملزم ساجد ولد محمد رمضان قوم حجام سکنہ نزد گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول رجانہ مالک حمام بالمقابل ذیشان سی این جی کمالیہ روڈر جانہ زیر حراست پولیس ہے جس سے دیگر نامعلوم ملزم کو trace کرنے کے لئے مقامی پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ نامزد ملزم ساجد سے تفتیش جاری ہے بقیہ ایک کس نامعلوم ملزم ابھی تک trace نہ ہوا ہے۔ جس کو trace کرنے کے لئے ایس ایچ او تھانہ رجانہ کو ہدایت کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ مدعی نے صرف ایک نامعلوم ملزم کا ذکر کیا ہے لیکن ابھی چونکہ یہ مورخہ 2-مارچ 2007 کا وقوعہ ہے اور اس میں ہم تفتیش کر رہے ہیں۔ اصل ملزم ساجد گرفتار ہو چکا ہے اور پولیس اس سے تفتیش کر رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے جو معلومات حاصل ہوں گی دوسرا جو نامعلوم ملزم ہے اس کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد وہ بھی گرفتار ہو جائے گا۔ ایک ملزم کو already ہم گرفتار کر چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میڈیکل رپورٹ آنے پر بھی کافی شواہد سامنے آ جائیں گے کیونکہ اس وقت تک ملزم کے گھر سے جو recovery ہوئی ہے اس میں سے کچھ کپڑے ایک چادر جس پر blood stains کے نشانات موجود تھے ان کی میڈیکل رپورٹ کے لئے کیمیکل ایگزامینر کے پاس بھیجا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا رزلٹ بہت جلد آ جائے گا اور اس کے مطابق تفتیش کو آگے بڑھایا جائے گا۔ شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! اس میں، میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہ جو دوسرے ملزمان ہیں ان کو پولیس تحفظ دے رہی ہے اور وہ وہیں کے رہنے والے ہیں ایک آدمی جو main ملزم ہے اگر وہ زیر حراست ہے، پولیس تو جنہوں نے جرم نہیں بھی کئے ہوتے ان کو بھی منوالیتی ہے اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ اس ملزم نے نہ بتایا ہو کہ نامعلوم ملزم کون ہے۔ صرف پولیس اس کو تحفظ

فراہم کر رہی ہے اس لئے میری وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ دوسرے ملزموں کے بارے میں بھی بتادیں کیونکہ جو نتائج آئے ہیں وہ اجتماعی زیادتی کے ہیں اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دوسرے ملزمان کب تک گرفتار کر لئے جائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ اگر فرض کریں اور پہلی بات تو یہ ہے کہ مدعی فریق کے مطابق ایک ہی نامعلوم ملزم ہے لیکن اگر اس وقت on the floor of the House میں ان ملزمان کے نام بتادوں تو پھر ان کی گرفتاری اور مشکل ہو جائے گی کیونکہ ان کو پتا چل جائے گا کہ ہم ہی ملزمان ہیں۔ ہمیں تفتیش کرنے دیں اصل ملزم گرفتار ہو چکا ہے جن لوگوں کے وہ نام بتائے گا ان کو گرفتار کر لیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد وہ بھی گرفتار ہو جائیں گے۔ قطعی طور پر پولیس کسی کو تحفظ فراہم نہیں کر رہی لیکن میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ابھی ہم نے ملزمان کو گرفتار کرنا ہے۔ اگر اس وقت میں ان کے نام بتا دوں کہ فلاں فلاں ملزمان ہیں اور ابھی وہ گرفتار نہیں ہوئے تو پھر ان کی گرفتاری ناممکن ہو جائے گی اس لئے تفتیش کے وسیع تر مفاد میں، میں معزز رکن سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ملزمان کے نام نہ ہی پوچھے جائیں تو بہتر ہو گا اور مناسب رہے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج چونکہ Health Day تھا اور میں نے چودھری صاحب سے بھی ایک انتہائی اہم معاملے کا ذکر کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی توجہ بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جب کسی بھی شہر میں کوئی عورت قتل ہوتی ہے تو اس کا وہاں پر پوسٹ مارٹم کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اس لئے کہ سپریم کورٹ نے بدقسمتی سے ایک رولنگ دے دی تھی کہ اگر کوئی عورت قتل ہو جائے تو اس کا پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹر ہی کر سکتی ہے کوئی مرد ڈاکٹر پوسٹ مارٹم نہیں کر سکتا۔ اس کا یہ اثر ہوا ہے کہ بہاولپور میں پچھلے دنوں ایک عورت کا قتل ہو گیا دس دن اس کی dead body مختلف شہروں میں گھومتی رہی کوئی لیڈی ڈاکٹر اس کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے تیار ہی نہیں تھی۔ بلکہ میں تو یہ بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ بعض جگہوں پر جہاں پر لیڈی ڈاکٹر موجود بھی ہیں وہ اس لئے پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں کہ بعد میں ان کو عدالتوں میں جانا پڑتا ہے۔ وکیلوں کی جرح سے گزرنا پڑتا ہے اس لئے وہ اس سے احتراز کرتی ہیں۔ پورے پنجاب میں یہی حالت ہے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں جو کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر صرف دو لیڈی ڈاکٹرز ہیں۔ جب کوئی وہاں پر murder case آتا ہے تو وہ بھاگ جاتی ہیں یعنی وہ وہاں پر پوسٹ مارٹم نہیں کرتیں اس لئے میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ حکومت اس سلسلے میں محکمہ قانون اور ہوم ڈیپارٹمنٹ سے مل کر کوئی لائحہ عمل تیار کرے اور کوئی قانون سازی کرے تاکہ یہ مسئلہ احسن طریقے سے حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! آپ نے بھی اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ پورے دس دن مختلف شہروں میں وہ dead body صرف پوسٹ مارٹم کے لئے گھومتی رہی۔ کوئی لیڈی ڈاکٹر ان کو وہاں پر میسر نہ آئی اور پھر اس کے بعد پتا نہیں کسی دوسرے ڈسٹرکٹ سے انہوں نے لیڈی ڈاکٹر کو وہاں پر بلوا کر اس کا پوسٹ مارٹم کروایا۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان، حکومت اور وزیر صحت سے یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں سپریم کورٹ جو بعض دفعہ پتا نہیں وہ کس رو میں بیٹھی ہوتی ہے اور کس انداز میں وہ رولنگ پاس کر دیتی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں یہ کوئی قانون سازی کریں یا سپریم کورٹ میں ہی یہ کوئی revision داخل کر دیں یا کوئی آرڈیننس جاری کر دیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی جواب دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! جس مسئلے کا میرے فاضل دوست نے ذکر کیا ہے یہ بات واقعی درست ہے اور یہ ایک مسئلہ موجود ہے۔ ایک تو لیڈی ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کرنے سے گریزاں اور shy محسوس کرتی ہیں۔ دوسرا سپریم کورٹ کی رولنگ آ گئی ہے تو یہ بڑا حساس مسئلہ ہے اس لئے میں on the floor of the House کوئی غلط commitment تو نہیں کر سکتا لیکن ان کی بات درست ہے اور یہ اس وقت problem ہے اور یہ بات میرے نوٹس میں بھی ہے۔ میں اور وزیر قانون راجہ بشارت صاحب اور محکمہ داخلہ تینوں بیٹھ کر اس کے اوپر کوئی proposal بناتے ہیں اور اگر اس پر کوئی revision کرنی پڑتی ہے تو ہم سپریم کورٹ میں جائیں گے۔ جو بھی اس کا legal حل within the purview of the law ہو گا اس کے اوپر میں پوری طرح سے عمل کروانے کی کوشش کروں گا۔

MR DEUTY SPEAKER: In my, view revision is the best.

وزیر صحت: جی، ہاں۔Revision is the best way out.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی بہتر ہو گا۔

وزیر صحت: ٹھیک ہے۔جناب آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔Let the Supreme Court decide.اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں اور پہلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ نوید کی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اس تحریک استحقاق کو withdraw کر لیا ہے۔ میرا ان کے ساتھ compromise ہو گیا ہے مزید اس کو pursue نہیں کرنا چاہتی۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جیسا کہ معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق withdraw کر لی ہے اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق شیخ تنویر احمد صاحب کی ہے اور یہ تحریک move ہو چکی ہے اور ان کی درخواست آ گئی ہے کہ اسے 7-مارچ تک مؤخر کیا جائے۔اگلی تحریک استحقاق چودھری تسنیم ناصر صاحب کی ہے۔

پرنسپل گورنمنٹ ہائی سکول جادہ (جہلم) اور ای ڈی او (ایجوکیشن) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

چودھری تسنیم ناصر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 15-جنوری2007 کو عوامی مفاد عامہ کے حوالے سے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول جادہ ضلع جہلم کی پرنسپل مسسز سعید عزیز کے پاس ان کو ملنے کے لئے گیا۔ میں نے اس کو ایک درخواست وزیر تعلیم سے recommended پیش کی اور وہ ایک درجہ چہارم کی ایک لیڈی سے متعلقہ تھی جس نے اپنی سولہ سالہ سروس میں کوئی چھٹی نہیں لی اور اس کے پاس میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی تھا۔ پرنسپل صاحبہ نے جب وہ درخواست پڑھی تو وہ سیخ پا ہو

گئیں اور بولیں کہ میں کسی وزیر کی سفارش کو نہیں جانتی اور نہ مانتی ہوں اور نہ ہی میں کسی وزیر کے ماتحت ہوں۔ میں کسی وزیر کو کچھ نہیں سمجھتی کہ بلا وجہ پریشر قبول کروں۔ میں اس کی recommendation نہیں کرتی۔ اس پر مجھے دفتر سے چلے جانے کا بھی کہا گیا پھر میں اس کام کے سلسلہ میں EDO تعلیم مختار احمد نوازورک صاحب کے پاس گیا۔ ان کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا کہ پرنسپل صاحبہ کس طرح میرے ساتھ بدتمیزی سے پیش آئیں۔ بجائے اس کے EDO صاحب پرنسپل صاحبہ کی خبر گیری کرتے الٹا مجھے کہنے لگے کہ ہم کسی ایم پی اے کا پریشر قبول نہیں کرتے اور تمام کام اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ آپ جیسے کئی ایم پی ایز منہ اٹھائے چلے آتے ہیں۔ پرنسپل صاحبہ اور ای ڈی او کے اس رویہ سے میرا اور اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! چونکہ یہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! یہ تحریک استحقاق چونکہ آج ہی پیش ہوئی ہے آج ہی پڑھی گئی ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ محکمے سے رپورٹ لینے کے لئے اسے مناسب وقت تک کے لئے pending کیا جائے۔

آوازیں: منظور کریں۔

چودھری تسنیم ناصر: جناب والا! اس کو مؤخر نہ کیا جائے۔ یہ ایک respect کی بات ہے۔ ایک وزیر اور ایک ایم پی اے کے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو منظور کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔

آوازیں: منظور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! جو آپ کا مناسب حکم ہو گا اس کے مطابق کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ In view of the request made by the honourable Member اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں چونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے مورخہ 14 اور 15-مارچ 2007 کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 940/06 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان 942/06 چودھری زاہد پرویز، لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ) 943/06 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 944/06 سید احسان اللہ وقاص 948/06 ملک اصغر علی قیصر، حاجی محمد اعجاز، رانا آفتاب احمد خان 960/06 سید احسان اللہ وقاص 961/06 سید احسان اللہ وقاص۔ 962/06 سید احسان اللہ وقاص 965/06 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 971/06 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 977/06 محترمہ زیب النساء قریشی 978/06 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 979/06 ملک اصغر علی قیصر، حاجی محمد اعجاز 982/06 سید احسان اللہ وقاص 983/06 شیخ اعجاز احمد 988/06 جناب ارشد محمود بگو 990/06 چودھری اعجاز احمد سماں 992/06 شیخ اعجاز احمد 999/06 رانا آفتاب احمد خان، حاجی محمد اعجاز، شیخ اعجاز احمد 1000/06 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 1004/06 شیخ اعجاز احمد 1006/06 ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان، حاجی محمد اعجاز 1007/06 محترمہ خالدہ منصور 1020/06 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری 7/05 ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان 7/07 چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری 8/07 جناب ارشد محمود بگو 10/07 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان 15/07 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 19/07

حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان 20/07 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 21/07 ملک محمد اقبال چنڑ 23/07 جناب ارشد محمود بگو 27/07 سید حسن مرتضیٰ، چودھری اعجاز احمد سماں، جناب سمیع اللہ خان 30/07 محترمہ خالدہ منصور 48/07 رانا آفتاب احمد خان 50/07 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) 52/07 سید احسان اللہ وقاص 53/07 رانا آفتاب احمد خان 56/07 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز 62/07 جناب ارشد محمود بگو 64/07 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری 65/07 رانا ثناء اللہ خان 67/07 شیخ اعجاز احمد 70/07 شیخ اعجاز احمد 74/07 جناب ارشد محمود بگو 78/07 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) 82/07 شیخ اعجاز احمد 84/07 شیخ اعجاز احمد 86/07 محترمہ طاہرہ منیر 87/07 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ)، محترمہ نور النساء ملک 88/07 محترمہ نور النساء ملک 92/07 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) 94/07 محترمہ نور النساء ملک 95/07 محترمہ نور النساء ملک، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) 96/07 محترمہ نور النساء ملک، محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) 98/07 شیخ اعجاز احمد، رانا آفتاب احمد خان، محترمہ خالدہ منصور ٹوٹل 57 تحاریک التوائے کار take up نہیں کی جاتیں۔

اب 924/06 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ)، چودھری زاہد پرویز!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ move ہو چکی ہے۔ and it is pending till today.

تحصیل نوشہرہ ورکاں میں ٹی ایچ کیو ہسپتال کی عدم تعمیر کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر صحت: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست لالہ شکیل الرحمٰن صاحب نے اس تحریک میں نوشہرہ ورکاں کے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کی بات کی ہے اور یہ درست ہے کہ نوشہرہ ورکاں میں تحصیل ہیڈکوارٹر کی بلڈنگ 2006 میں تعمیر ہو چکی ہے جس پر مبلغ 8.628 ملین روپے لاگت آئی ہے اور سال 2007 میں مبلغ 4.325 ملین روپے کی رقم برائے مشینری و instrument الاٹ کی گئی ہے۔ مشینری و instrument کی خریداری کا عمل جاری ہے جو کہ جون 2007 تک مکمل ہو جائے گا۔ ایس این ای برائے سٹاف محکمہ صحت نے محکمہ خزانہ کو منظوری کے لئے بھجوا دیا ہے جو نہی

پوسٹوں کی منظوری آئے گی بھرتی کا عمل بروئے کار لایا جائے گا اور بھرتی کا عمل مکمل ہوتے ہی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال نوشہرہ ورکاں کے طور پر کام شروع کر دے گا۔اس وقت اس ہسپتال کی یہ صورتحال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لالہ شکیل الرحمن صاحب!

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بھرتی کا عمل کب تک مکمل ہو جائے گا اور یہ ہسپتال کب تک کام شروع کر دے گا، اندازاً کوئی وقت بتادیں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میرے پاس باقاعدہ تاریخیں موجود ہیں۔آپ کو پتا ہے ایس این ای کس طرح createہوتی ہے اس میں محکمہ خزانہ بھیinvolveہوتا ہے اور سارے محکموں سے clearہو کر آتی ہے تو پھر ہم اس میں عمل شروع کرتے ہیں۔ 16-جون 2006 کو محکمہ صحت نے کیس بھجوادیا تھا اور مورخہ 28-اگست 2006 کو کیس حوالہ محکمہ خزانہ ہو چکا ہے اور محکمہ خزانہ نے کچھ اعتراضات لگائے تھے انہیں دور کرنے کے بعد ہم نے 2-مارچ 2007 کو دوبارہ منظوری کے لئے انہیں بھیج دیا ہے انشاء اللہ جو نہی وہاں سےclearہو کر آتا ہے ہم اس کو کر دیں گے۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہprocessکب تک مکمل ہو جائے گا۔یہ جون 2006 میںinitiateکیا گیا ہے لیکن یہ بھرتی کا عمل کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیںAfter the clearance of Finance Minister ہی یہ ہو گا۔

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہی پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس کے لئے کتنا عرصہ درکار ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لامحالہ، .It will take some time

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کوexpediteکرواتے ہیں، بہت جلد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس میں تاریخ دینا تو مناسب نہیں ہو گا؟

لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! تاریخ تو میں بھی نہیں پوچھ رہا۔ 6ماہ، سال، دو سال، کب تک یہ ہو جائے گا؟

وزیر صحت: اس کو expedite کرواتے ہیں، جلدی کرواتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی تحریک 930/06 شیخ اعجاز احمد صاحب!

محکمہ تعلیم میں ریٹائر ہونے والے وائس چانسلرز، پرنسپلز کے کنٹریکٹ میں مزید توسیع سے پروفیسروں اور لیکچرارز کی ترقی کے دروازے بند ہونے کا خدشہ

شیخ اعجاز احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں بے روزگاری کی عفریت نے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام نے صوبہ پنجاب کی 4 بڑی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز، 2 کالجز کے پرنسپلز سمیت سینکڑوں ریٹائرڈ ہونے والے پروفیسروں کے کنٹریکٹ میں مزید توسیع کر دی ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے نہ صرف بے روزگار پوسٹ گریجویٹس لیکچرارز پر ملازمت کے دروازے بند ہو گئے ہیں بلکہ پہلے سے سروس کرنے والے پروفیسروں کی سنیارٹی اور ترقی بھی متاثر ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ان میں گہری تشویش اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، دستی صاحب! آپ بات کریں۔

SARDAR AMJID HAMEED KHAN DASTI: Mr. Speaker! My painful duty to talk about a very painful occurrence and more painful than the delivery pains. (Laughter) The painful incident

یہ ہے۔

جناب سپیکر! یہ افسوسناک واقعہ اس طرح سے ہے کہ میں نے ایجوکیشن منسٹر کو ایک فرسٹ کلاس گریجویٹ کی درخواست دی کہ آپ انہیں نوکری دے دیں۔ انہوں نے ای ڈی او (لیہ) کو لکھ دیا، ای ڈی او کے پاس بندہ گیا تو اس نے کہا میں گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہوں، میں ناظم

کے ماتحت ہوں۔ میں منسٹر کی بات نہیں مانتا، ناظم کہے گا تو میں مانوں گا تو اس کے بعد میں نے لیہ کے ناظم غلام حیدر تھند سے بات کی، وہ کہنے لگا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ آپ جی ایم سکندر صاحب سے بات کریں۔ میں نے کہا کہ ای ڈی او تو کہتا ہے کہ میں گورنمنٹ کو مانتا نہیں اور جی ایم سکندر تو گورنمنٹ کا نمائندہ ہے۔ اگر وہ لکھے گا تو ای ڈی او اس کی بات بھی نہیں مانے گا۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ منسٹر اس قدر کمزور ہیں، اس قدر بے اختیار ہیں تو ان کے لئے بہتر ہے کہ یہ استعفیٰ دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بڑی شرم کی بات ہے کہ وزیر آرڈر کرے اور ای ڈی او کہے کہ میں گورنمنٹ کے ماتحت نہیں، میں ناظم کے ماتحت ہوں۔ ناظم کہتا ہے کہ یہ جی ایم سکندر کرے گا مگر ہم کہاں جائیں۔

جناب سپیکر! جو کہتا ہے کہ میں گورنمنٹ کو نہیں مانتا کیوں نہیں مانتا؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! امجد حمید دستی صاحب نے جو بات کی ہے آپ اس کا گورنمنٹ سے جواب لیں کہ یہ اتنی معمولی بات نہیں کہ اس کو سن کر بالکل گزار دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ یہ جو بلدیاتی نظام ہے، یہ جو فرد واحد کی حکمرانی کو قائم کرنے کے لئے نافذ کیا گیا تھا اس نے بلدیاتی اداروں کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اب اس بلدیاتی نظام کو قابو میں رکھنے کے لئے انھوں نے بلدیاتی الیکشن سے پہلے جو 73۔ ترامیم کی ہیں اس کے تحت ڈسٹرکٹ ناظم کی حیثیت اس peon سے بھی کم ہے جو وزیر اعلیٰ کے دفتر کے باہر کھڑا ہے۔ وزیر اعلیٰ تو اپنے آفس کے باہر کھڑے peon کو ہٹانے کے لئے کسی ضابطے کا پابند ہے لیکن وہ جب چاہے جس وقت چاہے ضلع ناظم کو suspend کر سکتا ہے تین ماہ کی انکوائری رپورٹ کے بعد چاہے تو اس کو گھر بھیج دے چاہے اس کو آفس بھیج دے اور چاہے اس کو جیل بھیج دے۔

جناب سپیکر! اب جو جی ایم سکندر صاحب ہیں۔ حالت یہ ہے اور ٹریژری بنچز سے بھی یہ بات آئی ہے کہ چپڑاسیوں، بیلداروں اور جمعداروں کے تبادلوں کے لئے این او سی، جی ایم سکندر کو جاری کرنا پڑتا ہے۔ وہاں پر حالت یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر یہ درخواست دے کہ مجھے یہ اسمبلی چیمبر الاٹ کر دیا جائے تو ڈائریکٹو جاری ہو جاتا ہے۔ وہ ڈائریکٹو دفاتر میں اس طرح رلتے ہیں کہ ان کو ریپوٹار پاٹی کئی کئی مہینے جاری رہتی ہے۔ اس فرد واحد کی حکمرانی کو اس ملک میں مسلط کرنے کے لئے ان حکمرانوں نے اپنے صرف چیف منسٹر بننے اور اپنے مفادات کا تحفظ کرنے کے لئے اس ملک اور

اس کے اداروں کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور اس پورے صوبے کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ اب کسی چپڑاسی یا کسی ٹیچر کا تبادلہ کروانا ہے تو اس کے لئے چیف منسٹر صاحب کا ڈائریکٹو چاہئے۔ اب حالت یہ دیکھ لیں کہ ایک ایم پی اے صاحب جو کہ ٹریژری بنچز سے ہیں وہ ہمارے بزرگ ہیں وہ کہہ رہے ہیں ڈسٹرکٹ ناظم کیا کہہ رہا ہے اور اس سے پہلے وزیر تعلیم کی کیا حالت ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر بھی جس طرح آپ کے چیمبر میں بات ہوئی تھی اور وزیر قانون نے agree کیا تھا کہ امن وامان پر بحث رکھ لیتے ہیں اور اس کو ایجنڈے کے آخر میں لے گئے ہیں یعنی 16 کو اجلاس ختم کر رہے ہیں اور اس کو 15 / 14 تاریخ پر لے گئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ساٹھ سالوں میں اچھے برے حکمران رہے ہیں لیکن اس وقت اس صوبے اور اس ملک پر جو حکمران مسلط ہیں یہ پاکستان کی تاریخ میں بدترین حکمران ہیں۔ اس مسئلے پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کریں تاکہ جو یہ کر رہے ہیں ہم ان کو بتائیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس پر بھی ہو جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: اس کا لاء اینڈ آرڈر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب نے جو بات کی ہے یہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے ابھی تحریک التواء پیش ہو رہی تھی تو میں نے سمجھا کہ یہ اس سے متعلقہ ہے۔ بہر حال وہ بزرگ ہیں اور بزرگ ہونے کی حیثیت سے میں نے ان کو floor دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں صرف اتنی بات کرتا ہوں کہ یہ جو بین لگا ہوا ہے یہ کلاس ون سے لے کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات اس وقت ہوتی جب وزیر تعلیم موجود ہوتے اور وہ اس کا جواب دیتے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ پہلے وزیر تعلیم کے پاس جاتے وہ آپ کو اس کا جواب دیتے۔ اگر بات نہ بنتی تو پھر اس کو یہاں لے آتے۔ اب میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ وہ تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اس میں اصل بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز، پروفیسرز یا پرنسپلز کی تقرری کنٹریکٹ کی بنیاد پر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے بے روزگاری یا جو سروس میں ہوتے ہیں ان کو سنیارٹی کے لحاظ سے ان کے حقوق کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ وائس چانسلر صاحب کی پوسٹ پہلے مشتہر کی جاتی ہے، پھر کمیٹی کی سفارشات پر گورنمنٹ پنجاب کی منظوری سے یہ تعیناتی کی جاتی ہے نیز بہترین کارکردگی کے حامل وائس چانسلرز کی مدت ملازمت میں گورنر اور چانسلر صاحب کی منظوری سے توسیع کی جاتی ہے۔ پنجاب میں اس وقت 12 یونیورسٹیاں ہیں جن میں سے صرف دو یونیورسٹیاں پنجاب یونیورسٹی لاہور اور یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کے وائس چانسلرز کو ایکسٹینشن دی گئی ہے۔ صرف دو وائس چانسلرز کو ایکسٹینشن دی گئی ہے اس کے علاوہ پنجاب میں جتنے بھی کالجز ہیں ان میں سے صرف 14 پروفیسر یا پرنسپلز ہیں جن کی ایکسٹینشن ہوئی ہے ان کی ایکسٹینشن بھی صرف اور صرف تعلیمی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور عوام کی ویلفیئر کے لئے طلباء کو بہتر تعلیم دینے کے لئے ان کی سابق کارکردگی کی بنیاد پر ان کو ایکسٹینشن دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ جو کہا گیا ہے کہ ہزاروں سینکڑوں کی تعداد میں ایکسٹینشن دی جاتی ہے ایسا بالکل نہیں ہے۔ صرف اور صرف لوگوں کی قابلیت کی بنیاد پر ادارے کی ضرورت کی بنیاد پر اور بچوں کو بہتر تعلیم دینے کی بنیاد پر یہ ایکسٹینشن دی جاتی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں اور امجد حمید دستی صاحب ہمارے بڑے پرانے ممبر ہیں اور ماشاء اللہ ساتویں دفعہ آئے ہیں۔ آپ کے بھی ہمسائے ہیں اور ہمارے بھی ہمسائے ہیں اور 1970 سے اس اسمبلی کی زینت رہے ہیں۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ ان کے مسئلہ کو unnoticed نہ جانے دیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس معاملے کو اپنی ذمہ داری میں لیں اور متعلقہ آفیسر کو یہ بتائیں کہ وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ حکومت کے ماتحت نہیں ہے جبکہ وہ اس گورنمنٹ کی تنخواہ لے رہا ہے اس لئے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر آپ کی رولنگ آجائے گی تو یہ ایک precedent بن جائے گا۔ جب بھی کوئی معزز رکن کسی آفیسر کے پاس جائے گا تو وہ یہ precedent بنائے گا۔ میری درخواست ہے کہ

آپ اس معاملے کو take up کریں چاہے اس کو اپنے چیمبر میں لے جائیں یا متعلقہ وزیر سے کہیں کہ اس معاملہ کا صحیح طریقے سے حل نکالیں اور اس آفیسر کو کم از کم realize کرائیں کہ وہ گورنمنٹ کو جوابدہ ہے اور گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! دستی صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں۔ آپ بھی میرے لئے قابل احترام ہیں انھوں نے جو بات کی میں نے اس کو unnoticed نہیں لیا۔ میں نے صرف یہ گزارش کی ہے کہ یہ بات یہاں لانے سے پہلے جس منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا کہ ان کو appoint کیا جائے کیونکہ وزیر صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ ان کا فرض تھا کہ یہ پہلے ان سے رابطہ کرتے اگر وہ ان کو مطمئن نہ کرتے تو پھر وہ یہاں ہاؤس میں raise کرتے لیکن پھر بھی جب منسٹر صاحب واپس آئیں گے کیونکہ وہ باہر گئے ہوئے ہیں تو میں ان کے نوٹس میں لاؤں گا اور جو کچھ بھی ہو گا اس کی کوشش کریں گے۔ I am not taking any other notice (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر بڑا سیدھا سا مسئلہ تھا جو سردار امجد حمید دستی صاحب نے پیش کیا۔ پہلے میں اس پر بات کروں گا کہ قطعی طور پر میں یہ نہیں کہتا کہ دستی صاحب کو درست معلومات نہیں ہیں لیکن چونکہ دستی صاحب کا جو بندہ درخواست لے کر ای ڈی او کے پاس گیا تھا اس نے واپس آکر بتایا کہ ای ڈی او ایجوکیشن نے مجھے یہ کہا ہے۔ میں آپ سے صرف اتنی استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی افسر ہو اس میں اتنی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ خدانخواستہ گورنمنٹ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرے اس لئے میں آپ اور معزز ایوان کو بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ سیکرٹری ایجوکیشن کو آج ہی ہم کہیں گے اور کل وہ اس کا نوٹس لیں گے اور پرسوں سیکرٹری ایجوکیشن خود آکر آپ کو بتائے گا کہ اس افسر کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے، یہ میری ذمہ داری ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چونکہ یہ مسئلہ ہاؤس میں آ چکا ہے لہذا چیمبر میں جا کر سپیکر کو بتانا میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ ملتان ہائی کورٹ نے پچھلے دنوں یہ رولنگ دی ہے کہ وزیراعلیٰ ہاؤس سے جتنے ڈائریکٹوز جاری ہوتے ہیں یہ بند کریں اور اس پر انہوں نے اب یہ کیا ہے کہ

آج تمام departments پر ban ہے اور کوئی ٹرانسفر نہیں ہو سکتی۔ میں آج بھی اس ہاؤس میں یہ ثبوت پیش کر سکتا ہوں کہ کل بھی انہوں نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سیالکوٹ میں کلیریکل آفیسر ڈپٹی ایجوکیشن وومن کو ہٹا کر اس کی پوسٹنگ کر کے وہاں بھیجا ہے حالانکہ آج اس پر ban ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ معاملہ ہاؤس میں آگیا ہے تو اس کو ہاؤس میں ہی discuss کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس ہی کی بات ہو رہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ بات یہ ہے کہ جب لاء منسٹر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے تو He is giving assurance on behalf of the House حالانکہ میں نے تو کہا تھا کہ ایجوکیشن منسٹر کا انتظار کریں لیکن شاہ صاحب اور دستی صاحب کی request پر ہاؤس میں یہ بات آئی ہے تو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ میں یقین دلاتا ہوں کہ اس پر ایکشن ہوگا، اس کی probe ہوگی اور اس کے بعد جو بھی معلومات ہوں گی وہ آپ کو بتائیں گے۔

That is in fovour of the House and in the honourable member. Don't twist it to some other place.

اس لئے جو بھی انہوں نے کہا ہے وہ صحیح کہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرا مقصد یہ تھا کہ چونکہ ہم آپ کو رپورٹ کریں گے اور اگر آپ مناسب سمجھیں گے تو پورے ہاؤس کو بتائیں اور یہ آپ کی صوابدید پر ہے چونکہ آپ Custodian of the House ہیں تو آپ فیصلہ فرمائیں کہ آپ نے کیا کرنا ہے۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ای ڈی او کی بات لے کر پوری حکومت کی کارکردگی کو زیر بحث لے آنا اور کہنا کہ اس صوبے کی تاریخ کی بدترین حکومت ہے تو میں اس میں صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ہمارا سال الیکشن کا سال ہے اور اس الیکشن سال کے اختتام پر جب ہم نے الیکشن میں جانا ہے تو ہم نے اپنی کارکردگی کی بنیاد پر جانا ہے۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ کارکردگی کی بنیاد پر جائیں گے تو جو ہم نے گزشتہ پانچ سال میں کیا ہوگا اسی کو بنیاد بنا کر ہم الیکشن لڑیں گے۔ میں اس معزز ایوان میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حکومت انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے کی تاریخ کی بہترین حکومت قرار دی جائے گی۔

جناب سپیکر! بات پھر بہت دور نکل جائے گی کہ جس گورنمنٹ پر یہ بات کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے یہ کیا، وہ کیا میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے لوگوں کو صرف ایک بات بتانی ہے کہ حکومت وہی ہے، ادارے وہی ہیں، وسائل وہی ہیں صرف حکومت کرنے والوں کی نیت میں فرق ہے۔ آج نیت خدمت کی ہے اور ماضی میں نیت خزانے کو لوٹنے کی تھی اور میرے بھائیو! آج بھی ہم قوم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں اور یہ دکھائیں گے کہ جو لوگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں وہ آج چودھری پرویزالٰہی کی حکومت میں، شوکت عزیز صاحب اور جنرل پرویز مشرف کی حکومت میں جو پیسا لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے لگ رہا ہے وہ ماضی میں باہر جاتا رہا ہے جس کی بنیاد پر آج باہر بیٹھ کر سیاست ہو رہی ہے۔ وہ پیسا ہمارا تھا، عوام کا پیسا تھا لیکن آج پیسا عوام پر خرچ ہو رہا ہے اور کل وہ پیسا باہر گیا اور پانچ سال سے ایک محترمہ باہر بیٹھ کر اسی پیسے سے سیاست کر رہی ہیں، باہر فیکٹریاں اسی پیسے سے لگائی جا رہی ہیں پھر میں سمجھتا ہوں کہ عوام فیصلہ کرے گی کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ اگر اس پر آپ نے بحث رکھنی ہے تو مجھے کوئی عار نہیں ہے جس دن مرضی بحث رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ ہم بتائیں گے کہ گزشتہ پانچ سالوں میں ہم نے کیا کیا ہے اور ہم آپ سے پوچھیں گے کہ ماضی میں آپ نے کیا کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس ہاؤس کے بزرگ ترین ممبر جس خاندان کی پانچویں نسل قوم کی خدمت کر رہی ہے اور وہ ہاؤس کے سامنے یہ کہہ رہے ہیں کہ منسٹر ایجوکیشن کے آرڈر کی یہ تضحیک کی گئی ہے ان کے مقابلے میں ہم ایک ای ڈی او ایجوکیشن کو پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم نے ایسا کہا ہے یا نہیں کہا؟ ایک فرد کے مقابلے میں آپ یہاں یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ یہاں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ ہوا ہے۔ آپ ہر ڈی سی او کی ردی کی ٹوکریاں چیک کریں ایک دن میں تین تین سو ڈائریکٹوز پھاڑ کر ٹوکریوں میں پھینک دیتے ہیں، یہ تو ہمارے ڈائریکٹو کا وقار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! اس پر بات ہو گئی ہے۔ اس کو اب دہرانا نہیں ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون پنجاب جوڈیشل اکیڈمی مجریہ 2007

MR DEPUTY SPEAKER: Let's start the Government Business. The Punjab Judicial Academy Ordinance 2007. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir I move to lay the Punjab Judicial Academy Ordinance 2007.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Judicial Academy Ordinance 2007 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Law Parliamentary Affairs with the direction to submit the report upto 30th April 2007. Minister for Law!

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

حکمت عملی کے اصولوں کی پابندی اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ برائے سال 2005 کا پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to lay the report on Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2005.

MR DEPUTY SPEAKER: The report on Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2005 has been laid.

مسودہ قانون

(جوزیرغورلایاگیا)

مسودہ قانون(ترمیم)یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ2006

MR DEPUTY SPEAKER: Now we take up University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> That University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006, as recommended by Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> That University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006, as recommended by Standing Committee on Education be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS : Sir, I move that

"The University of Education Lahore

(Amendment) Bill 2006 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Education Lahore (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ایجنڈا ہمیں ابھی ملا ہے اس میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے 14 اور 15 تاریخ رکھی گئی ہے جبکہ ہماری ایڈوائزری کمیٹی جس میں آپ بھی موجود تھے اور سپیکر صاحب بھی موجود تھے، وہاں پر یہ طے ہوا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی لیکن بحث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو حکومت بھاگ جائے تو پھر یہ بحث شروع ہونا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اس پر کل بحث کر لیں۔ دو دن اس کے لئے کل اور پرسوں کا رکھ لیں۔

وزیر قانون و پالیمانی امور: جناب سپیکر! 14 اور 15 کو اجلاس ختم نہیں ہو رہا۔ ہم بحث کریں گے دو کی بجائے تین دن کریں گے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم انہی کی مرضی سے تاریخ رکھیں۔ یہ طے ہوا تھا کہ بحث کرنی ہے ابھی ہمارا ایجنڈا چل رہا ہے حکومت کے پاس بزنس ہے اور ہم نے لیجسلیشن کرنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ گورنمنٹ کی کارکردگی پر جب چاہے بحث رکھ لیں۔ آپ اس کی تاریخ مقرر کر دیں تاکہ پتا لگ جائے کہ انہوں نے کارکردگی کی بنیاد پر پانچ سال مکمل کئے ہیں یا وردی کی بنیاد پر۔

وزیر قانون و پالیمانی امور: جناب سپیکر! 14 اور 15 تاریخ کے بعد 16 کو اس پر بھی بحث رکھ لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ پہلے اس پر بحث رکھ لیں۔

وزیر قانون و پالیمانی امور: پہلے کیوں رکھیں۔ ہمارے پاس بزنس ہے ہم نے لیجسلیشن کرنی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پرسوں کا رکھ لیں۔

وزیر قانون و پالیمانی امور: کیوں پرسوں رکھیں۔ ہم اپنی مرضی سے رکھیں گے۔ ہم mandatory ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم اس طرح کرتے ہیں کہ ہم چیمبر میں مل کر اس پر اتفاق رائے سے کوئی دن مقرر کر لیتے ہیں۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 6-مارچ 2007 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

215

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔مارچ2007

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات صنعت، آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(حصہ اول)

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جاچکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی رزعی یونیورسٹی، راولپنڈی مصدرہ 2004

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2006

(حصہ دوم)

قراردادیں

(جو ایوان میں پیش ہوئیں)

(مورخہ 21۔نومبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء قرارداد)

(موجودہ قراردادیں)

217

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

منگل،6۔مارچ 2007

(یوم الثلاثہ،16۔صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

سُوْرَۃُ الحَشر آیات 21 تا 24

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے۔ تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا۔ پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا تکبر والا، اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔ وہی ہے اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا، اسی کے ہیں سب اچھے نام۔ اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات صنعت، آبپاشی وقوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ صنعت، آبپاشی وقوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ مجھے شروع کر لینے دیں۔ سوال نمبر 5230 سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 5230۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز اور ان کی آمدن واخراجات کی تفصیل

*5230: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ریسٹ ہاؤسز قابل استعمال اور کتنے نہایت خستہ حالت میں ہیں؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز پر 03-2002 میں کیا (روزمرہ دیکھ بھال بشمول، بجلی، گیس وغیرہ) خرچ ہوا اور کیا آمدنی ہوئی اس سال کے دوران ان ریسٹ ہاؤسز کی مرمت پر کیا خرچ ہوا، کیا حکومت خستہ حال اور ناقابل مرمت ریسٹ ہاؤسز کو اوپن نیلامی کے ذریعہ فروخت کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات اور اگر جواب ہاں میں ہے تو کب عملدرآمد ہوگا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ آبپاشی میں کل 637 عدد ریسٹ ہاؤسز ہیں۔

(ب) 637 عدد ریسٹ ہاؤسز میں سے 409 قابل استعمال ہیں اور 228 عدد کی حالت نہایت خستہ ہے۔

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کی دیکھ بھال، مرمت اور بجلی و گیس وغیرہ کی مد میں مالی سال 03-2002 کے دوران کل 2.36 ملین روپے خرچ ہوئے اور 0.16 ملین روپے کی

آمدن ہوئی۔ محکمہ ہذا پہلے ہی 189 ریسٹ ہاؤسز کی لسٹ بورڈ آف ریونیو کی وساطت سے پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کو دے چکا ہے، ان کی قوانین و ضوابط کے تحت نیلامی بورڈ کی ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے 637 ریسٹ ہاؤسز ہیں۔ ان میں سے 409 قابل استعمال اور 228 کی حالت نہایت خستہ ہے۔ اسی سوال کے جواب جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ ان میں سے 189 ریسٹ ہاؤسز کی لسٹ بورڈ آف ریونیو کو پرائیویٹائزیشن بورڈ کے لئے دے دی گئی ہے کہ ان کو فروخت کر دیا جائے۔ میرا اس میں پہلا سوال یہ ہے کہ اب اس وقت اس کی کیا صورتحال ہے۔ دوسرا یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 228 جو ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی حالت خستہ ہے اور انھوں نے اس میں سے 189 ریسٹ ہاؤسز کی لسٹ ان کو ارسال کی ہے۔ یہ جو ریسٹ ہاؤسز فروخت کرنے کے لئے ارسال کئے گئے ہیں کیا ان میں سے خستہ حالت والے زیادہ ہیں یا اچھی حالت والے زیادہ ہیں؟ اسی کے ساتھ میں ایک چھوٹا سا ضمنی سوال یہ بھی کروں گا کہ انھوں نے جز(ج) کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ کل خرچ 2.36 ملین ہوا ہے اور آمدنی 16. ملین یعنی ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے ہوئی ہے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے کا مطلب یہ ہے کہ اگر 400 ریسٹ ہاؤسز بھی لئے جائیں تو -/300 روپے ماہانہ تقریباً ریسٹ ہاؤسز کی اوسط آمدنی بنتی ہے۔ یہ -/300 روپے ماہانہ ریسٹ ہاؤسز کی آمدنی سے آپ اندازہ لگا لیں کہ کیا یہ آمدنی ہے اور کیا ان کی صورتحال ہے؟ میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ یہ میرے سوالات جو ہیں ان کے بارے میں کچھ وضاحت فرمائیں؟

وزیر آبپاشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس پر تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں کہ نظام آبپاشی میں جو ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کا ایک بہت proper کردار ہوتا ہے اور ان ریسٹ ہاؤسز کو کمرشل بنیادوں پر استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ ان ریسٹ ہاؤسز میں ہمارے جو افسران ہیں، جو فیلڈ ورک کرتے ہیں تو وہ دوران فیلڈ ورک وارہ بندی، چک بندی اور تمام کیسوں کی سماعت ان ریسٹ ہاؤسز میں کرتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا عدالتی کمروں کا کردار ادا کرتے ہیں اور زمینداروں کو اپنے گھروں کے نزدیک انصاف فراہم کرنے کے لئے ان ریسٹ ہاؤسز کا ایک سسٹم بنایا گیا تھا۔ جب یہ اریگیشن سسٹم وجود میں آیا تو ہر ریسٹ ہاؤس کو دس میل کے فاصلے پر اس وقت بنایا گیا تھا، اس وقت سو سال پہلے وہاں پر

ہی یہ سارا سسٹم ہوتا تھا، اب چونکہ کمیونیکیشن جدید آ گئی ہے اور کافی مسائل پہلے جیسے نہیں رہے لہذا اس وجہ سے ان ریسٹ ہاؤسز کی وہ افادیت نہیں رہی تو اس وجہ سے پھر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو مرحلہ وار نیلام کر دیا جائے۔ پہلے مرحلہ کے طور پر بورڈ آف ریونیو کی وساطت سے سال 2001 میں 189 ریسٹ ہاؤسز کی فہرست پرائیویٹائزیشن بورڈ کو ارسال کی گئی تھی۔ ڈی جی خان زون میں اب تک ایک بھی ریسٹ ہاؤس نیلام نہیں ہو سکا۔ سرگودھا زون میں بھی یہی صورتحال ہے۔ فہرست دی گئی، نیلامی طے ہوئی لیکن تعین کی گئی قیمت کے معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے یہ نیلامی منسوخ کر دی گئی۔ فیصل آباد زون میں صرف ایک ریسٹ ہاؤس کی نیلامی ہو سکی۔ اسی طرح لاہور میں چھ ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی عمل میں لائی گئی ہے۔ ملتان زون میں کوئی نہیں ہوئی جبکہ بہاولپور زون میں تین ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی عمل میں لائی گئی ہے۔ جب پرائیویٹائزیشن بورڈ نے یہ دیکھا کہ تعین کی گئی قیمت کے مطابق بولی نہیں آئی تو انھوں نے وقتی طور پر اس کی نیلامی روک دی۔ ہماری اپنی یہ سوچ ہے کہ یہ حکومت کا ایک قیمتی سرمایہ ہے، سو سال پرانا اثاثہ ہے۔ جب میں نے 2003 میں اس وزارت کا عہدہ سنبھالا تو ہم نے اس بارے میں فیصلہ کیا کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو مرحلہ وار بہتر کیا جائے۔ فیلڈ آفیسرز کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ ان ریسٹ ہاؤسز میں بیٹھ کر لوگوں کے مسائل حل کریں۔ ہفتے میں دو دن کے لئے آفیسرز کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ وہاں دور دراز علاقوں میں جا کر لوگوں کے مسائل سنیں۔ وارہ بندی، چک بندی اور دوسرے مسائل کے بارے میں لوگوں کی شکایات سنیں اور انھیں موقع پر ہی حل کریں تاکہ لوگوں کو اپنے نزدیک ترین سٹیشن میں ہی اپنے مسائل کا حل مل سکے۔ اسی وجہ سے نیلامی کی پالیسی فی الحال pending رکھی گئی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ 189 ریسٹ ہاؤسز کی ایک فہرست پرائیوٹائزیشن بورڈ کو دی گئی ہے کہ ان کی نیلامی کر دی جائے۔ ان میں سے جو ریسٹ ہاؤس نہایت خستہ حالت میں ہیں ان کی تعداد 228 ہے۔ کیا یہ جو نیلامی کے لئے دیئے گئے ہیں وہ ان خستہ حالت والوں میں سے دیئے گئے ہیں کیا جو ریسٹ ہاؤسز in operation ہیں وہ نیلامی کے لئے دیئے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! کچھ خستہ حالت والے ہیں اور کچھ بہتر حالت والے بھی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ بہتر حالت ہونے کے باوجود بہت تھوڑے ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی ممکن ہو

سکی ہے۔ ان میں سے ایک ریسٹ ہاؤس ''خانہ'' فیصل آباد میں نیلام ہوا جس کی قیمت 142 لاکھ روپے وصول ہوئی ہے یعنی بہت کم قیمت موصول ہوئی صرف لاہور کے جو ریسٹ ہاؤسز نیلام ہوئے ہیں ان کی کچھ بہتر قیمت موصول ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے ان ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی روک دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! فیصل آباد میں ''خانہ یا خنہ'' نام کا تو کوئی ریسٹ ہاؤس نہیں ہے۔ وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! یہ ریسٹ ہاؤس ''خانوآنہ'' ہے۔ sorry میں اسے غلط کہہ گیا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز پر اخراجات 2.36 ملین ہوئے ہیں جبکہ ان کی آمدن 0.16 روپے ہے۔ ان ریسٹ ہاؤسز میں جو کوئی آفیسر بھی ٹھہرتا ہے He is supposed to pay rent اگر یہ اپنے expenditure کو meet نہیں کر سکتے تو یہ سیکرٹری آبپاشی کی نااہلی ہے جو کہ بددیانت افسروں کو promote کر رہے ہیں اور اہل افسر نکال رہے ہیں۔ لامحالہ اس کا result یہی ہوگا۔ اس کا جواب دیں کہ آپ نے اس expenditure کو کیوں meet up نہیں کیا؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی بتایا ہے کہ ان ریسٹ ہاؤسز کو ہم commercial basis پر استعمال نہیں کر رہے۔ یہ ریسٹ ہاؤس جس مقصد کے تحت بنائے گئے تھے اسی مقصد کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ یہ سسٹم عوام کو سہولتیں دینے کے لئے بنایا گیا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ دیکھیں کہ اس کا occupancy کیا ہے؟ occupancy تو اس کی کبھی ملتی نہیں ہے۔ انگریز کے دور میں اس کا کرایہ -/2 روپے یا -/5 روپے تھا۔ یہ افسروں کی ملی بھگت ہے۔ ان ریسٹ ہاؤسز میں آفیسرز جا کر عدالت نہیں لگاتے۔ یہ تو سارے ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر کام کرتے ہیں۔ جب آپ غیر technical لوگوں کو سیکرٹری بنا دیں گے جنھیں پتا ہی نہیں ہوتا تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اریگیشن تباہ ہوگی۔

وزیر آبپاشی: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ان ریسٹ ہاؤسز کا جو کرایہ متعین ہے وہ حکومت کے خزانے میں جمع ہو رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! انھوں نے خود بتایا ہے کہ پورے پنجاب کے ریسٹ ہاؤسز کی آمدن -/160,000 روپے ہیں۔ جبکہ یہ اپر جہلم کینال کے صرف ایک پراجیکٹ پر 12 کروڑ روپے خرچ کر رہے ہیں جو کہ صرف 2 کروڑ روپے کا پراجیکٹ تھا۔ اپنی بجٹ تقریر میں یہ ساری صورتحال میں وزیر صاحب کے علم میں بھی لایا تھا۔ یہ اس سیکرٹری اریگیشن کی نااہلی کی وجہ سے ہوا ہے جسے آپ نے promote کر دیا ہے۔ ہم یہاں اکثر زمیندار بیٹھے ہیں اور یہ سب سے اہم سیکٹر ہے۔ جب آپ ایسے اہم عہدوں پر ان جاہل لوگوں کو لگائیں گے تو پھر result will be biased.

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ محکمہ اریگیشن کی کارکردگی بہت بہتر ہوئی ہے۔ میرے بھائی رانا آفتاب احمد خان صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے ممبر ہیں وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے کہ دو سال قبل ہمارے محکمہ سے متعلق آڈٹ پیرے 200 کے قریب ہوا کرتے تھے اب ان کی تعداد 17/16 سے زیادہ نہیں ہوگی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس محکمہ کی کارکردگی میں کتنی بہتری آئی ہے۔ اریگیشن سسٹم میں جتنی ترقی چودھری پرویزالٰہی صاحب کے دور میں ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اب فنڈز کی utilization بہتر انداز سے ہو رہی ہے۔ میرے بھائی رانا صاحب کو اگر کوئی شکایت ہے تو اس کی نشاندہی فرمائیں میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ازالہ کروں گا۔ monitoring system کے رائج ہونے کے بعد ہمارے نہری نظام میں بہت بہتری آئی ہے۔ ہم نے ٹال فری نمبر دیا ہوا ہے جس پر لوگ اپنی شکایات کا اندراج کرواتے ہیں اور 63 فیصد شکایات کو resolve کیا گیا ہے۔ جس سے لوگوں کے کافی مسائل حل ہوئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آگے ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ سیکرٹری صاحب نے 400 ملین روپے سسپنس گرانٹ میں خرچ کئے ہیں۔ اس میں سے ایک پیسا بھی development پر خرچ نہیں ہوا۔ What is Suspense Grant? آپ میری بجٹ تقریر پڑھیں۔ میں نے with relevant facts & figures نشاندہی کی ہے جس پر انھوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ اب میں دوبارہ بھی دوں گا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ابھی کچھ دیر بعد آگے یہ سوال آ جائے گا جس میں کہا گیا ہے کہ 400 ملین روپے from the Suspense Account خرچ ہوئے ہیں۔

جناب والا! یہ سسپنس اکاؤنٹ کیا ہوتا ہے؟ یہ تو افسروں کے کھانے کا ایک بہانہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب!This is an irrelevant question. اس وقت توہم کینال ریسٹ ہاؤسز سے متعلق بات کر رہے ہیں۔آپ یہ دیکھیں کہ آیا اس وقت محکمہ اریگیشن کی کارکردگی بہتر ہو رہی ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت محکمہ اریگیشن کی کارکردگی واقعی بہتر ہے کیونکہ اب ٹیل تک پانی پہنچ رہا ہے۔اکثر زمیندار جو کہ ٹیل پر ہیں وہ اس کی تصدیق کریں گے کہ واقعی پانی ٹیل تک پہنچ رہا ہے۔جہاں تک ریسٹ ہاؤسز کا سوال ہے تو لا محالہ کچھ ایسے ریسٹ ہاؤسز ہیں جو کہ اربن ایریاز میں واقع ہیں اور ان کی value زیادہ ہے۔اس کے علاوہ کچھ ایسے ریسٹ ہاؤسز ہیں جو کہ remote areas میں ہیں ان کی value کم ہو گی۔بنیادی طور پر ریسٹ ہاؤس کے پاس اتنی زمین ہوتی ہے کہ وہ اسے maintain کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ریسٹ ہاؤسز جو کہ اربن ایریاز میں واقع ہیں ان کی اب ضرورت نہیں ہے اگر آپ انھیں privatize کریں تو بہتر ہو گا کیونکہ remote areas کے ریسٹ ہاؤسز کو نہ صرف محکمہ اریگیشن استعمال کرتا ہے بلکہ یہ دوسرے مقاصد کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ لہذا میری استدعا یہ ہو گی کہ آپ remote areas میں واقع ریسٹ ہاؤسز کو privatize مت کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ابھی چیمہ صاحب نے وزیر اعلیٰ صاحب کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے دور میں بڑے اچھے کام ہوئے ہیں، اس حکومت نے بڑا اچھا کیا ہے۔آپ نے بھی فرمایا ہے کہ محکمہ اریگیشن کی کارکردگی بہتر ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں راناصاحب کا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے سیکرٹری اریگیشن competent نہیں ہیں، وہ بد دیانت ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب please don't mention any particular name آپ محکمہ اریگیشن کی بات کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر ایک شخص کی وجہ سے محکمہ اریگیشن تباہ ہو رہا ہو تو اسے discuss کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAEKR: This is not a good practice. If somebody is in the Visitor's Gallery and he cannot reply. You should not mention his name. You should restrict yourself to the Irrigation Department. Its answer will be given by the minister. But don't mention somebody who is sitting in the gallery.

آپ بار بار اس کو ہدف تنقید بنا رہے ہیں۔ This is not good because he can't reply.

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! اس میں جواب دیا گیا ہے کہ لسٹ بورڈ آف ریونیو کی وساطت سے پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کو دے چکا ہے اور ان کی قوانین وضوابط کے تحت نیلامی کی ذمہ داری ہے۔ یہ سوال 11۔ جون2004 کو دیا گیا تھا لیکن جواب 2007 میں آیا ہے۔ چونکہ یہ سوال آج سے تین سال پہلے کا ہے تو اب وزیر موصوف بتائیں کہ موجودہ پوزیشن کیا ہے؟ کیا پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ نے کوئی ریسٹ ہاؤس نیلام کیا ہے اگر نہیں کیا تو کب تک نیلام کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو جواب دے چکے ہیں کہ پرائیویٹائز ہو رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں وضاحت کر چکا ہوں کہ 189 ریسٹ ہاؤسز میں سے ابھی تک صرف 9ریسٹ ہاؤسز کی نیلامی ہوئی ہے۔ اب ہم نے یہ پالیسی تبدیل کی ہے اور جیسے ابھی آپ نے ہدایات دی ہیں ہم اسی طرح کر رہے ہیں کہ far flung areas میں جو ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی افادیت کو مدنظر رکھ کر انھیں چلایا جائے۔ انھیں نیلام نہ کیا جائے چونکہ یہ ہمارا سرکاری سرمایہ ہے۔ ہم نے اس سرمایہ کو نیلام کرنے کی بجائے اسے محفوظ کرنا ہے۔ یہ سو سال پرانا سسٹم ہے جسے انگریز نے بنایا تھا۔ کسی نہ کسی وجہ سے ان ریسٹ ہاؤسز کی افادیت تھی ان کا ایک مقصد تھا۔ اب ہم نے بھی اس مقصد کو دوبارہ سے revive کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارے کے سارے ریسٹ ہاؤسز آباد ہو جائیں گے لیکن آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان میں سے زیادہ تر قابل استعمال ہیں۔ اس وقت 637 ریسٹ ہاؤسز میں سے ہمارے پاس 409 ریسٹ ہاؤسز قابل استعمال ہیں صرف 228 ریسٹ ہاؤسز کی حالت خراب ہے۔ ہم انھیں بھی اپنے MNR fund سے مرحلہ وار درست کر رہے ہیں۔ ہمیں MNR fund پچھلی حکومتوں سے بہتر مل رہے ہیں اور انھیں مرحلہ وار درست کیا جا رہا ہے تاکہ ان کو بھی قابل استعمال بنایا جا سکے۔ جہاں تک گورنمنٹ پالیسی کا تعلق ہے کہ جب کسی آفیسر نے یا کسی نے بھی ریسٹ ہاؤس کو استعمال میں لانا ہے تو گورنمنٹ رینٹ کے لئے باقاعدہ ایک رجسٹر ہوتا ہے جس میں اس کا اندارج ہوتا ہے اور پھر اس کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے۔ جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ رانا آفتاب صاحب خود PAC کے ممبر ہیں ان کے پاس ہی سارے مسئلے آتے ہیں۔ یہ خود بتا دیں کہ کیا کسی ریسٹ ہاؤس کے حوالے سے ان کے پاس کوئی مسئلہ آیا ہے؟

جناب والا! جہاں تک محکمے کی vigilance and efficiency کا تعلق ہے یہ پہلے سے بہتر ہے اور موجودہ سیکرٹری آبپاشی نے اس محکمے کو boost up کرنے میں بہت بہتر کردار ادا کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی آپ نے جو تبصرہ فرمایا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ محکمہ آبپاشی کی کارکردگی اور پانی کی ترسیل پہلے سے نسبتاً بہتر ہوئی ہے جس کے لئے منسٹر صاحب، سیکرٹری صاحب اور ڈیپارٹمنٹ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو کام appreciate ہو اسے appreciate کیا جائے۔ Give a good hand on that.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جو افسران دوروں پر جاتے ہیں اور وہاں ریسٹ ہاؤسز میں night stay کرتے ہیں وہ ساتھ TA/DA بھی claim کرتے ہیں۔ اگر کوئی افسر دورے پر جاتا ہے وہاں ریسٹ ہاؤس میں night stay بھی کرتا ہے اور ساتھ TA/DA بھی claim کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کی خلاف ورزی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان ریسٹ ہاؤس میں night stay اور وہاں کھانے وغیرہ پر per day کتنے اخراجات مقرر کئے گئے ہیں؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ریسٹ ہاؤس میں night stay کے حوالے سے ریٹ مقرر ہیں اور ریٹ کے مطابق ہی ان سے charge کئے جاتے ہیں۔ کھانے کا انتظام آفیسر خود کرتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے سوال کا تو جواب آیا ہی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ ریسٹ ہاؤس میں night stay کا کتنا ریٹ ہے؟

وزیر آبپاشی: ایئر کنڈیشن کے بغیر ریسٹ ہاؤس کا ریٹ -/400 روپے ہے اور ایئر کنڈیشنڈ ریسٹ ہاؤس کا ریٹ -/750 روپے ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: That is across the board in the remote areas and in the urban areas?

وزیرآبپاشی: جی، جناب والا!

MR. DEPUTY SPEAKER: That is too much.

وزیرآبپاشی: جناب والا! یہ ریٹس فنانس ڈیپارٹمنٹ نے مقرر کئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن لاہور اور راجن پور کے ریسٹ ہاؤس کے ریٹ میں تو فرق ہونا چاہئے۔

وزیرآبپاشی: جی، آپ کی بات درست ہے۔ فرق ہونا چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ سوال ریسٹ ہاؤسز کے بارے میں کیا گیا ہے۔ اکثر شکایات موصول ہوتی ہیں کہ ان کا misuse ہوتا ہے۔ اس حوالے سے منسٹر صاحب کو بھی پتا ہوگا اور اخبارات میں بھی کافی واویلا ہوتا رہتا ہے۔ ایک تو آپ نے بروقت بہت ہی اچھی observation ریکارڈ کروائی ہے۔ ممبرز کا بھی استحقاق ہے لیکن آج تک وہاں پر کوئی ممبر ٹھہرا اور نہ کبھی کسی نے ضرورت محسوس کی ہے لیکن اکثر پڑھتے ہیں کہ فلاں ریسٹ ہاؤس میں فلاں رات کو فلاں جوڑا پکڑا گیا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ کیا وزیر موصوف نے آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز کے حوالے سے کوئی ایسا arrangement کیا ہے کہ یہ ہفتہ وار یا weekend پر خصوصاً رات کو جا کر چیک کرتے ہیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

وزیرآبپاشی: جناب سپیکر! میرا کام پالیسیز بنانا اور ان پر عملدرآمد کروانا ہے۔ ہم نے آبپاشی نظام کو بہتر کرنا ہے۔ کیا ہماری آج کی ساری بحث ان ریسٹ ہاؤسز پر ہی ہو گی؟ آپ pinpoint کریں کہ آپ نے وہاں پر کوئی ایسا واقعہ ہوتے دیکھا ہے تو ہم اس پر کارروائی کرنے کو تیار ہیں۔ بہر حال ان ریسٹ ہاؤسز کا ایک اپنا سسٹم ہے جس کی میں نے وضاحت کی ہے۔ میرے خیال میں ہم نے ریسٹ ہاؤسز کی بجائے آبپاشی سسٹم کو زیادہ دیکھنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ کینال ریسٹ ہاؤسز کے بغیر آبپاشی سسٹم چل ہی نہیں سکتا۔ Canal Rest Houses should be maintained and continue. خدارا! ریموٹ ایریا میں اریگیشن کینال سسٹم کو چلنے دیں، ریسٹ ہاؤسز کو maintain رہنے دیں۔ وہاں ایکسیئن، ایس ڈی او اور باقی افسران کچہری لگاتے رہیں تب ہی آپ کا نظام صحیح چلے گا۔ جس دن یہ scrap ہو جائیں گے اس دن سے آپ کا نہری نظام صحیح نہیں چلے گا۔ یہ بہت اعلیٰ نظام ہے آپ ایسے سمجھیں کہ یہ آپ کے دفاتر ہیں اور لوگوں کے لئے بہتر rest places ہیں۔ آج کل تو جہاں بھی روڈز جا رہی ہیں وہ ریسٹ ہاؤسز کے ساتھ ساتھ ہیں اس لئے مسافروں کو بھی جگہ مل جاتی ہے۔ لہذا ریموٹ

ایریا میں ریسٹ ہاؤسز کو maintain رکھیں۔ خدارا! ان کو پرائیویٹائز مت کریں، مت کریں۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اب ہم اگلے سوال پر آ گئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 6366 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبائی سطح پر سرکاری / پرائیویٹ سیکٹر میں پن بجلی پیدا کرنے کے حکومتی اقدامات

*6366: **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے 50 میگا واٹ تک بجلی کے پلانٹ لگانے /لگوانے کے اختیارات صوبائی حکومتوں کے حوالے کر دیئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں مختلف نہری آبشاروں اور بیراجوں کی آبشاروں پر 600 میگاواٹ سے زائد بجلی حاصل کرنے کی گنجائش موجود ہے اور کئی جگہوں پر 100 میگاواٹ تک بآسانی بجلی پیدا کی جا سکتی ہے؟

(ج) پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کی طرف سے دی گئی اس اجازت کے نتیجہ میں گورنمنٹ سیکٹر میں اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہائیڈل بجلی پیدا کرنے کے کیا انتظامات کئے ہیں؟

وزیر قوت برقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ آبپاشی و برقیات گورنمنٹ سیکٹر اور پرائیویٹ میں ہائیڈل پاور سٹیشن لگانے کے لئے پنجاب پاور رجسٹریشن پالیسی 2006 نافذ ہو چکی ہے مزید یہ کہ حکومتی سطح پر ہائیڈرو پاور سٹیشن مندرجہ ذیل جگہوں پر بنیں گے۔

1- گجرات برانچ پر کھوکھرا ہائیڈل پاور سٹیشن

2- ایل بی ڈی سی نہر پر ساہیوال ہائیڈل پاور سٹیشن

پہلے مرحلہ میں نہر اپر جہلم کینال کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے مقام کھوکھرا پر پن بجلی گھر کی تعمیر کے لئے ٹھیکیداروں سے درخواستیں وصول ہو چکی ہیں اور زیر غور ہیں۔

علاوہ بالا حکومت پنجاب ایشین ڈویلپمنٹ بنک(ABD) سے قرضہ لے کر مندرجہ ذیل جگہوں پر بھی پن بجلی گھر تعمیر کرنا چاہتی ہے۔

نمبر شمار	مقام	استطاعت میگاواٹ
1-	کماری والا پاکپتن نہر	3.2
2-	اوکاڑہ LBDC	4.00
3-	ڈیگ آؤٹ فال نزد شیخوپورہ UCC	5.00
4-	چیانوالی نزد گوجرانوالہ UCC	5.40
5-	مرالہ نزد سیالکوٹ UCC	7.20

اس سلسلے میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک(ADB) سے قرضے کی تفصیلات طے ہو گئی ہیں اور باقاعدہ معاہدہ عنقریب متوقع ہے۔

حکومت پنجاب پاور رجسٹریشن پالیسی 2006 کی روشنی میں پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعے ہائیڈل پاور سٹیشن لگانے کے لئے درخواستیں وصول کرنے کا عمل شروع ہو چکا ہے اور اب تک 13 درخواستیں وصول کی جا چکی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے باری نہیں دی گئی ہے۔ اب تو سوال بھی skip ہو گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں بات کروں یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بات کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال آپ کے سامنے ہے۔ واپڈا undeclared لوڈ شیڈنگ کرتا رہتا ہے اور پورے ملک میں بجلی کی شدید کمی ہے اور اس کے نتیجے میں وفاقی حکومت

نے 50 میگاواٹ تک بجلی کے پلانٹ لگانے کے اختیارات صوبائی حکومتوں کے حوالے کئے ہوئے ہیں۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ 600 میگاواٹ تک بجلی حاصل کرنے کی پنجاب کی نہروں اور آبشاروں سے گنجائش موجود ہے اور کئی جگہوں پر 100 میگاواٹ تک بجلی بڑی آسانی سے پیدا کی جا سکتی ہے۔ محکمے نے میری ان باتوں سے پوری طرح اتفاق کیا ہے کہ یہ درست ہیں لیکن وفاقی حکومت کی پالیسی کو بنے ہوئے دو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور جز (ج) کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ حکومت ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے قرضہ لے کر کچھ جگہوں پر بجلی گھر تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کو بھی ہائیڈرل پاور سٹیشن لگانے کے لئے درخواستیں وصول کرنے کا عمل شروع ہو چکا ہے اور اب تک 13 درخواستیں وصول ہو چکی ہیں۔

جناب والا! میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ عملاً اب تک کہاں پر کام شروع ہوا ہے کس کی feasibility final ہو چکی ہے۔ کیا کسی پرائیویٹ ادارے کو ہائیڈل پاور پراجیکٹ شروع کرنے کا اجازت نامہ این او سی ایوارڈ کر دیا گیا ہے اور اگر کر دیا گیا ہے تو کس جگہ پر ایوارڈ کیا گیا ہے۔

وزیر قوت برقی: جناب والا! جیسا کہ احسان اللہ وقاص صاحب فرما رہے ہیں ان کے سوالوں سے محکمہ بھی اتفاق کرتا ہے۔ گجرات برانچ کھوکھرا ہائیڈل پاور پراجیکٹ پر اس کی ٹینڈرنگ ہو چکی ہے اینچ ایم سی کمپنی کو ٹینڈر ایوارڈ ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مئی کے آخر میں وہ کام بھی شروع کر دیں گے۔ دو پراجیکٹ پر محکمہ خود بھی کام کر رہا ہے باقی تیرہ درخواستیں وصول ہو چکی ہیں اس پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ طریق کار کے مطابق جلد از جلد کام شروع ہو جائے گا۔ شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بہت اچھی بات ہے کہ اسی طرح نہروں کے اوپر پلانٹ لگا کر بجلی کی کمی کو پورا کیا جا رہا ہے۔ اس وقت بجلی کی شدید کمی ہے اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ ہوا ہے کہ سردیوں میں بھی لوڈ شیڈنگ ہوئی ہے۔ باوجود حکومت کے بلند بانگ دعوؤں کے کہ لوڈ شیڈنگ نہیں ہو گی سردیوں میں بھی لوڈ شیڈنگ ہوئی ہے۔ میں محکمے سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں جو سمجھتا ہوں، میری جو معلومات ہیں ایٹمی بجلی ہائیڈل سے بھی سستی پڑتی ہے۔ کیا ہمارا محکمہ اس حوالے سے پنجاب کے اندر پاور جنریشن کے لئے ایٹمی بجلی گھر قائم کرنے کا کوئی منصوبہ رکھتا ہے اور اگر نہیں رکھتا تو رکھنا چاہئے۔

وزیر قوت برقی: جناب سپیکر! صوبائی حکومت صرف 50 میگاواٹ تک کا اختیار رکھتی ہے اس سے بڑھ کر فیڈرل گورنمنٹ یا پی پی آئی ڈی کے پاس اختیارات ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اپنے طور پر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے جو پراجیکٹ بنا رہی ہے اس میں سیالکوٹ مرالہ پراجیکٹ بھی شامل ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ مرالہ میں جو یہ کام کر رہے ہیں کتنے عرصہ تک یہ پراجیکٹ مکمل کر لیں گے یا اس کو شروع کریں گے؟

وزیر قوت برقی: جناب والا! ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے یہ کام ہو گا اس کے ساتھ معاہدہ کافی حد تک مکمل ہو چکا ہے جو عنقریب written shape میں آ جائے گا تو تقریباً ڈیڑھ دو سال تک مرالہ راوی لنک پر کام شروع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو انہوں لکھا ہے کہ پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کی طرف سے دی گئی اجازت کے نتیجے میں گورنمنٹ سیکٹر میں اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہائیڈل بجلی پیدا کرنے کے کیا انتظامات کئے ہیں۔ اس کے جواب میں جو چیزیں سامنے آئی ہیں۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ پاور سٹیشن گجرات ساہیوال، پاکپتن، اوکاڑہ، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ میں بنا رہے ہیں، میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب میں زیادہ ایگریکلچر ایریا ہے اور وہاں پر پانی اور بجلی کے زیادہ مسائل ہیں۔ کیا ان کے ذہن میں کوئی ایسا ارادہ ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اس پیسے کو صرف شیخوپورہ گجرات، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں ہی لگانا ہے یا ڈیرہ غازی خان، بہاولپور اور ملتان کے علاقوں میں بھی منصوبہ بنانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ تاکہ وہاں بھی بجلی پیدا ہو سکے اور وہاں کے عوام کو بھی سہولیات میسر ہو سکیں۔

وزیر قوت برقی: جناب والا! پرائیویٹ سیکٹر میں تین سو سے زائد مقامات ہیں۔ اس سلسلے میں تیرہ درخواستیں موصول ہو چکی ہیں اور all over the Punjab یہ پاور سٹیشنز لگائے جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میں ان سے صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ اگر جنوبی پنجاب میں اگر کوئی ایسا منصوبہ زیر غور ہے تو یہ بتا دیں کہ لیہ یا بھکر میں فلاں جگہ ہم یہ منصوبہ شروع کر رہے ہیں۔ یہ صرف پوائنٹ آؤٹ کر دیں۔

وزیر قوت برقی: جناب والا! جو سالانہ نہریں ہیں ان کے اوپر یہ پاور سٹیشن لگ سکتے ہیں اور ان 300 منصوبوں کی پوری تفصیل محکمہ Irrigation کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اسی کو دیکھ کر تیرہ لوگوں نے applications دی ہیں باقی لوگ بھی آہستہ آہستہ آ رہے ہیں۔ جہاں جہاں بھی یہ

نہری سسٹم ہے وہاں پر یہ پراجیکٹ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور لگیں گے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میرے سوال کا جواب تو پھر بھی نہیں آیا۔ میں نے تو یہ specific question پوچھا ہے کہ جنوبی پنجاب میں، all over the Punjab تو اس میں لکھا ہوا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وہ جو جنوبی پنجاب ہے وہ بھی پنجاب کا چونکہ حصہ ہے یہ مجھے صرف اتنا فرما دیں کہ کیا حکومت جنوبی پنجاب کے تین ڈویژنوں میں کسی جگہ پر اس فنڈ سے پاور پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر قوت برقی: جناب والا! وہاں تونسہ بیراج پر حکومت 120 میگاواٹ کا ایک پاور پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! آئین کے مطابق پنجاب صرف پاکستان کا صوبہ ہے اور اس صوبے کا نام پنجاب ہے اس میں کوئی جنوبی پنجاب، شمالی پنجاب یا سنٹرل پنجاب نہیں ہے۔ اس نام سے کوئی صوبہ نہیں ہے اور نہ ہی اس نام سے کوئی ڈویژنل تقسیم ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے بھی بعض دفعہ جنوبی پنجاب کے حوالے سے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں اور ہمارے اپوزیشن کے بھی نہایت فاضل ممبر بھی اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ ضلع کا نام لیں under-developed area کا نام لیں ہم پوری طرح ان کو support کریں گے لیکن حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے بھی شمالی پنجاب، جنوبی پنجاب نہ کہا جائے۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا کہ سندھ کے اندر یا بلوچستان کے اندر یا صوبہ سرحد کے اندر اس طرح کی کوئی باتیں ہوتی ہوں۔ یہ مناسب نہیں ہوگا اور درست نہیں ہوگا۔ آئین کے اندر اگر آپ نے صوبے کی تقسیم کرنی ہے تو کریں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب والا! میں سید احسان اللہ وقاص صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کی جماعت اسلامی نے وہاں حلقے کے امیر بنا رکھے ہیں یعنی یہ جنوبی پنجاب کے امیر ہیں۔ یہ لاہور میں بیٹھنے والے ہیں اور ان کی ویسے بھی بڑی دل آزاری ہوتی ہے کیونکہ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے" تو یہ ہمارے اوپر اپنا ناجائز اور غاصبانہ کنٹرول رکھنے کے لئے ہمیں یہ

لفظ بھی استعمال نہیں کرنے دیتے۔ حالانکہ ان کی اپنی جماعت نے امیر جماعت حلقہ جنوبی پنجاب مقرر کیا ہوا ہے۔ انہوں نے خود اس قسم کی تنظیمیں بنا رکھی ہیں کم از کم یہ اپنی اصلاح کریں اور ہم اگر ایک term استعمال کرتے ہیں تو یہ اس کو بھی برداشت نہیں کرتے کم از کم اتنا تو برداشت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کیا آپ امیر جماعت جنوبی پنجاب ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نائب امیر جماعت اسلامی پنجاب ہوں اور جنوبی پنجاب کے جو تین ڈویژنز ہیں بہاولپور، ڈی جی خان اور ملتان اس کے کام کی co-ordination میرے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے آپ وہی بات کر رہے ہیں جو ڈاکٹر جاوید صدیقی فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں دوسری بات یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر ہم جنوبی پنجاب کے حوالے سے کوئی معاملہ اٹھاتے ہیں تو ہم facts and figures کے ساتھ اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ کاٹن کے حوالے سے جو کہ ہماری cash crop ہے سب سے زیادہ ریونیو جنوبی پنجاب سے گورنمنٹ کے اور پنجاب کے exchequer میں آتا ہے اور ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ہمیں pay back نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ہم احتجاج کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گویا آپ نے شاہ صاحب کی بات کی نفی کر دی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں نے تو حقیقت بیان کی ہے نفی نہیں کی بلکہ تصحیح کر دی ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ درست تسلیم کیا گیا ہے کہ پنجاب میں 600 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کی گنجائش ہے لیکن جو انہوں نے figures دیئے ہیں وہ صرف 24 میگا واٹ ہے۔ یعنی 600 میگا واٹ کی ہمارے پاس گنجائش ہے لیکن ابھی تک ہم 24 میگا واٹ کے لئے سوچ رہے ہیں جو کہ اس کا دس فیصد بھی نہیں بنتا۔ میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے بھی اس پر غور کیا جائے۔

وزیر قوت برقی: جناب والا! میں اپنے دوست کی اصلاح کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تین سو کے لگ بھگ sites ہیں جو identify ہو چکی ہیں جن سے 800 میگا واٹ بجلی لی جا سکتی ہے۔ یہ دو sites وہ ہیں جس پر گورنمنٹ اور محکمہ کام کر رہا ہے اور پانچ وہ ہیں جن پر ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے اشتراک سے کام کیا جائے گا۔

جناب محمد وقاص: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں ملا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کا ارادہ ہے کہ تونسہ بیراج پر بھی 120 میگاواٹ کا پراجیکٹ لگانے کا ارادہ ہے تو اس طرح یہ add up ہو جائیں گے اور اسی طرح کے اور بھی پراجیکٹ ہوں گے۔ اب ہم اگلے سوال کی طرف جاتے ہیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 8671۔

ٹیکنیکل ایجوکیشن کے اساتذہ کی ترقیوں کے فارمولے پر عملدرآمد کی صورتحال

*8671: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ٹیکنیکل ایجوکیشن پنجاب کے اساتذہ کی ترقیوں کے چار درجاتی فارمولہ کو عدالتی فیصلوں کے تحت مورخہ 92-11-14 سے لاگو کرنے کے لئے مورخہ 06-02-11 کو حکمنامہ جاری کر دیا تھا جس کا نوٹیفکیشن بھی مورخہ 06-05-24 کو جاری کر دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالت عالیہ ملتان بنچ رٹ نمبر 3230/99 اور عدالت عظمیٰ پاکستان سول پٹیشن نمبر CP-365-2/20 میں واضح طور پر حکم دے چکی ہے کہ جس تاریخ سے فنی تعلیم پنجاب کے اساتذہ ترقی پائیں گے ان کی سنیارٹی اسی تاریخ سے ہو گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب عدالتی فیصلوں کی روشنی میں مورخہ 08-08-2000 کو گریڈ 18 (ٹیکنیکل کیڈر) کے اساتذہ کی فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کر چکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا سنیارٹی لسٹ کی روشنی میں فنی تعلیم کے اساتذہ کی ترقیاں ابھی تک 92-11-14 سے نہ ہوئی ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوٹا حکام نے عدالتی حکم کے باوجود اپنے من پسند افراد کو نوازنے کے لئے نئی سنیارٹی لسٹ مورخہ 06-05-26 کو جاری کر دی ہے؟

(و) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب عدالتی حکم کی روشنی میں حق دار سینئر اساتذہ کو اگلے گریڈ میں ترقی و سنیارٹی دینے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) جی ہاں! یہ درست ہے کہ تاحال فنی تعلیم کے اساتذہ بشمول تمام دیگر اساتذہ کی 14-11-92 سے ترقی نہیں ہوئی ہے کیونکہ 24-05-2006 کے نوٹیفکیشن کے جاری ہونے کے بعد ہی پروموشن کے کیسز تیار کئے جانے تھے جو کہ اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور جلد ہی سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے 14-11-92 سے ترقی کے حقدار ملازمین کا اس سنیارٹی سے فی الوقت کوئی تعلق نہ ہے۔ نئی سنیارٹی لسٹ جو مورخہ 26-05-06 کو جاری کی گئی ہے موجودہ پوزیشن کو ظاہر کرتی ہے۔

(و) ہاں تیار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بد قسمتی یہ ہے کہ پاکستان اور خصوصاً صوبہ پنجاب کے جو employees ہیں جب ان کی حق تلفی ہوتی ہے تو اپنا حق لینے کے لئے وہ کورٹ میں جاتے ہیں۔ 1993 میں TEVTA نے اپنے ملازمین کی حق تلفی کی جس کی وجہ سے وہ کورٹ میں گئے۔ ہائی کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حکومت کو چین نہ آیا اور وہ اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں چلی گئی اور سپریم کورٹ نے بھی جو ہائی کورٹ کا فیصلہ تھا اس کو بحال رکھا۔ جو انہوں نے کورٹ میں statement دی اس کے مطابق انہوں نے direction دی کہ وہ TEVTA سنیارٹی لسٹ بنائیں لیکن انہوں نے کیا کیا ہے۔ انہوں نے 37 لوگوں کو سنیارٹی لسٹ بنا کر جن کا کوئی تعلق نہیں ہے اور انہوں نے خود رولز اور ریگولیشن کی دھجیاں بکھیری ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ نے رولز ریگولیشن کے تحت ترقیوں کے لئے چار درجاتی فارمولہ طے کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جس آفیسر کو گریڈ 18 میں ترقی دینی ہے اس کی سروس کم از کم پانچ سال ہو لیکن ہوا یہ ہے کہ جن 37 لوگوں کو انہوں نے promotion دی ہے وہ لسٹ میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔ ان میں سے ایک عبدالرحمٰن ہیں جن کو انہوں نے ترقی دی ہے۔ وہ 1993

میں qualify کرتے ہیں، پھر اظہر اقبال شاہد بھی 1993 میں کرتے ہیں، پھر مظہر اقبال نقوی 1994 میں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے سپریم کورٹ کی آنکھوں میں مرچیں ڈال کر ان کو بتایا ہے کہ ہم نے آپ کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھا ہے اور انہوں نے نیچے الٹ کام کیا ہے۔ انہوں نے سوال کے جز (ہ) کا جواب دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ 92-11-14 سے ترقی کے حق دار ملازمین کی اس سنیارٹی سے فی الواقع کوئی تعلق نہ ہے۔ نئی سنیارٹی لسٹ جو مورخہ 2000-05-26 کو جاری کی گئی ہے موجودہ پوزیشن کو ظاہر کرتی ہے۔"

جناب سپیکر! میرا ضمنی question یہ ہے کہ انہوں نے جن 37 لوگوں کو promote کیا ہے کیا انہوں نے من وعن سپریم کورٹ کے فیصلے کو مانا ہے یا اس میں گڑبڑ کی ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Industries.

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنے دوست کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ میں promotion کے ٹوٹل 623 کیسز تھے جن میں سے TEVTA نے ابھی تک 387 کو promotion دے دی ہے۔ ان میں سکیل 18 سے 19 کے 219 کیسز تھے جن میں سے 129 کو promotion دے دی گئی ہے اور باقی کیسز تیار کر کے ٹیوٹا نے ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو بھیج دیئے ہیں جس کی منظوری انہوں نے دینی ہے۔ سکیل نمبر 19 سے 20 تک کل 17 کیسز تھے ٹیوٹا نے اس کے بھی پورے کیسز تیار کر کے چیف سیکرٹری صاحب کو دے دیئے ہیں اب انہوں نے ان کی promotion کرنی ہے۔ باقی یہ دوست جو بتا رہے ہیں کہ 37 لوگوں کو جو promotion دی گئی ہے وہ صرف current charge bases پر promotion دی گئی ہے یہ permanent نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے جن لوگوں کو promotion دی ہے وہ eligible نہیں تھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کو انہوں نے promote کیا ہے وہ eligible نہیں ہیں۔ انہوں نے سپریم کورٹ کے فیصلے کو violate کیا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ سینکڑوں ملازمین ہیں جو بے چارے سپریم کورٹ تک گئے ہیں یہ promotion کا کیس TEVTA کی سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج دیا جائے وہ کمیٹی اس کو thrash out کر لے، میں اس ہاؤس میں کھڑا ہو کر یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جتنی promotions کی ہیں وہ غلط کی ہیں۔ انہوں نے جن

لوگوں کی promotion کی ہے وہ eligible نہیں تھے اور وہ سپریم کورٹ کے اس آرڈر کے تحت نہیں آتے جن کی promotion کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ یہ پورا کیس سٹینڈنگ کو بھیج دیا جائے اور اس کمیٹی کو کہہ دیا جائے کہ ایک مہینہ، دو مہینہ یا تین مہینہ میں thrash out کر کے ہاؤس کو یہ بتادیں۔ اگر انہوں نے سپریم کورٹ کے آرڈر کے مطابق فیصلہ کیا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں اس پر کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ فیصلہ ٹھیک کیا ہوا تو میں resign دے دوں گا، میں on oath کہہ رہا ہوں، resign لکھ کر کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے promotion سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق کی ہو گی تو میں resign کر دوں گا۔ انہوں نے ان لوگوں کو promote کیا ہے جن کا کوئی حق نہیں بنتا تھا اور جو eligible نہیں تھے۔ یہ 650 لوگوں کا مسئلہ ہے اور جو لوگ 12 سال تک کورٹوں میں رلتے رہے اور وہ سپریم کورٹ تک گئے اگر انہیں یہ حق نہیں ملتا تو یہ بہت بڑا ظلم ہو گا۔ میری درخواست ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Industries.

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے سپریم کورٹ نے جن ٹوٹل 623 لوگوں کا فیصلہ کیا تھا اس میں کسی کو بھی ابھی تک یہ نہیں کہا گیا کہ اس کی promotion نہیں ہو گی۔ ان میں سے ٹیوٹا نے 387 کیسز کی promotion کر دی ہے۔ بقایا 219 کیسز میں سے 129 کیسز کی promotion کر دی گئی ہے۔ باقی میٹنگز ہو رہی ہے لیکن TEVTA نے 100 فیصد لوگوں کی promotion recommend کر کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو بھیج دی ہے۔ اس کے علاوہ سکیل 19 سے 20 تک کے جو 17 کیس تھے ان کے لئے بھی TEVTA نے پوری طرح recommend کر کے بھیج دیا ہے ان میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں رہے گا جس کا promotion کیس نہیں گیا تو یہ کس طرح کہتے ہیں کہ اس میں دوسرے لوگوں کو کر دیا گیا ان میں سے تو کوئی آدمی رہے گا نہیں جس کا promotion کا کیس recommend نہیں کیا گیا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جن لوگوں کا کہتے ہیں کہ انہوں نے گریڈ 18 سے 19 میں ترقی دی ہے، میں آپ کی خدمت میں لسٹ بھیج دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ باقی بھی ہوں گے، کوئی رہ نہیں جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے جن کی سفارش کی ہے وہ غلط کی ہیں۔ وہ eligible

نہیں تھے جنہیں انہوں نے promote کرنے کی سفارش کی ہے۔ جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ 600 سے اوپر لوگ ہیں جن کی سفارش کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ سپریم کورٹ نے جن کے بارے میں directions دی ہیں اس پر عمل کرتے ہوئے ان تمام لوگوں کو promote کیا جائے گا اور کوئی رہ نہیں جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جو بات یہاں floor پر کرتے ہیں تو کس نے ان کو کہنا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیاں کس لئے بنتی ہیں اس لئے بنتی ہیں کہ جو مسئلہ sensitive ہو اور اس بات کی ضرورت ہو کہ کسی مسئلے کو کمیٹی میں بھیجا جائے تو اگر یہ کیس سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس چلا جائے گا اور ہاؤس میں یہ رپورٹ آ جائے گی تو آپ کے سامنے بیوروکریسی کا سارا چہرہ آ جائے گا۔ انہیں تو کچھ پتا ہی نہیں ہے وہ جو لکھ کر انہیں بھیج دیتے ہیں وہ یہ کھڑے ہو کر پڑھ دیتے ہیں انہیں تو کسی چیز کا پتا ہی نہیں ہوتا۔ میرے ایک دوست کہہ رہے تھے کہ دوبارہ سپریم کورٹ میں چلے جائیں۔ سپریم کورٹ میں جانا کوئی آسان بات ہے کہ ایک شخص 1993 میں ہائی کورٹ میں گیا ہے اور پھر 2006 میں اس نے فیصلہ کیا ہے۔ ان کے خلاف کون سپریم کورٹ میں جائے گا کہ حکومت نے یہ غلط فیصلہ کیا ہے۔ یہ 600 سے اوپر ملازمین کا مسئلہ ہے خدا کے لئے اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیج دیں اور میں نے اتنی بڑی بات کی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ انہوں نے غلط کیا ہے، پھر تو ٹھیک ہے اگر یہ کہہ دیں کہ یہ ٹھیک ہوا ہے تو میں resign دے دوں گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست ارشد بگو صاحب نے اپنے ضمنی سوال کی تفصیل میں ارشاد فرمایا کہ سپریم کورٹ میں جانا کوئی آسان کام ہے، وہاں جانا بہت مشکل کام ہے۔ میرا خیال ہے یہ بات ٹھیک نہیں۔ سپریم کورٹ ہماری محترم عدلیہ ہے وہاں پر جانا سہل ترین ہے یہ کہنا کہ وہاں پر جانا بہت مشکل ہے یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ان کا یہ خیال فیس کے حوالے سے ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بگو صاحب نے جو معاملہ اٹھایا ہے یہ انتہائی sensitive ہے اور یہ کسی ایک ریجن کی بات نہیں ہے۔ بہت سارے ڈسٹرکٹس اور ڈویژنوں سے یہ شکایات ہمارے پاس آتی رہتی ہیں۔اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ میں دوبارہ جائیں گے ایک process چلے گا۔ یہ پنجاب اسمبلی کا ہاؤس ہے بگو صاحب نے ایک اہم معاملے کو اٹھایا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں اسمبلی کی عزت بھی ہو گی اور اگر اسمبلی اپنا part play کرے تو بڑی تعداد میں ملازمین کی حق رسی بھی ہو سکے گی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ بگو صاحب کے اس question اور یہ جو ساری چیزیں raise ہوئی ہیں انہیں سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور لوگوں کو ان کا حق مل سکے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Minister for Industries.

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو ہمدردی ان 623 لوگوں سے ہے۔ ہم تو ان کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں دے رہے، ہم نے تو ان سب کا کیس recommend کر کے پروموشن کے لئے بھیج دیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ ان لوگوں میں سے چاہتے ہیں کہ جن کے حق میں سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ان لوگوں میں سے کچھ لوگ غلط ہیں کہ ان کے خلاف ہم فیصلہ دیں کہ ان میں 37 لوگوں کو پروموٹ کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جن کے کیس سپریم کورٹ نے recommend کئے ہیں وہ تمام کے تمام کیس پروموٹ کئے گئے ہیں۔ ان میں سے TEVTA کی طرف سے ابھی تک 387 لوگوں کو پروموشن لیٹر جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اب مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کن 37 لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں، وہ ان لوگوں میں سے ہیں یا وہ کوئی اور ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق پروموشن کی سفارش کر کے کیس چیف سیکرٹری کو بھیج دیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمے نے جن لوگوں کو گریڈ 18 سے گریڈ 19 میں پروموشن کے لئے سفارش کی ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ eligible نہیں ہیں، وہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے مطابق نہیں آتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپریم کورٹ نے اس کے بارے میں کوئی وضاحت کی ہے کہ ان لوگوں کو پروموٹ کیا جائے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے پاس لسٹ ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: How can we go against the direction of the Supreme Court? The question is that if they go against the direction of the Supreme Court, it would be contempt of the court.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ lower کورٹ میں جانے کے لئے ایک متوسط طبقے کے بندے کو جو کچھ کرنا پڑتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! میں اور بات کر رہا ہوں۔ جو آپ فرما رہے ہیں کہ direction کے باوجود وہ دوسروں کو پروموٹ کر رہے ہیں یہ تو پھر سپریم کورٹ کی direction کے خلاف بات ہے It will be clear contempt of Court.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہی تو کہنا چاہتا ہوں کہ یہ منسٹر بیچارا بے بس ہے ان کو کچھ پتا نہیں ہے۔ یہ تو بیچارے ویسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ چیمہ صاحب کو تو کچھ بھی پتا نہیں ہے، یہ بات راجہ صاحب کے متعلق نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: In any case, after hearing both sides, I have come to the conclusion that according to the ruling of the Supreme Court, all those who were to be promoted, their cases should be examined by the Standing Committee and referred back to the Assembly.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 7047۔

تحصیل منچن آباد کے موضع جات کے لئے فورڈواہ نہر سے نئے موگہ جات کا اجراء

*7047: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2000 سے 2004 تک فورڈواہ نہر سے تحصیل منچن آباد میں نئے موگے بنائے گئے ہیں ان کی تعداد کیا ہے، کس کس موضع میں بنائے گئے اور موگہ جات پر موجود مالک رقبہ کا نام بھی تحریر کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بستی عظیم پورہ، بہکا بودلہ موگہ پر رقبہ زیادہ ہے اور پانی کم، جس کی وجہ سے ٹیل تک پانی کم ہو جاتا ہے اور رقبہ مکمل سیراب نہیں ہوتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ موگہ سے سیراب ہونے والا رقبہ کافی دور ہے جبکہ نہر فورڈواہ کے قریب پڑتا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مذکورہ موگہ سے سیراب ہونے والے رقبہ کو نہر فورڈواہ سے نیا موگہ دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) سال 2000 سے 2004 کے دوران نہر فورڈواہ سے تحصیل منچن آباد میں کوئی بھی موگہ نہیں لگایا گیا۔

(ب) موگہ رقبہ کے مطابق منظور شدہ پورا پانی حاصل کر رہا ہے۔

(ج) رقبہ موگہ ہذا کی ٹیل پر ہے اور نہر فورڈواہ برانچ کے قریب ہے۔

(د) گورنمنٹ نے برانچ کینال سے ڈائریکٹ موگہ پر پابندی لگا رکھی ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بڑا افسوس ہوا اس بات کا کہ میں نے متعلقہ حلقے کا وزٹ کر کے اور اتنی محنت کر کے جو سوال دیا ہے اس کا جواب بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف نے نہ تو اس کا وزٹ کیا ہے، نہ ہی انہوں نے زمینی حقائق دیکھے ہیں۔ محکمے نے جو کچھ لکھ کر دیا ہے وہ انہوں نے پڑھ کر سنا دیا ہے یا تو آپ یہاں پر ایسے سوال discuss کرنے کی اجازت ہی نہ دیں۔ ہمارا مقصد یہاں پر صرف تنقید کرنا نہیں ہے بلکہ حکومت کو inform اور identify کرنا ہے کہ فلاں علاقے میں یہ مسئلہ ہے وہ میرا کوئی ذاتی حلقہ نہیں ہے وہ ہم سب کا حلقہ ہے بلکہ پورا پاکستان زراعت سے منسلک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ سوال پر رہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ visit کو چھوڑیں، جو سوال ہے اس کے بارے میں بات کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سوال تو تب کروں جب مجھے اس کا تسلی بخش جواب ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو کس بات پر اعتراض ہے وہی آپ point out کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں وہی تو کہہ رہی ہوں کہ جب یہ تفصیل سے جواب دیں گے ہی نہیں تو میں کیسے سوال کروں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ جو پوائنٹ raise کرنا چاہتی ہیں وہ کریں تاکہ اس کا جواب آپ کو ملے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر 7047 میں پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ 2000 سے لے کر 2004 تک فورڈ واہ نہر سے کتنے موگے منچن آباد میں بنائے گئے ہیں تو انہوں نے مختصر سا جواب دے دیا ہے کہ کوئی موگہ نہیں بنایا گیا، کوئی اس کی وجہ نہیں بتائی گئی کہ وہاں پر ضرورت نہیں ہے یا بنائیں گے یا کتنے بنائے گئے ہیں یا محکمہ کیوں نہیں بنا رہا؟ آپ اس کا جواب دیکھیں کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ 2000 سے لے کر 2004 تک کوئی موگہ نہیں لگایا گیا۔ کیا وہاں پر اریگیشن کا کوئی انتظام نہیں ہے، کیا وہاں زمین نہیں ہے، کیا وہاں آبادی نہیں ہے، کیا وہاں لوگوں کو پانی کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کئی دفعہ یہ ہوتا ہے کہ پانی ایک بندی کی صورت میں جاتا ہے اس کا وہ ایریا چک بندی سے باہر ہوتا ہے اس میں وہ موگے نہیں دے سکتے۔ وہ وہاں دے سکتے ہیں جو کمانڈ میں ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ مجھے تفصیل بتا بھی سکتے ہیں لیکن انہوں نے مختصر ہی جواب دیا ہے کہ وہاں کوئی موگہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ جز (ب) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ جو موگہ رقبے میں دیا گیا ہے وہ منظور شدہ ہے۔ مجھے یہ بتا دیں کہ یہ کب منظور ہوا تھا اس کی ذرا مجھے date بتا دیں۔ یہ موگہ آج سے چالیس سال پہلے بنا تھا اس کے بعد آبادی بڑھ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کونسے موگے کی بات کر رہی ہیں۔ آپ کے پاس کوئی آر ڈی نمبر ہے، کوئی نمبر بتائیں کہ فلاں موگے کا آر ڈی نمبر ہے، right ہے یا left ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ جز (ب) دیکھیں کہ یہ درست ہے کہ بستی عظیم پورہ، بہکا بودلہ موگہ پر رقبہ زیادہ ہے اور پانی کم ہے جس کی وجہ سے ٹیل تک پانی کم ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بستی چھوڑیں۔ آپ موگے کا آر ڈی نمبر اور right or left بتائیں تاکہ وہ آپ کو جواب دے سکیں۔ یہ تو ایک جنرل بات ہے، اس بستی کے آس پاس تو کئی موگے ہوں گے یا شاید نہیں ہوں گے۔ آپ صرف آر ڈی نمبر بتائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): میں نام تو بتا رہی ہوں کہ وہ بہکا بودلہ موگہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے بات نہیں بنے گی، آپ کو آر ڈی نمبر بتانا ہوگا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): چلیں۔ یہ اپنی information کے مطابق بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہ رہا ہوں۔ محترمہ نے جو بات کی ہے میں ان کا سوال پڑھ دیتا ہوں۔ کیا یہ درست ہے کہ سال 2000 سے 2004 تک فورڈواہ نہر سے تحصیل منچن آباد میں نئے موگے بنائے گئے ہیں ان کی تعداد کیا ہے، کس کس موضع میں بنائے گئے ہیں اور موگہ جات پر موجود مالک رقبہ کا نام بھی تحریر کریں؟ اس کے جواب میں محکمے نے واضح کہا ہے کہ سال 2000 سے لے کر 2004 کے دوران نہر فورڈواہ سے تحصیل منچن آباد میں کوئی بھی موگہ نہیں لگایا گیا۔ بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ یہ مین کینال ہے اور مین کینال پر 1995 سے اس وقت کی حکومت نے ڈائریکٹ موگہ جات پر پابندی لگا دی تھی اور وہ پابندی اب تک برقرار ہے اور مین کینال پر کوئی بھی موگہ جات نہیں لگائے جاتے۔ یہ مین کینال کی بات کر رہی ہیں، اگر یہ وضاحت کریں کہ کون سے مائینرز، کون سی distributory پر، کون سی آر ڈی پر ان کو موگہ چاہئے تو ان کو موگہ لگا دیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ان سے پوچھیں کہ پابندی کب لگی تھی اور یہ کب ختم کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! وہ کہہ رہے ہیں کہ 1995 میں جب آپ کی حکومت تھی تو اس وقت اس پر پابندی لگائی گئی تھی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): چلیں جناب! آپ کی حکومت یہ مہربانی کرے اور پابندی ختم کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ اس پر غور کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک مین کینال ہوتا ہے تو اس کے ساتھ کئی مائینرز نکل چکے ہوتے ہیں۔ جو مائینرز نکل چکے ہوتے ہیں وہ جس ایریا کی آپ بات کر رہی ہیں وہ اس چک بندی میں آتا ہو گا ان کو موگے وہاں سے ملیں گے۔ اب ڈبل موگے تو نہیں مل سکتے ایسا نہیں ہو سکتا یا وہ مائینرز سے موگہ لیں گے یا نہر سے لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے میں ایک غریب آدمی جس کی چار ایکڑ زمین تھی اور پانی sanction کروانے کے حوالے سے ایکسیئن کے پاس گیا اور اس نے بڑے اچھے طریقے سے میری بات سنی۔ اس کے بعد اس نے بڑے دکھ کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ چار ایکڑ مین کے زمیندار کے لئے پانی لینے کے لئے آئے ہیں لیکن ہم پانی نہیں دے سکتے، ہم چار صفحے کا نوٹ لکھ کر واپس بھیجیں گے۔ اس نے کہا کہ المیہ یہ ہے کہ یہاں جرنیلوں کو جو دو دو مربعے الاٹ ہوتے ہیں ان کے لئے ہمیں یہ آرڈرز ہیں۔ عملی طور پر جو میں بات کر رہا ہوں کہ پندرہ دن کے اندر اندر ان جرنیلوں کی زمینوں کو پانی دیا جانا چاہئے۔ میں محکمے سے یہ التماس کروں گا کہ یہ ملک غریب کسانوں کا ہے نہ کے ان جرنیلوں کا جو بار بار کمال مہربانی سے ملک کو فتح کر لیتے ہیں۔ ہماری جو بہاولپور ڈویژن ہے اس میں جرنیلوں کی لائن لگی ہوئی ہے جن کو زمینیں الاٹ ہوتی ہیں اور وہ پندرہ بیس روز کے اندر پانی لے لیتے ہیں۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی پالیسی بنائی جائے اور غریب کسانوں کو بھی پانی دینے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کسی بہانے سے ان غریب کسانوں کو پانی مل تو جاتا ہے۔ وہی کاشتکار ان جرنیلوں کی زمینیں کاشت کرتے ہیں تو وہ خوش ہیں اور ان کو پانی مل رہا ہے۔ آپ ان کی روزی کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں محکمہ انہار کے بارے میں سوالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک اور مسئلے کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل نہروں کی پٹڑیوں کے اوپر مٹی ڈالی جا رہی ہے۔ اس کے ٹھیکے اربوں روپے میں دیئے گئے ہیں۔ ہمارے علاقوں میں جن نہروں پر یہ مٹی ڈالی گئی ہے یہ صحیح طریقے سے نہیں ڈالی گئی نہ تو وہ دور سے لائی گئی ہے بلکہ قریب سے اٹھائی گئی ہے اس طرح وہ پٹڑیاں اور خراب ہو گئی ہیں۔ ہمارے ایس ای صاحب نے اس کا نوٹس لیا ہے لیکن مجھے پتا چلا ہے کہ یہ ان کے اختیار میں نہیں آتا۔ محکمہ کے افسران بھی تشریف فرما ہیں، وزیر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں میں ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ کا جتنا اچھا منصوبہ ہے، پہلی دفعہ پٹڑیوں کی دیکھ بھال کے لئے یہ پروگرام شروع ہوا ہے اس کی پوری طرح سے نگرانی کی جائے تاکہ اربوں روپے کے فنڈز ضائع نہ ہوں بلکہ نہروں کی حفاظت ممکن ہو سکے اور قریبی آبادیوں کو کبھی کوئی خطرہ نہ رہے اور اس کی مٹی میں کوئی گھپلا نہ ہو۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں سب سے پہلے تو ڈاکٹر وسیم صاحب نے جو بات کی تھی کہ کوئی پالیسی بنائی جائے۔ میں عرض کروں کہ محکمہ نے already اس سلسلہ میں پالیسی بنائی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلہ میں ایک ہائی لیول کی میٹنگ کی تھی اور اس میں تمام CCA یعنی کہ Cultivation Command Area پر بین لگا دیا گیا۔ چاہے کوئی شخص کتنا ہی بااثر کیوں نہ ہو نیا رقبہ CCA میں شامل نہیں ہو سکتا۔ یہ رقبہ صرف اس صورت میں شامل ہو سکتا ہے کہ اس سلسلہ میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے یہ کمیٹی examine کرے گی کہ urbanization یعنی کہ ساری حدود میں پانی آگیا ہے اور وہاں پر مکانات اور گھر وغیرہ بن گئے ہیں یا کالونیاں بن گئی ہیں تو اس urbanization کے بعد جو پانی بچے گا اس پانی کو مساوی طور پر تقسیم کیا جائے گا اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ ان لوگوں کو مل سکتا ہے otherwise ڈاکٹر صاحب کوئی نشاندہی کریں کہ پچھلے دو سال میں بہاولپور میں جتنے رقبے الاٹ ہوئے ہیں ان میں سے کسی کو پانی دیا گیا ہے تو میں اس کی وضاحت بھی کر دوں گا کیونکہ ایسا کوئی بھی کیس ان دو سالوں میں نہیں ہوا۔ اس سے پہلے یہ روایت ضرور تھی کہ جب رقبے الاٹ ہوتے تھے تو ان کو پانی بھی دے دیا جاتا تھا لیکن اب ایسا کوئی کیس نہیں ہے کیونکہ پابندی لگ گئی ہے اور وہ examine ہوتا ہے ہماری

ہائی لیول کمیٹی ہے جو کہ اس کو examine کرتی ہے۔ اس میں اریگیشن کا سٹاف نہیں ہے بلکہ باہر کے نیوٹرل قسم کے لوگ اس کے ممبرز ہیں۔ یہاں پر میرے فاضل رکن نے repair and maintenance فنڈز کے حوالے سے جو بات کی ہے اس سلسلہ میں میں عرض کروں گا کہ اس سے پہلے ہمارے repair and maintenance funds کی اتنی اچھے طریقے سے utilization نہیں تھی اور اس میں متعلقہ ایکسیئن صاحبان کی صوابدید تھی لیکن ہم نے اس سسٹم کو تبدیل کیا اور موجودہ حکومت نے نہری نظام کی بہتری کے لئے فنڈز کے سسٹم کو بہتر کیا اور جولائی میں یہ فنڈز جاری کر دیئے جاتے ہیں اور ستمبر میں پورا ورک پلان بنایا جاتا ہے اور جب نہروں کی بندی ہوتی ہے تو اس وقت نہروں سے متعلقہ کام کئے جاتے ہیں اور باقی کام سال بھر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے کینال ڈویژن کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں جو ان کاموں کو چیک کرتی ہیں اس کے علاوہ سیکرٹری اریگیشن اور وزیر اریگیشن کی ماہانہ میٹنگز ہوتی ہیں اور ہم ان کو چیک کرتے ہیں کہ ان کا کام ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا اور میں نے خود بھی جنوری میں سات اضلاع کا دورہ کیا اور خود بھی موقع پر جا کر works دیکھے۔ یہ جس work کی بات کر رہے ہیں میں اس کی رپورٹ بھی مانگ لیتا ہوں اور اگر ناقص کام ہوا ہے تو ہم پوری کارروائی کریں گے اور ہم نے ان رپورٹس پر انسپکٹرز بھیجے۔ ان انسپکٹرز کی رپورٹ پر ہم نے کارروائی بھی کی ہے اور صرف اور صرف سنگھ پورہ ڈویژن کے ایکسیئن سے لے کر سب انجینئرز تک کے تبادلے کر دیئے گئے ہیں اور ان کو OSD بنا دیا گیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں چودھری صاحب اور اپنی حکومت کو بھی appreciate کرتا ہوں کہ جنہوں نے اتنا اچھا منصوبہ شروع کیا اور جو کہ ہمارے دیہات اور ہماری زراعت کے لئے بہت اہم ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ اپنے سیکرٹری صاحب کے ساتھ ہمارے پاکپتن میں تشریف لائیں ہماری کھادر کینال اور پاکپتن کینال پر جو کام ہوا ہے اس کو visit کریں۔ اس طرح نہ صرف کوالٹی بہتر ہو جائے گی بلکہ قومی پیسا ضائع نہیں ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں انہیں دعوت دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں جتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی renovation کے لئے بھی کچھ کریں، ان کے دفاتر کے لئے بھی کچھ کریں واقعی پہلے renovation یا maintenance میں ان دفاتر پر کبھی کوئی پیسا خرچ نہیں ہوا ان کی انتہائی بری حالت ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کے آنے سے نہ صرف ہماری نہریں بہتر ہو جائیں گی بلکہ ساتھ ہی ساتھ ہمارے ریسٹ ہاؤسز کی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ میں انہیں دعوت دیتا

ہوں کہ تشریف لائیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے عرض کروں گی کہ ضلع شیخوپورہ میں ایک نہر جو کہ خان پور سے نکلتی ہے اور وہ نبی پورہ سے ہوتی ہوئی حب نہر کے پاس جاتی ہے۔ اگرچہ وہ چھوٹی نہر ہے اس سے نالوں کے ذریعے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے اس میں بھل صفائی کے دوران بالکل صفائی نہیں ہوئی جس طریقے سے اس میں مختلف ڈبے، بوتلیں، جو چیزیں گند وغیرہ تھیں اسی طرح موجود ہیں۔ بھینسوں نے اس کے کنارے اس حد تک توڑ دیئے ہیں کہ پچھلے ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ ایک خاتون رکشا پر جارہی تھی وہ نہر چونکہ سڑک کے ساتھ تک ٹوٹ چکی ہے وہ رکشہ اس نہر میں گر گیا۔ بغیر صفائی کے اس میں دوبارہ پانی چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں وزیر صاحب سے کہوں گی کہ کم از کم ان سے پوچھیں کہ انہوں نے اتنی بڑی غفلت کیوں کی۔ وہ نہر اس حد تک ٹوٹ گئی ہے کہ اس کے کنارے سڑک کے ساتھ تک ملتے ہیں اور اکثر حادثات ہوتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! انہوں نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے میں اس پر بھی کارروائی کروں گا۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ شیخوپورہ میں، میں خود ذاتی طور پر گیا ہوں اور وہاں پر repair and maintenance کے جو کام ہو رہے تھے میں نے خود دیکھے اور وہاں کے ایکسیئن، ایس ڈی او سب انجینئرز کے تبادلے کر دیئے۔ سب انجینئر کو ڈی جی خان بھیجا اور ایکسیئن اور ایس ڈی او کو او ایس ڈی بنا دیا گیا۔ انہوں نے جو بات کی ہے بالکل بجا ہے ہم نے اس پر کارروائی کی ہے اور وہ پیسا بالکل محفوظ ہے ہم نے اس پیسے کی billing نہیں ہونے دی اور وہ پیسا utilize ہوگا کیونکہ ابھی پانی چل گیا ہے اور دوبارہ جب بندی ہوگی اس میں ہم مرمت کروا دیں گے۔

محترمہ خالدہ منصور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! موگے کے حوالے سے میں وزیر صاحب سے سوال کرنا چاہ رہی ہوں کہ وہ موگے جو already زمینوں پر بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے کیا رولز ہیں کہ ہمارے علاقے میں بہت سے کیسز چل رہے ہیں۔ کچھ لوگوں نے already جو موگہ ہے اس کے خلاف درخواست دی ہوئی ہے۔ تین چار سالوں سے چھوٹے زمینداروں کو بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا رولز ہیں کہ پہلا موگہ صحیح نہیں کہ دوسرے کی سفارش کی وجہ سے نئے موگے بنائے جا رہے ہیں اس طرح باقی زمینداروں کو نقصان ہوتا ہے۔ آپ بتائیں کہ اس کے کیا

رولز ہیں؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے سیکشن 68 کے تحت کارروائی ہوتی ہے اور جب applicant درخواست دیتا ہے تو اس پر ایس ڈی او اور ایکسیئن اس پر کارروائی کرتے ہیں اور اس پر دیکھا جاتا ہے۔ ایک کیوسک سے کم پانی دینے والے موگے پر ban ہے ایک کیوسک سے زیادہ پانی والے موگے کو لگایا جاتا ہے کیونکہ اس طرح اگر ہم جگہ جگہ موگہ جات لگانا شروع کر دیں تو پھر tail تک پانی نہیں پہنچ سکتا اس طرح پانی چوری کے خدشات زیادہ ہو سکتے ہیں۔ لہذا سیکشن 68 کے تحت ہی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب محمد یار موزکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: I welcome you back to Provincial Assembly. جی، فرمائیں!

جناب محمد یار موزکا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جواب کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ موگہ رقبہ کے مطابق منظور شدہ پورا پانی حاصل کر رہا ہے۔ یہ موگہ بھی صحیح پانی دے رہا ہے لامحالہ محکمہ بڑا efficient ہے اور فورڈواہ ڈویژن میں سارے موگے پانی صحیح دے رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ مستقبل قریب میں remodeling کی آڑ میں ان موگوں کی چھیڑ چھاڑ کا ارادہ تو نہیں رکھتا۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں وضاحت کر دوں کہ کیونکہ ہمارے ممبر صاحب کا ضلع بہاولنگر سے تعلق ہے اور اس سلسلے میں عرض ہے کہ وہاں پر remodeling کے حوالے سے نہیں بلکہ وہاں پر کچھ ناجائز موگہ جات کی شکایات موصول ہوئیں۔ ان شکایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ہائی لیول میٹنگ کی گئی جس میں ڈسٹرکٹ ناظم اور وہاں کے تحصیل ناظم اور ناظمین کے ساتھ ڈسٹرکٹ اسمبلی بہاولنگر میں تفصیلی بریفنگ لی گئی اور اس ساری منصوبہ بندی کے تحت ہم نے 4218 موگہ جات میں سے 273 موگہ جات کو درست کیا کیونکہ یہ tempered اور defective تھے ان کو درست کیا اور 503 موگہ جات کی remodeling کی تجویز دی گئی ان میں سے 77 کی ایڈجسٹمنٹ ہو گئی ہے اور بقایا پر کام جاری ہے جبکہ 126 موگہ جات کے بارے میں لوگوں نے عدالت سے stay لیا تھا جن میں سے 77 کا stay محکمہ نے ختم کروا کے ان کی

adjustment کر دی ہے اور ہمارے مانیٹرنگ یونٹ نے بھی اس بارے میں ہدایات جاری کی ہیں اور جب سے یہ سسٹم کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے تو اس وقت سے ہم ان defective موگہ جات کو چیک کر کے درست کر رہے ہیں اور ہماری لاہور سے موبائل ٹیمیں چیکنگ کرنے کے لئے وہاں کے افسران سے مل کر انسپکشن کر رہی ہیں اور مجھے امید ہے کہ ٹیل تک پانی پہنچانے کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پچھلے سیشن میں اپنے حلقہ جلال پور پیر والا جو کہ ٹیل پر آتا ہے کے متعلق ایک چیز کی نشاندہی کی تھی کہ حکومت نے ایک پالیسی بنائی ہوئی ہے اور ban کیا ہوا ہے کہ باغات کے لئے پانی مہیا نہیں کرنا لیکن میں نے آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی چیمہ صاحب کو نشاندہی کی تھی کہ میرے حلقہ میں ایک بااثر شخص نے اپنے باغات کا پانی منظور کروایا ہے جبکہ اس کا باغ بھی موقع پر نہیں لگا ہوا جس پر انہوں نے یقین دہانی کروائی تھی کہ ہم اس کو کینسل کر دیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ مسئلہ حل ہو جائے گا اور انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے چیف انجینئر کو لیٹر لکھا کہ میں نے اسمبلی میں یہ promise کیا ہے اور آپ اس کو کینسل کر دیں مگر ابھی اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ یہ اس ہاؤس کے ساتھ مذاق ہے لہذا میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو دیکھا جائے یا تو چیمہ صاحب بتائیں کہ باغات کے لئے پانی دیا جا سکتا ہے تو پھر ٹھیک ہے ہر کوئی اس کو بنوائے گا اور اگر انہوں نے ban لگایا ہوا ہے اور اس کے باوجود منظوری ہو رہی ہے تو پھر یہ زیادتی ہے کیونکہ وہ علاقہ پہلے ہی ٹیل پر واقع ہے اور لوگ سراپا احتجاج ہیں لہذا مہربانی فرما کر اس چیز کو واضح کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ہاؤس میں یہ بات ہوئی تھی اور میں نے ان کی نشاندہی پر یہ directions دی تھیں۔ ان کی بات واقعی درست ہے کہ وہاں پر ملی بھگت سے یہ مسئلہ ہوا۔ وہاں کے متعلقہ ایس ای کی جواب طلبی کی گئی ہے اور اس کے خلاف کارروائی بھی کی جا رہی ہے۔ چونکہ ان کی نشاندہی پر میں نے ہدایت کی مگر اس کے بعد بینیفیشرز نے عدالت سے stay لے لیا تو اب یہ

معاملہ عدالت میں ہے اور جیسے ہی عدالت سے فیصلہ ہوا تو اس پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ مجاہد علی شاہ صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا ہے تو میری ایک سادہ سی بات ہے کہ محکمہ انہار پانی بیچتا ہے اور آبیانہ لیتا ہے یعنی جیسے ایک کسٹمرز اور شاپ کیپر والا معاملہ ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جیسے چیمہ صاحب فرمار ہے ہیں کہ ان کی پالیسی ہے کہ باغات کا پانی نہیں دینا تو میرا سادہ سا سوال یہ ہے کہ آگے بھی کاشتکار کو 30 فیصد پانی ملتا ہے اور 100 فیصد آبیانہ لیا جاتا ہے۔ جب باغات کے اوپر انہوں نے پانی نہیں دینا تو آبیانے کی شرح پھر کیوں بڑھائی جاتی ہے؟ وہ بھی پھر ویسے ہی ہونی چاہئے جیسے دوسری فصلوں کے لئے ہے یعنی باغ کے اوپر ڈبل یا ٹرپل آبیانہ لگ جاتا ہے۔ جب انہوں نے پانی نہیں دینا تو اس پر آبیانہ کیوں لگتا ہے؟ لہذا مہربانی کریں کیونکہ پہلے بھی کاشتکار کے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے کہ وہ تمام ہی سہولیات سے محروم ہیں یعنی اگر آپ قرضہ دیں گے تو سرمایہ دار کے لئے اور پالیسی ہے اور کاشتکار جو کہ بنیادی طور پر یا اللہ تعالیٰ کی ذات اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہے یا قدرت سے اسے یہ ڈیوٹی سونپی ہے کہ وہ ہر شے پیدا کرتا ہے مگر ہر شے پیدا کرنے کے باوجود بھی وہ ہر شے سے محروم رہتا ہے کیونکہ اس کے بچوں کو دیہات میں سکولنگ اچھی نہیں ملتی اور وہاں کے سٹینڈرڈ کو آپ ہم سے بھی بہتر جانتے ہیں کیونکہ آپ کا علاقہ تو بہت ہی ٹیل کے اوپر آجاتا ہے اور پنجاب کی بھی ٹیل پر آجاتا ہے تو اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ بھی مہربانی کریں اور چیمہ صاحب کا background بھی یہی ہے کہ یہ ہمارے مسئلے ہم سے بھی بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور بخوبی سمجھتے ہیں اس لئے مہربانی کر کے ہمارے اور کاشتکاروں کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بھی مداوا کیا جانا چاہئے۔ جب آپ نے پانی نہیں دینا تو آبیانہ بھی نہیں لگنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان پر میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گوجرانوالہ۔ پاورلومز کی تعداد اور صنعتی قرضوں کی تفصیل

*8956: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنی پاورلومز ہیں تحصیل وار تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے گوجرانوالہ میں کتنے صنعتی یونٹس کی ترویج و ترقی کے لئے 2003تا2006آسان اقساط پر قرضے دیئے؟

(ج) حکومت نے پاور لومز انڈسٹری کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں اور آئندہ کا پروگرام کیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں قائم شدہ پاور لومز کی تعداد 1651 ہے جن میں تحصیل گوجرانوالہ میں1324، تحصیل کامونکی میں327 جبکہ تحصیل وزیر آباد اور تحصیل نوشہرہ ورکاں میں کوئی نہیں ہے۔

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ضلع گوجرانوالہ میں2003 تا2006 قرضہ سکیم کے تحت مبلغ14.037 ملین کے قرضے 125 صنعتی یونٹس کو جاری کئے ہیں۔

(ج) حکومت پاکستان نے گزشتہ سالوں میں پاور لومز انڈسٹری کی بہتری کے لئے درج ذیل سہولیات مہیا کی ہیں۔

1۔ آرٹ سلک کی سمگلنگ باڑہ اور قبائلی علاقہ جات میں بذریعہ کمی ٹیرف ختم کر دی گئی ہے جو کہ ایک مستحسن قدم ہے۔ اب وہاں چلنے والی آرٹ سلک پاور لومز فیکٹریاں باقاعدہ Import کرکے خام مال استعمال کر رہی ہیں اور سمگلنگ بالکل ختم ہو گئی ہے۔

2۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری پر سیل ٹیکس زیرو ریٹ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح Import پر ڈیوٹی وغیرہ زیرو ریٹ پر کر دی گئی ہے۔ اس سے مقامی صنعت کو گزشتہ 30 سالوں کے بعد مقابلے کی آسانی مہیا کی گئی ہے، مقامی طور پر تمام پاور لومز انڈسٹری کو بڑھنے کا موقع ملا ہے۔ اب آرٹ سلکی انڈسٹری میں واٹر جٹ اور شٹل لیس لومز کی تنصیب کا رجحان زور پکڑ رہا ہے جس سے کپڑے کی کوالٹی بہتر ہو رہی ہے اور مقامی صنعت مقابلے کے قابل ہو رہی ہے۔

تحصیل منچن آباد، 2003تا2005، نہری پانی کی چوری کے واقعات اور حکومتی اقدامات

*7048: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل منچن آباد میں نہری پانی کی چوری کے سال 2003 تا جون 2005 کتنے واقعات ہوئے اور ان واقعات پر کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ تحصیل میں پانی کی چوری عملہ کی ملی بھگت کے بغیر ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ پانی چوری کے اکثر واقعات رپورٹ ہی نہیں ہوتے جس کی وجہ سے بااثر کسان دن دہاڑے اور کھلے عام پانی چوری کرتے ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پانی چوری پر کڑی نظر رکھنے اور پانی چوری کرنے اور کروانے والوں کو کڑی سزا دینے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) تحصیل منچن آباد میں فورڈ واہ ڈویژن اور صادقیہ ڈویژن میں نہری پانی کے چوری کے 500 واقعات ہوئے اور 500 مقدمات درج کرائے گئے۔

(ب) پانی کی چوری میں عملہ ملوث نہ ہے اور چوری پانی کے جملہ واقعات رپورٹ کئے جاتے ہیں۔

(ج) حکومت پانی چوری کرنے والوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے اور قانون کے مطابق کارروائی کی جارہی ہے۔

صنعتی بستی سندر کے پلاٹس کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*8957: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سندر رائیونڈ روڈ لاہور پر صنعتی بستی 112-ایکڑ پر محیط اپنی مدد آپ کے تحت قائم کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ صنعتی بستی کو ایکسپورٹ زون قرار دے دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ صنعتی بستی مختلف قسم کی کیٹیگریز کے پلاٹس پر مشتمل ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے اور جن افراد کو یہ پلاٹ الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام مع

پتاجات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست ہے کہ سندر رائیونڈ روڈ لاہور پر صنعتی بستی "اپنی مدد آپ کے تحت" قائم کی گئی ہے، یہ صنعتی بستی 112 ایکڑ رقبے پر محیط ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ صنعتی بستی کو ایکسپورٹ زون قرار دے دیا گیا ہے۔

(ج)

رقبہ	پلاٹس
4کنال	55
2کنال	110
1کنال	170
10مرلہ	9
	344

درج بالا پلاٹس کی بکنگ کر لی گئی ہے، تاہم ابھی تک الاٹمنٹ نہیں کی گئی البتہ سول ورک مکمل ہونے کے بعد بذریعہ قرعہ اندازی ان کی الاٹمنٹ کی جائے گی۔

آبیانہ کے فلیٹ ریٹ کے نفاذ سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*7180: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے کسانوں سے آبیانہ فلیٹ ریٹ کے مطابق -/160 روپے فی ایکڑ کے حساب سے وصول کرنے کے احکامات صادر کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ وصولی کاشتہ رقبہ کی بجائے کل رقبہ پر کسانوں سے زبردستی وصول کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ کے نہری علاقہ جات میں اکثر زمین نہری پانی سے سیراب نہیں ہوتی، کیونکہ کافی زمین پانی کے لیول سے اونچائی میں واقع ہے، مگر اس کے باوجود ان زمین کے مالکان سے بھی زبردستی آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سابق طریق کار کے مطابق آبیانہ کی وصولی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) موجودہ گورنمنٹ نے بڑے غور و خوض کے بعد سال 2003 میں پرانے اور پیچیدہ نظام آبیانہ کے متبادل کسان دوست، "فلیٹ ریٹ" کا نظام لاگو کیا۔ خریف کی فصل کے لئے -/85 روپے فی ایکڑ اور ربیع کی فصل کے لئے -/50 روپے فی ایکڑ یعنی سالانہ کل -/135 روپے وصول کیا جارہا ہے۔

(ب) چونکہ نہری پانی CCA کی بنیاد پر دیا جارہا ہے اس لئے فلیٹ ریٹ کی تشخیص فی ایکڑ درست ہے۔

(ج) گورنمنٹ نے پہلے ہی زمینی حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے کسانوں کو درج ذیل مراعات دے رکھی ہیں:۔

(i) ٹیل کے کاشتکاروں کو فلیٹ ریٹ میں 50 فیصد رعایت یعنی فصل خریف میں -/85 روپے کی بجائے 42.50 روپے اور فصل ربیع میں -/50 روپے کی بجائے -/25 روپے فی ایکڑ آبیانہ وصول کیا جائے گا۔

(ii) تھل ایریا کے چار اضلاع یعنی میانوالی، خوشاب، بھکر اور لیہ کو خصوصی پیکیج کے ذریعے فصل خریف میں -/30 روپے اور فصل ربیع میں -/10 روپے فی ایکڑ کی رعایت دی گئی ہے۔

(iii) جہاں کہیں نہری پانی نہیں پہنچ رہا وہاں اس ضمن میں تشکیل دی گئی کمیٹی (Canal Division wise) سے رجوع کر کے مکمل آبیانہ کی معافی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(د) گورنمنٹ نے بڑی سوچ و بچار کے بعد پرانے پیچیدہ آبیانہ نظام کے متبادل کسان دوست فلیٹ ریٹ کا نظام لاگو کیا ہے، یہ آسان اور عام فہم بھی ہے، لہذا حقائق کی روشنی میں سابق طریق کار کی دوبارہ بحالی قابل پذیرائی نہ ہے۔

ضلع فیصل آباد۔ ٹیوٹا کے زیر انتظام اداروں سے متعلقہ تفصیل

*9128: **محترمہ نور النساء ملک:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے زیر کنٹرول کتنے ادارے قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ ادارے فیصل آباد کی آبادی کے لحاظ سے کم ہیں؟

(ج) ان اداروں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد بیان فرمائیں؟

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد کیا ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں میں کئی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں؟

(و) تو کیا حکومت ان اداروں میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے زیر کنٹرول کل 17 ادارے قائم ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ یہ ادارے آبادی کے لحاظ سے کم ہیں لیکن ٹیوٹا موجودہ اداروں کو بہترین طریقے سے چلاتے ہوئے لوگوں کی فنی اور تکنیکی ضروریات کو پورا کر رہا ہے اور اس لئے ان اداروں میں ڈبل شفٹ بھی چلائی جا رہی ہے، ضلع فیصل آباد کی تمام تحصیلوں میں ٹیوٹا کے انسٹیٹیوٹ کام کر رہے ہیں اس سال مندرجہ ذیل ادارے بن رہے ہیں۔

1۔ سمندری میں گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کیا جا رہا ہے۔

2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد میں مکینیکل ٹیکنالوجی کا آغاز ہو رہا ہے۔

علاوہ ازیں بجٹ اور علاقے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مستقبل میں مزید ادارے بھی قائم کئے جائیں گے۔

(ج) ان اداروں میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 643 ہے جن میں 68 اسامیاں خالی ہیں 25 اسامیاں بذریعہ پروموشن پر کی جا رہی ہیں اور 43 اسامیاں نئی بھرتی کر کے پر کی جائیں گی۔

(د) ان اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد 5954 ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے۔

(و) ٹیوٹا نے اپنے قیام کے بعد سے اپنے اداروں میں نوجوان اور پر عزم اساتذہ بھرتی کرنے کا عزم کیا ہوا ہے اور سال 2002 سے مرحلہ وار بھرتی کی جا رہی ہے، موجودہ خالی اسامیاں بھی رواں سال میں پر کر لی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد، راجباہوں / مائنز کے نام، گنجائش اور کنکریٹ لائننگ سے متعلقہ تفصیل

*7542: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے راجباہ اور مائنر ہیں، ان کے نام اور ان سے کتنے ایکڑ زرعی زمین سیراب ہو رہی ہے؟

(ب) ان مائنر اور راجباہوں میں سے کتنے کی کنکریٹ لائننگ کی گئی ہے اور کتنے کی ابھی تک کنکریٹ لائننگ نہ کی گئی ہے؟

(ج) جن راجباہ اور مائنر کی کنکریٹ لائننگ نہ کی ہے، ان کے نام اور ان کی کنکریٹ لائننگ کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟

(د) کیا حکومت باقی ماندہ کی کنکریٹ لائننگ کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل 156 راجباہ / مائنر ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مائنر اور راجباہوں میں سے 37 راجباہوں کی کنکریٹ لائننگ کی گئی ہے اور 119 راجباہوں اور مائنر کی کنکریٹ لائننگ نہیں ہوئی۔

(ج) 119 راجباہ / مائنر کی کنکریٹ لائننگ نہیں کی گئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان راجباہوں / مائنرز کی کنکریٹ لائننگ کے لئے 2051.485 ملین روپے درکار ہیں۔

(د) حکومت لوئر چناب کینال کی remodeling اور جاپان حکومت کے تعاون سے علاقہ کی تقریباً تمام نہروں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

گوجرانوالہ۔ سال 05-2004، محکمہ آبپاشی کو فراہم کردہ رقم اور خرچ سے متعلقہ تفصیل

*7591: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 05-2004 کے دوران گوجرانوالہ میں محکمہ آبپاشی کو کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) کن کن ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات پر یہ رقم خرچ ہوئی؟

(ج) جن ترقیاتی منصوبوں پر رقم خرچ ہوئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس میں سے جو رقم ڈیزل/پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال05-2004 کے دوران ضلع گوجرانوالہ کو-/7,64,00,000 روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی لاہور۔06-2005 کے بجٹ اور خرچ کی تفصیل

*7770: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) PIDA پنجاب اریگیشن و ڈرینج اتھارٹی لاہور کو مالی سال06-2005 میں کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی ہے؟

(ب) اس میں کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے ہے، تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) آج تک ماہانہ کتنی رقم ترقیاتی اخراجات پر خرچ ہوئی ہے، ان ترقیاتی منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور جگہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کتنی رقم آج تک سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے کی ادائیگی پر خرچ ہوئی ہے؟

(ہ) آج تک کتنی رقم M.D کے زیر استعمال گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) 06-2005 کے دوران نیشنل ڈرینج پروگرام (این ڈی پی) کے تحت صوبائی معاون نے حکومت کی طرف سے ابھی تک 115 ملین روپے مہیا کئے ہیں جبکہ کل 245.9 ملین فراہم ہونگے۔

(ب) تمام ترقیاتی پراجیکٹ

ادارہ جاتی اصلاحات کے لئے	78.76ملین روپے
این ڈی پی پنجاب انجنیئرنگ ڈیزائن(PEDC) کے لئے	167.18ملین روپے
کل	245.94ملین روپے

(ج) مالی سال06-2005 کے دوران اب تک جو خرچ ہوئے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام	تخمینہ لاگت (برائے ایک سال)	مدت	اب تک جتنا خرچ ہوا 2005-06	جگہ
ادارہ جاتی اصلاحات کے لئے	76.76ملین	2سال	22.79ملین	زیادہ لوئر چناب کینال چشمہ رائٹ بنک کینال اور اریگیشن زونز
پنجاب انجینئرنگ	167.18ملین	2سال	100.61ملین	زیادہ تر ایل سی سی اور تمام/ڈیزائن کنسلٹنٹ پنجاب میں این ڈی پی ورکس
ٹوٹل	245.94ملین		123.4ملین روپے	

(د) مالی سال06-2005 کے دوران تاحال ملازمین اور ٹی اے/ڈی اے پر 12.1ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(ہ) ایم ڈی پیڈا کے زیر استعمال کوئی گاڑی نہیں ہے۔

پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی کے سال05-2004 کے بجٹ اور استعمال کی تفصیل

*7777: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) PIDA پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی کو مالی سال06-2005 میں کتنی رقم فراہم کی گئی اور کتنی رقم اس ادارے کو اپنے ذرائع سے حاصل ہوئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اس ادارے نے پنجاب میں جو جو ترقیاتی کام سرانجام دیئے ان کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس ادارے کے بجٹ سے کتنی رقم گریڈ17 اور اوپر کے افسران کی تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے پر خرچ ہوئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران ادارے کے بجٹ سے جو گاڑیاں خرید کی گئیں، ان کے نام اور قیمت خرید کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران اس ادارے کی گاڑیوں کے لئے کتنی رقم سے تیل / ڈیزل خرید کیا گیا؟

وزیر آبپاشی:

(الف)

1۔ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کو مالی سال 05-2004 کے دوران مجموعی طور پر 213.513 ملین روپے کے فنڈز نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت مہیا کئے گئے۔

2۔ اس ادارے کو اپنے ذرائع سے حاصل کردہ آمدنی میں ضلع بہاولنگر میں قائم شدہ تین کسان تنظیموں سے آبیانہ کی مد میں انچاس لاکھ ستر ہزار روپیہ بطور پیڈا شیئر حاصل ہوا جو کہ کسان تنظیموں نے سرکاری خزانے میں جمع کرایا۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ 54 ہزار 8 سو چھ روپے کی دیگر آمدن ہوئی۔

(ب)

نام	تخمینہ لاگت (ملین روپے)	خرچہ 05-2004 (ملین روپے)	مدت
پیڈا (ادارہ جاتی اصلاحات)	157.52	42.4	2 سال
گراونڈ واٹر مانیٹرنگ اینڈ مینجمنٹ ان پنجاب ہائے ڈائریکٹوریٹ آف لینڈ ریکلیمیشن (GWM&MP)	31.56	10.3	21 ماہ
پراجیکٹ مینجمنٹ آفس پنجاب بیراجز ریبلیٹیشن اینڈ موڈرنائزیشن پراجیکٹ (PMO-PBR&MP) پراجیکٹ کے آغاز کے ابتدائی چار ماہ	27.35	15.8	4 ماہ
ڈیزائن اور سپرڈویژن کے ورکس، نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت بذریعہ نیسپاک (Nespak)	310.8	58.2	2 سال
پنجاب پرائیویٹ سیکٹر گراونڈ واٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (PPSGD) الہ آباد سکارپ ٹیوب ویلز ٹرانزیشن	62.81	23.4	15 ماہ

(ج) مالی سال2004-05 کے دوران ادارہ کے گریڈ17 اور اس سے اوپر کے افسران کی تنخواہوں اورٹی اے /ڈی اے

1۔تنخواہیں	تقریباً16ملین روپے
2۔ڈیلی الاؤنس	1.9ملین روپے
3۔ٹی۔اے	0.3ملین روپے

(د) پیڈا کے ذریعے پنجاب بیراجز ری ہیبلیٹیشن اینڈ ماڈرنائزیشن پراجیکٹ-PMO) (PBR&MPکی مندرجہ ذیل گاڑیوں کے لئے6.5ملین فراہم کئے گئے۔(ٹیوٹا کرولا4اور سوزوکی کلٹس کار5)

(ہ) مالی سال2004-05 کے دوران ادارہ کی گاڑیوں کے لئے تیل/ڈیزل کی خریداری پر 4.326ملین روپے خرچ آئے۔

2003تا2006۔لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کے بجٹ اور اخراجات

*7798: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کی سالانہ مرمت کے لئے2003-04، 2004-05 اور2005-06میں کتنی رقم مختص کی گئی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس نہر کی سالانہ مرمت پر سال وار کتنی رقم کن کن کاموں پر خرچ ہوئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران یہ نہر کس کس جگہ سے ٹوٹی ہے اور ہر دفعہ اس کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) اس نہر کی دیکھ بھال کے لئے جو ملازمین اور افسران تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے، نیز ان سالوں کے دوران ان کو کتنی تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے دیا گیا ہے؟

(ہ) اس نہر کی دیکھ بھال کے لئے کتنے چوکیدار ہیں اور ان کے فرائض کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کی سالانہ مرمت کے لئے مندرجہ ذیل رقم مختص کی گئی تھی۔

1۔ سال04-2003 4,28,000/-روپے

2۔ سال05-2004 5,00,000/-روپے

3۔ سال06-2005 3,29,000/-روپے

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں میں نہر لاہور برانچ کسی جگہ سے نہیں ٹوٹی۔

(د)

نام	گریڈ	عہدہ	تین سالوں کی کل تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے
1۔خالد جاوید مرزا	BPS-18	ایکسیئن	9,80,000/-	کوئی نہیں
2۔محمد عابد خان	BPS-17	ایس ڈی او	8,50,000/-	کوئی نہیں
3۔محمد یونس	BPS-11	سب انجنیئر	2,52,000/-	کوئی نہیں
4۔اصغر علی	BPS-11	سب انجنیئر	2,52,000/-	کوئی نہیں
5۔محمد علی ڈوگر	BPS-11	سب انجنیئر	2,52,000/-	کوئی نہیں
6۔محمد بشیر	BPS-4	مستری	1,44,000/-	کوئی نہیں
7۔محمد ظفر	BPS-4	مستری	1,44,000/-	کوئی نہیں
8۔محمد ارشد	BPS-4	مستری	1,44,000/-	کوئی نہیں
9۔محمد بشیر	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
10۔نیامت علی	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
11۔محمد اکرم	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
12۔امانت علی	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
3۔محمد امین	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
14۔راناد لاور	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
15۔محمد اصغر	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں
16۔اعجاز احمد	BPS-1	بیلدار	1,30,000/-	کوئی نہیں

(ہ) محکمہ کے قواعد وضوابط کے مطابق لاہور برانچ کینال پر چوکیدار کی کوئی اسامی نہ ہے۔

محکمہ آبپاشی میں تعینات امام وخطیب کے سکیل کا مسئلہ

*7926: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اریگیشن میں بطور امام وخطیب کی تقرری کے لئے بنیادی تعلیمی قابلیت عربی فاضل و درس نظامی ہونا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تعلیمی قابلیت کے حامل محکمہ تعلیم میں کام کرنے والے اساتذہ کرام کو سکیل نمبر 14 دیا جارہا ہے جبکہ محکمہ اریگیشن کے امام وخطیب کو یہ سکیل نہیں دیا جارہا ہے اور نہ انہیں ہائرایجوکیشن کی بناء پر سپیشل انکریمنٹ دی جارہی ہے ؟

(ج) کیا حکومت محکمہ اریگیشن میں تعینات مذکورہ تعلیمی قابلیت کے حامل امام / خطیب کو بھی سکیل 14 دینے اور ہائرایجوکیشن کی بناء پر سپیشل انکریمنٹ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ اریگیشن میں بطور امام وخطیب کی تقرری کے لئے سروس قوانین مرتب نہیں ہوئے تاہم تقرری کے وقت عربی فاضل اور درس نظامی کے حامل افراد کو ہی ترجیح دی جاتی تھی۔ بحکم محکمہ اوقاف اب کوئی دوسرا محکمہ امام وخطیب کی ریگولر بھرتی نہیں کر سکتا۔

(ب) متعلقہ محکمہ اوقاف ہے۔

(ج) متعلقہ محکمہ اوقاف ہے۔

صوبہ میں محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیلات

*7934: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

محکمہ انہار کے پاس صوبہ میں کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں اور ان کے پاس کتنی اراضی ہے، کتنے لوگ ناجائز قابض ہیں ریسٹ ہاؤسز کی آمدنی اور اخراجات سال 05-2004 کی تفصیل بتائیں ؟

وزیر آبپاشی:

محکمہ آبپاشی میں کل 637 عدد ریسٹ ہاؤسز ہیں، جن کے زیر کل اراضی 4256 ایکڑ ہے، کوئی بھی ریسٹ ہاؤس پرائیویٹ قبضے میں نہ ہے۔ مالی سال 05-2004 کے دوران 24.37 ملین روپے خرچ ہوئے اور 0.825 ملین روپے کی آمدنی ہوئی۔

اریگیشن ورکشاپ بھلوال سے متعلقہ تفصیل

*7975: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) اریگیشن ورکشاپ بھلوال میں کون کون سے فرائض سرانجام دیئے جاتے ہیں ؟

(ب) سال2004-05اور2005-06کے دوران اس ورکشاپ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس ورکشاپ میں اس وقت کتنی اور کون کون سی مشینری ناکارہ پڑی ہوئی ہے؟

(د) سال2004-05کے دوران ورکشاپ نے کن کن اداروں اور محکمہ جات کی مشینری کی مرمت کی؟

(ہ) اس ورکشاپ میں گریڈ16اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیرآبپاشی

(الف) اریگیشن ورکشاپ بھلوال میں گیٹس اینڈ گیئرنگ کا کام نیا یا پرانا برائے مرمت سرانجام دیا جاتا ہے۔

(ب) اریگیشن ورکشاپ میں سال2004-05کے دوران آمدن-/2464713روپے اور خرچ-/2385256روپے ہے۔ سال2005-06 کے دوران آمدن-/9207322 روپے اور خرچ-/4125618روپے ہے۔

(ج) ورکشاپ میں ناکارہ مشینری کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فوک لفٹر ٹرالی(1)عدد، ہیکو لیتھ مشین سائز15فٹ 1 عدد، جنریٹر500KWایک عدد، ویگن نمبرID-15ایک عدد، پیکو واٹر پمپ سیٹ 8 عدد، کمپیکٹرز ڈیزل انجن ایک عدد، سکول بس مزداSGA-6331، ٹرک نمبرSGA-3129، ٹرک نمبر-SA 5187اور جیپ نمبر LHM-2170

(د) کسی ادارہ یا محکمہ کی مشینری کی مرمت نہیں ہوئی البتہ گیٹس اینڈ گیئرنگ (Gates and Gearing)کی تعمیر و تنصیب کی گئی۔ اس سال2004-05 کے دوران تونسہ بیراج، تریموں بیراج، ایل جے سی اور نادرن براج کے نئے گیٹوں کی تنصیب کی گئی۔ میلسی سائفن کے گیٹوں کی مرمت سرانجام دی۔

ایل جے سی (جنوبی) کے8 عدد نئے گیٹس(Gates)اور8 عدد گیئرنگ مشین کی مرمت وغیرہ کا کام کیا گیا۔

(ہ) اس ورکشاپ اریگیشن بھلوال میں گریڈ16 اور اس کے اوپر کے ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
1۔طارق رؤف قریشی	XEN	گریڈ نمبر18
2۔حبیب الرحمٰن	A.E	گریڈ نمبر17
3۔محمد صادق	A.E	گریڈ نمبر17

پھلینہ ڈیم تحصیل کلر سیداں راولپنڈی سے متعلقہ تفصیلات

*8109: بریگیڈیر (ر) محمد حسن: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پھلینہ ڈیم تحصیل کلر سیداں میں بنایا جا رہا ہے، اس ڈیم میں 80 فیصد زمین یونین کونسل کری دلال موضع نور دلال تحصیل گوجر خان کی آرہی ہے؟

(ب) جن لوگوں کی زمین ڈیم میں آرہی ہے ان کو معاوضہ کب اور کتنا دیا جائے گا؟

(ج) ڈیم تقریباً 80 فیصد موضع نور دلال کی زمین پر بن رہا ہے، کیا اس کا نام نور دلال ڈیم رکھا جا سکتا ہے؟

(د) اس ڈیم سے ایک نہر نکال کر 8 کلومیٹر دور درکالی موری (کلر سیداں) کو فیڈ کرے گی کیا اس نہر سے چھوٹی نہر نکال کر موضع نور دلال اور بسلہ پھنگیالی جن کی زیادہ زمین ڈیم میں آئی ہے ان کو بھی سیراب کیا جا سکتا ہے؟

(ہ) کیا اس ڈیم کا موجودہ راستہ قبرستان نور دلال تا ڈیم ہی مقرر کیا جا سکتا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے کہ پھلینہ ڈیم تحصیل کلر سیداں میں بنایا جا رہا ہے پھلینہ ڈیم جو ابھی شروع ہوا ہے اس میں مندرجہ ذیل موضع جات کی زمین آرہی ہے۔

نمبر شمار	نام موضع	مرلہ	کنال	فیصد
1۔	درکالی موری	14	860	48
2۔	نور دلال	07	151	09
3۔	نتھ دلال	13	427	23
4۔	کورزادہ سواں	07	297	17
5۔	اراضی اشتمال	04	51	03

(ب) جن لوگوں کی زمین ڈیم میں آ رہی ہے انہیں معاوضہ متعلقہ سال کی اوسط بیع کے ایک سال کے مطابق گورنمنٹ قانون کے تحت دیا جائے گا نیز لینڈ ایکوزیشن ایکٹ مجریہ 1894 نوٹیفکیشن سیکشن ہو چکا ہے اور (4)17 اینڈ 6 زیر کار ہے اور زمین کی قیمت مالی سال 07-2006 گورنمنٹ کی منظوری کے بعد ادا کی جائے گی۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ موضع نور دلال کی زمین ڈیم میں صرف اور صرف 9 فیصد آتی ہے۔ ڈیم کا نام جس نالہ پر تعمیر کیا جائے اس نالہ کے مطابق ڈیم کا نام تجویز کیا جاتا ہے جو کہ پھلینہ ڈیم تجویز ہو چکا ہے البتہ پھلینہ نور دلال ڈیم لکھا جا سکتا ہے۔

(د) نور دلال ڈیم اور بسلہ پھنگیالی سطح پانی سے بلندی پر واقع ہے۔ اس لئے یہ ڈیم کے رقبہ آبپاش سے باہر ہیں۔

(ہ) سرکاری راستہ جو کہ قبرستان سے گزر رہا ہے عارضی طور پر وہی استعمال ہو رہا ہے، متعلقہ زمینداروں سے باہمی صلاح و مشورہ سے مناسب راستہ تجویز کیا جائے گا، جو ہر لحاظ سے نزدیک ترین ہو گا، کیونکہ قبرستان میں سے راستہ مقرر نہیں ہو سکتا ہے۔

چک نمبر L-86/9 ساہیوال۔ دو فریقین میں پانی کی وارہ بندی کا مسئلہ

*8472: **ملک محمد اقبال چنڑ**۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راجباہ L-9 لوئر باری دوآب کینال ساہیوال کے چک L-86/9 موگہ نمبر 744/L سے کتنا رقبہ کاشت ہوتا ہے اور فی ایکڑ کتنا پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس موگہ کے مربع نمبر 27 اور دیگر رقبہ جات سے وارہ بندی ختم کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مربع نمبر 27 کے دو فریق ہیں جن کا رقبہ 7۔ایکڑ دو کنال اور 7۔ایکڑ چار کنال ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ وارہ بندی کے ختم ہونے سے جس فریق کا رقبہ 7۔ایکڑ دو کنال ہے، اس کو صرف دو گھنٹے 22 منٹ پانی فراہم کیا جاتا ہے اور جس کا رقبہ 7۔ایکڑ 4 کنال ہے اس کو نکال سمیت 6 گھنٹے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تفریق کی وجہ سے پہلے فریق کا رقبہ پانی کی کمی کی وجہ سے بنجر اور بے کار ہو گیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس تفریق کو ختم کر کے ان دونوں فریقوں کو پانی برابر کے حساب سے فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) راجباہ 9-A لوئر باری دوآب کینال ساہیوال چک نمبر 86/9-L موگہ نمبری 744-L/9L پر کل 455 ایکڑ رقبہ کا پانی منظور شدہ اور اس کا آبیانہ تشخیص ہو رہا ہے موگہ ہذا کی وارہ بندی منظور شدہ نہ ہے جس کی وجہ سے فی ایکڑ پانی کا تعین ممکن نہ ہے۔

(ب) موگہ ہذا کی منظور شدہ وارہ بندی نہ ہے رقبہ مربع نمبر 27 و دیگر زرعی فارم محکمہ زراعت کا رقبہ ہے جس نے مزارعت پر دیا ہوا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مربع نمبر 27 میں دو فریقین ہیں اور دونوں مزارع ہیں اور مالک رقبہ محکمہ زراعت ہے۔

(د) موگہ ہذا کی وارہ بندی منظور شدہ نہ ہے اور نہ کبھی کسی حصہ دار کی طرف سے وارہ بندی مرتب کرنے کی بابت کوئی درخواست محکمہ کو موصول ہوئی ہے۔ تمام حصہ داران اپنے طور پر پانی لگا رہے ہیں۔

(ہ) دونوں فریقین کے پاس جو رقبہ مزارعت پر ہے، وہ محکمہ زراعت کی ملکیت ہے اور وہی اس کے متعلق حقائق فراہم کر سکتے ہیں۔

(و) محکمہ نہر کو درخواست بابت منظور شدہ وارہ بندی وصول ہونے پر تمام حصہ داران کو بمطابق رقبہ پانی فراہم کرنے کے لئے زیر دفعہ 68 کینال اینڈ ڈرینج ایکٹ کے تحت کارروائی کی جا سکتی ہے جب تک مالک اراضی حصہ داران موگہ کی طرف سے تحریری درخوست وصول نہ ہو یہ کارروائی ممکن نہ ہے۔

محکمہ آبپاشی ضلع لیہ میں گزشتہ تین سالوں کے دوران ملازمین کے خلاف کارروائیوں کی تفصیل

*8490: محترمہ زیب النساء قریشی۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گزشتہ تین سالوں کے دوران ضلع لیہ میں کتنے ملازمین کے خلاف کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی شکایات موصول ہوئیں؟
(ب) ان ملازمین کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیلات اور ان کے نام وپتاجات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟
(ج) محکمہ ہذا نے عوامی شکایات کے تدارک کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) گزشتہ تین سالوں میں درج ذیل ملازمین کے خلاف کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی شکایات موصول ہوئیں۔

1- سید منیر حسین شاہ ڈپٹی کلکٹر لیہ کینال ڈویژن لیہ۔
2- حبیب الرحمٰن ڈی سی آر لیہ ڈویژن لیہ۔

(ب) ان ہر دو ملازمین کے خلاف ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن ملتان نے انکوائری کرنے کے بعد بذریعہ نمبر No-ACE-MR(35-A)2005/16474 مورخہ 03-12-05 انکوائری کو (drop) کر دیا۔
(ج) محکمہ ہذا نے اس سلسلہ میں زیر سرپرستی سب ڈویژنل آفیسر بھاگل ون ونڈو آپریشن کا علیحدہ دفتر کھولا ہے۔ جس میں عوامی شکایات کا فوری تدارک کیا جاتا ہے۔

ڈی جی خان۔ موڑہ کے مقام پر بڑے ڈیم کی تعمیر

*8495: سردار فتح محمد خان بزدار۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹرائبل ایریا تحصیل ٹرائبل ایریا ڈیرہ غازی خان میں موڑہ کے مقام پر ایک بڑا ڈیم بنایا جا سکتا ہے جس میں پانی کا بہت بڑا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے؟
(ب) اس ڈیم سے ٹرائبل ایریا اور سیرانی علاقہ تونسہ سے لے کر ارد گرد کے بہت بڑے علاقہ کو by gratis پانی مہیا کیا جا سکتا ہے؟
(ج) کیا حکومت اس سکیم پر عملدرآمد کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ڈی جی خان ٹرائیبل ایریا میں موڑہ کے مقام پر ڈیم تعمیر کرنے کے لئے تاحال کوئی انوسٹی گیشن نہ کی گئی ہے، اس جگہ ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ تفصیلی سروے اور جیالوجیکل

انوسٹی گیشن کے بعد کیا جائے گا۔

(ب) حتمی رائے تفصیلی سروے کے بعد ہی دی جا سکتی ہے۔

(ج) تفصیلی سروے اور جیالوجیکل انوسٹی گیشن کے بعد صحیح صورت حال سامنے آئے گی۔

تحصیل گوجر خان۔ موضع پوٹھی پنڈیاں کے مقام پر سمال ڈیم کی تعمیر

*8500: بریگیڈیر (ر) محمد حسن۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راولپنڈی تحصیل گوجر خان میں مندرہ سے مغرب کی طرف پوٹھی پنڈیاں کے پاس پانچ نالے اکٹھے ہوتے ہیں، کیا یہاں پر ڈیم بنانے کے لئے سروے کیا جا سکتا ہے؟

(ب) اگر feasible ہو تو یہاں ڈیم بنایا جا سکتا ہے اور یہ کب تک ممکن ہو سکتا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مذکورہ سائٹ موہڑہ شیرہ گاؤں کے قریب واقع ہے جس کا موقع ملاحظہ جناب بریگیڈیر (ر) محمد حسن ایم پی اے علاقہ کے ہمراہ مورخہ 16-02-07 کو کیا گیا، ظاہری طور پر سائٹ ڈیم کی تعمیر کے لئے درست ہے لیکن ڈیم کی تعمیر کا فیصلہ تفصیلی سروے (Geological Investigation) کے بعد کیا جائے گا۔

(ب) مذکورہ ڈیم Feasibility Study میں تجویز کیا جا رہا ہے اگر feasible ہوا تو بعد منظوری اور فنڈز کی دستیابی پر تعمیر ہو گا۔

محکمہ آبپاشی میں ایکسینز کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیل

*8506: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ آبپاشی میں ایگزیکٹو انجینئرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے اس وقت تعینات افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان فرمائیں؟

(ب) ان افسران کے سال 2004-05 اور 2005-06 کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان افسران کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کے نمبر اور ان کے مذکورہ سالوں کے مرمت اور پٹرول کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ انہار میں ایگزیکٹو انجینئرز (XEN,s) کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 139 ہے، جن میں اس وقت تین خالی ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ایکسیئن ڈرینج ڈویژن سرگودھا۔ 06-2004 کے فنڈز اور اخراجات کی تفصیلات

*8507: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ایگزیکٹو انجینئر ڈرینج ڈویژن سرگودھا کا مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کا فنڈ کتنا تھا؟

(ب) کتنا فنڈ ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوا؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم اس دفتر کے ملازمین کی تنخواہوں اور کتنی رقم ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران انہوں نے جو ترقیاتی منصوبے مکمل کئے، ان کے نام، تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(و) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم کا خُورد بُرد اس دفتر کا پکڑا گیا؟

وزیر آبپاشی:

(الف)

	2004-05		2005-06
فنڈز	2,48,62,000/- روپے	فنڈز	3,26,17,456/- روپے

(ب)

ترقیاتی خرچہ	1,47,98,218/- روپے	ترقیاتی خرچہ	1,16,38,000/- روپے
غیر ترقیاتی خرچہ	99,64,138/- روپے	غیر ترقیاتی خرچہ	2,05,79,456/- روپے

(ج)

خرچہ تنخواہ	3,04,75,953/- روپے	خرچہ تنخواہ	3,40,04,891/- روپے
خرچہ ٹی اے / ڈی اے	1,73,377/- روپے	خرچہ ٹی اے / ڈی اے	1,98,101/- روپے

(د)

مرمت پر خرچہ	-/3,76,151روپے	مرمت پر خرچہ	-/2,88,331روپے
ڈیزل/پٹرول پر خرچہ	-/13,98,087روپے	خرچہ ٹی اے/ڈی اے	-/15,61,982روپے

(ہ) مندرجہ ذیل کام سالانہ ترقیاتی (اے ڈی پی) کے تحت کروائے گئے۔

2004-05	2005-06
نام منصوبہ	لاگت
1۔ کنسٹرکشن آف کاکاڈرین	-/11,38,000روپے
2۔ کنسٹرکشن آف ساہیوال ڈرین	-/41,00,000روپے

ضلع لیہ میں محکمہ انہار میں SE، XEN، SDOs اور اوورسیئرز کی اسامیاں اور تعینات افراد کی تفصیل

*8854: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار لیہ میں ایس ای، ایکسیئن، ایس ڈی اوز اور اوورسیئرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور ضلع لیہ میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد کے خلاف محکمانہ انکوائریاں کن کن الزامات کے تحت چل رہی ہیں؟

(د) ان میں سے کتنے افراد کا عرصہ تعیناتی اس ضلع میں تین سال سے زیادہ ہے اور ان کو یہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) ان ملازمین کو یکم جنوری 2003 سے آج تک کتنی تنخواہ اور ٹی اے، ڈی اے ادا کیا گیا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ انہار لیہ ڈویژن لیہ منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	تعداد منظور شدہ اسامی
ایس ای	1
ایکسیئن	3
سب انجینئرز	15

(ب)

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	عرصہ تعیناتی ضلع لیہ
1	ملک اصغر محمود	ایکسیئن	18	بی ایس سی (سول)	16-12-2000
2	محمد نواز	ایس ڈی او	17	بی ایس سی (سول)	25-02-1999
3	سلطان محمود	ایس ڈی او	17	بی ایس سی (سول)	29-12-2003
4	شیخ عبدالرشید	ایس ڈی او	17	تین سال ڈپلومہ (مکینیکل انجینئرنگ)	01-11-2006
5	محمد جہانگیر	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	28-03-1994
6	جاوید اقبال ولد فرزند علی	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	15-12-1980
7	ملک محمد حسین	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	12-11-2006
8	امجد علی	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	01-07-2003
9	محمد زمان	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (مکینیکل انجینئرنگ)	05-08-1993
10	خلیل احمد	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	22-02-2007
11	جاوید اقبال ولد ولد اللہ دتہ	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	07-04-1990
12	منظور حسین	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	30-03-1994
13	محمد اصغر	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	03-01-2002
14	جاوید اقبال ولد محمد شفیع	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	21-07-2007
15	نسیم اختر	سب انجینئر	11	بیچلر آف ٹیکنالوجی (B.Tech)	07-02-2004
16	محمد عزیز	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینیرنگ)	28-04-2003
17	اظہر احمد	سب انجینئر	11	ماسٹر ڈگری ان کنسٹرکشن	22-04-2003

18	سلطان محمود	سب انجینئر	11	تین سال ڈپلومہ (سول انجینئرنگ)	22-09-2002
19	خالی پوسٹ	سب انجینئر	11	---	---

(ج) ان افراد میں سے کسی کے خلاف کسی بھی الزام کے تحت انکوئری نہیں چل رہی ہے۔

(د) عرصہ تعیناتی جز(ب) کے جواب میں درج ہے۔ ٹرانسفر مجاز افسران گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق کرتے ہیں۔

(ہ) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ آبپاشی کے سال 04-2003 کے سسپنس اکاؤنٹ سے متعلقہ تفصیل

*8902: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 04-2003 کے دوران محکمہ کو سسپنس اکاؤنٹ کی مد میں کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) ان میں سے کتنی رقم اس سال کے دوران خرچ ہوئی اور کتنی رقم خزانہ سرکار میں سرنڈر کی گئی؟

(ج) یہ رقم جن منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(د) کیا اس رقم کا آڈٹ ہوا تو کتنی رقم کے خورد برد کا انکشاف ہوا؟

(ہ) اس خورد برد میں ملوث ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل نیز ان کے خلاف کیا قانونی اور محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 04-2003 کے دوران مبلغ 400 ملین روپے کی سسپنس گرانٹ ملی۔

(ب) سسپنس کی تمام رقم خرچ ہوئی اور اس میں سے کوئی رقم سرنڈر نہیں کی گئی۔

(ج) یہ رقم ترقیاتی منصوبوں کی مد میں نہ تھی۔

(د) مالی سال 04-2003 کے دوران آڈٹ ہوا، لیکن ابھی تک کسی خورد برد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔

(ہ) چونکہ مالی سال 04-2003 کے دوران خورد برد کا ابھی تک انکشاف نہ ہوا ہے۔ اس لئے ملازمین کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی نہیں کی گئی۔

سال 04-2003 سیکرٹری آبپاشی کے احکامات پر سسپنس گرانٹ کے استعمال کی تفصیل

*8903: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 04-2003 کے دوران سیکرٹری آبپاشی نے سسپنس گرانٹ سے کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) اس سال کے دوران سیکرٹری آبپاشی کے احکامات کے تحت سسپنس گرانٹ کے تحت جو ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس گرانٹ کی خرچ کے تحقیقات کروائی گئی تھیں تو کتنی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف ہوا؟

(د) اس رقم کے خورد برد کے سلسلہ میں متعلقہ ملازمین کے خلاف کیا قانونی اور محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 04-2003 کے دوران سسپنس گرانٹ کی مد میں مبلغ 400 ملین روپے ملے اور تمام رقم خرچ ہوئی۔

(ب) یہ رقم ترقیاتی منصوبوں کی مد میں نہ تھی۔

(ج) مالی سال 04-2003 کا سالانہ آڈٹ ہوا لیکن ابھی تک کسی رقم کے خُورد بُرد کا انکشاف نہ ہوا ہے۔

(د) چونکہ مالی سال 04-2003 کے دوران خُورد بُرد کا ابھی تک کوئی انکشاف نہ ہوا ہے۔ اس لئے ملازمین کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی نہیں کی گئی۔

دریائے سندھ سے ضلع لیہ تک حفاظتی بند کی تعمیر

*8910: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بھکر کے علاقہ کچہ میں دریائے سندھ کے کنارے پر جو بند سیلاب کے بچاؤ کے لئے باندھا گیا تھا اس کی لمبائی کتنی ہے؟

(ب) اس بند پر کتنی لاگت آئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بھکر میں دریائے سندھ کے کنارے تک مکمل بند باندھا گیا ہے جس کی وجہ سے ہر سال سیلاب کی وجہ سے کروڑوں روپے کی فصلوں اور مال مویشی کا نقصان ہوتا ہے؟

(د) کیا حکومت دریائے سندھ کے کنارے ضلع لیہ تک بند باندھنے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے کسانوں کا ہر سال ہونے والا نقصان اور مال مویشی کا ضیاع رک جائے گا؟

(ہ) کیا حکومت نے علاقہ کچہ میں دریائے سندھ پر ضلع لیہ کی حدود تک بند کا سروے کیا ہے اس پر کتنی لاگت آئے گی؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع بھکر میں دریائے سندھ کے کنارے تعمیر شدہ بند کی لمبائی 42000 فٹ ہے۔

(ب) اس بند مع تین عدد سپر کی تعمیر پر مبلغ 213.066 ملین روپے لاگت آئی تھی۔

(ج) ضلع بھکر میں دریائے سندھ کے کنارے تک مکمل بند تعمیر نہیں ہوا جس حد تک بند بنایا گیا تھا وہاں نقصان نہیں ہو رہا۔

(د) ضلع بھکر میں تعمیر شدہ بند سے آگے ضلع لیہ تک بند بنانے کی تجویز زیر کارروائی ہے تاکہ پورے ضلع بھکر کو ہر سال دریائے سندھ سے ہونے والے نقصان کا ازالہ ہو سکے۔

(ہ) ضلع لیہ کی حد تک بند مع سپر بنانے کے لئے سروے کیا گیا ہے۔اس پر مبلغ 851.847 ملین روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

تحصیل پتوکی کے مواضعات میں نہری پانی کی کمی و بندش کا مسئلہ

*8932: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونین کونسل خانکے موڑ تحصیل پتوکی ضلع قصور اور یونین کونسل جمبر کلاں کے موضعات خانکے موڑ، جمبر، کوٹ راجہ اور ٹھٹھی اوتاڑ میں ٹھٹھی مائنر پر نہری پانی کی دستیابی عرصہ دو سال سے گرمیوں میں تقریباً بند ہے اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس کمی کو دور کرنے کے لئے محکمہ کونسے اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ مواضعات کے کسانوں کو واٹر ٹیکس سے مکمل چھوٹ دینے کے لئے محکمہ تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مذکورہ مواضعات ٹھٹھی مائنر سے سیراب ہو رہے ہیں، بعض دفعہ نہر کے اوپر والے حصے میں پانی چوری کی وجہ سے ٹیل پر پانی کی کمی ہو جاتی ہے، جس پر محکمہ نے قواعد کے مطابق تاوان کیسز بنائے ہیں، محکمہ ناجائز پانی چوروں کو لاکھوں روپیہ تاوان ڈال چکا ہے اور محکمہ پولیس کو پرچہ جات بھی دیئے ہیں۔

(ب) نہر کی ٹیلوں پر پہلے ہی آبیانہ 50 فیصد وصول کیا جارہا ہے کیونکہ پانی کبھی کم ہوتا ہے، اس لئے مکمل چھوٹ ممکن نہ ہے۔

کامیاب امیدواران کی بطور "ضلعدار" تقرری، تنخواہ اور ٹریننگ سے متعلقہ تفصیل

*9164: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مئی 2004 میں درخواستیں طلب کر کے اگست/ستمبر 2005 میں محکمہ آبپاشی پنجاب کے چھ کینال زونز میں 74 "ضلعدار" (سکیل 14) بھرتی کی سفارش کی تھی لیکن اڑھائی سال کے پراسس کے باوجود ان کی تقرری نہیں ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ آبپاشی نے احکامات بطور "ضلعدار" کی بجائے "امیدوار ضلعدار" کر کے سولہ ماہ کی تین مراحل پر مشتمل پٹوار ٹریننگ کا پابند کیا ہوا ہے جبکہ رائج الوقت پنجاب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ (ریونیو اسٹیبلشمنٹ پوسٹس) ریکروٹمنٹ رولز 1988 کے تحت ٹریننگ حذف کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوران ٹریننگ "تنخواہ" کی بجائے صرف "گزارا الاؤنس" ملتا ہے، جبکہ تنخواہ روکنے کی متعلقہ رائج الاوقت رولز میں اجازت نہیں ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تیسرے مرحلہ میں غیر ضروری چار ماہ پٹوار ٹریننگ، محکمہ مال کے پٹواری سے بھی لینا ہو گی جو متروک رولز 1943 میں لاگو کی گئی تھی تب دونوں محکمے ضم تھے اور نائب/تحصیلدار و ضلعدار کا ایک دوسرے کی جگہ تبادلہ ہوتا تھا لیکن اب ایسا نہیں ہوتا اس لئے اس ٹریننگ کی ضرورت نہیں ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت کی طرف سے جدید "فلیٹ ریٹ آبیانہ" کے مختصر و سہل نظام کے نفاذ اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے پٹواری کلچر کے خاتمہ کے احسن فیصلہ کے بعد نئے دور کا تقاضا ہے کہ طویل ٹریننگ کو مختصر کر کے ایک سال کی دو مراحل کی ٹریننگ میں بدل دیا جائے تاکہ ضلعداران آؤٹ آف ڈیٹ ٹریننگ میں وقت ضائع کرنے کی بجائے سرکاری خدمات سرانجام دے سکیں؟

(و) اگر درج بالا نکات درست ہیں تو محکمہ ریلیف دینے کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مئی 2004 میں درخواستیں طلب کر کے ستمبر 2005 میں محکمہ آبپاشی کے چھ کینال زونز میں 74 ضلعدار سکیل۔14 میں بھرتی کرنے کی سفارش کی تھی۔

دسمبر 2005 ضلعداران کی تعیناتی کر کے ایکسیئن کینالز کے پاس برائے ٹریننگ پٹوار نہر (6 ماہ) کے لئے بھیجا گیا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلعداران کو محکمہ آبپاشی میں بطور امیدوار ضلعدار تقرری کر کے Manual of Administration Rules کے پیرا 8.13 کے تحت 18 ماہ کے درج ذیل طریق کار کے تحت پابند کیا جاتا ہے۔

1۔ ٹریننگ پٹوار نہر 6 ماہ اس کے بعد پٹوار نہر کا امتحان۔

2۔ پٹوار حلقہ کا کام 6 ماہ اور تکمیل کھتونی اور امتحان ضلعداری 3 پیپر۔

3۔ سول ٹریننگ محکمہ مال 6 ماہ بعد از ٹریننگ محکمہ مال سے سرٹیفکیٹ۔

(ج) یہ درست ہے کہ دوران ٹریننگ ضلعدار کو مروجہ قانون کے تحت گزارا الاؤنس سکیل 14 کی بنیادی تنخواہ دی جاتی ہے۔

(د) درست ہے کہ مروجہ سول سروس رولز 1963 کے تحت ضلعداران کے لئے محکمہ مال سے 6 ماہ ٹریننگ لینا ضروری ہے ان قوانین میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی، یہ ٹریننگ محکمہ میں مال کا ریکارڈ تیار کرنا، محکمہ میں جائیداد کی حفاظت اور زمینداروں کے حق ملکیت کی حفاظت کے لئے بہت ضروری ہے اس لئے جاری رہنی چاہئے۔

(ہ) ضلعدار محکمہ انہار کا ذمہ دار اہلکار ہے جو کہ محکمہ اور اس کے زمینداروں کی جائیداد، حقوق ملکیت اور صحیح حقداران کا تعین کرتا ہے اس لئے اس کی ٹریننگ ضروری ہے اور جاری رہنی چاہئے۔

(و) جیسا کہ مندرجہ بالا سوالات کے جواب میں بیان کیا جا چکا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اگر آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے تو کر سکتی ہیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میں نے ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ اب تحاریک استحقاق لی جاتی ہیں۔ یہ تحریک راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ) کی ہے اور ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 930۔ شیخ اعجاز صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ کل میں نے پڑھ دی تھی اور اس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے وضاحت کرتے ہوئے on the floor of the House اس بات کو admit کیا کہ ہم نے غالباً 6 یا 12 کے قریب بتایا تھا کہ پرنسپل تعینات کئے ہیں جو پہلے لگے ہوئے تھے انہی کو extend کر دیا ہے اور اس کے بعد انہوں نے یہ بھی یہاں پر admit کیا کہ ہم نے مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دو وائس چانسلروں کے کنٹریکٹ میں اضافہ کیا ہے اور وہ بڑے لائق فائق لوگ تھے اور اس

مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے کنٹریکٹ میں توسیع کی ہے۔ میرا تحریک التوائے کار دینے کا مقصد یہ ہے کہ مہنگائی کا ایک طوفان ہے اور لوگ اپنے بچوں کو "برائے فروخت" کا بورڈ لگا کر مارکیٹ میں لے کر آ گئے ہیں۔ موجودہ حکومت کے اتنے زیادہ کارنامے ہیں کہ لوگوں نے باہر اپنے بچوں کو فروخت کرنے کا بورڈ لگایا اور اس پر ظلم یہ ہے کہ آج جو لوگ قطار میں لگے ہوئے ہیں، جو 60 سال یا 55 سال کی عمر میں پہنچ چکے ہیں اور وہ اس بات کے متمنی ہیں یا ان کی یہ خواہش ہے کہ میں نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو یا کسی دیگر ڈیپارٹمنٹ کو ساری عمر serve کیا ہے اور اب میرا بھی موقع آئے گا کہ میں بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کو head کر سکوں گا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جب جواب دیا کہ ان کی ذہانت اور فطانت کے بل بوتے پر ان کے کنٹریکٹ میں ہم نے توسیع دی ہے تو میں موجودہ حکومت سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا جو لوگ (ق) میں ہیں، جن کا حق بنتا ہے اور جو پچاس سالوں سے اپنے اداروں کو serve کر رہے ہیں کیا وہ سارے لوگ نالائق ہیں؟ کیا ان کے پاس ذہانت اور تجربے کی کمی ہے؟ کہ ہم out of turn ان کو کنٹریکٹ basis پر توسیع دیتے جا رہے ہیں۔ میرا خیال ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی یہاں سے غائب ہیں اور ایجوکیشن منسٹر بھی نہیں ہیں تو اس کو کل تک کے لئے pending کر لیں تاکہ وہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک بھی شیخ اعجاز صاحب کی 931 ہے۔ جی، شیخ صاحب!

کریسنٹ شوگر ملز انتظامیہ کا محنت کشوں پر تشدد

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 931 ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومت نے 07-2006 کے بجٹ میں محنت کشوں کی کم از کم تنخواہ تین سے بڑھا کر چار ہزار کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس اعلان کے بعد مختلف صنعتی اداروں نے وقتاً فوقتاً اس اعلان پر عملدرآمد کرنا شروع کیا مگر کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد کے محنت کش اس اضافے سے محروم رہے اور انھوں نے اپنے حق کی خاطر کرشنگ سیزن کے آغاز پر تنخواہوں میں اضافہ کا مطالبہ کیا اور اس مقصد کے لئے ایک پر امن جلوس نکالا مگر مذکورہ ملز انتظامیہ

نے پرامن جلوس میں شامل محنت کشوں پر نہ صرف تشدد کیا بلکہ انہیں ملازمت سے ہی فارغ کر دیا۔ کریسنٹ شوگر ملز کی انتظامیہ کی جانب سے محنت کشوں کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرنے، محنت کشوں پر تشدد کرنے اور پھر انہیں ملازمت سے برطرف کرنے پر متاثرہ محنت کشوں اور ان کے اہلخانہ میں اور بالخصوص صوبہ بھر کے محنت کشوں میں بالعموم شدید اضطراب اور غم وغصہ کی لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت وافرادی قوت: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں معزز ممبر نے کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد سے متعلق کم از کم اجرت کے نوٹیفکیشن کے مطابق کارکنان کو عدم ادائیگی اجرت، کچھ کارکنان کو ملازمت سے فارغ کرنے اور حالیہ کرشنگ سیزن کے آغاز پر ملز انتظامیہ کی جانب سے محنت کشوں پر تشدد کے واقعات کی نشاندہی کی ہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ فیصل آباد کریسنٹ شوگر ملز میں پیدا شدہ صورتحال اور مزدوروں کے معاملات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ گنے کے کرشنگ سیزن کے آغاز پر ملز انتظامیہ نے 87 کارکنان کو سابق روایت کے برعکس retention staff کے طور پر مراعات دینے سے معذوری ظاہر کی اور انہیں بطور سیزنل ورکرز ڈیوٹی پر لینے کا فیصلہ کیا۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! اس پر چودہ کارکنان نے ڈیوٹی پر رپورٹ کر دی اور 73 کارکنوں نے انتظامیہ کے اس فیصلے کے خلاف احتجاج کیا، دوران احتجاج کارکنان پر تشدد کے واقعات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہے۔ مزدوروں کا احتجاج پرامن تھا جو کہ بعد ازاں محکمہ کی مداخلت اور ملز انتظامیہ کی اس یقین دہانی کے بعد ان کے خلاف کوئی انتقامی یا غیر قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی retention staff کارکنان کی وہ قسم ہے جس کو ملز انتظامیہ روایتاً آف سیزن کے عرصہ کی نصف تنخواہ سیزن کے آغاز پر ادا کرتی ہے۔ ملز انتظامیہ کا مؤقف ہے کہ اب انہی کارکنان کو بطور retention staff رکھنے کی ضرورت نہ رہی ہے۔ 73 کارکنان نے انتظامیہ کے اس فیصلے کو لیبر کورٹ نمبر 4 فیصل آباد میں چیلنج کیا، معزز عدالت نے اپنے حکم مورخہ 06-12-02 کے ذریعے ان کارکنان کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے ملز انتظامیہ کو ہدایت جاری کی کہ پٹیشنرز کو بطور ورکرز

ڈیوٹی پر رکھا جائے۔ لیبر کورٹ نمبر 4 فیصل آباد کے حکم کی روشنی میں 38 کارکنان نے بطور سیزنل ورکرز کریسنٹ شوگر ملز میں ڈیوٹی join کر لی ہے مگر ان میں سے 28 کارکنان نے واجبات ریٹننشن ویجز اور بقایا تنخواہ کے مقدمات اتھارٹی پے منٹ آف ویجز ایکٹ 1936 کے تحت فیصل آباد میں دائر کئے ہیں جس میں آئندہ پیشی 12-03-07 مقرر ہے۔ 22 کارکنان کو ملز انتظامیہ نے ڈیوٹی پر لینے کی بجائے بقیہ واجبات وصول کرنے کو کہا جس پر یہ ورکرز دوبارہ لیبر کورٹ میں چلے گئے اور ان کے کیس وہاں زیر التواء ہیں، جن میں آئندہ پیشی اور مزید یہ کہ تین کارکنان نے ملز سے اپنے واجبات وصول کر لئے ہیں اور ملازمت سے فارغ ہو گئے ہیں جبکہ بقیہ 10 کارکنان نے تاحال نہ کوئی ڈیوٹی join کی ہے اور واجبات کی وصولی کے لئے درخواست دی ہے اور نہ ہی دوبارہ عدالت سے رجوع کیا ہے۔ کم از کم اجرتوں کے نوٹیفکیشن کو ماہ اکتوبر 2006 میں یکم جولائی 2006 سے نافذ کر دیا گیا ہے جس پر ملز انتظامیہ عملدرآمد کر رہی ہے اور یہ کہ یکم جولائی 2006 سے اکتوبر 2006 تک اضافہ کی حد تک بقایا جات کی ادائیگی بھی کی جا چکی ہے۔

مندرجہ بالا گزارشات کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ محکمہ محنت کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد کے کارکنان کی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کے جائز حقوق کے تحفظ کے لئے سرگرداں ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب کو جو پڑھا پڑھایا جواب موصول ہوا اور ڈیپارٹمنٹ نے ان کو جو لکھ کر بھجوا دیا ہے اور رٹا رٹایا جو یہاں پر جواب انھوں نے پڑھ کر سنا دیا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ ڈیپارٹمنٹ اور موجودہ گورنمنٹ کا محنت کشوں کے ساتھ جو concern ہے، جو ہم اخبارات کے اندر کروڑوں روپے کے ماڈلنگ کے اشتہار دیتے رہتے ہیں کہ ہم اس مسئلے کو حل کر رہے ہیں، یہ پڑھا لکھا پنجاب ہے، اس دن بھی آپ نے یہاں ملاحظہ کیا تھا کہ ٹریژری بنچوں سے بے شمار دوستوں نے یہ شکایت کی کہ ہمارے علاقے میں یہ معاملات ہیں۔ دستی صاحب نے کل یہاں پر جو ایک مسئلہ اٹھایا وہ بھی اسی سے متعلق تھا کہ ڈیپارٹمنٹ کے جو آفیسرز ہیں، جو محنت کشوں کے ساتھ اور وزراء کے ساتھ کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین! میری گزارش یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو ملز انتظامیہ ہے یا کریسنٹ شوگر ملز ہے، نہ تو میری ان کے ساتھ کوئی ذاتی رنجش ہے، نہ منسٹر صاحب کی یہ اپنی ذاتی ملز ہے، بات تو یہ ہے کہ ہم لوگ جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر یہاں پر بیٹھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پنجاب اسمبلی کے اندر اگر کسی ملز ادارے یا صوبہ کے اندر یا صوبہ کے کسی شہر میں کوئی ظلم کسی پر بھی روا رکھا جاتا ہے تو اس کی بات کرنا ہمارا اولین فرض ہے۔ میں نے اس تحریک التوائے کار کو یہاں پر اسمبلی میں اس لئے جمع کروایا تھا تاکہ جو غریب، محنت کش لوگ ہیں ان کا کچھ بن جائے۔ منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں خود اس بات کو تسلیم کیا ہے، آپ اندازہ کریں کہ ان کو جب تنخواہیں نہیں ملیں، جب ان کے بچے بھوکے مرنے لگے، ان کے گھروں کے چولہے بجھ گئے تو انھوں نے پھر وہ احتجاج کا راستہ اختیار کیا، وہ احتجاج جو آج پاکستان کے کوچے کوچے میں ہو رہا ہے، وہ احتجاج کرتے ہوئے روڈ کے اوپر آئے، انھوں نے روڈ بلاک کی، وہاں پر انتظامیہ آئی، پولیس آئی، انھوں نے ان سے وعدہ کیا اور بائیس کارکنان جو ہیں، ابھی ارشد محمود بگو صاحب نے ایک مسئلہ اپنے سوال میں اٹھایا تھا کہ سپریم کورٹ تک 1993 سے لے کر 2006 تک لوگوں نے کیس لڑا اور اس کے باوجود پھر جو ترقیاں دی گئیں ان میں اپنی من مانیاں کی گئیں۔ اب آپ اندازہ کریں کہ اگر حق لینے کے لئے ہمیں عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑیں، اگر ہمیں حق لینے کے لئے روڈز بلاک کرنی پڑیں تو پھر یہ جو پنجاب اسمبلی کا ایوان ہے اس کا اس میں کیا کردار ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ بائیس کارکنان کا انھوں نے کہا ہے کہ وہ نہ تو اپنی تنخواہیں لینے آئے ہیں اور نہ ہی انھوں نے کسی کورٹ سے رجوع کیا ہے یعنی ہم انتظار کر رہے ہیں کہ وہ بائیس کارکنان اب ملز مالک کے گلے پڑیں، وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو یا وہ کسی سے پیسے ادھار لے کر وکیل کو ہائر کریں، پھر وہ کورٹ میں جائیں تو پھر ان کو وہ حق ملے گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے یا تو جو متعلقہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کے سپرد کیا جائے یا فیصل آباد کے جو تین چار اراکین ہیں، ٹریژری بنچز میں سے بھی دو لے لیں ان کے سپرد کیا جائے۔ اس پر ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے تاکہ جن لوگوں کے ساتھ یہ ظلم روا رکھا جا رہا ہے ان کی دادرسی ہو سکے۔ اس کو ایسے نہ جانے دیا جائے کہ پندرہ بندے کورٹ میں چلے گئے ہیں، تین کو تنخواہیں مل گئی ہیں، بائیس ابھی تک حق لینے کے انتظار میں ہیں۔ ایک غریب آدمی میں کس طرح یہ سکت ہے کہ وہ بیچارہ ہزاروں روپے فیس دے کر اپنی ایک جائز تنخواہ واپس لینے کے لئے جائے۔ یہ بہت بڑا ظلم اور

زیادتی ہے۔ منسٹر صاحب کا جو جواب ہے اس سے نہ تو میں مطمئن ہوں اور نہ ہی یہ ہاؤس۔ میری یہ گزارش ہے کہ یا تو اس پر سپیشل کمیٹی بنائیں کیونکہ یہ کوئی حکومت کے خلاف تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے اس نے یہ زیادتی کی ہے تو لیبر ڈیپارٹمنٹ اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ مل کر اس کا مسئلہ حل کروائیں۔

جناب چیئرمین: جی، رانا قاسم نون صاحب! آپ اس پر کیا فرمائیں گے؟

وزیر محنت وافرادی قوت: جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ فاضل ممبر کی کم علمی پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ بات کریسنٹ شوگر ملز کی ہو رہی ہے تو یہ چلے گئے ہیں، پڑھا لکھا پنجاب، ہمارا خواب، دستی صاحب کا ریفرنس quote کر رہے ہیں۔ ان کی اگر کم علمی ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ He should improve himself دوسری بات یہ ہے کہ 78 بندے retention workers تھے، جو سیزنل ورکرز ہوا کرتے ہیں۔ ملز انتظامیہ کے ساتھ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے مذاکرات کر کے دوبارہ ان کو وہاں پر adjust کرایا۔ جن میں سے 38 ورکرز واپس نہیں آئے۔ ان میں سے 22 کا کیس لیبر ڈیپارٹمنٹ نے facilitate کر کے لیبر کورٹ نمبر 4 فیصل آباد میں اپیل دائر کی، میں نے جس کے بارے میں فاضل ممبر کو مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ کسی صورت میں بھی مطمئن نہیں ہوتے۔ پتا نہیں ان کا مل انتظامیہ سے کوئی ذاتی طور پر جھگڑا ہے۔ بہر حال لیبر ڈیپارٹمنٹ نے اس حوالے سے اپنے فرائض بھرپور انداز سے سرانجام دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو آپ وزیر صاحب کے ساتھ ان کے چیمبر میں میٹنگ کر لیں۔

وزیر محنت وافرادی قوت: جناب والا! یہ میرے چیمبر میں آجائیں میں انھیں اچھی طرح مطمئن کروں گا۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ وزیر صاحب کو ان کے چیمبر میں ملیں۔ وہاں یہ لیبر ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ افسران کو بلوا لیں گے۔ آپ ان کے ساتھ میٹنگ کریں اور پھر اس کی رپورٹ وزیر صاحب ایک ہفتے کے اندر اندر ایوان میں پیش کریں گے۔ اس وقت تک اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 932، رانا مشہود احمد خان صاحب کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

رنگ روڈ کو گلشن راوی سے گزارنے کے باعث ملحقہ آبادیوں میں کاروبار زندگی کا متاثر ہونا

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور رنگ روڈ کے اصل منصوبہ کو نظر انداز کر کے اس کا رخ موڑ کر اسے گلشن راوی کے بیچوں بیچ مین روڈ سے گزارا جا رہا ہے۔ جس کے تباہ کن اثرات اس کے باسیوں پر قیامت ڈھانے والے ہیں۔ اس کی تفصیلات نے ہر کسی کے اوسان خطا اور نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ یہ تفصیلات کئی ماہ سے اخبارات میں بھی آ رہی ہیں۔ اس ترمیم شدہ نقشہ رنگ روڈ کی وجہ سے گلشن راوی مین روڈ پر واقع مکانات ہی زد میں نہیں آئیں گے بلکہ پوری سکیم اور اس سے ملحقہ بے شمار چھوٹی بڑی آبادیاں جس بری طرح سے متاثر ہوں گی وہ بیان کے قابل نہ ہیں۔ مین روڈ کو دونوں اطراف سے چوڑا کرنے کے لئے چالیس چالیس فٹ جگہ لی جائے گی اور سڑک کو چار فٹ اونچا کرنے کے بعد اس کے اوپر چار فٹ کی باڑ لگائی جائے گی یوں یہ سکیم دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کا دوسرے حصے سے رابطہ منقطع ہو جائے گا۔ اس کی وجہ سے اس علاقہ کے طالب علموں، مریضوں اور اس کے رہائشیوں کے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ خاص کر سکیم کے کاروباری مرکز (مون مارکیٹ) تک رسائی بلاک اے، ایف، جی، ایچ اور جے کے مکینوں کو یکسر ختم ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ بنیادی سہولیات (بجلی، سوئی گیس، ٹیلیفون، سیوریج، واٹر سپلائی) کا موجودہ نظام درہم برہم کر کے ان کے از سر نو تعمیرات پر اربوں روپے کا اضافی بوجھ حکومت کو برداشت کرنا ہو گا جو کہ عوامی سرمایہ کے ضیاع کا مؤجب ہو گا۔ سیر و تفریح اور بچوں کے کھیل کود کے لئے موجود میدان اور پارک سکڑ کر چھوٹے ہو جائیں گے اور سڑک کے دوسری طرف کے بچوں کو اس سہولت سے محروم ہونا پڑے گا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب چیئرمین! رنگ روڈ کا موجودہ نقشہ ترمیم شدہ نہ ہے بلکہ حکومت پنجاب کا منظور کردہ نقشہ یہی ہے۔ اس کے مطابق رنگ روڈ کو گلشن راوی کے

درمیان میں سے گزارا جائے گا۔ سڑک کا مذکورہ حصہ آخری پیکیج ہے جو کہ منصوبہ کے phase-II میں رکھا گیا ہے۔ فی الحال اس کا ڈیزائن اور تفصیلات تیار نہ ہوئی ہیں تاہم یہ بات درست نہ ہے کہ سڑک کی تعمیر سے پوری گلشن راوی سکیم اور ملحقہ چھوٹی بڑی آبادیاں متاثر ہوں گی۔ رنگ روڈ کا یہ حصہ گلشن راوی کے مین روڈ سے گزرے گا جس کی لمبائی تقریباً 2.5 کلومیٹر ہے۔ سڑک کے دونوں اطراف سروس روڈ تعمیر کی جائے گی جو کہ دونوں طرف کی آبادیوں کو آمدورفت کی بہترین سہولت مہیا کرے گی۔ جہاں تک بنیادی سہولتوں کے نظام کا معاملہ ہے تو وہ بالکل درہم برہم نہ ہوں گی کیونکہ ان پراجیکٹس میں جہاں بنیادی سہولتوں میں تبدیلی درکار ہوتی ہے وہاں متعلقہ محکموں کو پہلے ہی ادائیگی کر دی جاتی ہے جو کہ نئی سروس مہیا کرنے کے بعد پرانی سروس کو منقطع کرتے ہیں۔ اس طرح صارفین کو کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ کاروباری مرکز مون مارکیٹ تک رسائی میں بھی کوئی دشواری نہ ہوگی کیونکہ سڑک کے دونوں ends پر وسیع inter change تعمیر کئے جا رہے ہیں جہاں سے ہر دو طرف رسائی کے لئے نہایت سہل راستے مہیا ہوں گے۔

جناب چیئرمین! ان کی تحریک التوائے کار کچھ مفروضوں پر مشتمل تھی، غلط اطلاعات پر انھوں نے یہ تحریک دی ہے جبکہ اصل صورتحال ایسی نہ ہے لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک بہترین پراجیکٹ ہے جسے مکمل survey کے بعد launch کیا گیا ہے۔ جب سیکنڈ فیز میں اس کا ڈیزائن تیار ہوگا تو ہم علاقے کے مکینوں اور عوام کو کسی صورت بھی مسائل کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ رنگ روڈ کا مسئلہ پورے شہر کے لئے کافی وبال کا سبب بنا ہوا ہے۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ وہی نقشہ ہے جسے حکومت پنجاب نے منظور کیا ہے۔ اب حکومت پنجاب تو ہر دفعہ نیا نقشہ منظور کر لیتی ہے۔ اس رنگ روڈ کی جو original planning تھی اس کے مطابق اسے نہیں بنایا جا رہا بلکہ مختلف علاقوں میں قبضہ مافیا کو benefit دینے کے لئے پہلے زمینیں خریدی جاتی ہیں اور اس کے بعد رنگ روڈ کا نقشہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر اس آبادی گلشن راوی کے درمیان سے رنگ روڈ گزرے گی تو یہ آبادی تقسیم ہو کر رہ جائے گی۔ رنگ روڈ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے اوپر گزشتہ ایک سال سے کافی hue and cry ہو رہی ہے۔ میری استدعا ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو in order قرار دیتے ہوئے اس معاملے پر دو گھنٹے وقت مختص فرما دیں تاکہ لاہور سے تعلق رکھنے

والے معزز ممبران خواہ ان کا تعلق حکومتی بنچز سے ہو یا اپوزیشن سے وہ اس پر بات کر سکیں۔ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ حکومت وقت نے لاہور میں اپنا ایک قبضہ مافیا بنایا ہوا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ پورے لاہور کے جتنے موضاجات ہیں ان کے تمام پٹواری سروں پر اپنے بستے اٹھا کر روزانہ شام کو گلبرگ میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہاں پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سا رقبہ کس کے پاس ہے اور وہ کیسے حاصل کرنا ہے۔ ایک جرمن کمپنی Metro Cash and Carry کو یہ بند روڈ پر 120 کینال اراضی اونے پونے داموں میں دے رہے ہیں۔ نہ صرف یہ غیر ملکی کمپنیوں کو benefit دے رہے ہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنے پرائیویٹ کاروبار، import & export کے کاروبار میں اضافہ چاہتے ہیں۔ یہ ہر قیمت پر لاہور کے شہریوں سے ارد گرد کی زمینیں جو کہ کافی مہنگی ہو گئی ہیں قبضہ مافیا کے ذریعے چھیننا چاہتے ہیں۔ یہ snatching کر رہے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔ انھوں نے یہ جو طوطا کہانی ابھی یہاں پڑھی ہے، جو کچھ ان کو لکھ کر بھیج دیا گیا ہے وہی انھوں نے یہاں پر پڑھ دیا ہے جس میں کوئی وزن نہیں ہے۔ رنگ روڈ قطعی طور پر اس original نقشے کے مطابق نہیں بن رہی جو کہ پہلے رنگ روڈ کے لئے بنا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے رنگ روڈ کے نقشے میں کوئی تبدیلی نہیں کی میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انھوں نے ترمیم کی ہے۔ یہ categorically اس بات کو deny کریں۔ ایک بار نہیں بلکہ انھوں نے تو کئی بار اس رنگ روڈ کے نقشے میں ترامیم کی ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئر مین! مجھے رانا صاحب سے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ بھی اتنے irrelevant جائیں گے۔ یہ گلشن راوی کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار آئی ہے جبکہ یہ گھومتے گھماتے، سیر کرتے کرتے گلبرگ پہنچ گئے ہیں۔ اس کے بعد پھر ایک foreign company کا ذکر کر دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ categorically اس کو deny کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: رانا صاحب! میں نے آپ کی بات تحمل سے سنی ہے لہذا میں توقع کرتا ہوں کہ آپ بھی سنیں گے۔ رانا مشہود صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار رنگ روڈ کے ایک مخصوص حصے کے بارے میں دی ہے، جس کے متعلق میں نے گزارش کر دی ہے۔ انھوں نے مفروضوں پر نشاندہی کی ہے۔ اب چونکہ رانا صاحب نے یہ بات کر دی ہے کہ اس کا پہلے بھی کوئی

نقشہ منظور ہوا تھااور اب اس میں کوئی ترمیم کی گئی ہے تو میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ یہ بالکل غلط بات ہے۔اس سے پہلے نقشہ بنااور نہ ہی کبھی کوئی ترمیم ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ نقشہ تبدیل کیا گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! تبدیل تو اس کو کیا جاتا ہے جو پہلے چیز بنی ہو۔یہ نقشہ ہم نے ہی بنایا ہے اور اس سے پہلے کبھی نقشہ بنا ہی نہیں ہے۔میں یہاں on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہ نقشہ اس سے پہلے کبھی نہیں بنا۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ تو ایک مخصوص حصے کی بات کر رہے ہیں جبکہ ہم نے کسی مخصوص حصے کی نشاندہی نہیں کی ہے۔ہم تو رنگ روڈ کے نقشے میں تبدیلی کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں تو اس تحریک التوائے کار کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے جواب دے رہا ہوں۔میں نے عرض کیا ہے کہ اس حصے کا نقشہ پہلے کبھی تیار نہیں کیا گیا۔ تحریک التوائے کار میں جس حصے کا ذکر کیا گیا ہے اس وقت اسی کے بارے میں بات ہو گی اور میں اسی کے بارے میں جواب دے رہا ہوں۔اب چونکہ رانا صاحب نے پوچھا ہے تو عرض کرتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ پہلے جو نقشہ بنا تھا اس میں ترمیم کی گئی ہے۔میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اس سے پہلے کوئی نقشہ نہیں بنا تھا۔ہمیشہ رنگ روڈ کی باتیں ہوتی رہی ہیں، ہر حکومت آتی رہی ہے اور اپنی خواہشات و عزائم کا اظہار کرتی رہی ہے لیکن ان کو کبھی حوصلہ نہیں ہوا، وہ کبھی financial management کر ہی نہیں پائی۔ ان کی project management کی capacity نہیں تھی۔یہ موجودہ حکومت نے پہلی دفعہ بنایا ہے اور اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے۔جو بنایا ہے اسے finalize کیا ہے پھر اس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی۔لہذا میں استدعا کرتا ہوں کہ انھوں نے نشاندہی کرنی تھی جو کر دی اب اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ہمارے پاس پہلے نقشے کی کاپی موجود ہے۔انھوں نے اس میں ترمیم کی ہے۔

وزیر محنت و افرادی قوت: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بڑی سیر حاصل گفتگو کی اور اس میں مائیکرو کے حوالے سے بات کی ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: مائیکرو نہیں میٹرو ہے۔

وزیر محنت وافرادی قوت: یہ تو خوش آئند بات ہے کہ ملک میں foreign investment آئی ہے۔ پہلی دفعہ ایگریکلچر مارکیٹنگ کو international recognition ملی ہے۔ مارکیٹ کے حوالے سے پرائیویٹ پبلک کا concept ہے کہ راوی لنک روڈ ایشیا کی سب سے بڑی منڈی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ سٹور بنا ہے اور یہاں سے ہماری زرعی پیداوار ملک سے باہر جائے گی اور ہم foreign exchange کمائیں گے۔ یہ بے جا تنقید فرما رہے ہیں ان کو تو appreciate کرنا چاہئے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! آپ اس بات کا اندازہ کریں یہ کہتے ہیں کہ foreign investment آ رہی ہے۔ یہ foreign investment نہیں آ رہی بلکہ یہ تو ایسٹ انڈیا کمپنی لا رہے ہیں۔ یہ تو ملک کو ملٹی نیشنل کمپنیز کو بیچنا چاہتے ہیں اور اس ملک کے لوگوں کو گروی رکھنا چاہتے ہیں بلکہ گروی رکھ رہے ہیں۔ یہ 120 کنال کے نوٹیفکیشن کی کاپی میرے پاس ہے۔ انھوں نے ہائی کورٹ میں بیان دیا کہ ہم اس رقبے کو notify کرنے سے پہلے اس کے ریٹ کے متعلق بات سنیں گے۔ ہائی کورٹ میں بیان دینے کے 48 گھنٹے بعد انھوں نے نوٹیفکیشن کر دیا۔ میٹرو کیش اینڈ کیری جرمن کی کمپنی کے لئے 120 کنال کا نوٹیفکیشن کیا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور کمپنی نے 40 کنال کی جگہ 37 کروڑ روپے میں خریدی ہے لیکن یہ ان سے 120 کنال زمین صرف 18 کروڑ روپے میں لے رہے ہیں۔ جن کی وہ زمین ہے انھیں تو کچھ نہیں دے رہے۔ انھیں تو اصل قیمت بھی ادا نہیں کر رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان حکمرانوں کے ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ساتھ ذاتی مفادات ہیں۔ ان کی اپنی ذاتی ایکسپورٹ امپورٹ چل رہی ہے۔ اگر یہ زمین کے مالکان کو اصل قیمت دیں پھر تو ٹھیک ہے کہ foreign investment آ رہی ہے لیکن یہ تو یہاں کے لوگوں سے ہر چیز snatch کر کے foreign companies کو دے رہے ہیں۔ یہ نقشہ میرے پاس ہے یہ بابو صابو کا انٹر چینج ختم کر کے گلشن راوی کے درمیان سے گزار رہے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے نقشہ تبدیل نہیں کیا لیکن ہمارے پاس ثبوت ہے۔ یہ تو پورے لاہور شہر کے ساتھ فراڈ کر رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، تشریف رکھیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب چیئر مین! یہاں پر منسٹر صاحب نے بات کی ہے میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں لیکن میری ان سے گزارش ہے کہ کچھ خود بھی دیکھ لیا کریں۔ محکمہ جو انھیں put کرتا ہے وہی آکر اسمبلی میں ناں کہہ دیا کریں۔ وہ بات نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن میں کر دیتا ہوں کہ رنگ روڈ کے اصل نقشے کی میاں شہباز شریف صاحب کے دور میں منظوری ہوئی تھی اصل نقشہ alignment recommended by Army authorities and LDA/ TEPA اس وقت باقاعدہ یہ recommend ہو گیا تھا لیکن طرفہ تماشا یہ ہے کہ میں نے پوری دنیا کے اندر study کیا ہے 2000 سے زیادہ رنگ روڈ ہیں اور کوئی ایک رنگ روڈ بھی ایسی نہیں ہے جو کسی شہر کے اندر سے گزرتی ہو۔ رنگ روڈ ہمیشہ وہ ہوتی ہے جو شہر کے ارد گرد گزرتی ہے تاکہ ٹریفک کو کنٹرول کیا جا سکے۔ یہاں پر صرف کھانے کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے۔ اس پر اربوں روپیہ لگ رہا ہے انھوں نے گوادر کے بعد دوسرا بڑا پراجیکٹ رنگ روڈ کا پراجیکٹ بنا دیا ہے۔ جب یہ رنگ روڈ شروع کی گئی تھی اب اس مالیت سے کئی سو گنا زیادہ پیسا اس کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔ اس وقت حال یہ ہے کہ اس رنگ روڈ کو 18 فیز ز میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر فیز کا خرچہ 5- ارب کے قریب قریب جا رہا ہے۔ ہاؤس کے اندر بات کی گئی کہ نقشہ بنا ہی پہلی دفعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ تاریخ اور ریکارڈ گواہ ہے اور ان کی اپنی حکومت کے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ جب اس رنگ روڈ کا نقشہ بنا تھا اس میں پورے لاہور کو cover کیا جا رہا تھا۔ یہ رنگ روڈ پورے لاہور کے گرد تھی لیکن اب جو اس رنگ روڈ کا انٹر چینج گلشن راوی سے گزار رہے ہیں یہ 90 کے angle پر بن رہے ہیں۔ یہ تو ٹریفک کے حساب سے بھی feasible نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں سے گلشن راوی کا انٹر چینج دے رہے ہیں وہاں پر لاہور کی سیوریج کے بڑے ڈسپوزایبل یونٹس موجود ہیں اور ان کے لئے جاپان اور ورلڈ بنک نے funding کی ہوئی ہے۔ ان کے objections موجود ہیں کیونکہ ایک انٹر چینج کے لئے 600 فٹ جگہ چاہئے ہوتی ہے۔ اگر گلشن راوی کا انٹر چینج بناتے ہیں تو وہ ڈسپوزایبل یونٹ متاثر ہوتے ہیں اور اس کی کہیں دوسری جگہ نہیں ہے۔ حکومت تو ہم سے بات کرتی نہیں ہے ہم نے اخباروں اور ہر جگہ جا کر بات کی کہ آپ کے پاس alternate plans بھی موجود ہیں اور جو original plan ہے جس کے اندر پورا لاہور cover ہوتا ہے۔ اگر آپ گلشن راوی کا دیکھیں تو اس کے بعد بابو صابو آتا ہے۔ بابو صابو کا انٹر چینج اصل نقشے میں تھا لیکن گلشن راوی کا نہیں تھا۔ اس کے بعد وہ آگے ایڈن سوسائٹی، سپیریئر

کورٹس، محافظ ٹاؤن، ای ایم ای اور باقی سارے علاقے کو cover کرتا تھا لیکن جو نیا نقشہ ہے اس کے اندر انھوں نے اسے گلشن راوی سے اندر کیا ہے پھر سمن آباد، سمن آباد سے شمع انٹرچینج بنا رہے ہیں۔آپ دیکھیں کہ فیروزپور روڈ پر پہلے ہی اتنی ٹریفک ہے اور یہ اسے کلمہ چوک اتار رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ ابھی چلیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ وہاں پر اس وقت بھی آدھ آدھ، پون پون گھنٹہ ٹریفک بلاک رہتی ہے۔ان کے اپنے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں بٹھاکر بات کرائیں تو اس میں آپ کو یہ سارا کچھ نظر آئے گا کہ یہ تو ویسے بھی feasible نہیں ہے چونکہ گلشن راوی کی ڈبل روڈ کے نیچے سیوریج پائپ ہے۔ان کی اپنی رپورٹ موجود ہے کہ اس کے اوپر support نہیں دی جا سکتی۔یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے۔اس روڈ پر لاکھوں لوگوں کے گھر ہیں۔گلشن راوی لاہور کی واحد سکیم ہے جس کے اندر سب سے زیادہ سکولز ہیں۔یہ تو سوسائٹی کے سارے fabric کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا جبکہ ان کے پاس substitute موجود ہے۔یہ اصل رنگ روڈ کے مطابق نہیں بنا رہے۔اگر آپ رنگ روڈ کا مطلب بھی دیکھیں تو رنگ کا مطلب رنگ ہونا چاہئے ڈی نہیں ہونا چاہئے۔انھوں نے تو آکر نئے نئے کام شروع کر دیئے ہیں اور اصل نقشے کو پیچھے پھینک دیا ہے۔چونکہ اس میں کھانے پینے کا مسئلہ ہے اس لئے یہ بار بار اس پر آ رہے ہیں۔لہذا میری استدعا ہے کہ اسے باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ جو تحریک التوائے کار ہے اگر اسے دیکھیں تو بالکل واضح طور پر ہے۔رانا مشہود صاحب نے فرمایا ہے کہ نقشہ تبدیل کر دیا گیا ہے۔چودھری صاحب categorically فرما رہے ہیں کہ نقشہ تبدیل نہیں کیا گیا۔تو بات وہی ہوگی جو متعلقہ منسٹر کہہ رہے ہیں کہ نقشہ تبدیل نہیں کیا۔اب انھوں نے ہاتھ میں ایک نقشہ اٹھایا ہوا ہے جو سابقہ حکومت کے وقت کا ہے۔وہ اصل نقشہ اسے تصور کرتے ہیں۔حالانکہ وہ اصل نہیں ہے بلکہ اصل وہی ہے جس پر موجودہ حکومت نے اس پراجیکٹ کا آغاز کرنا ہے۔اگر کسی سابق حکومت کے دور میں کوئی پلاننگ ہوئی ہو لیکن اس پر implementation نہ ہوئی ہو تو اس کو اصل نقشہ

consider نہیں کیا جائے گا۔ اصل وہی ہو گا جو موجودہ حکومت نے بنایا ہے اور جس پر عملدرآمد شروع ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ confusion ختم ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا تھا کہ میرے بھائیوں کا لاہور سے تعلق ہے۔ یہ مفروضوں پر بات نہ کریں۔ اصولی طور پر طریق کار یہ ہے کہ یہ متعلقہ منسٹر کے ساتھ بیٹھ جائیں اور رنگ روڈ کے پورے منصوبے پر بریفنگ لیں اور اپنے تحفظات ان کو بتائیں پھر آگے چلیں۔ چونکہ وہ خود admit کر رہے ہیں کہ ان کے پاس پوری معلومات نہیں ہیں۔ انھوں نے ایک سابقہ نقشہ اٹھایا ہوا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ یہی اصل نقشہ ہے۔ وہ نقشہ نہیں ہے۔ اصل نقشہ وہی ہو گا جو موجودہ حکومت بنائے گی اور جس پر implement کرے گی کیونکہ This is the prorogative of the government جس نے یہ کام شروع کرنا ہے اصل نقشہ تو ان کا ہونا ہے۔ اب کسی نے کسی وقت پلاننگ کی تھی تو اسے اصل نقشہ بنالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر قطعی طور پر درست نہ ہے۔ اگر ان کے کوئی تحفظات ہیں تو متعلقہ منسٹر کے ساتھ بیٹھیں اس کی پوری بریفنگ لیں پھر اپنے تحفظات سامنے لائیں انشاء اللہ تعالیٰ حکومت ان تحفظات کو دور کرنے کی کوشش کرے گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست رانا مشہود صاحب میرے پاس تشریف لے آئیں یا جہاں کہیں میں ان کو ملنے کے لئے تیار ہوں۔ ان کی معلومات میں تھوڑی سی کمی ہے میں ساری بات ان کے سامنے کر دوں گا۔ ہم اپنے اس شہر لاہور کو جو پنجاب کا دل ہے اور اس کے شہریوں کو کبھی بھی تکلیف نہیں دے سکتے۔ ہم تو ان کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ میں تمام سروسز کے بارے میں ان کو بریفنگ دوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ بہترین پراجیکٹ بنے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! راجہ صاحب نے جو بات کی ہے کہ اصل نقشہ تو وہی ہو گا جو اس گورنمنٹ کا ہو گا۔ بات یہ ہے کہ شہروں اور اس قسم کی شاہراؤں کی پلاننگ کسی base پر ہوتی ہے یعنی وہ government basis پر نہیں ہوتی۔ اگر ایک پلاننگ ایک زمانے میں ہوئی ہے تو اس سے پہلے اس کی study ہوئی ہے اس کے بعد وہ پلاننگ فائنل ہو گئی ہے تو اس کے بعد اس پلاننگ کو تبدیل کرنے کے لئے بھی کوئی مواد چاہئے۔ حکومت ایک پلاننگ کو صرف اس لئے تبدیل نہیں

کر سکتی کہ چونکہ یہ پلاننگ پچھلی حکومت کی تھی لہذا ہم نے اس پر عمل نہیں کرنا اور ہم نے بغیر سوچے سمجھے اس میں تبدیلی کرنی ہے۔ دوسری یہ بات ہے کہ یہ جو وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ ہمارے پاس آ جائیں اور وہاں پر بیٹھ کر بات کریں۔ انہوں نے جو بتایا ہے کہ اس کے 18 phases ہیں۔ یہ جوان محلوں میں سے گزاریں گے اس کے بعد پھر لوگوں کے گھر آئیں گے، لوگوں کی دکانیں آئیں گی اور مارکیٹیں آئیں گی پھر اس کے بعد compensation کا سلسلہ شروع ہو گا اور یہ منصوبہ کوئی ایک کھرب کے لگ بھگ ہے یہ 100۔ارب سے اوپر cost کرے گا تو کس کو cost کرے گا۔ اس صوبے کو cost کرے گا اس پورے ہاؤس کو cost کرے گا یہ صرف وزیر موصوف کا مسئلہ نہیں ہے اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کو اس بات کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ آیا یہ منصوبہ پورے صوبے کو اور اس کے جو سات کروڑ عوام ہیں انہوں نے اس رنگ روڈ کے اوپر گھومنا ہے۔ یہ اتنا کثیر سرمایہ جو کہ 100۔ارب روپے کے قریب ہے اور یہ رنگ روڈ کے اوپر لگا رہے ہیں۔ پھر لوگ چاہتے نہیں ہیں اور یہ ان کے زبردستی مکانات لے کر، مارکیٹیں لے کر ان کو یہ compensation دیں گے۔ اس طرح اس میں اربوں روپے کا گھپلا ہو گا اس لئے میری یہ گزارش یہ ہے کہ یہ صرف وزیر مواصلات و تعمیرات کا معاملہ نہیں ہے اور یہ ان کے چیمبر میں بیٹھ کر حل کرنے والا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ اس ہاؤس سے متعلقہ ہے اور پورے پنجاب سے متعلقہ ہے اور اس پر جو فنڈز لگنے ہیں نہ انہوں نے اپنے گھر سے لانے ہیں اور نہ ہی چودھری صاحبان نے گھر سے لگانے ہیں بلکہ یہ اس صوبے کے لوگوں نے ٹیکس سے لگانے ہیں اور یہ پیسا ان کی جیب سے آنا ہے اس لئے اس مسئلے پر اس ایوان میں discussion ہونی چاہئے اور اس کے بعد اس پر فیصلہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: ایسا ہے کہ وزیر موصوف کسی دن ٹیپا کو بھی بلا لیں اور وہ اراکین اسمبلی کو بریفنگ دے دیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے کئی اراکین کھڑے ہو گئے)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں پہلے میری بات سن لیں۔ یہ اپنے محکمے میں ایک دن بریفنگ رکھ لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس معاملے کو ہاؤس میں ہی زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔ ان کا محکمہ بریفنگ دے اور جو ایم پی ایز اس بریفنگ میں جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔ اس میں ٹیپا بھی آ جائے اور ٹریفک والے بھی آ جائیں اور ماسٹر پلان کے بارے میں آپ کو بریف کر دیں گے اس لئے میں اب اس تحریک کو dispose of کرتا ہوں۔ چودھری صاحب! اس کے لئے آپ کوئی تاریخ دے دیں۔

معزز ممبران: صرف لاہور کے ایم پی ایز؟

جناب چیئرمین: نہیں، جتنے بھی ایم پی ایز جانا چاہیں اس بریفنگ میں جا سکتے ہیں۔ یہ آپ کو تاریخ بتا دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس بریفنگ میں لاہور کے ممبران تو must ہیں اس کے علاوہ بھی۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ بریفنگ تمام ممبران کے لئے open ہو گی۔ جو ممبر بھی اس میں جانا چاہے جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ تاریخ اور وقت کا تعین کر دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اجلاس کے بعد میں آنے والے دس دنوں کے اندر کی کوئی تاریخ دے دوں گا۔

معزز ممبران: تاریخ بتائیں۔

جناب چیئرمین: یہ تاریخ دے دیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں محکمے سے بات کر کے ان کو تاریخ بھی دے دوں گا۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جی، راجہ ریاض احمد!

راجہ ریاض احمد: جناب والا! بہت بہت شکریہ۔ آج تقریباً پندرہ دن ہو گئے ہیں فیصل آباد کے وکلاء نے ہڑتال کی ہوئی ہے اور فیصل آباد میں ہائی کورٹ کے بنچ کے لئے احتجاجی کیمپ لگایا ہوا ہے۔ میری راجہ بشارت صاحب جو ہمارے وزیر قانون ہیں ان سے یہ گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر ہمارے جو وہاں پر وکلاء ہیں یہ جا کر خود ان سے ملاقات کریں ان کے مطالبات بھی سنیں اور اس کے ساتھ

ساتھ ہم تمام ممبران جو فیصل آباد کے ہیں چاہے وہ حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں یا اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ، ویسے حکومت کے ممبران نے ڈر کے مارے بات نہیں کرنی کیونکہ یہ [****] جناب چیئر مین۔۔۔۔

جناب چیئر مین: یہ کوئی بات نہیں۔ یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آپ بے شک ان الفاظ کو حذف کر دیں۔ چلیں لوٹے کہہ لیں۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔ یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! اس لئے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ فیصل آباد میں ہائی کورٹ کا بنچ تشکیل دیا جائے۔ میں فیصل آباد کے وکلاء کی حمایت کرتے ہوئے ایوان سے احتجاجاً واک آوٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن راجہ ریاض احمد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب چیئر مین: اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ دی یونیورسٹی آف ایرڈ ایگریکلچر راولپنڈی (امینڈمنٹ) بل 2004 یہ بل چشتی صاحب کی request پر مؤخر کیا جاتا ہے اس کے بعد دوسرا بل

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2006 (Bill No.29 of 2006). Miss Misbah Kokab may move it.

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2006

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئر مین!

I move:

That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2006.

* بحکم جناب چیئر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR. CHAIRMEN: The motion moved is:

"That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2006."

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اب جو بات کرنی ہے بل کے بعد کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ relevant بات ہے آپ کو پتا ہے کہ راجہ ریاض صاحب ہمارے معزز رکن ہیں۔

جناب چیئرمین: ان کو منا کر لے آئیں میں کسی کو بھیجتا ہوں۔ رانا قاسم صاحب! آپ راجہ صاحب کو منا کر لائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ان کو منانے سے پہلے میری ایک گزارش سن لیں۔ راجہ ریاض صاحب نے جو مسئلہ فیصل آباد کے وکلاء کا اٹھایا ہے۔ یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے جتنے بھی طبقات ہیں۔ وہاں پر عام لوگ ہیں سیاسی لوگ ہیں، سیاسی جماعتیں ہیں، تاجر حضرات ہیں وہ سب لوگ وکلاء کے اس مطالبے کی حمایت کر رہے ہیں کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ بننا چاہئے۔ اس سلسلے میں، میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب ریفرنڈم ہو رہا تھا تو جنرل مشرف صاحب وہاں اپنے ریفرنڈم میں ووٹ حاصل کرنے کے لئے campaign کر رہے تھے تو انہوں نے فیصل آباد میں آکر باقاعدہ یہ وعدہ کیا تھا گورنر اور وزیر اعلیٰ بھی ان کے ساتھ تھے کہ میں یہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ قائم کروں گا۔ یعنی جنرل مشرف کا فیصل آباد سے یہ وعدہ تھا کہ میں ریفرنڈم کے بعد وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ قائم کروں گا اور غالباً اس میٹنگ میں گورنر بھی تھے۔ راجہ صاحب کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں کوئی یقین دہانی کروائیں یا اس سلسلے میں حکومت کا جو مؤقف ہے وہ بتائیں۔ اب آپ دیکھیں کہ فیصل آباد اتنا بڑا ڈویژن ہے اگر بہاولپور، ملتان، راولپنڈی میں ہو سکتا ہے تو فیصل آباد میں بھی ہو سکتا ہے نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ راجہ صاحب سے کہیں کہ وہ اس بات کا جواب بھی دیں اور ویسے بھی راجہ صاحب ہماری کمیونٹی سے ہیں وہ بھی وکیل ہیں اگر آج وہ وزیر ہیں لیکن واپس انہوں نے اپنے بھائیوں میں ہی جانا ہے، اپنے profession میں ہی جانا ہے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے وہ حکومت کا مؤقف پوچھ کر ہی بتائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا!ان سے اتنا ہی پوچھ لیں اور راجہ صاحب وہاں پر جا کر وکلاء سے مل کر ان کے مطالبات سن لیں اور ہو سکتا ہے کہ ان کی یقین دہانی پر وہ یقین بھی کریں۔اس سلسلے میں، میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کو کوئی بات کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! راجہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں آپ ان کو فلور تو دیں۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں جناب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے فلور دیا۔ یہ جو مسئلہ اس وقت یہاں پر زیر بحث ہے۔ ہم تمام فیصل آباد کے ممبران جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا یہ انتہائی concerning matter ہے۔ فیصل آباد ڈویژن کی جو 60 فیصد litigation ہے وہ ہائی کورٹ میں فیصل آباد کے حوالے سے pending ہوتی ہے اس لئے ہم نے وہاں پر بھوک ہڑتالی کیمپ لگایا ہوا ہے فیصل آباد کے تمام مکتبہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ خواہ وہ تاجر ہیں، خواہ وہ صنعت کار ہیں، خواہ ان کا تعلق امپورٹ ایکسپورٹ سے ہے وہ چاہتے ہیں کہ فیصل آباد میں بنچ تشکیل دیا جائے اس کے علاوہ جناب والا! فیصل آباد کی 60 لاکھ آبادی ہے۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! آپ جو بات کر رہے ہیں یہ راجہ ریاض نے کی اور رانا ثناء اللہ نے کی، بات تو وہی ہے ناں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! میری گزارش سن لیں۔ میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: .Thank you very much آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! چودھری ظہیر صاحب کا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جی، مصباح کوکب صاحبہ!

رانا مشہود احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: not allowed. آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ اپنی بات شروع کریں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین!

I move

That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2006.

جناب چیئرمین: move ہو چکی ہے آپ argue کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! فیصل آباد کے تمام وکلاء معزز ممبران بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ جب تک آپ فیصل آباد کے اندر ہائی کورٹ کا بنچ نہیں دیں گے اور جب تک یہ اجلاس چلتا رہے گا ہم روزانہ علامتی walk out پر باہر جائیں گے اور فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے حکومتی ممبران کو بھی چاہئے کہ وہ بھی ہمارے ساتھ باہر نکلیں۔ چودھری شفیق صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، چودھری ظہیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ باہر نکلیں۔ یہ انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے لہذا ہم تمام ممبران بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے اپوزیشن اراکین ہاؤس کی کارروائی کا بائیکاٹ کرکے باہر چلے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین کو اس بات کا تھوڑا سا احساس ہونا چاہئے کہ ان کا فرض یہ بنتا تھا کہ ایک issue کو راجہ ریاض صاحب نے highlight کیا، اس کے بعد رانا ثناء اللہ صاحب نے بات کی اور جیسے آپ نے فرمایا کہ یہ بات گورنمنٹ کے نوٹس میں آ گئی ہے اب گورنمنٹ کے متعلقہ اداروں سے پوچھ کر ہی آگے کوئی جواب دیا جا سکتا ہے آپ نے بالکل درست فرمایا لیکن یہاں سے بائیکاٹ کرنا اور یہاں پر احتجاج کرنا اور اس ساری situation کو politicize کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کی بات نہیں ہے۔ چونکہ یہ

فیصلہ ہائی کورٹ سے متعلقہ ہے میں اپنے فیصل آباد کے بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا کہ پہلے گورنمنٹ لیول پر یہ announcement بھی ہوئی تھی۔ اب naturally اگر ہمارے forum سے یہ announcement ہوئی ہے تو ہماری خواہش ہو گی کہ اس announcement کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ ہمیں موقع دیں میں چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لاؤں گا، چیف جسٹس صاحب کے نوٹس میں لائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ we will try to resolve this matter, so میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس معاملے کو highlight ہونا چاہئے، یہ highlight ہو گیا ہے۔ ان کے حلقوں میں پیچھے جو وکلاء صاحبان ہیں انہیں بھی پتا چل گیا ہے کہ ان کے نمائندگان نے اسمبلی میں آواز اٹھائی لہذا ان کا point registered ہو چکا ہے اس لئے باہر تشریف لے کر جانے والے فیصل آباد کے بھائیوں اور بہنوں سے میری یہ استدعا ہو گی کہ وہ واپس تشریف لے آئیں اور جس طرح رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب نے معاملہ رجسٹر کروایا ہے، .It has been registered اور انشاء اللہ تعالیٰ .It will be perused. Thank you, sir

جناب چیئرمین: رانا صاحب! ان کو جا کر لے آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! ہمارے جن معزز ممبران نے فیصل آباد میں ہائی کورٹ کے بنچ کے معاملے پر protest کیا ہے اور راجہ صاحب نے جس طرح سے respond کیا ہے میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور یہ بات بالکل درست ہے کہ قانون اور آئین کے مطابق اس کی recommendation ہائی کورٹ کی طرف سے آنی ہے اور ہائی کورٹ کی recommendation پر گورنمنٹ نے بنچ form کرنا ہوتا ہے لہذا یہ بات درست ہے کہ ہم اس معاملے کو اس طرح سے stress نہیں کر سکتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب گورنمنٹ کی طرف سے اس کی announcement ہوئی ہے، وہاں پر لوگوں کو اس بات کا اعتماد دیا گیا ہے کہ آپ کے اس مسئلے کو حل کیا جائے تو اس پر گورنمنٹ کی سطح پر pursuance کی ضرورت ہے وہ بعد میں نہیں ہوئی اور راجہ صاحب نے اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے اور مجھے امید ہے کہ اب گورنمنٹ اس بارے میں اپنا کردار ادا کرے گی اور ہائی کورٹ کا بنچ فیصل آباد میں قائم ہو جائے گا اور میں اب سمجھتا ہوں کہ اب آپ کسی کو بھیجیں تاکہ ان دوستوں کو لے آئے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر شفیق صاحب اور آپ دونوں جا کر ان دوستوں کو واپس ہاؤس میں لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر شفیق صاحب اور رانا ثناء اللہ خان بائیکاٹ کر کے جانے والے معزز اراکین کو ہاؤس میں لانے کے لئے باہر تشریف لے گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری استدعا یہ ہے کہ اب چونکہ ایک بل move ہو چکا تھا تو اب اس کارروائی کو مزید آگے چلنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! میری ایک request ہے کہ ہمارے منسٹر صاحب بڑے محترم ہیں لیکن رنگ روڈ کے حوالے سے جو ایک ایکشن کمیٹی بنی ہوئی ہے دیکھیں، میری بات ایک منٹ میں ختم ہو رہی ہے۔ اس کے اندر ہمارے باقاعدہ مذاکرے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مذاکرہ نہیں ہوا۔ روزنامہ "جنگ" نے ایک مذاکرہ رکھا اس کے اندر رنگ روڈ کے تمام متاثرین آئے۔

(اس مرحلہ پر فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے اپوزیشن اراکین بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین: یہ مسئلہ اٹھانے کا اب فائدہ نہیں ہے۔ وہ دوبارہ جب رپورٹ پیش کریں گے تو اس میں آ جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے جو بل پیش کیا ہے میں نے اس کو oppose کیا ہے۔ اس میں اصل صورتحال یہ ہے کہ یہ معاملہ Privilege Committee میں پیش ہوا تھا۔ Privilege Committee نے already، جس کی خود محترمہ ممبر نے گورنمنٹ کو یہ recommendations دی تھیں کہ آپ اس معاملے پر قانون سازی کریں اور بل لے کر آئیں۔ گورنمنٹ نے جب کوئی بل لانا ہوتا ہے تو اس میں ہمیں prior approval of the cabinet چاہئے ہوتی ہے اور میں نے محترمہ سے یہ request کی ہے کہ چونکہ یہ آپ کی کمیٹی کا معاملہ تھا، آپ کی کمیٹی نے گورنمنٹ کو لکھا تھا تو being a member of that committee آپ خود پرائیویٹ ممبر کے طور پر بل پیش نہیں کر سکتیں اس لئے آپ گورنمنٹ کو مہلت دیں کہ Government with the approval of the cabinet اس معاملے کو لے کر آگے چلے۔ میں نے انہیں assurance دی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ اس

سلسلے میں خود بل move کرے گی لہذا وہ اس پر insist نہ کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ میڈم!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! legislation کرنا گو کہ گورنمنٹ کا کام ہوتا ہے کیونکہ اکثریت بھی انہیں کی ہوتی ہے لیکن پارلیمانی سسٹم میں اگر کوئی ممبر legislation میں interest لیتے ہوئے کوئی بل move کرتا ہے تو اسے encourage کرنا چاہئے تاکہ باقی ممبرز بھی اس legislation میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جناب چیئرمین: میڈم! آپ Privileges Committee کی ممبر ہیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): اگر انہیں discourage کیا جائے گا تو باقی ممبرز اس میں participate نہیں کریں گے، وہ گلیاں، سڑکیں بنانے تک ہی محدود رہیں گے لیکن ہمارے آنرایبل لاء منسٹر صاحب نے assurance دی ہے کہ وہ گورنمنٹ سائیڈ سے اس بل کو لے کر آئیں گے، میں پریس نہیں کرتی، میں اس کو withdraw کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: محترمہ کی قرارداد dispose of ہوتی ہے۔ جی، احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزشتہ چار سال کی اس اسمبلی کے دور میں صرف ایک پرائیویٹ ممبر بل پاس ہوا ہے۔ درخواست یہ ہے کہ اگر کوئی پرائیویٹ ممبرز اس طرز پر کچھ کام کرتے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں اپنے معزز دوست کی معلومات کو درست کرنے کے لئے یہ کہتا ہوں کہ یہ بات on record ہے کہ موجودہ اسمبلی نے record private member legislation کی ہے اور آج تک کسی بھی اسمبلی نے پرائیویٹ ممبر legislation کو encourage نہیں کیا جتنا موجودہ اسمبلی نے کیا ہے اور ایک نہیں ہوا، آپ ریکارڈ چیک کر لیں میں غلط نہیں کہتا، میں سمجھتا ہوں کہ update نہیں ہیں۔

قراردادیں

(جو ایوان میں پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: .Thank you, thank you تشریف رکھیں جی۔ اب ہم قراردادیں

شروع کرتے ہیں۔ زیر التواء قرارداد ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔

رکن اسمبلی کو جسٹس آف پیس مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کرنا

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران کو ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 22 کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران کو ضابطہ فوجداری 1898 کی دفعہ 22 کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: I oppose it جناب چیئرمین! میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ارشد محمود بگو صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ یہ بالکل درست ہے کہ کافی عرصے سے یہ معاملہ پینڈنگ چلا آ رہا ہے اور اس میں، میں نے ان سے اتفاق بھی کیا تھا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جسٹس آف پیس مقرر ہوں۔ یہ ایک سابق روایت ہے اور یہ بات بالکل سو فیصد درست ہے کہ ایک وقت میں صوبائی اسمبلی کے ممبران جو ہیں ان کو جسٹس آف پیس مقرر کیا گیا تھا۔ جب انہوں نے پہلے یہ قرارداد پیش کی تھی تو میں نے اس پر انہیں یقین دلایا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ گورنمنٹ کی طرف سے اس معاملے میں initiative لیا جائے گا اور ہم ڈیپارٹمنٹ میں اس کو examine کرنے کے بعد کوئی جواب دیں گے۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ relevant section جس کا محترم بگو صاحب نے ذکر فرمایا 2002 میں اس میں ترمیم آ چکی ہے اور ترمیم کے نتیجے میں جسٹس آف پیس سیشن ججز اور ایڈیشنل سیشن ججز کو مقرر کر دیا گیا ہے اور باقاعدہ ان کے آگے سیکشن 26 میں جا کر ان کے اختیارات بھی تفویض کر دیئے گئے ہیں۔ اب اختیارات میں کیا آتا ہے کہ non registration of FIR کی صورت میں سیشن جج بطور جسٹس آف پیس یہ direction دے سکتا ہے کہ ایف آئی آر کا اندراج ہونا چاہئے۔ آگے چل کر یہ ہے کہ اگر کسی مقدمے کی تفتیش defective ہو رہی ہے اور اس سلسلے میں بھی سیشن جج دونوں پارٹیوں کو سننے

کے لئے بھی احکامات جاری کر سکتا ہے اور اسی طرح change of investigation کے بعد میرے پاس یہ فہرست ہے جو اس میں ترامیم کی گئی ہیں۔ میں نے ارشد بگو صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ اب اگر جسٹس آف پیس کے اختیارات صوبائی اسمبلی کے ممبر کو دے دیئے جائیں تو ان کے پاس کیا طریق کار ہوگا کہ وہ دونوں فریقین کو طلب کرکے پہلے دونوں کو سنے اور پھر عدالتی کارروائی کے بعد کوئی مناسب فیصلہ صادر فرمائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ٹیکنیکلی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف انتظامیہ یا گورنمنٹ کے لئے ہوگا بلکہ متعلقہ ممبر کے لئے بھی ہوگا کہ وہ کس طرح اس بات کو باقاعدہ دونوں پارٹیوں کا مؤقف سننے کے بعد یہ فیصلہ کریں گے کہ فلاں مقدمے میں ایف آئی آر درج کر دی جائے اور فلاں میں تفتیش تبدیل کر دی جائے تو یہ سارے معاملات میں سمجھتا ہوں کہ ناممکنات میں سے ہیں اس لئے میں نے ان کی خدمت میں یہ عرض کی ہے کہ انہوں نے مجھے یہ فرمایا ہے کہ اس کے علاوہ ان اختیارات سے ہٹ کر کوئی صورت نکل سکتی ہے تو میں نہ صرف ارشد بگو صاحب بلکہ راناثناء اللہ صاحب، شفقت عباسی صاحب اور دوسرے دوست بھی ہم بیٹھ جاتے ہیں تو ایک راستہ نکال لیتے ہیں کہ ایم پی اے کو اس قسم کی شکایات سننے کا کس حد تک اختیار ہونا چاہئے۔ انہی کی طرف سے آجائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپس میں consensus develop کرکے اگر کوئی بل لایا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ دونوں صاحبان ماشاء اللہ لیگل کمیونٹی سے ہیں لیکن میں ایک بات عرض کروں گا کہ یہ بالکل ممکن ہے اور ممکن اس طرح سے ہے کہ سیفٹی کمیشن کے تحت میں خود بطور چیئرمین تین سال تک کام کرتا رہا ہوں، ہم ڈی پی او بلایا کرتے تھے اور ڈی پی او ہر پندرہ دن بعد میٹنگ کیا کرتے تھے، ہم دونوں پارٹیوں کو بلاتے تھے اور اکثر اوقات یہ ہوتا تھا کہ جہاں ایف آئی آر درج نہیں ہوتی تھی ہم ایف آئی آر درج کراتے تھے اور جھوٹی ایف آئی آر کو ہم خارج کروا دیتے تھے اور ہم یہاں تک یہ بھی کرتے تھے کہ سیشن جج سے بات کرتے تھے کہ آپ کے فلاں جج نے غلط آرڈر پاس کیا ہے یا فلاں آدمی کو آپ کے سول جج نے غلط ریلیف دیا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے اور اگر اس میں تھوڑی بہت امنڈمنٹ بھی ہو تو یہ اختیارات ملنے چاہئیں تا کہ لوگوں

کو جلدی ریلیف مل سکے۔اس میں کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے۔لاء منسٹر صاحب اس طرح کر لیں۔

جناب چیئرمین: پہلے moverسے تو پوچھ لیں آپ نے تو اپنی رائے دے دی ہے۔ جی، بگو صاحب!اس کا کوئی مشترکہ حل نکل سکتا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین!راجہ صاحب نے میرے اور رانا صاحب سے بات کی ہے۔بات یہ ہے کہ 1986میں ایم پی ایز کو بھی جسٹس آف پیس مقرر کیا گیا تھااور جو جسٹس آف پیس کی CRPCمیں ان کی سفارشات ہیں یا جو powersہیں اس دور میں بھی ان کو دی گئی تھیں لیکن ٹھیک ہے میں نے راجہ صاحب سے کہا ہے کہ جو رجسٹریشن آف کیس کا مسئلہ ہے اس پر ہم بات کر لیتے ہیں باقی جس مقصد کے لئے میں نے اس کو move کیا ہے---

جناب چیئرمین: بگو صاحب!اب آپ اس کے لئے میٹنگ کریں گے یا کیا کریں گے؟آپ اس کو پریس کرتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے میں راجہ صاحب کی یقین دہانی پر اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: پھر اس کو dispose of کر دیتے ہیں۔اس کے بعد آپ کا جو حل ہوگا ہم ہاؤس میں لے آئیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: لیکن جناب چیئرمین!میری درخواست یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی ٹائم مقرر کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین!ٹائم کا جہاں تک تعلق ہے میں نے خود اراکین کے نام تجویز کئے ہیں، ٹریژری اور اپوزیشن سے بھی ممبران لے لیتے ہیں تو ہم آپس میں کسی دن بیٹھ کر کوئی حل نکال لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔بگو صاحب!اسے withdraw کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین!میں اس کو پریس نہیں کرتا withdraw کر لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد mover نے withdraw کر لی ہے لہذا اسے dispose of کرتے ہیں۔ اگلی قرارداد رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے ہے۔

صوبائی ملازمین کو وفاق کے زیر انتظام ہسپتالوں میں علاج معالجہ کی سہولت دینا

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کے ملازمین کی طرح صوبائی حکومت پنجاب کے سرکاری ملازمین کو بھی وفاقی حکومت کے زیر انتظام ہسپتالوں (شیخ زید ہسپتال وغیرہ) میں سرکاری طور پر علاج معالجہ کی سہولت دی جائے اور اس مقصد کے لئے متعلقہ قواعد میں ضروری ترمیم کی جائے۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کے ملازمین کی طرح صوبائی حکومت پنجاب کے سرکاری ملازمین کو بھی وفاقی حکومت کے زیر انتظام ہسپتالوں (شیخ زید ہسپتال وغیرہ) میں سرکاری طور پر علاج معالجہ کی سہولت دی جائے اور اس مقصد کے لئے متعلقہ قواعد میں ضروری ترمیم کی جائے۔

MINISTER FOR HEALTH: I oppose it Sir.

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے اس بات کی وجہ نہیں سمجھ آ رہی کہ اگر وفاقی حکومت کے جو یہاں پر ملازمین ہیں اور انہیں اس بات کی سہولت حاصل ہے کہ وہ ایسے ہسپتالوں میں سے جو صوبائی انتظام میں آتے ہیں تو وہ وہاں سے اگر سہولت حاصل کر سکتے ہیں تو پھر یہی سہولت پنجاب حکومت کے ملازمین کو حاصل کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس کی وجہ چودھری صاحب بیان کر دیں تو پھر اس کے بعد میں کچھ عرض کروں گا۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب چیئر مین! میں رانا ثناء اللہ صاحب سے بڑی مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ اصولی طور پر مجھے اس کو زیادہ oppose کرنے کی ضرورت نہیں تھی میں تو اس لئے oppose کر رہا ہوں کہ ہمارے پنجاب گورنمنٹ کے جتنے ہسپتال خاص طور پر لاہور میں یا باقی اضلاع میں موجود ہیں ان میں کون سی ایسی سہولت کی کمی رانا صاحب نے محسوس کی ہے جس کے لئے ہمارے پنجاب گورنمنٹ کے ملازمین کو شیخ زید ہسپتال میں جانے کی ضرورت محسوس ہو گی۔ میں ان سے صرف اتنی استدعا کرتا ہوں کہ ایسا ایریا جہاں پر ہمارے پنجاب گورنمنٹ کی domain میں ہسپتال آتے ہیں وہ بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں اور ساری سہولتیں وہاں پر میسر ہیں بلکہ بہت سارے ٹیچنگ ہسپتال لاہور میں اور باقی جگہوں پر بھی موجود ہیں۔ مجھے اس قرارداد کی سمجھ نہیں آئی کہ رانا صاحب اس میں کونسا ایسا علاج کروانا چاہتے ہیں جو شیخ زید کے علاوہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس لئے بھی oppose کیا ہے کہ اس قرارداد سے تاثر جاتا ہے کہ شاید پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت جو ہسپتال ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ صحیح علاج نہیں کر سکتے۔ ان ہسپتالوں میں پنجاب گورنمنٹ کے ملازمین کو مفت علاج کی سہولت میسر ہے۔ میں رانا صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور اگر کوئی ایسا ایریا ان کی نظر میں ہے اور ہمارے ہسپتال میں وہ سہولت نہیں ہے جو شیخ زید میں ہے تو مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہو گا میرے ساتھ بیٹھ کر یہ متفقہ قرارداد تیار کر لیں تو میں اس کو oppose نہیں کروں گا۔

جناب چیئر مین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے یہ درست ہے اس کو آپ pending فرما دیں۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں کیونکہ کچھ ایریاز ایسے ہیں جس کے لئے شیخ زید ہسپتال میں علاج بہتر ہے۔

جناب چیئر مین: اس کو pending کرتے ہیں۔

جناب محمد وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب چیئر مین! اسی سے متعلقہ میرا اپنا معاملہ ہے۔ میرا حلقہ واہ کینٹ ہے وہاں پر صوبائی گورنمنٹ کا کوئی ہسپتال نہیں ہے لیکن فیڈرل گورنمنٹ کے ہیں۔ مجھے یا میری فیملی کو کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو میں نے سپیکر صاحب اور سیکرٹری اسمبلی سے بھی بات کی تھی تو انہوں نے کہا کہ آپ وہاں سے reimburse بھی نہیں کر سکتے آپ کو لازماً پنجاب گورنمنٹ کے ہسپتالوں ہی کی سہولت میسر ہے۔ یہ مسائل کہیں کہیں پیدا ہوتے ہیں اس کے لئے اگر کوئی راستہ نکل آئے تو بہتر ہے۔

جناب چیئر مین: اب یہ pending ہو گئی ہے آپ بھی بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد وقاص: اگر اس کا منسٹر صاحب کوئی جواب دے دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئر مین: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے یہ بڑی reasonable ہے کہ وہاں پر حکومت پنجاب کا کوئی ہسپتال نہیں ہے اور وفاقی حکومت کا ہے۔ میں بیٹھ کر ان سے کوئی بات کر لوں گا اور ان کے لئے کوئی راستہ نکال لوں گا۔

جناب چیئر مین: اس کو pending کرتے ہیں۔ اگلی قرارداد جناب ارشد محمود بگو کی ہے۔

صوبہ میں جرائم اور امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر ایم پی اے کی سفارش پر اسلحہ لائسنس کا اجراء

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں بڑھتی ہوئی جرائم کی وارداتوں اور امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر، سابق روایت کے مطابق ایم پی اے کی سفارشات پر اسلحہ لائسنس جاری کرنے کا حکم جاری فرمائے۔"

جناب چیئر مین: بگو صاحب! میری ذاتی رائے ہے کہ آپ اس سے بچے ہی رہیں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں بڑھتی ہوئی جرائم کی وارداتوں اور امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر، سابق روایت کے مطابق ایم پی اے کی سفارشات پر اسلحہ لائسنس جاری کرنے کا حکم جاری فرمائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں technically اسے oppose کرتا ہوں کیونکہ میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یہ معاملہ آج سے چند دن پہلے ہماری پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بھی اٹھایا گیا تھا اور اگر میں غلط نہیں ہوں تو تقریباً principally وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بات سے اتفاق کیا تھا۔ میں اس کو اس لحاظ سے oppose نہیں کرنا چاہ رہا تھا میں نے ارشد بگو صاحب کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ یہ جو پابندی لگی تھی میرے پاس یہ لیٹر موجود ہے۔ یہ پابندی وفاقی حکومت کی طرف سے لگی تھی اور جب بین اٹھایا گیا وہ بھی وفاقی حکومت کی طرف سے اٹھایا گیا۔ وفاقی حکومت نے کچھ کیٹیگری اس میں ایسی دے دیں اور اجازت دے دی۔ اب میں نے بگو صاحب کو ایک amended resolution دیا ہے جس میں، میں نے یہ لکھا ہے کہ:

"یہ معزز ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حفاظتی مقاصد کے لئے اسلحہ کے لائسنس سابق روایات کے مطابق جاری کرنے کے لئے صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے سفارش کرے۔ یہ ترمیمی قرارداد ان کو دی ہے صوبہ میں بڑھتی ہوئی جرائم کی وارداتوں اور امن وامان کی صورتحال کے پیش نظر، سابق روایت کے مطابق ایم پی اے کی سفارشات پر اسلحہ لائسنس جاری کرنے کا حکم جاری فرمائے۔"

اگر وہ ترمیمی قرارداد آ جاتی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ آپ نے تو بڑی جلدی اس کو oppose کر دیا تھا میری گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جو کہا ہے اور میں technically اس کو دے دیتا ہوں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ حکومت کی یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ سنٹرل گورنمنٹ نے اسلحہ کے لائسنس پر بین کیوں لگایا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پنجاب کے سارے کریمنل لوگوں کے پاس اسلحہ موجود ہے۔ اگر اسلحہ موجود نہیں ہے تو وہ صرف اور صرف شریف

لوگوں کے پاس اسلحہ نہیں ہے۔ سابق روایات رہی ہیں کہ ایم پی اے کی سفارش پر، ایم این اے صاحبان کی سفارش پر ان لوگوں کو جو اپنی ذاتی، اب گورنمنٹ نے یہ بین لگایا ہے کہ مسجدوں کے باہر لوگوں کو گن دے کر کھڑے کر دیں۔ جن مسجدوں کے باہر گن مین کھڑے نہیں ہوتے یا امام مسجدوں کے خلاف یا مسجد کمیٹی کے چیئرمین کے خلاف پرچہ درج کر دیتے ہیں۔ مسجد کمیٹی ہمارے پاس آتی ہے کہ ہمیں اسلحہ لائسنس لے دیں۔ اسلحہ لائسنس کس نے دینا ہے۔ حکومت نے پالیسی اتنی مشکل بنا دی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے رجسٹرڈ فرموں کو ضلع وار ہمارے ڈسٹرکٹ سیالکوٹ کو غالباً 20 لائسنس مہینے کے دیتے ہیں۔ اسی طرح فیصل آباد کے 30/40 ہیں۔ سرحد میں کرائم کی شرح بہت کم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس اسلحہ ہے، کریمنل اس لئے ان کے سامنے نہیں جاتے کیونکہ ان کو پتا ہے کہ اگر میں نے اس کو پکڑا تو اس کے پاس بھی گن ہو گی یا اس کے پاس بھی اسلحہ ہو گا۔ یہاں روز بروز کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شریف لوگوں کے پاس اپنی اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ نہیں ہے کیونکہ اس میں technically فالٹ تھا میں ان سے اتفاق کرتا ہوں اور میں amended قرار داد دے دیتا ہوں۔ راجہ صاحب سے میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ڈیل کرتے ہیں کہ سیالکوٹ میں، میں نے اکثر چیک کیا ہے کہ لوگ ہمیں چٹیں پکڑا دیتے ہیں کہ ہمارا لائسنس بنوا دیں، دو سال ہو گئے ہیں ابھی تک ہمارا لائسنس نہیں بنا۔ آپ یقین کریں کہ میں نے خود یہاں پر پتا کیا کہ سیالکوٹ میں جو ایجنٹ ہیں وہ دو ہزار روپیہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے کسی افسر کو دیتے ہیں یا کسی کلرک کو دیتے ہیں اور وہ لائسنس بنا کر اس کے ہاتھ میں پکڑا دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں بھی میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس کی انکوائری ہولڈ کریں اور میں نشاندہی کرنے کے لئے تیار ہوں کہ جو وہاں پر ڈپٹی سیکرٹری یا جو لوگ وہاں پر ناجائز اور کریمنل لوگوں کو اسلحہ دو دو ہزار روپے لے کر دے رہے ہیں کم از کم ان کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے اور میں نے ایک اور تجویز بھی دی تھی کہ چھوٹا اسلحہ مثلاً 30 بور، 32 بور، 25 بور پر پابندی لگائی جائے۔ اب دیکھیں کہ ظل ہما کا جو قتل ہوا ہے اس شخص نے ریوالور جیب میں ڈالا ہوا تھا جب وہ قریب گیا اور اس نے نکال کر فائر کر دیا۔ میں نے اس ہاؤس میں راجہ صاحب سے درخواست کی تھی کہ بعض یورپی ملکوں میں چھوٹا اسلحہ prohibited bore ہے۔ وہ اسلحہ عام لوگوں کو نہیں دیا جاتا۔ جو بڑے بور ہیں ان کا لائسنس دیا جاتا ہے۔ اگر کسی کے پاس بڑی گن ہو گی، جب وہ پبلک میں آئے گا یا ڈاکا ڈالنے آئے گا تو definite وہ نظر بھی آ جائے گا لوگ اس کو پکڑ بھی

سکتے ہیں۔ زیادہ تر وارداتیں چھوٹے اسلحہ کی وجہ سے ہوتی ہیں میں نے 300 ایف آئی آرز examine کیں ان میں سے80 فیصد جو ڈکیتیاں ہوئی تھیں وہ چھوٹے 30 بور سے ہوئیں تھیں۔ کوئی گاڑی کے نیچے رکھ لیتا ہے، جیب میں ڈال لیتا ہے، اپنی ڈب میں لگا لیتا ہے۔ میں راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اس پر قانون سازی کریں کہ چھوٹے بور کو prohibited بور بنائیں اور اس پر سختی سے عمل کروائیں اسی کی سزا 14 سال کروائیں اور وہ دہشت گردی کی عدالت میں trial ہو۔ تاکہ چھوٹے اسلحے کو discourage کیا جاسکے تاکہ جو جرائم بڑھ رہے ہیں ان پر کنٹرول کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! بگو صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ consensus develop کرنے کی طرف اشارہ دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کا ایک لیٹر ہے جس میں انہوں نے categorize کیا ہے کہ کن لوگوں کو اسلحہ کا لائسنس دیا جاسکتا ہے۔ اس کو دینے کے لئے کیا طریق کار ہے، ڈسٹرکٹس کے لئے کوٹا کیا ہے۔ اس میں انہوں نے سارا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم جلدی میں نہ کریں۔ اس لیٹر کو بھی ہم باقاعدہ دیکھ لیتے ہیں، باقی تجاویز کو بھی دیکھ لیتے ہیں ہم آپس میں بیٹھ جاتے ہیں باقی چار پانچ ممبران بیٹھ کر اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر ہم comprehensive قرارداد لے آتے ہیں۔ اس کو dispose of کر دیں اور اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر نئی قرارداد لے آتے ہیں۔ اس سے پہلے ارشد بگو صاحب، ملک احمد خان صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، رانا ثناء اللہ خان صاحب اور میں بیٹھ کر ایک comprehensive قرارداد لے آتے ہیں۔ اس میں باقاعدہ بور بھی identify کر دیں گے اور زیادہ comprehensive قرارداد ہو گی۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! اس میں prohibited بور یعنی کلاشنکوف وغیرہ جو ہے اس پر بھی عام سزا کر دی ہے اس کو پہلے والی کریں۔ کیونکہ ہر بندہ کلاشنکوف اٹھائے پھرتا ہے۔ اس کو بھی لازمی اس میں شامل کریں یہ بہت ضروری ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں اس کو withdraw کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: mover اس قرارداد کو withdraw کرنا چاہتا ہے کیا ہاؤس اجازت دیتا ہے؟

(قرارداد واپس لے لی گئی)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین!ہر چیز ایوان میں پیش کرنی ، آدھا گھنٹہ اس پر دلائل دینے۔ بعد میں راجہ صاحب کی بات مان کر ان کی بی ٹیم کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر چیز کو withdraw کر کے ایوان کا وقت ضائع کرنا حکومت کی روایت ہے۔اس سے میرا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں اس سلسلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: مجھے یہ ختم کر لینے دیں پھر میں آپ کو ٹائم دوں گا۔آپ تشریف رکھیں۔اب ملک نذر فرید کھوکھر کی قرارداد ہے انہوں نے یہ قرارداد واپس لے لی ہے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

رئیل اسٹیٹ بشمول مکانات، دکانات اور زرعی اراضی کو زکوٰۃ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین! میری قرارداد ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ رئیل اسٹیٹ بشمول مکانات، دکانات اور زرعی اراضی کا کاروبار جو پہلے سے مشکلات اور زوال کا شکار ہے، پر زکوٰۃ ٹیکس لگانے کی تجویز پر عملدرآمد روک دیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ رئیل اسٹیٹ بشمول مکانات، دکانات اور زرعی اراضی کا کاروبار جو پہلے سے مشکلات اور زوال کا شکار ہے، پر زکوٰۃ ٹیکس لگانے کی تجویز پر عملدرآمد روک دیا جائے۔"

جی، وزیر خزانہ!

MINISTER FOR FINANCE: I oppose it

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب چیئرمین!غریب طبقہ جو ایک طرف پہلے controversial taxes کے بوجھ تلے بیٹھا ہوا ہے بلکہ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلے گا کہ مکانات کی مزید قلت ہو جائے گی، زرعی زمینوں پر تو پہلے ہی ڈبل ٹیکسیشن ہو رہی ہے۔آپ جانتے ہیں اور آپ خود زمیندار بھی ہیں اور یہاں پر اور بھی لوگ بیٹھے ہیں جن میں سے کافی زمیندار ہیں کہ زرعی ٹیکس پہلے ہی لیا جارہا

ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ جائیدادوں کے کرائے پر پہلے ہی انکم ٹیکس کی مد میں بہت بڑا پیسا لیا جا رہا ہے جو کہ اربوں روپیہ بنتا ہے۔

(اذان ظہر)

ان جائیدادوں پر زکوٰۃ لگانے کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔ اس کے علاوہ ان تمام جائیدادوں پر پراپرٹی ٹیکس بھی علیحدہ سے لیا جا رہا ہے۔ اب کہا تو یہ جا رہا ہے کہ غربت مٹاؤ پروگرام کے تحت حکومت کو سرمائے کی ضرورت ہے لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ ڈائریکٹ ٹیکسوں کی وصولی میں ناکامی کے بُرے اثرات عوام پر مرتب ہو رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آئل اینڈ گیس سیکٹر، انڈسٹریل سیکٹر اور بینکنگ سیکٹر کے کھربوں روپے کا منافع کہاں جا رہا ہے؟ ان سیکٹرز پر اگر ڈائریکٹ صرف پانچ فیصد کی شرح سے direct unemployment tax لگا یا جائے تو بے شمار سرمایہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی اس صورت میں دیکھا جائے کہ اگر فلڈ ٹیکس لگ سکتا ہے، وار ٹیکس لگ سکتا ہے تو ملک میں un employment tax کیوں نہیں لگ سکتا؟ اس ٹیکس کو اس سیکٹر پر لگنا چاہئے جو پہلے ہی اربوں روپیہ لے رہا ہے۔ میں یہاں اس معزز ایوان کی توجہ صرف چھ چیزوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس پر قوم فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں کیا ادا کر رہی ہے۔ بیوریجیز کوکا کولاز، پیپسی کولاز 33-ارب، پٹرول، ڈیزل اینڈ پول 23-ارب جو کہ صرف ایکسائز ٹیکس ہے، سیمنٹ 22-ارب، سگریٹ 12-ارب، سوئی گیس 3-ارب اور ابھی ایک اور ہوشربا بات بتاتا ہوں کہ واپڈا نے اس قوم سے 40-ارب روپے اکٹھے کر کے حکومت کو دیئے ہیں جن کے اندر صرف 31-ارب روپیہ سیل ٹیکس ہے اور ہر آدمی سے -/25 روپے ٹی وی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے اور یہ سارا واپڈا as a collection authority کام کر رہا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ جب اتنا ایکسائز ٹیکس میں لیا جا رہا ہے ایک اور بات کہ کاسمیٹک میں اربوں روپیہ فیڈرل ایکسائز ٹیکس لیا جا رہا ہے تو اب آپ مجھے بتائیں کہ across the board زکوٰۃ ٹیکس لگا کر حکومت کیا کرنا چاہتی ہے۔ سارے دوسرے ٹیکسز ختم کر دیں ہاں اڑھائی فیصد across the board لگا لیں لہذا میری استدعا ہے کہ ہمیں آج بالکل پورے گروپ کو اور پورے ایوان کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ کسی صورت زکوٰۃ ٹیکس نہیں لگنا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب چیئر مین! اپنی بات کرنے سے پہلے میں معزز رکن کی قرارداد کا exact text پڑھوں گا"

یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ رئیل اسٹیٹ بشمول مکانات، دکانات اور زرعی اراضی کا کاروبار جو پہلے سے مشکلات اور زوال کا شکار ہے، پر زکوۃ ٹیکس لگانے کی تجویز پر عملدرآمد روک دیا جائے۔"

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت مختلف تجاویز پر گاہے بگاہے غور کرتی رہتی ہے۔ میں نے وفاقی حکومت سے بھی چیک کیا ہے اور صوبائی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے بھی چیک کیا ہے کہ آیا اس قسم کے زکوۃ ٹیکس کا کوئی نوٹیفکیشن ہمارے پاس موجود ہے جو وفاقی حکومت نے لاگو کیا ہو تو میں اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت مختلف ٹیکسیشن proposals پر غور کرتی رہتی ہیں but it is not necessary کہ وہی ٹیکسیشن ضرور لاگو کی جائے۔ اگر معزز رکن کے پاس اس قسم کا کوئی نوٹیفکیشن ہے تو یہ مجھے اس کی کاپی دے دیں تو میں اس کی روشنی میں اپنی رائے دے سکتا ہوں ورنہ اس مبہم قرارداد کو میں oppose کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں محترم وزیر موصوف سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ میں نے جو تجویز دی ہے یا جو قرارداد move کی ہے اس میں یہ دیکھ لیں اور خود بھی پڑھ لیں اور اگر نوٹیفکیشن ہو گیا تو پھر تو کلہاڑا لگ گیا۔ ابھی تو انہوں نے بل کو وہاں پر move کرنا ہے اور یہی وہ stage ہے اور میں انہیں ایک اور بات عرض کر دوں کہ آپ نے اس دن میرے ساتھ بہت تعاون کیا تھا کہ ہم نے یہاں پر ایک قرارداد بڑی مشکل سے منظور کی تھی کہ چیکوں پر 0.1 فیصد ٹیکس وفاقی حکومت مت لگائے۔ انہوں نے مجھے کہا اور لیٹر لکھا گیا اور پھر وہ 0.1 سے 0.2 فیصد ہو گیا۔ اب ہمارے وزیر موصوف یہ چاہتے ہیں کہ نوٹیفکیشن ہو جائے تاکہ بیڑہ غرق ہو جائے۔ اس کے بعد ہمیں کس نے پوچھنا ہے۔ نوٹیفکیشن means imposition اسی وقت ٹیکس لاگو ہو جائے گا the moment notification is issued ان کو یہ تو بتا دیں کہ proposal اور notification میں کیا فرق ہے؟

جناب چیئر مین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں محترم رکن کی اصلاح کر دوں کہ جو 0.1 فیصد ٹیکس چیک پر لگا ہے وہ قرارداد پنجاب اسمبلی نے منظور کر کے وفاقی حکومت کو بھیج دی تھی تو یہ بار بار اسمبلی کو embarrass کرانا چاہتے ہیں۔ ایک تجویز ہے اگر اس کا بل ہے تو اس کی یہ نقل دیں تاکہ اس کے خدو خال کا پتا چلے تو میں اپنی کوئی ہدایت دے سکوں۔ یہ فرمارہے ہیں کہ "پراپرٹی پر زکوٰۃ ٹیکس لگانے کی تجویز پر عملدرآمد روک دیا جائے۔" وہ کون سی تجویز ہے۔ میں تو اس تجویز کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ 0.1 فیصد تو تھا اور ہم نے قرارداد پاس کی کہ اس کو ختم کیا جائے اور ان کی مہربانی سے وہ 0.2 فیصد ہو گیا۔

جناب چیئر مین: ان کی مہربانی نہیں تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! اب میری بات بھی سنیں ناں۔ میں embarrass نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ حقائق کو توڑ مروڑیں۔ اب یہ بات کہہ رہے ہیں کہ وہاں کوئی بل under process نہیں ہے؟ وہ ان کا کام ہے وہاں سے بل کی کاپی جو کہ فائنل ہو رہی ہے تو یہ ایک منٹ میں نکال لیں۔ ہم نے تو ایک قرارداد move کرنی ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ لگنی چاہئے تو بالکل لگا دیں اور اس کے اندر سے کلب ٹیکس اڑا دیں۔ کلب وہ کلب نہیں جو شام والا ہے بلکہ یہ ٹیکسیشن لاء کا لفظ ہے۔ جب دو آمدنیوں کو کلب کیا جائے تو اس پر یہ ٹیکس ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس کا فیڈرل حکومت سے پتا کر لیں۔ وہ تو وہاں پر under process ہے۔ اس میں کون سی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ شیخ صاحب کی جو یہ قرارداد ہے ایک تو اس ایوان نے صرف سفارش کرنی ہے اور This is the right time کہ یہ سفارش کر سکتے ہیں۔ اگر اس کو letter and spirit میں دیکھا جائے کہ ابھی سی بی آر میں deliberations ہو رہی ہیں and we have read that in the papers اور جو چیز سامنے آ رہی ہے اس میں یہ کسی شک و شبہ سے بالاتر نہیں ہے کہ یہ جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے یہ across the board کیا جا رہا ہے اور اگر یہ ٹیکسیشن ہو گئی تو This will be the

ٹیکسیشن یہ ہے میں provincial ambit کیونکہ ایک تو یہ unconstitutional taxation کرنا۔ نمبر 1، فیڈرل گورنمنٹ اس میں encroachment کرے گی، صوبائی جو معاملات ہیں اس کے اندر مداخلت کرے گی اور فیڈرل گورنمنٹ یہ ٹیکسیشن کرتے ہوئے encroachment کرے گی۔ نمبر 2، زکوٰۃ ٹیکس کو across the board ان چیزوں کے اوپر بھی ٹیکسیشن کر دینا، اب زرعی رقبہ ہے تو زرعی رقبہ کی آمدن کے اوپر ٹیکس نہیں ہو گا کیونکہ پہلے ہی آپ ایک fix tax دے رہے ہیں، پراپرٹیز کے اوپر پہلے ہی آپ کی fix taxations ہیں۔ ان کی categories کی گئی ہیں جیسے پانچ مرلہ سکیم کی ہے۔ آپ اس چیز کی اہمیت کو مت بھولیں کہ یہاں پر یہی قرارداد اسی اسمبلی کے اندر احسان اللہ وقاص صاحب نے as a private member پیش کی جس کو گورنمنٹ نے adopt کیا، at the time of deliberation پیش کی گئی تھی، اس وقت گورنمنٹ بھی یہ سوچ رہی تھی کہ پانچ مرلہ کے مکان کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو اس وقت حکومت کے پاس جب وہ قرارداد گئی تو اس کا کچھ effect تھا، آج اگر اس سلسلے کے اندر یہ جو deliberations ہو رہی ہیں کہ 2 فیصد ٹیکس کو نافذ کر دیا جائے تو میں سمجھتا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے اس کو summarize ٹھیک نہیں کیا گیا جو کہ شیخ صاحب کی قرارداد ہے۔ ان کا موٴقف یہ ہے، ان کا بنیادی طور پر کہنا یہ ہے کہ ڈبل ٹیکسیشن کے، جو انھوں نے ایک کلب ٹیکسیشن کا لفظ استعمال کیا، Double taxation is un-constitutional وہ آئین کے ان آرٹیکلز سے متصادم ہو گی اور دوسری میری گزارش یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے متعلق کسی قسم کی ٹیکسیشن چاہے وہ زکوٰۃ کی مد میں، چاہے اس کو direct property tax کی صورت میں لے کر لایا جائے وہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے صوبائی معاملات کے اوپر encroachment ہو گی۔ میری اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ جب آپ کی ایک provincial autonomy، آپ کے جو صوبائی معاملات ہیں ان کے اندر وفاقی حکومت direct مداخلت کر رہی ہو اور آپ کی اسمبلی ایک ایسی قرارداد کی سفارش بھی پیش نہ کر سکے جو کہ شیخ صاحب نے بڑی rightly دی ہے، دوسری ڈبل ٹیکسیشن کے زمرے میں آتی ہو، دکانوں کے اوپر پہلے سے ٹیکس موجود ہے، آپ کی زرعی پراپرٹی کے اوپر پہلے سے ٹیکس موجود ہے، آپ کے پلازوں اور آپ کے جتنے بھی ویلتھ ٹیکسز کو abolish کیا تھا تو اس وقت کوئی across the board tax نہیں ہوتا تھا اس وقت بھی اس کو evaluate کر کے ٹیکس لگایا جاتا تھا تو اس ضمن میں، میں یہ سفارش کروں گا کہ جس طرح منسٹر

صاحب نے اس کو read کیا ہے، یہ ایوان قطعی طور پر کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا کہ کسی نوٹیفکیشن کو un-notify کرا دے But that was the time of deliberations. We can make a recommendation اور ایک سفارش ہم وہاں کی حکومت سے کر سکتے ہیں کہ اس ایوان کا یہ نقطہ نظر ہے کہ ڈبل ٹیکسیشن مت کی جائے۔بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر جاوید صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! جو قرارداد انھوں نے پیش کی ہے یقیناً وہ مفاد عامہ میں ہے اس سے عوام کو یقیناً فائدہ ہو گا، میں تو سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو اسے منظور کر کے وفاقی حکومت سے سفارش کی جائے لیکن میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے جیسے انھوں نے فرمایا ہے کہ اس ایوان کے اندر 0.1 فیصد کے متعلق ایک قرارداد پاس ہوئی ہے اور یہاں سے وفاقی حکومت کو ہم نے refer کیا ہے وہاں انھوں نے پنجاب اسمبلی کی اس قرارداد کو consider کرنے کی بجائے غصے میں آکر 0.1 فیصد کی بجائے 0.2 فیصد کر دیا ہے۔اسی طرح ایک قرارداد آج سے پونے چار سال پہلے یہاں سے unanimously پاس کر کے بھیجی گئی کہ جو ایم پی ایز ہیں ان کو blue passport جاری کئے جائیں وہ انھوں نے ہمیں لفٹ ہی نہیں کرائی اور reject کر کے رکھ دیا، مطلب یہ ہے کہ پنجاب کی ہاؤس سے متفقہ طور پر مفاد عامہ کی قراردادیں منظور ہو کر جانے والی وفاقی حکومت ان کو کیوں ہمدردانہ consider نہیں کرتی اور اس طرح تو یہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی کم از کم غور کرنا چاہئے۔یہ نہیں کہ صرف قرارداد بھیج دی جائے بلکہ اس پر کم از کم اگر عملدرآمد نہیں ہوا تو اس کا بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔پلیز!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! یہ ایک serious معاملہ ہے۔ڈاکٹر صاحب کو تاکید کی جائے کہ ہر چیز پر سرمت مارا کریں۔اس چیز کو kindly آپ لے جائیں۔

جناب چیئرمین: جی، میں اب ہاؤس کے آگے put کرتا ہوں۔تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں ملک احمد خان صاحب کی تصحیح کرنا چاہوں گا، انھوں نے فرمایا ہے کہ جب کوئی نوٹیفکیشن ہو جائے تو پھر اس کو حکومت de-notify نہیں کر سکتی اور اس میں انھوں نے سید احسان اللہ وقاص صاحب کے پانچ مرلے پر پراپرٹی ٹیکس کے

waiver کے لئے مثال دی ہے۔ میں یہاں پر بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ ٹیکس لگ چکا تھا جس کو حکومت نے withdraw کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! منسٹر کھڑے ہیں۔ یہ میرا اعتراض نہیں ہے۔ میں نے کہا ہے کہ جب وفاقی حکومت کوئی چیز notify کر دے تو آپ جو قرارداد کے ذریعے وفاقی حکومت کو دے رہے ہیں اس کے ذریعے آپ de-notify نہیں کر سکتے، صوبائی گورنمنٹ کے تو ambit میں ہے، اس سے تو ہمیں اتفاق ہے۔ صوبائی حکومت کا معاملہ نہیں، میں وفاقی حکومت کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میری دوسری submission یہ ہے کہ جس طرح معزز اراکین نے فرمایا ہے، سنٹرل بورڈ آف ریونیو اور وفاقی وزارت Religious Affairs, زکوٰۃ اور عشر کو لکھ کر ان سے اس معاملے کے متعلق مزید حقائق معلوم کر سکتے ہیں کہ آیا اس قسم کی کوئی ٹیکسیشن ان کے زیر بحث ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو پھر pending کر لیتے ہیں۔

معزز ممبران: اس کو pending کر لیں۔

وزیر خوراک: جی، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کو اگلے منگل تک pending کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میری ایک گزارش ہے کہ یہ ہاؤس جو پاکستان کی تمام صوبائی اسمبلیوں میں سے سب سے اہم ترین ہاؤس ہے، اگر ہم یہ بھی ایک متفقہ قرارداد لائیں کیونکہ کل کے اخبارات میں ایک وفاقی وزیر کی طرف سے یہ بیان دیا گیا تھا کہ الیکشن کو ملتوی کر دیا جائے، میرا خیال یہ ہے کہ ہماری طرف سے یہ متفقہ قرارداد آنی چاہئے کہ الیکشن شفاف اور بروقت ہونے چاہئیں، الیکشن کو ملتوی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ الیکشن کو بروقت کرانا چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چلیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج احسان اللہ وقاص صاحب کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ اسمبلیوں کو مدت پوری کرنی چاہئے اور قبل از وقت الیکشن سے یہ راہ فرار اختیار کر گئے۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا dispose of کرتے ہیں۔ جی، بی بی صغیرہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ ہمارے یہاں پر انتہائی قابل احترام منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جن کا تعلق نارووال سے بھی ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی صاحب کا مزار جو نارووال میں ہے وہاں پر پانی کا مکمل طور پر کوئی انتظام نہیں ہے۔ میں نے تین سال پہلے بھی منسٹر صاحب کو درخواست دی تھی کہ وہاں پر ٹیوب ویل لگایا جائے لیکن منسٹر صاحب نے اس پر غور نہیں کیا۔ وہاں سے اوقاف کو لاکھوں روپے آمدنی ہوتی ہے۔ وہاں پر ہر سال عرس پر پورے پاکستان سے لوگ آتے ہیں لیکن وہاں پر واش رومز کا مکمل طور پر کوئی انتظام نہیں ہے اور اگر ہے تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ منسٹر صاحب جن کا تعلق اس ضلع سے بھی ہے اور پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی سرکار صاحب سے بھی ہے، میں یہ درخواست کروں گی کہ سب سے پہلے ایک تو وہاں پر ٹیوب ویل لگایا جائے اور دوسرا وہاں پر واش رومز کی تعداد اتنی زیادہ بڑھائی جائے تاکہ جو لوگ وہاں پر لاکھوں کی تعداد میں آتے ہیں ان کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ ہو۔ وہاں سے محکمہ اوقاف کو پیسا بھی ملتا ہے۔ اس مزار کی حالت بہتر کی جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب ہیں؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جی، بالکل بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی لئے تو میں نے بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر اوقاف صاحب!

وزیر اوقاف: یہ میرے چیمبر میں آجائیں، انشاء اللہ وہ سارے معاملات دیکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہو جائے گا۔ وزیر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہو جائے گا۔ جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! آج ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہمارے ملک احمد خان صاحب جنہیں پرائیویٹ سکولوں کی کمیٹی کا چیئرمین بنایا گیا تھا وہ یہاں پر موجود ہیں۔ اس کمیٹی نے شروع میں بڑے دھوم دھڑکے سے دو تین اجلاس کئے اس کے بعد نہ چیئرمین صاحب کا کوئی پتا چلا، نہ کمیٹی کا پتا چلا۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آج آپ دوبارہ وہ کمیٹی بنائیں جو اس ہاؤس کو پرائیویٹ سکولوں کے بارے میں اپنی تجاویز اسمبلی میں پیش کرے۔

جناب چیئر مین:اس کے چیئر مین کون ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: ملک احمد خان صاحب اس کے چیئر مین ہیں۔ وہ آج یہاں تشریف رکھتے ہیں۔

جناب چیئر مین:اس کمیٹی کوextendکرتے ہیں۔وہ دوبارہ میٹنگ کریں اور رپورٹ پیش کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین!وہ اپنی رپورٹ کمیٹی کی اس اسمبلی میں پیش کریں۔یہ رولنگ دیں اور مہربانی فرمائیں۔

جناب چیئر مین:رپورٹ اسمبلی میں آئے گی۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئر مین!وہ یہ کام کیسے کروائیں گے؟

جناب چیئر مین:وہ کہتے ہیں کہ کر دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئر مین!تین سال پہلے میں نے درخواست دی تھی اس وقت سے اب تک تو انھوں نے کیا نہیں۔

جناب چیئر مین:وزیر صاحب نے یقین دہانی کرائی ہے کہ کام ہو جائے گا۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔

اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 7۔ مارچ 2007 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

317

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 7-مارچ2007

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری))

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006

319

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

بدھ، 7-مارچ 2007

(یوم الاربعاء، 17-صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 02 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں o اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم

جوش دوست ہےoاور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیںo

وما علینا الا البلاغo

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔جی، ملک صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4643 ہے۔

مچھلی فارم، سوہانرا پارک بہاولپور، رقبہ لاگت، آمدن اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*4643: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مچھلی فارم سوہانرا پارک بہاولپور کب کتنی لاگت سے تعمیر ہوا تھا؟

(ب) یہ مچھلی فارم کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) سال 2001 سے آج تک آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مچھلی فارم میں اب پانی نہ ہے جس کی وجہ سے اس فارم سے منسلکہ لوگوں کو بے روزگاری کا سامنا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس فارم کو پانی سپلائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ماہی پروری:

(الف) بنیادی بات یہ ہے کہ لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور میں کوئی مچھلی فارم باقاعدہ طور پر تعمیر نہیں کیا گیا تھا لہذا اس پر کوئی لاگت نہیں آئی۔

(ب) دراصل جیساکہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ کوئی مچھلی فارم باقاعدہ طور پر تعمیر نہیں کیا گیا بلکہ ایک تشبیہی تالاب اس پارک میں موجود ہے۔ جس میں سیلاب کے دوران زیادہ سیلابی پانی جمع ہو جاتا تھا۔ اس پانی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مچھلی کی پیداوار حاصل کی جاتی تھی۔ یہ تشبیہی تالاب1480ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ج) چونکہ گزشتہ کئی سالوں سے سیلابی پانی / زائد پانی دستیاب نہیں ہو رہا ہے۔ لہذا2001 سے نہ یہاں پر کوئی مچھلی پیدا ہوئی اور نہ ہی کوئی آمدن حاصل ہوئی ہے۔

(د) جیساکہ اوپر وضاحت کی گئی ہے۔ اس جگہ کوئی باقاعدہ طور پر مچھلی فارم نہیں ہے اس لئے اس سے منسلک لوگوں کو باقاعدہ طور پر روزگار مہیا نہیں کیا گیا۔

(ہ) نہر میں پانی کی کمی کی وجہ سے فی الحال اس تشبیہی تالاب کے لئے پانی مہیا نہیں کیا جا سکتا تاہم سیلابی پانی جمع ہونے کی صورت میں پانی کی فراہمی کے بعد محکمہ انہار سے اس تالاب کے لئے پانی حاصل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ نے منسٹر صاحب کو misguide کیا ہے۔ اس وقت بھی وہاں پر مچھلی فارم موجود ہے جس کا رقبہ 1480 ایکڑ بتایا جاتا ہے۔ آج سے چار سال قبل اس مچھلی فارم سے محکمہ کو کروڑوں روپے کی آمدن ہوتی تھی لیکن محکمہ کی غفلت کی وجہ سے تالاب ناکارہ ہو گیا ہے۔ کیا حکومت یا محکمہ کے افسران بالا نے ذمہ داران کے خلاف کوئی انکوائری کرائی ہے یا اس کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! جس مچھلی فارم کا ذکر ممبر موصوف نے کیا ہے سیلابی پانی کا scrap route تھا جب سیلاب آتا تھا تو اس میں پانی آ جاتا تھا۔ یہ 1500 ایکڑ کا رقبہ ہے جہاں سے جانور بھی پانی پیتے تھے اور محکمہ اس میں مچھلی بھی چھوڑ دیتا تھا جس سے آمدن ہوتی تھی۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ پہلے آمدن ہوتی تھی اور اس کے لئے باقاعدہ ٹینڈر ہوتے تھے اب کیوں نہیں ہو رہے؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! اب وہ جھیل سوکھ چکی ہے۔ جس وجہ سے وہاں مچھلی بھی نہیں ہے اس لئے ٹینڈر نہیں ہو رہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! یہ بہاولپور آئیں اور وہاں دیکھیں پانی موجود ہے۔

جناب سپیکر: ان کا کہنا ہے کہ پانی میں کمی آئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ممبر موصوف کا کہنا ہے کہ وہاں پر پانی اور مچھلی بھی ہے محکمہ نے منسٹر کو غلط بتایا ہے۔

جناب سپیکر: زیادہ پانی میں مچھلی بھی زیادہ پرورش پاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ موجودہ پانی میں جو مچھلی ہے اس سے کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! اس وقت مچھلی کی کوئی آمدن نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2001 سے پہلے جب مچھلی فارم کا ٹھیکہ دیا جاتا تھا تو اس سے سالانہ آمدن کیا ہوتی تھی اس کی تفصیل بتا دیں؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! دراصل جھیل میں جو پانی اکٹھا ہوتا تھا وہ جانوروں کے پینے کے لئے تھا اور اس میں مچھلی ڈال دی جاتی تھی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ باقاعدہ مچھلی فارم نہیں تھا وہاں جانور پانی پیتے تھے۔ محکمہ نے وہاں مچھلی چھوڑ دی تھی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2001 سے پہلے وہاں مچھلی کی فروخت سے کتنی آمدن ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی پروری: جناب سپیکر! مچھلی کی فروخت کی مد میں 79-1978 میں 7 لاکھ 61 ہزار 3 سو روپے، 80-1979 میں 7 لاکھ روپے، 81-1980 میں 3 لاکھ 16 ہزار روپے اور 94-1993 میں 51 ہزار روپے کی آمدن ہوئی تھی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ محکمہ کی کارکردگی کا خود ملاحظہ کر لیں کہ اس جگہ سے اچھی خاصی آمدن ہوتی تھی لیکن محکمہ نے اس طرف توجہ نہ دی گئی اور وہ آمدن ختم ہو گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آئندہ یہ اس فارم میں مچھلی ڈالنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جب تک پانی میسر نہیں ہوتا اس وقت تک اس جگہ پر جنگلات لگائے جا سکتے ہیں۔ اس جگہ کو کسی مصرف میں لانا چاہئے۔

ڈاکٹر وسیم اختر: جناب سپیکر! جب بارشیں ہوتی ہیں تو محکمہ انہار کھیتوں کے لئے پانی دیتا ہے جبکہ فصلوں کو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ پانی دریائے ستلج میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر محکمہ vigilant ہو تو پانی مل سکتا ہے بشرطیکہ یہ اس سکیم کو live رکھیں تو پانی مل سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی ملک اقبال احمد چنڑ صاحب کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4644 ہے۔

لال سوہانرا پارک بہاولپور، رقبہ، پودہ جات، لکڑی کی فروخت اور دیگر تفاصیل

*4644: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لال سوہانرا پارک بہاولپور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں کس کس قسم کے درخت لگائے گئے ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2002 سے آج تک اس پارک سے کتنی لکڑی کن کن افراد کو کتنی مالیت میں فروخت کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران اس پارک سے کتنی لکڑی چوری ہوئی ہے؟

(د) کتنی لکڑی اس پارک کے ملازمین کی ملی بھگت سے چوری ہوئی؟

(ہ) کتنی لکڑی چوری کے مقدمات درج ہوئے؟

وزیر جنگلات:

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور 162568 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں مختلف قسم کے درخت جن میں شیشم، کیکر، سفیدہ وغیرہ شامل ہیں لگائے گئے ہیں۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور میں یکم جنوری 2002 سے آج تک جن ٹھیکیداران کو لکڑی فروخت کی گئی ان کے نام، قسم پیداوار، مقدار اور رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران 202 ڈیمج رپورٹ ہائے لکڑی چوروں کے خلاف چاک کی گئی

ہیں اور مبلغ-/522100روپے جرمانہ وصول کیا ہے۔

(د) لال سوہانرا نیشنل پارک میں ملازمین کی ملی بھگت سے کوئی لکڑی چوری نہ ہوئی جبکہ مندرجہ ذیل ملازمین کی نااہلی سے جو لکڑی چوری ہوئی ہے اس پر ان کے خلاف درج ذیل کارروائی کی گئی۔

نام اہلکاران	مقدار لکڑی	رقم/ریکوری
I۔صفدر حسین شاہ فارسٹر	32066 Cft	Rs. 119,820/-
II۔عبدالرشید فارسٹ گارڈ		
i۔صفدر حسین شاہ فارسٹر		
ii۔غلام عباس فارسٹ گارڈ		Rs.115250/-
iii۔عاشق علی فارسٹ گارڈ		

(ہ) لال سوہانرا نیشنل پارک میں مذکورہ عرصہ کے دوران 6 مقدمات پولیس درج کرائے گئے جبکہ فارسٹ ایکٹ کے تحت 202 مقدمات میں کارروائی کی گئی جس کا جواب جز(ج) میں درج ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شیشم، سفیدہ اور کیکر کتنے کتنے رقبہ پر کاشت کیا گیا ہے۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! یہ درخت 3200 ایکڑ پر لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: انھوں نے علیحدہ علیحدہ تفصیل پوچھی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ معصوم سے سفارشی وزیر ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لکڑی فروخت کی گئی ہے وہ کس ریٹ پر فروخت کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! لکڑی کے سائز کے حساب سے، category کے مطابق auction کی جاتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فروخت اور auction میں فرق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی clerical mistake ہو گئی ہو گی حکومت تو auction ہی کراتی ہے۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! category A کی -/1700 روپے اور category B کی -/1200 روپے فی مکعب فٹ نیلام ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہاں پر چھ مقدمات درج ہوئے تھے۔ ان چھ مقدمات کا کیا نتیجہ نکلا ہے اور ان کو کیا سزا ہوئی ہے اس کو update کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! یہ جو چھ بندے جن پر یہ کیس تھا ان میں سے دو کا فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کو compound بھی کر لیا گیا ہے۔ ان سے ایک لاکھ روپے کی رقم بھی recover کر لی گئی ہے باقی چار کیسز عدالت میں pending ہیں؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! انہوں نے خود فرمایا ہے کہ نیلام کمیٹی ہوتی ہے اس نیلام کمیٹی میں کتنے ممبران ہوتے ہیں اور نیلامی کے لئے کس اخبار میں اشتہار دیا گیا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب جز (د) میں کہا ہے کہ ہم نے فلاں فلاں ملازمین کے خلاف کارروائی کی ہے۔

جناب سپیکر: ایک وقت میں ایک ہی ضمنی سوال ہوتا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات صاحب! آپ نے جو لکڑی auction کی اس کمیٹی کے کون کون لوگ ممبران ہوتے ہیں اور کیا یہ جو auction ہوئی ہے اس کا کوئی اشتہار اخبار میں آیا تھا یہ ان کا ضمنی سوال ہے۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! پہلے ہمیشہ اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے پھر ٹینڈر کال کئے جاتے ہیں۔ اس کمیٹی میں DFO Conservative اور بلاک آفیسر شامل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر 5226۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کریں؟

جناب محمد وقاص: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جلو اور بانسرہ گلی وائلڈ لائف پارکس میں جنگلی حیات سے متعلقہ تفصیلات

*5226: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جنگلی حیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جلو وائلڈ لائف پارک اور بانسرہ گلی وائلڈ لائف پارک میں اس وقت کون کون سے جنگلی جانور کتنی تعداد میں موجود ہیں؟

(ب) گزشتہ تین سالوں میں ہر سال ان جانوروں میں کتنا اضافہ ہوا اس میں کتنے جانور نئے شامل کئے گئے اور کتنے جانوروں میں اضافہ افزائش نسل سے کیا گیا؟

(ج) ان دونوں پارکس میں جانوروں پر کیا خرچ ہوتا ہے اور جانوروں کی افزائش کے لئے کون سے جدید ترین اقدامات کئے گئے ہیں کیا ان پارکس سے زائد از ضرورت جانور فروخت بھی کئے جاتے ہیں اور اگر جواب ہاں میں ہے تو قیمت کا تعین کیسے ہوتا ہے؟

(د) کیا ان پارکس میں اس کا اہتمام موجود ہے کہ خوبصورت پرندوں مثلاً مور، شتر مرغ، فیزنٹ وغیرہ کی تجارتی پیمانے پر افزائش نسل کی جا سکے؟

وزیر جنگلی حیات:

(الف) جلو وائلڈ لائف پارک اور بانسرہ گلی وائلڈ لائف پارک میں عوام کی تفریح طبع اور جنگلی حیات کی افزائش نسل کے لئے مختلف اقسام کے جانور / پرندے رکھے گئے ہیں جن کی موجودہ تعداد و اقسام درج ہیں:۔

تفصیل جانوران / پرندگان وائلڈ لائف پارک جلو

نمبر شمار	نام جانور / پرندگان	تعداد
1۔	نیل گائے	20
2۔	چنکارہ ہرن	7
3۔	کالا ہرن	21
4۔	مفلن شیپ	10
5۔	پاڑہ ہرن	7
6۔	چیتل ہرن	90

7-	گوڑل	21
8-	بندر	6
9-	شترمرغ	7
10-	مور	58
11-	سیاہ کندھوں والے مور	36
12-	سفید مور	53
13-	جاوا گرین مور	9
14-	ایمرالڈ مور	9
15-	پائیڈ مور	8
16-	حلقہ دار گلے والے فیزنٹ	69
17-	سبز فیزنٹ	7
18-	ریڈ جنگل فاؤل	16
19 -	مرغابی	45
20-	جنگلی کبوتر	45
21-	راطوطے	11
22-	حلقہ دار گلے والے طوطے	49

تفصیل جانوران / پرندگان وائلڈ لائف پارک بانسرہ گلی

نمبر شمار	نام جانور / پرندگان	تعداد
1-	شیر	1
2-	یاک	2
3-	بندر	4
4-	مور	4
5-	سیاہ کندھوں والے مور	2
6-	سفید مور	3
7-	پائیڈ مور	3
8-	سبز فیزنٹ	5
9-	حلقہ دار گلے والے فیزنٹ	8
10-	کلیج فیزنٹ	3

(ب) گزشتہ تین سالوں میں جلو وائلڈ لائف پارک اور بانسرہ گلی وائلڈ لائف پارک میں افزائش نسل سے مختلف جانوروں اور پرندوں میں اضافہ ہوا جب کہ نئے جانور/پرندے بھی ان پارکوں میں شامل کئے گئے، تفصیل درج ذیل ہے:۔

جانوروں/پرندگان میں اضافہ بذریعہ افزائش نسل

نام پارک		2001-02	2002-03	2003-04
وائلڈلائف پارک	اضافہ جانوران	42	85	64
جلولاہور	اضافہ پرندگان	55	266	190
وائلڈلائف پارک	اضافہ جانوران	7	2	2
بانسرہ گلی، مری	اضافہ پرندگان	--	6	4
	ٹوٹل	104	359	260

نام پارک نئے شامل کئے گئے

نام پارک	نئے شامل کئے گئے	2001-02	2002-03	2003-04
وائلڈلائف پارک	جانور	--	چنکارہ ہرن 7	--
جلولاہور	پرندے	--	--	شترمرغ 7 ریوزفیزنٹ 3 میوٹ سوان 6 بلیک سوان 6 فینسی کبوتر 4 کیرولینا مرغابی 12 سیاہی مائل مورنما فیزنٹ 4 سفید کان والے فیزنٹ 2 نیلے کان والے فیزنٹ 2 فائر بیک فیزنٹ 2
وائلڈلائف پارک	جانور	--	--	--
بانسرہ گلی مری	پرندے	--	--	--
	ٹوٹل	--	7	48

(ج) جلو وائلڈ لائف پارک میں رکھے گئے جانوروں/پرندوں پر اوسطاً سالانہ خرچ مبلغ -/18,00,000 روپے اور مری وائلڈ لائف پارک میں رکھے گئے جانور/پرندوں پر اوسطاً سالانہ خرچ مبلغ -/400,000 روپے کے لگ بھگ ہے۔ ان پارکوں کے قیام کا بنیادی مقصد لوگوں کو تفریح فراہم کرنا اور عوام میں جنگلی جانوروں/پرندوں کے بارے

میں شعور بیدار کرنا ہے تاکہ قدرتی ماحول میں لوگوں کے تعاون سے جنگلی حیات کا تحفظ ہو سکے۔ افزائش نسل خصوصاً پرندوں کے حوالے سے جلو وائلڈ لائف پارک خود کفیل ہے جہاں جدید اینکوبیٹرز دستیاب ہیں، جبکہ وائلڈ لائف پارک بانسرہ گلی مری میں پرندوں کی افزائش نسل میں محکمہ ہذا کی ہیچری واقع اسلام آباد معاونت کرتی ہے۔ جہاں اینکوبیٹرز سے انڈوں کی افزائش نسل کی جاتی ہے۔ زائد از ضرورت جانور / پرندے حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ قیمتوں کے مطابق فروخت کئے جاتے ہیں۔

(د) جی نہیں۔ جلو وائلڈ لائف پارک میں محکمہ ہذا کی ضروریات کے پیش نظر پرندوں کی افزائش نسل کے لئے محدود پیمانے پر انتظامات موجود ہیں۔ جہاں پر اینکوبیٹرز کے ذریعے پرندوں کی افزائش نسل کی جاتی ہے اور وہاں سے پرندے بمطابق ضرورت دوسرے پارکوں میں منتقل کئے جاتے ہیں جبکہ وائلڈ لائف پارک بانسرہ گلی مری کے لئے محکمہ ہذا کی ہیچری واقع اسلام آباد معاونت کرتی ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں چونکہ وائلڈ لائف اور جلو پارک اور بانسرا ں گلی وائلڈ لائف پارک کے متعلق یہ سوال ہے اور اس میں موجود جو مختلف پرندے اور جانور ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان پارکوں میں کوئی ایسا عملہ بھی موجود ہے جو ان جانوروں کی صحت کا ذمہ دار ہو اور ساتھ ہی یہ بتائیں کہ ان کی شرح اموات کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر وائلڈ لائف!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہمارے پاس وہاں پر عملہ موجود ہوتا ہے اور اگر ضرورت پڑے یا اس قسم کی کوئی بیماری پھیل جائے تو لاہور سے بھی عملہ وہاں پر بھیجا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ پچھلے طویل عرصے سے ایسی کوئی بیماری نہیں پھیلی جس سے کہ شرح اموات جو طبعی کے علاوہ ہو اس میں اضافہ ہوا ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf:

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر 5112۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا آفتاب احمد خان: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، جنگلات، پودہ جات، رقبہ اور آمدن و اخراجات کی تفصیل

*5112: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جنگلات از رہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے رقبے پر اور کس کس جگہ سرکاری جنگلات ہیں؟

(ب) ان جنگلات میں کس کس قسم کے درخت ہیں؟

(ج) ان جنگلات کی دیکھ بھال کے لئے کتنے سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں، ان پر سال 03-2002 میں کتنے اخراجات ہوئے اور جنگلات سے کل کتنی آمدنی ہوئی؟

(د) سال 2002 سے 30۔جون 2004 تک لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے افراد نامزد کئے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مسلسل چار ماہ سے زائد عرصہ کے لئے DFO اور ڈپٹی DFO تعینات نہ کئے گئے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 14972.45 ایکڑ رقبہ پر سرکاری جنگلات ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

مقامی جنگل	رقبہ	زیر انتظام
بھاگٹ ریزروائر	715 Ac	ڈی۔ایف۔او فیصل آباد
کمالیہ پلانٹیشن	10863.80	۔ایضاً
چک نمبر 150/GB	76.08	ڈسٹرکٹ آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ
چک نمبر 160/GB	186.75	۔ایضاً
بھاگٹ پلانٹیشن	619.25	۔ایضاً
چک نمبر 300/GB	1491.27	۔ایضاً
چک نمبر 324/GB	351.30	۔ایضاً
چک نمبر 359,361	619	۔ایضاً
چک نمبر 46/GB	47	۔ایضاً

ٹوٹل 14972.45

(ب) ان جنگلات میں شیشم، کیکر، سفیدہ، توت، پھلاہی، مسکٹ، پیپر ملبری، سرس وغیرہ کے درخت ہیں۔

(ج) ان جنگلات کی دیکھ بھال کے لئے 40 عدد سرکاری ملازمین کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چھ عدد ملازم بھی کام کر رہے ہیں، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

مالی سال	اخراجات	آمدنی	زیر انتظام
2002-03	10702393	32857418	ڈی ایف او فیصل آباد
۔ایضاً۔	-	84972	ڈسٹرکٹ آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ

(د) سال 2002 سے جون 2004 تک فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 1004 ملزمان کے خلاف 727 مقدمات جنگلات درج ہوئے جن میں 833 گرفتار ہوئے اور بقایا ملزمان کے خلاف کارروائی کے لئے عدالتوں سے رجوع کیا گیا۔

(ہ) ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں DFO کی پوسٹ 03/10 سے اور RFO کی پوسٹ 13-04-04 سے خالی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، جناب سپیکر! اس کے آخر میں لکھا ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ڈی ایف او کی پوسٹ 10۔فروری 2003 اور RFO کی پوسٹ 13-04-04 سے خالی ہے کیا محکمے کے پاس کوئی افسر موجود نہیں ہے یا انہوں نے دانستہ طور پر نہیں لگائے۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! یہ پوسٹ پہلے خالی تھی اب DFO کی پوسٹنگ ہو چکی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر تاریخ وصولی جواب 27۔فروری ہے ابھی پانچ چھ دن ہوئے ہیں ان کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ خالی ہے۔

جناب سپیکر: پانچ چھ دن میں پوسٹنگ ہو سکتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ کس دن پوسٹنگ کی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے تو ٹھیک ہے پوسٹنگ ہو گئی ہو گی۔

رانا آفتاب احمد خان: نہیں۔ جناب سپیکر! پوسٹنگ نہیں ہوئی۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! دسمبر 2006 میں یہ پوسٹنگ ہوئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب 27-فروری 2007 کو موصول ہو رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ دسمبر 2006 کو پوسٹنگ ہو چکی ہے اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! دسمبر 2006 میں پوسٹنگ ہو چکی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! 27-فروری کو تو جواب آ رہا ہے اُس وقت تک تو پوسٹنگ ہوئی نہیں تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ fill ہو چکی ہے۔ ایہناں نوں معاف کر دیو۔

جناب سپیکر: جی، next ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(د) میں انہوں نے لکھا ہے کہ سال 2002 سے جون 2004 تک فیصل آباد فارسٹ ڈویژن ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 104 ملزمان کے خلاف 727 مقدمات درج ہوئے اور 833 ملزمان گرفتار ہوئے اور بقایا ملزمان کے خلاف کارروائی کے لئے عدالتوں سے رجوع کیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان مقدمات میں ان کے اپنے محکمے کے کتنے لوگ ملوث رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جو سابقہ سوال اقبال چنڑ صاحب کا تھا۔ اس کے جز(د) میں ایک صفدر حسین شاہ فارسٹر ہے اس کو ایک فیز میں ایک لاکھ انیس ہزار آٹھ سو بیس روپے recovery ڈالی گئی۔ پھر اس کا دوسری recovery میں بھی نام آیا ہوا ہے کہ صفدر حسین ایک لاکھ پندرہ ہزار دو سو پچاس روپے۔ یعنی ہوتا یہ ہے کہ دس لاکھ کی لکڑی چوری کروادی، محکمے نے دو لاکھ کی recovery ڈال دی آٹھ لاکھ اس کو بچ گیا اوپر نیچے اس کا حصہ بھی چلا گیا اور کام ختم ہو گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو 727 مقدمات درج ہوئے ہیں اس میں محکمے کے کتنے لوگوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اگر محکمے کے کسی فرد نے کچھ کیا ہے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا مگر فی الحال میرے پاس اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کی تفصیل بعد میں ڈاکٹر صاحب کو بتا دیجئے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وقفہ سوالات میں ہوتا تو یہ ہے کہ محکمے اور حکومت کی کارکردگی کی نشاندہی ہو اور اس نشاندہی پر حکومت اور متعلقہ محکمہ ایکشن لے۔ اب وزیر صاحب کا یہ حال ہے کہ

جس بات کی نشاندہی کی گئی ہے انہوں نے اتنا گوارا ہی نہیں کیا کہ سوالات کی تیاری کے وقت جب یہ معاملہ ان کے سامنے پیش آیا تھا تو وہ اس بارے میں معلوم کرتے اور پھر اس سے ہاؤس کو آگاہ کرتے۔

جناب سپیکر! آپ یہ فرمائیں کہ پھر اس کا مقصد کیا رہ جاتا ہے اور دوسرا جو ہم نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی سب کمیٹی جس میں رولز amend ہونے تھے۔ وہاں پر بھی گزارش کی تھی آپ یہ answer sheet دیکھ لیں دو تین سوالات ہیں کہ جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان سے ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ سوالات اس طرح لائن میں لگے ہوئے ہیں کہ بعد میں کوئی بہتر سے بہتر سوال بھی آ جائے جس کا کنسرن پورے صوبے سے ہو وہ رہ جاتا ہے اور میں نے اگر پوچھا کہ میرے حلقے میں نالیاں جو ہیں ان کی پیمائش کتنی ہے اور میرے حلقے میں برج کتنے ہیں ایسا سوال لائن میں آگے ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کنسرن ہے کہ وقفہ سوالات سے متعلق ایوان کا پورا ایک گھنٹہ ضائع ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ اگر وزراء نے نشاندہی کے بعد بھی یہی جواب دینا ہے جو انہوں نے دیا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے مقصد وقفہ سوالات ہے۔ لہذا ہم ان کی اس تیاری کے خلاف ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر سید احسان اللہ وقاص کے سوا تمام اپوزیشن اراکین ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب آپ ضمنی سوال کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر لیتا ہوں اور جواب باہر جا کر سن لوں گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 727 مقدمات انہوں نے درج کئے ہیں ان میں سے کتنے مقدمات محکمے نے بعد میں واپس لے لئے۔ یہ وزیر موصوف کا اپنا ضلع ہے کہ جس میں 727 مقدمات درج کئے گئے انہوں نے کتنے مقدمات چوری نہ ہونے کی بناء پر واپس لئے اور یہ جو خالی پوسٹوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے اس بارے میں بھی فرمائیں کہ یہ کتنے عرصے سے خالی ہیں؟ شکریہ

(اس مرحلہ پر سید احسان اللہ وقاص بھی ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جواب سن لیں اب جواب کس کو سنائیں گے۔۔۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے سوال dispose of ہوا۔

(اس مرحلہ پر معزز اپوزیشن اراکین ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات بالکل درست ہے کہ سوالوں کے جوابات update بھی ہونے چاہئیں اور ان کے جواب دینے کی تیاری بھی ہونی چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک natural phenomena ہے کہ کوئی شخص بہتر جواب دے سکتا ہے اور کوئی بہتر نہیں دے سکتا اور اپوزیشن میں بھی یہ ہے کہ ہمارے جو دوست اگلے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یا اس معزز ایوان کی کارروائی میں زیادہ حصہ لیتے ہیں، زیادہ contribute کرتے ہیں۔ یہ قطعی طور پر نہیں ہے کہ ان کو appreciate کیا جائے اور باقی جو کارروائی میں حصہ ہی نہیں لیتے اور اپوزیشن میں بے شمار ایسے اراکین ہیں کہ جو آج تک اپنے بنچ سے کھڑے بھی نہیں ہوں گے کہ ان کی کارروائی کو condemn کرنا شروع کر دیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں کسی ایک وزیر کے خلاف اس حوالے سے واک آؤٹ کر جانا کوئی اچھی tradition قائم نہیں کر رہے۔ میں سمجھتا ہوں فرض کر لیں کہ اگر کسی کی کارکردگی تھوڑی کم ہے تو وہ learn کر رہے ہیں شاید اگلے اجلاس میں آج سے بہتر ان کی کارکردگی ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب اقدام تھا اور نہ ہی ہم نے کوئی اچھی روایت قائم کی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے مگر حکومت کے پاس تقریباً 271 ایم پی ایز ہیں۔ کیا اس میں اہل لوگ نہیں ہیں کہ جو محکمے کو یہاں بہتر طور پر represent کر سکتے ہیں اور کیا آپ نے صرف سفارش ہی ایک مقصد رکھا ہے؟ میرا کسی کو humiliate کرنے کا مقصد نہیں ہے بلکہ آپ کی گڈ گورننس اور رٹ آف گورنمنٹ کا یہیں سے پتا چلتا ہے۔ جب آپ کے محکمہ کے سربراہ وزیر کا اسمبلی میں ممبران کے سوالوں کے آگے یہ جواب ہو گا تو وہ محکمہ کو کیسے چلائے گا۔ ہمارا تضحیک یا humiliate کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے پاس کافی ممبران ہیں آپ انہیں بھی موقع دیں اور انہیں change کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم راجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ وزراء صاحبان سیکھ رہے ہیں۔ ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں ان کو سیکھتے ہوئے اور یہ سیکھتے سیکھتے انہوں نے قوم کا اور ملک کا بیڑہ غرق کر دیا ہے اور اب ان کو اور کتنا عرصہ چاہئے اور انہیں مزید پانچ سال سیکھنے کے لئے چاہئیں اور میں ان کی گڈ گورننس، کارکردگی اور in house ان کے معیار اور ان کی جو اہمیت ہے تو یہ ایک چھوٹا سا معاملہ ہے اور یہ تحریک التوائے کار نمبر 822 جو کہ تین ماہ قبل پچھلے اجلاس میں پیش ہوئی تھی اور اس میں معاملہ یہ اٹھایا تھا کہ میرے حلقہ سر سید ٹاؤن سے ایک لڑکا داتا صاحب سلام کے لئے آیا اور وہ گردہ فروش مافیا کے ہتھے چڑھ گیا اور انہوں نے اس کو میو ہسپتال میں لا کر اس کا گردہ ٹرانسپلانٹ کر کے اس کا گردہ لے لیا۔ اس کا والد فوت ہو چکا تھا اور اس کی والدہ نے hue and cry کی۔ درخواستیں وغیرہ دیں اور اس کو ایسے ہی کبھی آ جاؤ اور کبھی چلے جاؤ کا کہا جاتا رہا لیکن اس کا کچھ نہیں ہوا۔ میں نے یہ تحریک التوائے کار دی اور اس پر ہاؤس میں چیئر نے یہ direction دی کہ اس معاملے پر بطور خاص توجہ دی جائے اور سپیشل کمیٹی بنائی اور اس میں ایک دو معاملات سر گنگا رام ہسپتال اور میو ہسپتال کے بھی تھے۔ اس پر آپ دیکھ لیں کہ اس کمیٹی میں وزیر صحت، سیکرٹری صحت اور دوسرے لوگ تھے تو اس میں کہا کہ:

> The Committee after detailed discussion decided and recommended that Secretary Health may inquire into the incident, fix the responsibility and take necessary action through his office within a period of one month

اب اس بات کو بھی دو ماہ ہو گئے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی انکوائری ہوئی ہے، کسی نے پوچھا ہے اور نہ ہی کسی نے کوئی بات کی ہے۔ یعنی یہ in house ان کی گڈ گورننس ہے۔ ماسوائے طوطا کہانیاں جو انہیں سیکرٹریوں سے بریفنگ مل جاتی ہے اور وہ اسے ہی ہر طرف پکارتے پھرتے ہیں اور گڈ گورننس کا ان کا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وزیر قانون صاحب نے سن لیا ہے اور میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ

یہ تھوڑا expedite کروادیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے ہمارے وزراء صاحبان کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان کی ٹریننگ ہو رہی ہے تو یہ درست۔ یہ پرنسپل آف پالیسی کی رپورٹ Constitution کا تقاضا ہے جس کے تحت یہ پیش کی گئی ہے اور اگر آپ اس کو خود ملاحظہ فرمائیں اور گیلری میں بیٹھے ہوئے تمام صحافی بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس رپورٹ کو ضرور دیکھیں۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ یہ پرنسپل آف پالیسی کی رپورٹ جو آئینی تقاضے کے تحت یہاں اسمبلی میں پیش کی گئی ہے، اس میں آئینی تقاضے کو پورا کرنے کے لئے کس قسم کے مضحکہ خیز جوابات دیئے گئے ہیں اور یہ چیف سیکرٹری کی طرف سے رپورٹ submit کی گئی ہے اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس رپورٹ پر اس اسمبلی کے اندر کوئی دن مقرر کریں جس پر بحث ہو اور اس پر بات کی جائے۔ یہ آئینی تقاضے کے تحت یہاں رپورٹ پیش ہوتی ہے اور اس میں جوابات، تبصرے وغیرہ میں انہوں نے بتایا ہے کہ ہم اسلام کس طرح سے نافذ کر رہے ہیں اور سوشل ویلفیئر کا کام کس طرح کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ سے میں درخواست کروں گا کہ آپ بھی اس رپورٹ کو ملاحظہ فرمائیں اور یہ اسمبلی کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے کہ جس طرح کے جوابات انہوں نے رپورٹ میں دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ زیب النساء قریشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 8123 ہے۔

ماہی پروری کے لئے حکومتی قرضہ کی مالیت اور طریق کار کی تفصیل

*8123: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت فش فارمنگ کے لئے آسان شرائط پر قرضہ دے گی، جو 2 فیصد مارک اپ پر دیا جائے گا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ قرضہ زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم ایک فرد کو کتنا

دیا جائے گا اور اس کی واپسی کا کیا طریق کار ہو گا؟

وزیر ماہی پروری:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے چھوٹے فش فارمرز کو قرضہ جات کی فراہمی کے لئے 50 ملین روپے بنک آف پنجاب کو فراہم کر دیئے ہیں، اس قرضہ پر دو فیصد مارک اپ وصول کیا جائے گا۔

(ب) یہ قرضہ کم سے کم ایک ایکڑ اور زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ پر مشتمل فش فارم پر دیا جائے گا اور قرضہ کی زیادہ سے زیادہ حد ساڑھے سات لاکھ -/750,000 روپے ہو گی جو کہ 6 سال کی مدت جس میں ایک سال کی رعائتی مدت بھی شامل ہے، واپس کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے پچاس ملین روپے بنک آف پنجاب کو فراہم کر دیئے ہیں تو اب تک کتنے قرضے دیئے گئے ہیں، کتنے لوگوں نے درخواست دی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کی آگاہی کے لئے کیا بندوبست کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو زیادہ معلومات ہوں اور وہ اس سے مستفید ہو سکیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر ماہی پروری!

وزیر ماہی پروری: شکریہ۔ جناب سپیکر! اب تک تقریباً اڑھائی کروڑ روپے کے قریب قرضے جاری ہو چکے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہمارے پاس درخواستیں 8 کروڑ کے قریب ہیں اور گورنمنٹ نے 5 کروڑ روپے دیئے تھے۔ پہلے آیئے پہلے پایئے کے حساب سے ہم تقسیم کر رہے ہیں۔ لوگوں کو معلومات اور آگاہی فراہم کرنے کے لئے ڈپٹی ڈائریکٹر پبلیسٹی ہوتا ہے اور ہم یہ publicity کر رہے ہیں اور اخبارات میں بھی آ رہا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ پچاس ملین روپے فشریز کے قرضہ جات کے لئے رکھا ہے تو اب تک پنجاب میں کتنے لوگوں

نے یہ قرضے لئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ماہی پروری!

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے۔ صحیح figures بتانا مشکل ہوتا ہے تقریباً اڑھائی کروڑ روپے قرضہ ہم تقسیم کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: رقم انہوں نے بتادی ہے کہ کتنا قرضہ دیا جا چکا ہے۔

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! میں مزید یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا معاہدہ پنجاب بنک سے ہے اور وہ آگے تقسیم کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ فشریز کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور معلومات ان کے پاس ہیں اور انہوں نے ہی پنجاب میں دینی ہیں تو یہ پچاس ملین پنجاب میں تقسیم کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ بڑا ہو گا کہ کوئی ایک ہزار آدمیوں میں بھی تقسیم پوری نہیں آتی تو میرا ان سے سوال یہ تھا کہ پنجاب میں کتنے لوگوں نے قرضے کے لئے apply کیا ہے، چلیں یہ بتادیں کہ پنجاب میں کتنے لوگوں نے فشریز کے قرضوں کے لئے apply کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ماہی پروری!

وزیر ماہی پروری: 150 کے قریب قرضے منظور ہو چکے ہیں اور یہ درخواستیں سادہ کاغذ پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر کو دینی پڑتی ہیں اور پھر وہ ڈائریکٹر کے پاس انہیں بھیجتا ہے اور وہاں سے یہ yes ہو کر بنک کے پاس چلی جاتی ہیں اور پھر بنک کے پاس یہ ترتیب سے چلتے ہیں اور بنک سے ہمارا معاہدہ ہے اور بنک کو حکومت نے پیسے دیئے ہیں۔ یہ 2 فیصد صرف خرچے کا مارک اپ ہے اور یہ کوئی زیادہ مارک اپ نہیں ہے اور یہ صرف خرچہ کے طور پر لیا جا رہا ہے جو کہ اس معاہدے کے مطابق ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ فشریز ڈیپارٹمنٹ ایگریکلچر سے متعلقہ ہی معاملہ بنتا ہے تو ایک تو یہ [******]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کو یہ الفاظ زیب نہیں دیتے اور انہیں حذف کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر حکمرانوں کو کسی بات پر شرم آ جائے تو یہ بڑی بات ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کو یہ زیب نہیں دیتا۔

رانا ثناء اللہ خان: اچھی کارکردگی پر فخر کرنا اور بری کارکردگی پر ندامت محسوس کرنا۔ جناب! میں یہ لفظ اختیار کر لیتا ہوں کہ [****] ہے یہ بات کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ بھی میں حذف کرتا ہوں۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ بھی حذف؟

جناب سپیکر: جی، آپ ضمنی سوال کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چلیں، موجودہ حکومت کے لئے یہ بات باعث فخر ہے کہ پہلی تو بات یہ ہے کہ یعنی فشریز ڈیپارٹمنٹ جو کہ bone ہے، ایگریکلچر ہے، اس میں فشریز آ جاتا ہے، دوسری چیزیں آ جاتی ہیں یعنی یہ وہ صوبہ ہے جس کی 65 تا 70 فیصد آبادی کا انحصار ایگریکلچر اور ایگریکلچر سے متعلقہ چیزوں پر ہے۔ اس کے اوپر ٹوٹل 50 ملین یعنی یہ 5۔ کروڑ روپیہ بنتا ہے، انھوں نے یہ ٹوٹل قرض دینے کے لئے رکھا ہے، یہ ان کا ایگریکلچر اور ایگریکلچر سے متعلقہ جو صنعت ہے اس سے متعلق اس گورنمنٹ کی یہ priority ہے۔ باقی اخبارات میں جو یہ اشتہار دیتے ہیں یعنی میرا خیال ہے کہ انھوں نے پچھلے سال ایگریکلچر سے متعلق کوئی پچاس کروڑ کے تو اشتہار ہی دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: اب اس میں یہ ہے کہ یہ پانچ کروڑ روپے میں یہ کہتے ہیں کہ ساڑھے سات لاکھ روپے اس کی حد ہو گی۔ اگر ساڑھے سات لاکھ روپے آپ بنائیں تو میرا خیال ہے کہ پچاس، ساٹھ یا سو آدمی accommodate ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ فرمائیں کہ کیا اس صنعت سے متعلقہ جو فشریز سے ہے اس سے صرف پچاس یا سو آدمیوں کو benefit کرنے سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس صوبے کی یہ صنعت آگے grow کر سکتی ہے یا آنے والے جو چیلنجز ہیں ان کو beat کر سکتی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آج رات جب یہ سوالات کی تیاری کرنے کے لئے بیٹھے ہیں تو انھوں نے یہ کیوں confirm

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

نہیں کیا کہ یہ پانچ کروڑ روپیہ جو ہے یہ تقریباً آدھا سال بلکہ آٹھ ماہ گزر گئے ہیں ان میں سے کتنے قرضے کی disbursement ہو گئی ہے اور کتنے لوگوں کو ہو گئی ہے؟ اس بات کا یہ جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ماہی پروری!

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! میں سمجھا نہیں کہ کتنے لوگوں کو قرضہ مل چکا ہے یا دینا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جیسے جیسے وقت قریب آ رہا ہے تو ان کو سمجھ کوئی نہیں آنی؟ ان کی سمجھ ویسے ہی جواب دے جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، جن کو قرضہ دے چکے ہیں وہ تو انھوں نے بتا دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پانچ کروڑ یعنی پانچ سو لاکھ ہو گیا ناں۔ اب ساڑھے سات لاکھ آپ فی کس کریں تو کتنا بنتا ہے، میرا خیال ہے کہ 55 یا 60 لوگ بنتے ہیں۔ سات آٹھ ماہ گزر گئے ہیں، یہ بتائیں کہ اس کی disbursement کتنے لوگوں کو ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: کتنا تقسیم ہو گیا ہے اور باقی ماندہ روپیہ کب تک آپ تقسیم کر دیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: باقی ماندہ نہیں۔ یہ بتائیں کہ اب تک کیا ہوا ہے، انھوں نے ڈیپارٹمنٹ سے کیا پوچھا ہے؟

وزیر ماہی پروری: یہ میں نے پہلے بتا دیا ہے۔ یہ کل فارمز 150 ہوتے ہیں اور یہ چھوٹے فارمز کے لئے ہے۔ یہ گورنمنٹ دے رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے اس 5 کروڑ روپے میں سے ایڈورٹائزمنٹ کے لئے کتنی رقم خرچ کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس کی ایڈورٹائزمنٹ پر کتنا خرچ آیا ہے؟

وزیر ماہی پروری: یہ تو ویسے fresh question بنتا ہے، میں صحیح نہیں بتا سکتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ 5 کروڑ روپے میں سے اڑھائی کروڑ روپے انھوں نے ایڈورٹائزمنٹ پر لگایا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: 150 کی disbursement کتنی ہوئی ہے؟

وزیر ماہی پروری: یہ بنک آف پنجاب دے رہی ہے۔ ہم نے اسے اپنے طور پر پرنٹ میڈیا میں دیا ہوا ہے تو ایڈورٹائزمنٹ تو اس کی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبہ سرحد کے منسٹر فار سوشل ویلفیئر حافظ حشمت صاحب گیلری میں موجود ہیں، ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں، یہ ہمارے لئے بڑا اعزاز ہے کہ وہ یہاں تشریف لائے۔ ہم انہیں پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال ہے---

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال---

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی ہو گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں ہوا۔ یہ بڑا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: میرا سوال یہ ہے کہ فشریز کا جو ٹیکنیکل سٹاف ہے یہ لوگوں کو باقاعدہ ایک تکنیکی رہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اپنے سوال کی ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے انھوں نے کیا اہتمام کیا ہوا ہے؟

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! ٹیکنیکل ٹریننگ کے لئے ادارے قائم ہو چکے ہیں، جو فارمرز اور سٹاف کو بھی ٹریننگ دیتے ہیں۔ باقاعدہ ٹیکنیکل ٹریننگ ہوتی ہے، اس کے لئے بہاولپور، پنڈی اور مناواں میں ادارے قائم ہیں۔

جناب سپیکر: تین چار جگہوں پر ٹریننگ سنٹرز ہیں جہاں سے اس محکمے کے لوگ ٹریننگ لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے درخواست کروں

گا کیونکہ یہاں پر صبح سے یہ ہو رہا ہے کہ ٹریننگ، ابھی learn کر رہے ہیں، کیا راجہ صاحب اپنے وزراء کے لئے کوئی ریفریشر کورس کرانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ اگلا سوال مخدوم سید محمد مختار حسین صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر۔

جناب سپیکر: سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 5589۔

خانیوال، پیر وowال جنگل کی اراضی کی الاٹمنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*5589: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2001 سے آج تک پیر وowال (ضلع خانیوال) جنگل کا رقبہ کن کن اداروں/افراد کو کتنا کتنا کن کن مقاصد کے لئے الاٹ کیا گیا ہے؟

(ب) جو رقبہ دیا گیا ہے اس میں سے کتنا آباد اور کتنا غیر آباد تھا؟

(ج) الاٹ کردہ کتنے رقبہ پر جنگل تھا اور اس میں کس کس قسم کے درخت تھے اور اس جنگل کی مالیت کیا تھی؟

(د) کیا جب یہ رقبہ الاٹ کیا گیا تو ان الاٹیوں سے جنگل کی قیمت وصول کی گئی تھی ہر الاٹی سے جتنی رقم وصول کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) اگر الاٹیوں سے جنگل کی رقم وصول نہ کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) اس جنگل کو آباد کرنے کے لئے کتنے موگہ جات تھے اور اب کتنے موگہ جات ہیں اور کتنے موگہ جات جن اداروں/افراد کو جنگل کی زمین الاٹ کی گئی ہے ان کو دے دیئے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) سال 2001 سے آج تک پیر وowال جنگل کا رقبہ کسی ادارہ/فرد کو الاٹ نہ کیا گیا ہے، لہذا تمام سوالات (الف) تا (و) کا جواب نہ میں ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) -ایضاً-

(د) -ایضاً-

(ہ) -ایضاً-

(و) -ایضاً-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جوپیرو وال کا ضلع خانیوال میں جنگل ہے کیا اس جنگل کو آباد رکھنے کے لئے محکمہ نہر کی طرف سے پانی لیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جی ہاں۔ایک پوری ڈسٹری بیوٹری ہے اس سے اس کو پانی آتا ہے اور محکمہ اریگیشن سے ہی لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، پانی لیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ظاہر ہے کہ پانی جو لیا جاتا ہے وہ موگہ جات کے ذریعے سے ہی آتا ہے۔اب اس سوال کا جز (و) جو ہے کہ "اس جنگل کو آباد کرنے کے لئے کتنے موگہ جات تھے اور اب کتنے ہیں۔"اب اس میں انھوں نے ایک ہی جواب جو جز (الف) کے اندر لکھ دیا ہے کہ "(الف) تا (و) کا جواب نہ میں ہے۔"اب (و) کے آگے بھی اس کا مطلب ہے کہ "نہ" ہے۔ابھی منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ پانی لیتے ہیں۔ادھر جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ کوئی موگہ جات ہی نہیں ہے، یعنی یہ آپ اندازہ لگالیں کہ جوابات دینے میں کیا seriousness ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! اس ڈسٹری بیوٹری کے 20 موگے ہیں جو اس علاقے کو پانی سپلائی کرتے ہیں اور آٹھ موگے ایسی جگہ پر چلے گئے ہیں جو کہ زمین ہم نے لیز پر دے دی ہے، 12 موگے ایسے ہیں جو کہ جنگلات کو پانی سپلائی کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اب یہ آپ کے سامنے ہے، آپ خود اس کو ملاحظہ کر لیں کہ (و) میں منسٹر صاحب نے کیا جواب دیا ہے کہ "پانی لیتے ہیں۔"اب

انھوں نے کہا ہے کہ موگہ جات ہیں۔ جز(و) میں لکھا ہوا ہے اور انھوں نے (و) میں لکھ دیا ہے کہ "کوئی موگہ نہ ہے۔" یعنی یہ مطلب ہے کہ کون لوگ اس کی تیاری کرتے ہیں، کون اس کو تیار کرتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سے ان سوالات کے جوابات محکمہ تیار کرتا ہے اور کیسے جواب دیتا ہے؟

جناب سپیکر: جی ہاں، جواب میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ چلو، انھوں نے درست جواب جو تھا وہ on the floor of the House دے دیا ہے۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ پیرووال جنگل کا کچھ حصہ افواج پاکستان کے کسی ادارے کو بطور استعمال دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جی ہاں، یہ درست ہے۔ 1976 میں آرمی نے کنٹونمنٹ بنانے کے لئے، اس میں سے 2000 ایکڑ جگہ لی تھی۔ اس کے بعد پھر ایک ڈپو بنانے کے لئے 1976 میں دوبارہ 5000 ایکڑ ہم سے لی۔ اس وقت پاکستان آرمی کے پاس جو ٹوٹل ایریا ہے وہ 7000 ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ یہ جو پیرووال جنگل ہے یہ کن افراد کو الاٹ کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ کسی کو بھی الاٹ نہیں کیا گیا۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ 7000 ایکڑ ایک ادارے کو دی گئی ہے۔ یہ فرمائیں کہ 7000 ایکڑ انھوں نے اس ادارے کو کس حساب میں دی ہے؟ کیا انھوں نے کوئی encroachment کی ہے، قبضہ کیا ہے یا انھوں نے کوئی ایگریمنٹ کیا ہے، کس حساب سے دی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: چونکہ یہ زمین بورڈ آف ریونیو کی ہے تو بورڈ آف ریونیو نے انہیں ان کی ڈیمانڈ پر دی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، بورڈ آف ریونیو نے کیا ان کو الاٹمنٹ دی ہے، لیز پر دی ہے، ٹھیکے پر دی ہے، کس پر دی ہے؟

جناب سپیکر: کوئی آئیڈیا ہے کہ لیز ہے، مستقل دے دی ہے؟

وزیر جنگلات: انہیں مستقل دے دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ رقبہ مستقبل بنیادوں پر ایک ادارے کو لیز آؤٹ ہو گیا ہے تو پھر اس ہاؤس میں یہ جواب غلط کیوں داخل کیا گیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ جواب دیا گیا ہے کہ موگہ جات وغیرہ، یہ سارے موگہ جات کیوں بنا کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ موگہ جات کو چھوڑیں، یہ دوسرا ضمنی سوال ہے، شاہ صاحب! یہ سن لیں۔

وزیر جنگلات: انھوں نے جو سوال کیا تھا وہ یہ تھا کہ 2001 کے بعد یہ زمین کسی کو الاٹ کی ہے یا نہیں؟ یہ 1976 میں الاٹ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیونکہ جو سوال تھا وہ 2001 کا تھا۔ نہیں، نہیں۔1976 کی تو پھر نہیں دینی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: پھر تو اس کا جواب یہ دیتے کہ اس رقبے پر تو پہلے ہی قبضہ ہے تو یہ کسی کو الاٹ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! سوال میں 2001 کا جو پوچھا گیا تھا تو پھر 2001 سے پیچھے تو نہیں جانا بنتا ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ جنگلات جو ہے یا کوئی ادارہ جب کسی کو زمین لیز پر دیتا ہے اور جن مقاصد کے لئے وہ ادارہ اس سے زمین لیتا ہے اور جس مقاصد کے لئے وہ ادارہ ان سے زمین لیتا ہے اگر ان مقاصد کے لئے زمین کو استعمال نہیں کرتا تو کیا یہ اس کی لیز منسوخ کر دیتے ہیں یا بحال رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! اگر زمین لیز پر دی گئی ہو اور وہ لیز میں لکھی گئی شرائط کو پورا نہ کرے تو اسے منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن یہ زمین لیز پر نہیں دی گئی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آرمی نے وہاں زمین کنٹونمنٹ بنانے کے لئے حاصل کی تھی لیکن وہاں پر کنٹونمنٹ نہیں بنا تو کیا حکومت نے ان کی یہ لیز منسوخ کر دی ہے ؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! یہ زمین آرمی کو لیز پر نہیں دی گئی بلکہ انھیں ٹرانسفر کر دی گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم صبح سے رو رہے ہیں، ہمارے لئے تمام وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان بڑے قابل احترام ہیں لیکن کم از کم دو ہفتے کے لئے انھیں ٹریننگ کورس پر بھجوایا جائے تاکہ انھیں اسمبلی کے بزنس کے بارے میں کوئی آگاہی ہو سکے۔ یہ خود جو جواب دیتے ہیں ٹھیک دو منٹ بعد اس سے violate کر کے کسی اور جواب پر آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی وقفہ سوالات ختم نہیں ہوا۔ ابھی تو وقت رہتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں 10 بج کر کچھ منٹ پر اجلاس شروع ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ابھی تو گیارہ بھی نہیں بجے آپ نے پہلے ہی وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: ہاں، sorry آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ویسے ہی direction دے دیں ہم ان سے کوئی سوال نہیں کرتے مگر وقفہ سوالات پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر: مجھے غلطی لگی ہے، 11-10 پر وقفہ سوالات ختم ہو گا۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! سوال نمبر 8964۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

عرصہ 06-2004۔ مرالہ بیراج کے ٹھیکہ مچھلی سے متعلقہ تفصیل

*8964: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) مرالہ بیراج سیالکوٹ میں مچھلی کا سالانہ ٹھیکہ سال2004-05اور2005-06 کتنے میں دیا گیا تھا؟

(ب) اس کی نیلامی کا طریق کار کیا اختیار کیا گیا؟

(ج) مذکورہ سالوں میں ٹھیکہ حاصل کرنے والوں کے نام مع پتاجات کیا ہیں؟

وزیر ماہی پروری:

(الف) مرالہ بیراج "دریائے چناب ڈاؤن سٹریم (ماسوائے ریزروایریا) از ہیڈ مرالہ تا اختتام حدود ضلع سیالکوٹ کا ٹھیکہ حقوق ماہی گیری برائے سال2004-05 مبلغ-/16,500روپے اور برائے سال2005-06 مبلغ-/10,500روپے میں بذریعہ نیلام عام دیا گیا۔

(ب) محکمہ ماہی پروری سرکاری پانیوں میں ماہی گیری کا ٹھیکہ قانون کے مطابق ہر سال بذریعہ نیلام عام دیتا ہے، صوبہ پنجاب کے تمام پانیوں کے حقوق ماہی گیری کی نیلامی کی تاریخ کا شیڈول بذریعہ قومی اخبارات ودیگر ذرائع سے مشتہر کیا جاتا ہے۔ نیلام عام میں سب سے زیادہ بولی دہندہ کی بولی اگر گزشتہ سال کی بولی یا گزشتہ تین سالوں کی بولی کی اوسط سے10 فیصد زیادہ ہو تو ڈائریکٹر جنرل فشریز پنجاب اس کی منظوری دے دیتے ہیں، بصورت دیگر چھ یا سات مرتبہ نیلامی کرنے کے بعد بھی اگر بولی مندرجہ بالا معیار سے کم ہو تو قواعد کے مطابق اس بولی کی منظوری فنانس ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کی جاتی ہے۔

(ج) مذکورہ سالوں میں ٹھیکہ حاصل کرنے والوں کے نام مع پتاجات درج ذیل ہیں:۔

سال	نام ٹھیکہ مع پتاجات	رقم
2004-05	محمد نواز ولد غلام فرید، ساکن کرنوالی سمبڑیال تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	-/16,500روپے
2005-06	طالب حسین ولد غلام رسول، ساکن ڈھلے والی ہیڈ مرالہ تحصیل وضلع سیالکوٹ	-/10,500روپے

جناب سپیکر: محترمہ! کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ''صوبہ پنجاب کے تمام پانیوں کے حقوق ماہی گیری کی نیلامی کی تاریخ کا شیڈول بذریعہ قومی اخبارات

و دیگر ذرائع سے مشتہر کیا جاتا ہے۔" اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سال 05-2004 اور 06-2005 کی نیلامی کا شیڈول کن اخبارات میں شائع کیا گیا، اس کی تاریخ اور ٹھیکہ دینے کی بولی کی تاریخ کیا ہے نیز دیگر ذرائع سے مشتہر کرنے کا کیا مطلب ہے؟

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! دیگر ذرائع کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے جو ضلعی دفاتر ہیں وہاں سے نوٹس جاری کئے جاتے ہیں اور پرانے رجسٹرڈ ٹھیکیداران کو بذریعہ لیٹر اطلاع دی جاتی ہے۔ جہاں تک اخبارات کا تعلق ہے تو قومی اخبارات مثلاً "جنگ"، "خبریں"، "دن" وغیرہ میں یہ اشتہارات دیئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "نیلام عام میں سب سے زیادہ بولی دہندہ کی بولی اگر گزشتہ سال کی بولی یا گزشتہ تین سالوں کی بولی کی اوسط سے 10 فیصد زیادہ ہو تو ڈائریکٹر جنرل فشریز پنجاب اس کی منظوری دے دیتے ہیں بصورت دیگر چھ یا سات مرتبہ نیلامی کرنے کے بعد بھی اگر بولی مندرجہ بالا معیار سے کم ہو تو قواعد کے مطابق بولی کی منظوری فنانس ڈیپارٹمنٹ سے حاصل کی جاتی ہے۔

جناب والا! اب آپ یہ دیکھیں کہ 05-2004 میں جو بولی منظور کی گئی ہے یہ -/16,500 روپے کی ہے۔ ایک layman بھی جب اس رقم کی بولی سال کے لئے سنے گا، پڑھے گا تو اس پر ہنسے گا۔

جناب والا! سال 05-2004 میں تو منظور کردہ بولی -/16,500 روپے ہے جبکہ 06-2005 میں یہ -/10,500 روپے ہے یعنی اس میں مزید پانچ ہزار روپے کم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ جو ملی بھگت ہوئی ہے یہ انتہائی غلط ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 05-2004 میں کتنے لوگوں نے ٹھیکے میں حصہ لیا تھا؟

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! اصل میں پانی کی کمی کی وجہ سے ہر سال ٹھیکے کم ہو رہے ہیں۔ اگر بولی 10 فیصد سے کم ہو تو واقعی جب تک فنانس ڈیپارٹمنٹ منظوری نہیں دیتا ٹھیکہ نہیں دیا جاتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ 05-2004 میں کتنے لوگوں نے ٹھیکہ لینے کے لئے بولی میں حصہ لیا تھا؟

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! اس وقت صحیح فگرز بتانا تو مشکل ہوگا۔ یہ fresh question کر

دیں تو ہم فگرز بتادیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال بالکل relevant ہے کہ کتنے لوگوں نے ٹھیکہ لینے کے لئے بولی دی اس کے لئے بھی fresh question کی ضرورت ہے تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔

وزیر ماہی پروری: جناب سپیکر! جتنے لوگوں نے بولی دی ہے ان کی فہرست اس وقت میرے پاس نہیں ہے البتہ جن کو ٹھیکہ دیا گیا ہے ان کے نام موجود ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ محمد شفقت خان عباسی صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 5817، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔1 تحصیل کہوٹہ، جنگلات میں آگ لگنے کے واقعات، سٹاف، آمدن اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5817: راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔1 کہوٹہ میں قدرتی جنگلات میں سال 2001 کے بعد آگ لگنے کے واقعات، مقام، نقصان کی تفصیل بیان فرمائیں حکومت آگ سے پہنچنے والے نقصان سے بچاؤ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ب) مذکورہ تحصیلوں میں محکمہ جنگلات کو 2001 سے 2004 تک حاصل ہونے والی آمدنی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ تحصیلوں میں محکمہ جنگلات کے عملہ کی تعداد، عرصہ تعیناتی نیز خالی اسامیوں کی تعداد و تفصیل بیان فرمائیں خالی اسامیاں کب تک fill کی جائیں گی؟

وزیر جنگلات:

(الف) سال 2001 کے بعد تحصیل کہوٹہ میں آگ لگنے کے واقعات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جنگلات کو آگ سے بچانے کے لئے فائر واچر تعینات کئے جاتے ہیں جنگلات میں سڑکوں اور راستوں کی صفائی کی جاتی ہے، وائر لیس کا نظام بھی فنکشنل ہے

جوں ہی کسی جگہ سے آگ لگنے کی اطلاع ملتی ہے فارسٹ پارٹی موقع پر پہنچ کر آگ بجھانے میں مصروف عمل ہو جاتی ہے۔

(ب) مذکورہ تحصیلوں میں محکمہ جنگلات کو حاصل ہونے والی آمدنی درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن
2001-02	12,91,755
2002-03	9,82,337
2003-04	14,55,692
میزان	37,27,784

مذکورہ تحصیلوں میں محکمہ جنگلات کے عملہ کی تعداد و خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	تعداد اسامی	خالی اسامی
نائب مہتمم جنگلات	05	--
فارسٹرز	26	12
فارسٹ گارڈز	105	37
فائر چیف	01	01
فائر فائٹرز	05	--
بوٹ مین	01	--
چوکیدار	17	01
میزان	160	51

گورنمنٹ نے نئی بھرتی پر پابندی عائد کر رکھی ہے، پابندی ختم ہونے پر مذکورہ اسامیاں پر کی جائیں گی۔ عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "حلقہ پی پی۔1 کھوٹہ میں قدرتی جنگلات میں جو آگ لگی ہے اس کی تفصیل بیان کی جائے" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "آگ لگنے کے واقعات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔" جناب والا! جب میں نے یہ annexure لیا ہے تو اس کی حالت ایسی ہے کہ پڑھا ہی نہیں جا سکتا۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن نے کاغذ لہرا کر دکھایا جو کہ بالکل سیاہ نظر آ رہا تھا)

جناب والا! یہ تو پڑھنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں کیا ضمنی سوال کروں؟

اسمبلی کی کارکردگی کا یہ حال ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر کو صاف کاپی مہیا کی جائے۔ وقاص صاحب! یہ اضافی مواد محکمہ کی طرف سے آتا ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

جناب محمد وقاص: اگر وزیر صاحب اسے پڑھ کر سنا دیں تو میں اپنا سوال ہی واپس لے لیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر کو صاف کاپی مہیا کی گئی)

جناب سپیکر: جی، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں کتنا نقصان ہوا ہے اور اس کی compensation کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! ان واقعات میں نیچے جو plant needles ہوتی ہیں انہی کو آگ لگی تھی۔ اس آگ سے as such کوئی درخت ضائع نہیں ہوئے لہذا اس کی کوئی compensation نہیں ہوتی۔ دوسرا 2002 میں تقریباً 22 مقامات پر آگ لگنے کے واقعات نوٹ کئے گئے ہیں جبکہ 2003 میں 17 مقامات پر آگ لگنے کے واقعات ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: معزز رکن کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس آگ سے کل کتنا نقصان ہوا ہے اور کیا جن لوگوں کا نقصان ہوا ہے انھیں کوئی compensation دی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ آگ لگنے کے واقعات میں درختوں کا کوئی خاص نقصان نہیں ہوا۔ دوسرا پبلک / پرائیویٹ پراپرٹی کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ جہاں آگ لگی تھی وہ سرکاری جگہ ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مری اور کوٹلی ستیاں پی پی۔1 میں جو fire watcher تعینات کئے گئے ہیں ان کی تعداد 160 ہے لیکن مری اور کوٹلی ستیاں کا حسن دن بدن خراب ہو رہا ہے۔ ہر سال وہاں پر لوگوں کے احتجاج ہو رہے ہیں کہ کس طرح درختوں کو کاٹ کر اس کا چہرہ مسخ کیا جا رہا ہے۔ ان کے صدر کا وژن ان کا مشن ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! وہاں ان کے محکمے میں ٹمبر مافیا ملوث ہو چکا ہے۔ ان کے ملازمین خود آگ لگاتے ہیں۔ فارم نمبر تین اور چار جو ملٹری لینڈ فارم کا ایریا ہے وہاں پر صدر صاحب نے ڈیڑھ سال قبل کہا تھا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر اسد اشرف: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ وہاں پر ٹمبر مافیا کو ختم کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ اور وہاں پر ہسپتال بنانے کے لئے صدر صاحب نے ڈیڑھ سال قبل آرڈر کئے تھے لیکن ان کا محکمہ زمین دینے کے لئے tooth and nail fight کر رہا ہے اور وہ نہیں دے رہا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

ڈاکٹر اسد اشرف: کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال شفٹ کیا جائے جس کا صدر نے آرڈر دیا ہے اور جن کا وژن ان کا مشن ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! ان کا ایک ضمنی سوال تو یہ ہے کہ وہاں پر صدر صاحب نے جو ہسپتال بنانے کا اعلان کیا ہے اس کے لئے محکمہ جگہ نہیں دے رہا۔ کیا محکمہ جگہ دینے کو تیار ہے یا اس پر کوئی سوچ بچار کر رہا ہے۔ ان کا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر محکمے میں کوئی ٹمبر مافیا کام کر رہا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی ٹمبر مافیا ہے بھی یا نہیں اگر ہے تو اس کے سدباب کے لئے محکمہ کیا کر رہا ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! وہاں ٹمبر مافیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ Chair منسٹر کو ضمنی سوال سمجھائے اور اس سمجھانے میں اسے جواب بھی بتا دے۔

جناب سپیکر: سوال تو بتانا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن آپ نے تو اس سوال میں جواب بھی بتا دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب سپیکر! جہاں تک ہسپتال کی جگہ الاٹ کرنے کا تعلق ہے جہاں پر reserve forest ہے وہاں سے جگہ دینے کے لئے محکمہ authorized نہیں ہے۔

جناب سپیکر: مطلب ہے جگہ دینے کے لئے محکمہ سوچ بچار کر رہا ہے۔

وزیر جنگلات: جی، محکمہ اس بارے میں فیصلہ کر رہا ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، جناب ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! مری اور کوٹلی ستیاں میں عوامی مفاد کے لئے جس ایریا میں forest and environment کا بہانہ بنا کر جگہ نہیں دے رہے۔ آرمی مانیٹرنگ ٹیم نے 1999 سے اس کی انکوائری کی ہے اور قابلی خان نامی آدمی نے بتایا کہ اس نے کتنے ہزار درخت کاٹے ہیں۔ مری کے سابق SDFO نے ملٹی سٹوری پلازہ بنایا ہے اور پچھلے دنوں جب سپریم کورٹ کے آرڈر ہوئے کہ یہاں بلڈنگ گرائی جائیں تو انہی کے تحصیل ناظم کے بھائی کے سامنے اس نے کہا کہ میں نے اسے ایک کروڑ روپیہ دیا ہے۔ اگر میری بلڈنگ گرائی گئی تو میں سب سے پہلے اسے گولی ماروں گا اور اس کا کچھ نہیں کیا گیا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مری میں قبضہ گروپ جو درختوں کو جلا کر زمین ہموار کر رہا ہے۔ وہ عوامی مفاد کے لئے زمین دیں نہ کہ ان کے پلازے بنانے کے لئے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب والا! وہاں کسی جگہ پر بھی encroachment ہے اور نہ ہی اس طرح محکمہ جنگلات کی زمین کی الاٹمنٹ ہوتی ہے کہ وہاں پر عمارت بنائی جائے۔ وہ پرائیویٹ پراپرٹی پر بلڈنگز بنا سکتے ہیں کیونکہ وہ ان کی ذاتی پراپرٹی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: On his behalf سوال نمبر 6226۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

شیخوپورہ، محکمہ جنگلات کی اراضی، جنگلات اور شجر کاری سے متعلقہ تفصیلات

*6226: جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کی کل کتنی اراضی ہے اور اس پر قائم جنگلات کی تفصیل کیا ہے؟

(ب) رواں مالی سال میں کتنی شجر کاری کا پروگرام ہے اور بقیہ اراضی پر کب تک جنگل اگایا جائے گا؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کی کل اراضی اور قائم جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	آبپاشی رقبہ	کل رقبہ 700 ایکڑ	قائم جنگلات رقبہ 700 ایکڑ
2-	دریائی رقبہ	کل رقبہ 11546 ایکڑ	قائم جنگلات رقبہ 6000 ایکڑ باقی رقبہ دریا میں ہے۔
3-	سیکشن 38 ایریا رقبہ	کل رقبہ 2691 ایکڑ	قائم جنگلات رقبہ 1541-ایضاً-
4-	Un-classed فارسٹ رقبہ	کل رقبہ 1808 ایکڑ	
5-	کینال سائیڈ رقبہ	کل رقبہ 1485 میل	قائم جنگلات رقبہ 1200 میل
6-	روڈ سائیڈ رقبہ	کل رقبہ 294 -ایضاً-	-ایضاً- 252-ایضاً-
7-	ریل سائیڈ رقبہ	کل رقبہ 99	-ایضاً- قائم جنگلات رقبہ

(ب) رواں مالی سال 05-2004 میں ضلع شیخوپورہ میں 50 ایکڑ رقبہ پر نئی شجر کاری کا پروگرام ہے۔ جنگلات لگانے کا کام بجٹ ملنے پر منحصر ہے اور بجٹ کے مطابق نئے جنگلات لگائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! 05-2004 میں ضلع شیخوپورہ میں 50- ایکڑ رقبہ پر نئی شجر کاری کا پروگرام بنایا گیا تھا اب 2007 ہے۔ تین سال گزر گئے ہیں لہذا میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین سال گزر جانے کے باوجود انھوں نے نئی شجر کاری کا جو پروگرام بنایا تھا اس کے تحت اب تک کتنے جنگلات لگائے گئے ہیں یا تین سال سے صرف پروگرام ہی چل رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب والا! یہ 50 ایکڑ پر جنگلات لگانے کا پروگرام تھا اور وہ لگا دیا تھا۔ اس کے بعد عینو بھٹی جنگل جو 272 ایکڑ پر محیط ہے اس پر encroachment تھی جسے خالی کروا کر جنگلات لگایا تھا اور اب وہاں تین سال کے پودے ہیں۔

جناب سپیکر: 50 ایکڑ پر درخت لگوا دیئے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات: جی، لگوا دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: صدیقی صاحب! درخت لگ چکے ہیں۔ اگلا سوال سردار پرویز حسن نکئی صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: Oh his behalf سوال نمبر 6798۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع قصور، سالانہ شجر کاری، محکمہ کے سٹاف اور درج شکایات سے متعلقہ تفصیلات

*6798: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنی شجر کاری کس کس مقام پر کی گئی تھی، نیز اس شجر کاری پر کتنی رقم صرف کی گئی، سال وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) ضلع قصور میں محکمہ جنگلات کے ماتحت کتنا عملہ کام کر رہا ہے اور کہاں کہاں کام کر رہا ہے، ان کی عہدہ وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) گزشتہ تین سالوں میں محکمہ کے کتنے افسران / اہلکاران کے خلاف کتنی شکایات کی گئیں اور ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے، تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع قصور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران کی گئی شجر کاری کی سال وار تفصیل بمع خرچہ حسب ذیل ہے۔

سال	مقام شجر کاری	رقبہ	خرچہ
2002-03	چھانگا مانگا پلانٹیشن	329 ایکڑ	645000/- روپے
	کوٹ رادھا کشن روڈ	2 ایونیو میل	22000/- روپے

2003-04	چھانگامانگاپلانٹیشن	519.66ایکڑ	1790080/-روپے
2004-05	چھانگامانگاپلانٹیشن	540.84ایکڑ	2704200/-روپے
قصور سب ڈویژن دیپالپور کینال		60ایونیومیل	625000/-روپے
لاہور ملتان روڈ		32.8ایونیوکلومیٹر	1096144/-روپے

(ب) ضلع قصور میں محکمہ جنگلات میں جو عملہ کام کر رہا ہے اور جگہ تعیناتی ہر ایک کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گزشتہ تین سالوں میں محکمہ جنگلات کے عملہ کے خلاف جو شکایات دائر کی گئیں اور ان پر جو کارروائی ہوئی اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انھوں نے پانچ چھ مقامات کی نشاندہی کی ہے کہ یہاں سینکڑوں ایکڑ اراضی پر جنگلات لگائے گئے ہیں اور اس کا خرچہ بھی کروڑوں روپے میں ہے۔ میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ اس وقت کل کتنے درخت لگائے گئے تھے اور اب کتنے درخت بقایا ہیں؟

جناب سپیکر: ابھی کتنے exist کرتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس پر کروڑوں روپے کا خرچہ ہوتا ہے لہذا یہ بتائیں کہ ابھی practically کتنے درخت exist کرتے ہیں، ان کی مانیٹرنگ کا سسٹم ہوتا ہے لہذا یہ بتائیں کہ کتنے پودے لگائے گئے تھے اور ابھی کتنے exist کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: ان سالوں میں 1388۔ایکڑ پر درخت لگائے گئے تھے۔ ہم نے parry کے ذریعے اس کی numeration and counting کی ہوئی ہے۔ اس حساب سے ہمارا survival rate 86 percent تھا۔ ہم نے فی ایکڑ 780 پودے لگائے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر جنگلات: ہم نے فی ایکڑ 780 پودے لگائے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انھوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔ یہاں ٹوٹل رقبہ لکھا ہوا ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے 780 پودے فی ایکڑ لگائے تھے جن میں سے 86 فیصد نے

survive کیا اور 14 فیصد waste ہوئے ہیں۔ اگلا سوال مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: On his behalf سوال نمبر 7793 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لیہ و مظفر گڑھ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ اور جنگلات کی تفصیل

*7793: **مہر اعجاز احمد اچلانہ:** کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لیہ اور مظفر گڑھ میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس وقت ان اضلاع میں کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا خالی پڑا ہے؟

(ج) مالی سال 06-2005 میں ان اضلاع میں کس کس جگہ حکومت جنگل (درخت) لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات:

(الف) لیہ ڈویژن

		کل رقبہ	رینٹ رقبہ	جگہ/تحصیل
1۔	ماچھو پلانٹیشن	10154	5431	تحصیل لیہ
2۔	عنایت پلانٹیشن	10405	5043	تحصیل لیہ
3۔	راجن شاہ	5214	3206	کروڑ
4۔	شیلٹر بیلٹ	893	549	لیہ/کروڑ

مظفر گڑھ ڈویژن

ضلع مظفر گڑھ میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 78906 ایکڑ ہے جن میں سے 55480 ایکڑ نہری اور 23426 ایکڑ رقبہ دریائی جنگلات پر مشتمل ہے۔

(ب) لیہ ڈویژن

	نام پلانٹیشن	Planted	Blank
1۔	ماچھو	1831 ایکڑ	3500 ایکڑ
2۔	عنایت	1043 ایکڑ	4000 ایکڑ
3۔	راجن شاہ	706 ایکڑ	2500 ایکڑ
4۔	شیلٹر بیلٹ	206 ایکڑ	344 ایکڑ
	کل میزان	3885 ایکڑ	10344 ایکڑ

جنگل وار 8890 ایکڑ شجر کاری شدہ رقبہ اور 70016 ایکڑ خالی رقبہ جنگلات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) لیہ ڈویژن

1-	ماچھو پلانٹیشن	57.00 ایکڑ
2-	عنایت پلانٹیشن	91.00 ایکڑ
3-	راجن شاہ پلانٹیشن	30.00 ایکڑ
	کل میزان	178.00 ایکڑ

مظفر گڑھ ڈویژن

مسال 06-2005 میں ترقیاتی منصوبے کے تحت ضلع مظفر گڑھ میں حکومت درج ذیل جنگلات میں نئی شجر کاری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے:-

نام سب ڈویژن / رینج	نام جنگل	سال 06-2005 میں رقبہ برائے شجر کاری
غازی گھاٹ سب ڈویژن	عیسن والا جنگل	400 ایکڑ
علی پور رینج	لتی جنگل	200 ایکڑ
علی پور رینج	گھری جنگل	100 ایکڑ
	کل میزان	700 ایکڑ
غازی گھاٹ سب ڈویژن غازی	گھاٹ جنگل	25 ایکڑ
خانپور پلانٹیشن	خانپور پلانٹیشن	56 ایکڑ
جتوئی رینج	بیٹ میر ہزار خان	307.5 ایکڑ
	رکائی جنگل	98.50 ایکڑ
	چھینہ ملانہ جنگل	245 ایکڑ
	کل میزان	732 ایکڑ

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: اس سوال کے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ حکومت لیہ اور مظفر گڑھ میں کس کس جگہ پر جنگل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ انھوں نے اس کے جواب میں تفصیل بیان کی ہے کہ مندرجہ ذیل جگھوں پر حکومت جنگل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ کوئی 10/12 جگہیں ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کتنی جگہیں ایسی ہیں جہاں پر جنگل لگ چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر جنگلات: جناب والا! ماچھو، عنایت شاہ، راجن شاہ اور ساتھ جو بیلہ جات ہیں وہاں جنگل لگ چکا ہے۔

جناب سپیکر: لگ چکا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! جو نام وزیر موصوف بتا رہے ہیں وہ تو اس لسٹ میں ہیں ہی نہیں۔ میں نے پوچھا ہے کہ آپ نے جو جواب میں لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل جگہیں ہیں جہاں پر حکومت 06-2005 کے دوران جنگل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے جواب میں جو جگہیں mention کی ہیں ان میں سے کتنی جگہوں پر جنگل لگ چکا ہے اور کتنی جگہوں پر باقی ہے؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جی، یہ بتادیں کہ کس کس جگہ پر جنگل لگ چکا ہے اور اگر کہیں نہیں لگا تو کوئی بات نہیں وہ بھی بتادیں۔

وزیر جنگلات: جناب والا! ان سبھی میں جنگل لگا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ سب میں جنگل لگا ہوا ہے۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! تحصیل لیہ کے علاقے میں نہری پانی available نہیں ہے۔ میں ان سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے محکمے نے کوئی ایسا ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنایا ہوا ہے جو ریسرچ کرے کہ ایسا رقبہ جہاں پر نہری پانی موجود نہ ہو اور plantation کا انحصار بارانی پر ہو۔ جیسے چولستان میں 64 لاکھ رقبہ بالکل barren ہے۔ محکمہ نے کوئی ایسا ادارہ یا ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنایا ہوا ہے جو اس طرح کے صحرائی علاقوں میں اچھے پودے جو وہاں پر لگ کر بارآور ہو سکیں بڑے ہو سکیں اس کے لئے کیا کوئی منصوبہ بندی کی ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے ایک تو ایرڈ یونیورسٹی اسلام آباد اور دوسرا بہاولپور یونیورسٹی نے بھی ایک ایرڈ ڈیپارٹمنٹ بنایا ہوا ہے اس کے ساتھ consult کرکے یہ سارا کام عمل میں لاتے ہیں۔

اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک انتہائی اہم سوال 8900 ہے اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: صدیقی صاحب نے آپ کے behalf پر۔۔۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کرپشن کے متعلق میرا ایک انتہائی اہم سوال ہے یا تو اسے pending کر لیں یا پھر مجھے ابھی اس پر بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جب اگلی باری آئے گی تو اس سوال کو اس میں شامل کر لیا جائے گا۔ میں اس سوال کو pending کرتا ہوں۔

وزیر جنگلات: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گٹ والا، ضلع فیصل آباد، وائلڈ لائف پارک کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*5591: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر جنگلی حیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گٹ والا ضلع فیصل آباد میں ایک وائلڈ لائف پارک بنانے کا منصوبہ ہے؟

(ب) یہ پارک کتنے رقبہ پر تعمیر کیا جا رہا ہے؟

(ج) اس پارک کی زمین کس محکمہ سے حاصل کی گئی ہے؟

(د) یہ پارک جن ملازمین کی نگرانی میں مکمل ہو رہا ہے ان کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) اس پارک کی تعمیر کب شروع ہوئی اور کب تک یہ منصوبہ مکمل ہونے کی امید ہے اور اس کے لئے مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کتنی رقم رکھی گئی ہے؟

(و) اس پارک کا موقعہ پر کتنا کام مکمل ہوا ہے اور کتنا باقی ہے؟

(ز) اس پارک میں عوام الناس کی تفریح کے لئے کون کون سی سہولیات ہوں گی؟

وزیر جنگلی حیات:

(الف) جی ہاں۔

(ب) وائلڈ لائف پارک گٹ والا تقریباً 131 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کیا جائے گا۔

(ج) مجوزہ زمین محکمہ کے زیر کنٹرول فاریسٹ لینڈ ہے اور کسی دوسرے محکمہ سے حاصل نہ کی گئی ہے۔

(د) فی الحال منصوبے کی فزیبلٹی سٹڈی پر کام ہو رہا ہے اور منصوبے کی تکمیل کے لئے ابھی سٹاف متعین نہ ہوا ہے۔

(ہ) فزیبلٹی سٹڈی کی تکمیل اور پی سی ون سکیم کی منظوری کے بعد منصوبے پر رواں مالی سال میں کام شروع ہو جائے گا اور یہ منصوبہ اندازاً تین سالوں میں مکمل ہو گا۔ مالی سال 04-2003 میں ایک ملین جبکہ سال 05-2004 میں منصوبے کے لئے دس ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

(و) مجوزہ منصوبے کے تحت ابھی تک موقع پر کام شروع نہ ہوا ہے۔

(ز) پارک ہذا میں عوام الناس کی تفریح کے لئے وائلڈ لائف سے متعلقہ سہولیات کے علاوہ بچوں کے جھولے، شیلے گراؤنڈ، جھیل، سر سبز لان اور دوسری ضروری سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

لاہور۔ محکمہ جنگلات کے رقبہ، ناجائز قابضین اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7795: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

لاہور میں محکمہ جنگلات کا کل کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے اس وقت کتنے رقبہ پر جنگل ہے، کتنا رقبہ خالی پڑا ہے اور کتنا رقبہ کن کن ناجائز قابضین کے پاس ہے نیز محکمہ جنگلات لاہور کی سال 2005 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

ضلع لاہور، شیخوپورہ فارسٹ ڈویژن کا کل رقبہ 2343 ایکڑ

تفصیل جنگل درج ذیل ہے:۔

1۔ جلو پارک فارسٹ456ایکڑ

2۔ شاہدرہ ریزرو فارسٹ1615ایکڑ

3۔ عینو بھٹی فارسٹ272ایکڑ

قائم جنگل وخالی رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ جلو فارسٹ پارک456ایکڑ قائم جنگل / پارک456ایکڑ خالی رقبہ۔۔۔

2۔ شاہدرہ ریزرو فارسٹ1615ایکڑ قائم جنگل399ایکڑ۔

دریائی بیڈ۔371ایکڑ خالی رقبہ845ایکڑ

نوٹ: خالی رقبہ845ایکڑ پر شجر کاری کے لئے سکیم تیار کی جارہی ہے جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے۔

3۔ عینو بھٹی فارسٹ272ایکڑ قائم جنگل272ایکڑ

ضلع لاہور میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ ناجائز قابضین کے قبضہ میں نہ ہے۔

نیز سال2004-05 کی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن2004-05	اخراجات2004-05
63,22,008/-روپے	31,11,237/-روپے

اوکاڑہ۔ محکمہ کی اراضی، جنگلات اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7917: میاں ماجد نواز: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے رقبہ پر جنگل کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے؟

(ج) اس ضلع کی محکمہ جنگلات کی سال2003-04 اور2004-05 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس ضلع میں تعینات ملازمین کی ان سالوں کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں اوکاڑہ فارسٹ ڈویژن کے زیر کنٹرول مندرجہ ذیل رقبہ جات پر جنگلات موجود ہیں۔

کینال سائیڈ پلانٹیشن	روڈ سائیڈ پلانٹیشن	ریل سائیڈ پلانٹیشن	ذخیرہ جات پلانٹیشن	سیکشن 38 ایریا
979 میل	126 میل	34 میل	7235 ایکڑ	56 ایکڑ

(ب) ضلع اوکاڑہ میں اوکاڑہ فارسٹ ڈویژن کے زیر کنٹرول مندرجہ ذیل جنگلات کا رقبہ مختلف جگھوں پر واقع ہے۔

نام سب ڈویژن / رینج	کینال سائیڈ پلانٹیشن	روڈ سائیڈ پلانٹیشن	ریل سائیڈ پلانٹیشن	ذخیرہ جات پلانٹیشن	سیکشن 38 ایریا
اوکاڑہ فارسٹ سب دویژن	180 میل	32 میل	22 میل	---	---
خانواہ رینج	605 میل	86 میل	---	---	56 ایکڑ (رکھ قطب سارو)
رینالہ رینج	194 میل	8 میل	12 میل	---	---
دیپالپور پلانٹیشن	---	---	---	7235 یکڑ	---
میزان	979 میل	126 میل	34 میل	7235 یکڑ	56 ایکڑ

(ج) اس ضلع کی محکمہ جنگلات اوکاڑہ فارسٹ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	آمدن	خرچ
2003-04	10965283/-	2932700/-
2004-05	3408628/-	4488200/-

(د) اس ضلع میں تعینات اوکاڑہ فارسٹ ڈویژن کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	تنخواہوں کے اخراجات	ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات
2003-04	4820010/-	310000/-
2004-05	4676465/-	308800/-

وہاڑی۔ محکمہ کی اراضی، جنگلات اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7918: میاں ماجد نواز: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں کتنے رقبہ پر جنگل کس کس جگہ ہے؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے اور کس کس جگہ ہے کتنے رقبہ پر جنگل اور کتنے رقبہ پر خودرو پودے ہیں؟

(ج) اس ضلع کی محکمہ جنگلات کے سال 04-2003 اور 05-2004 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس ضلع میں تعینات ملازمین کی ان سالوں کی تنخواہوں اور ٹی۔اے / ڈی۔اے کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع وہاڑی میں کوئی Irrigated compact plantation جنگل نہ ہے تاہم وہاڑی سب ڈویژن اور بورے والا رینج انہار و سڑکات پر مشتمل ہے۔

(ب) ضلع وہاڑی میں وہاڑی سب ڈویژن اور بورے والا رینج کی انہار و سڑکات پر Linear Plantation کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سب ڈویژن رینج	انہار(ایونیو میل)	سڑکات(کلومیٹر)	ریل(کلومیٹر)
1۔	وہاڑی	767	240	22
2۔	بورے والا	284	81	---

(ج) ضلع وہاڑی میں وہاڑی سب ڈویژن اور بورے والا فارسٹ رینج کی آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سب ڈویژن / رینج	سال	آمدن	خرچ پرورش درختاں
1۔	وہاڑی سب فارسٹ ڈویژن	2003-04	-/ 16035577روپے	-/251367روپے
	۔ایضاً۔	2004-05	-/3725847روپے	-/637106روپے
2۔	بورے والا رینج	2003-04	-/6234264روپے	-/124485روپے
	۔ایضاً۔	2004-05	-/6301406روپے	-/187911روپے

(د) ضلع وہاڑی میں وہاڑی سب فارسٹ ڈویژن اور بورے والا فارسٹ رینج کی تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ آنے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سب ڈویژن / رینج	سال	تنخواہ	ٹی اے
1۔	وہاڑی سب فارسٹ ڈویژن	2003-04	-/1587887روپے	-/54700روپے
	۔ایضاً۔	2004-05	-/1434617روپے	-/31500روپے
2۔	بورے والا رینج	2003-04	-/673200روپے	-/31000روپے
	۔ایضاً۔	2004-05	-/597936روپے	-/13200روپے

لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور۔ بیٹھنے کے لئے بنچز کی تنصیب

*8124: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لال سوہانرا پارک بہاولپور میں جہاں کالے ہرن رکھے گئے ہیں، وہاں پر عوام کے بیٹھنے کی کوئی سہولت نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنی خوبصورت جگہ پر جانے والوں کو بیٹھنے کی سہولت نہ ہونے

کی وجہ سے دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس جگہ پر عوام کے بیٹھنے کے لئے benches فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک میں RD-25 اور RD-65 پر کالے ہرن وچنکارہ ہرن رکھے گئے ہیں، جبکہ RD-25 پر عوام کے بیٹھنے کی محدود سہولت موجود ہے جبکہ RD-65 تک سیاح جاتے ہی نہیں ہیں کیونکہ لال سوہانرا میں کالے ہرنوں کو کھلا رکھنے کی وجہ ہی ہرنوں کو قدرتی ماحول فراہم کرنا ہے۔

(ب) عوام جنگل میں کھلی فضا میں ہرنوں کو دیکھ کر محظوظ ہوتی ہے اور عوام کو کوئی دقت کا سامنا نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ RD-25 پر کالے ہرنوں کے جنگلہ کے اندر عوام کے بیٹھنے کی محدود سہولت موجود ہے۔ اس کے علاوہ اگر زیادہ پبلک کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی گئی تو زیادہ رش ہونے کی وجہ سے جانور متاثر ہوں گے، اور شکاریوں کا visitors کے بھیس میں آنے کا خدشہ بڑھ جائے گا، جسے کنٹرول کرنا قلیل ملازموں کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ لہذا بڑی تعداد میں جنگلہ کے اندر لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ بنانا درست نہ ہے۔ یہ جانوروں کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ عام سیاح جنگلہ کے باہر سے ہی ہرنوں کے قدرتی ماحول سے لطف اندوز ہوں۔

لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور۔ تعینات سٹاف کی تفصیل اور صفائی کا مسئلہ

*8126: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس پارک میں کتنے ملازمین تعینات ہیں، ان میں درجہ چہارم کے ملازمین کی تعداد اور ناموں کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس پارک میں ملازمین کی رہائش کے لئے کتنے کوارٹر ہیں اور یہ کس کس کیٹیگری کے

لئے ہیں کتنے کوارٹر درجہ چہارم کے ملازمین کے لئے ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس پارک میں صفائی کا ناقص انتظام ہے، جس کی وجہ سے تفریح گاہ میں لوگوں کو دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس پارک کی صفائی کی طرف خاص توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) لال سوہانرا نیشنل پارک کل 162568 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) لال سوہانرا نیشنل پارک میں کل 124 ملازمین کام کرتے ہیں، جن میں درجہ چہارم کے 40 ملازمین کام کرتے ہیں، جن کے ناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ
1-	محمد جاوید	ڈرائیور
2-	غلام مرتضیٰ	گیم واچر
3-	جام محمد قاسم	گیم واچر
4-	سرور علی	فشری واچر
5-	خادم حسین	نائب قاصد
6-	منیر احمد	نائب قاصد
7-	غلام شبیر	نائب قاصد
8-	محمد نواز	نائب قاصد
9-	غلام نبی شاہ	نائب قاصد
10-	اللہ دتہ	نائب قاصد
11-	بشیر احمد	نائب قاصد
12-	غلام میراں اظہر	نائب قاصد
13-	سلطان احمد	چوکیدار
14-	سعید اختر	چوکیدار
15-	اللہ وسایا	چوکیدار
16-	ریاض احمد	چوکیدار
17-	اللہ بخش	چوکیدار
18-	لعل شاہ	چوکیدار

19۔	نور محمد	چوکیدار
20۔	خادم حسین	چوکیدار
21۔	محمد اسماعیل تاج	چوکیدار
22۔	عبدالحمید	چوکیدار
23۔	اللہ بچایا	مالی
24۔	ظہور حسین	مالی
25۔	رحیم بخش	مالی
26۔	محمد رمضان	مالی
27۔	میرن خان	مالی
28۔	محمد نواز	مالی
29۔	محمد رمضان	مالی
30۔	محمد اشرف	کیمل مین
31۔	ریاض احمد	کیمل مین
32۔	سعید احمد	کیمل مین
33۔	محمد اجمل	بیلدار
34۔	امام بخش	بیلدار
35۔	اللہ بچایا	بیلدار
36۔	نصیر احمد	بیلدار
37۔	بوٹا مسیح	خاکروب
38۔	اشرف مسیح	خاکروب
39۔	ننھا مسیح	خاکروب
40۔	پال مسیح	خاکروب

(ج) لال سوہانرا نیشنل پارک میں کل 65 کوارٹر ہیں اور یہ کلاس II,III&IV کے ملازمین کے لئے ہیں اور ان میں سے 7 کوارٹر درجہ چہارم کے لئے ہیں۔

(د) بالکل درست نہ ہے۔ پارک کو نہایت خوبصورت اور لوگوں کی تفریح کا مرکز بنایا گیا ہے، جہاں پر ملکی و غیر ملکی سیاح اس کو اپنی تفریح کا مرکز سمجھتے ہیں۔ لہذا صفائی کوئی مسئلہ نہ ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب پارک کی صفائی کے لئے سالانہ بجٹ مختص کرتی ہے اور اس کی صفائی کی

طرف بھرپور توجہ دی جاتی ہے۔

محکمہ جنگلات ضلع جھنگ سے متعلقہ تفصیلات

*8232: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگلات ہے اور کتنا رقبہ پر خود رو پودے ہیں؟

(ج) محکمہ جنگلات نے کون کون سے درخت لگائے ہوئے ہیں؟

(د) سال05-2004 اور06-2004 کے دوران محکمہ جنگلات ضلع جھنگ کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع جھنگ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ذخیرہ جات	شاہرات	انہار	ریل سائیڈ
16987ایکڑ	412.30میل	1103میل	86میل

(ب) ضلع جھنگ میں ذخیرہ جات10235ایکڑ شاہرات205.80ایکڑ شاہرات205.80 میل انہار پر676 میل اور ریل سائیڈ15 میل پر جنگلات ہیں خالی رقبہ پر جس پر خود رو پودے پائے جاتے ہیں۔ ذخیرہ جات586ایکڑ شاہرات پر108 میل، انہار67 میل اور ریل سائیڈ10 میل ہے۔

(ج) شیشم، کیکر، فراش و دیگر درخت لگائے ہیں۔

(د) سال06-2004 آمدن اور خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن	خرچہ
2004-05	26172453/-	21376786/-
2005-06	29902298/-	19806110/-

ضلع جھنگ06-2004 شجرکاری سے متعلقہ تفصیلات

*8233: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال05-2004 اور06-2005 کے دوران محکمہ جنگلات ضلع جھنگ نے کس کس جگہ شجرکاری کی، لگائے گئے درختوں کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران محکمہ ہذا نے اس ضلع میں شجرکاری مہم کے تحت کون کون سے پودے کسانوں اور دیگر افراد کو مفت تقسیم کئے؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں محکمہ ہذا نے شجرکاری مہم پر جو رقم خرچ کی اس کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران محکمہ ہذا کے افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے اور گاڑیوں کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) محکمہ جنگلات نے جس جس جگہ شجرکاری کی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	ذخیرہ شورکوٹ	بیلہ مسن	چک نمبر178/JB	فیڈر ڈسٹی	چنیوٹ راجباہ	قسم
2004-05	312ایکڑ	67ایکڑ	94.47ایکڑ	25میل	25میل	شیشم، کیکر،
2005-06	370.10ایکڑ	482ایکڑ	---	---	---	فراش و دیگر

(ب) سال2004-05 پاکستان آرمی (آزاد کشمیر رجمنٹ)20000پوداجات مفت تقسیم کئے گئے سال2005-06 میں کوئی پودا مفت نہ دیا گیا ہے۔

(ج) 2004-05اور2005-06 میں اس مد میں کوئی خرچہ نہ ہوا ہے۔

(د) ان سالوں میں جو اخراجات کئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	افسران اور اہلکاران کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کے اخراجات
2004-05	84,72201	380000	62985
2005-06	8220437	250000	31970

ضلع بھکر میں سرکاری جنگلات سے متعلقہ تفصیل

*8531: جناب حفیظ اللہ خان۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بھکر میں محکمہ جنگلات کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) یہ رقبہ ضلع میں کہاں کس تحصیل اور موضع دیہات میں واقع ہے؟

(ج) ضلع میں کل کتنے رقبہ پر سرکاری جنگل لگایا گیا ہے؟

(د) بھکر جھنگ روڈ پر سڑک کے کنارے درخت کیوں نہیں لگائے گئے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع بھکر میں محکمہ جنگلات کا درج ذیل رقبہ ہے:۔

1۔	صوبائی محکمہ جنگلات کا کل رقبہ	10509.26ایکڑ
2۔	صوبائی جنگلات میں انہار کا کل رقبہ	1044.28کلومیٹر
3۔	صوبائی جنگلات میں سڑکات کا کل رقبہ	321.00کلومیٹر
4۔	ضلعی حکومت کے جنگلات کا رقبہ	5373.00ایکڑ

(ب) یہ رقبہ ضلع بھکر میں تحصیل بھکر، دریا خان، کلور کوٹ اور منکیرہ میں واقع ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

صوبائی محکمہ جنگلات

تحصیل	چک نمبر	کل رقبہ (ایکڑ)	چک نمبر	کل رقبہ (ایکڑ)
بھکر	67/TDA	620.40	67-A/TDA	1055.00
	68/TDA	385.00	68-A/TDA	1046.14
	24/TDA	36.89	25/TDA	803.50
	27/TDA	291.00	28/TDA	654.00
	29/TDA	1287.46	31/TDA	693.70
	32/TDA	1411.37	بنڈہ باہو شاہ	38.02
	رکھ ڈھانڈلہ	489.22		
منکیرہ				
دریا خان	کانجن نشیب کچہ	28.01	---	---
کلور کوٹ	شیلٹر بیلٹ	1615.54	کلور کوٹ نشیب	54.00

(ج) ضلع بھکر میں درج ذیل رقبہ پر جنگلات لگے ہیں۔

1۔	صوبائی محکمہ جنگلات	i	کل رقبہ	10509.26ایکڑ
		ii۔	آباد رقبہ	7597.26ایکڑ
		iii۔	غیر آباد (ٹبہ)	2912.00ایکڑ
2۔	ضلعی محکمہ جنگلات	i۔	کل رقبہ	5373.00ایکڑ
		ii۔	آباد رقبہ	4428.00ایکڑ
		iii۔	غیر آباد رقبہ	945.00ایکڑ
3۔	صوبائی جنگلات میں انہار کا رقبہ			1044.28کلومیٹر
			آباد انہار	1024.28کلومیٹر
			غیر آباد انہار	20.00کلومیٹر

4- صوبائی جنگلات میں سڑکات کا رقبہ کل رقبہ 321.00کلومیٹر
آباد سڑکات 216.00کلومیٹر
Scattered trees 105.00کلومیٹر

یہ تمام جنگلات نہری آبپاشی پر لگائے گئے ہیں۔ یہ قدرتی اور خودرونہ ہیں۔ ان کی زندگی کا انحصار نہری اور ٹیوب ویل کی آبپاشی ہے۔

(د) بھکر جھنگ روڈ پر سڑک کے کنارے پرانے درخت موجود ہیں اور سال 2002-03 میں 21 یونیو میل سڑک پر درخت لگائے گئے ہیں۔

ضلع بھکر 2002تا2006۔ محکمہ جنگلات میں بھرتی کی تفصیل

*8532: جناب حفیظ اللہ خان۔ کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ جنگلات ضلع بھکر میں 2002تا2006 بھرتی ہونے والے اشخاص کے نام، ڈومیسائل اور عہدوں کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) محکمہ جنگلات ضلع بھکر میں سال 2005-06 میں کل کتنی سرکاری لکڑی چوری ہوئی، محکمہ نے کتنا جرمانہ وصول کیا؟

(ج) کتنے کیس زیر سماعت ہیں، کتنے سرکاری اہلکار چوریوں میں ملوث تھے، انہیں کیا سزا ہوئی؟

وزیر جنگلات:

(الف) سال 2002تا2006 درج ذیل ملازمین بھرتی ہوئے۔

نمبر شمار	نام	ڈومیسائل	عہدہ	تاریخ
1-	جاوید اختر	بھکر	فاریسٹ گارڈ	30-08-05
2-	عزیز اللہ خان	بھکر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
3-	شفیق احمد	بھکر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
4-	عمران جاوید	بھکر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
5-	سجاد علی خان	بھکر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
6-	محمد اقبال	بھکر	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
7-	غلام عباس	بھکر	خاکروب	۔ایضاً۔

(ب) محکمہ جنگلات ضلع بھکر میں چوری کے کل 1006 کیسز ہوئے، جن میں سے 322

کیسز کا کل-/14,69,385روپے جرمانہ وصول کیا اور رقم خزانہ سرکار میں جمع کرائی گئی۔

(ج) 684 کیسز کے چالان مکمل کر کے عدالت میں ٹرائیل کے لئے بھیجے گئے، ضلع کے مختلف تھانوں میں 14عدد FIR,s ملزمان کے خلاف درج کرائی گئیں۔ سرکاری اہلکاران نے ملزمان کے خلاف محکمانہ قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی۔ مندرجہ ذیل ملازمین کو سرکاری لکڑی کی سنبھال اور حفاظت میں کوتاہی /Inefficiency کی بناء پر سزا دی گئی۔

نام ملازم	سزا
1۔غلام جعفر فاریسٹر	ریکوری مبلغ-/176407
	Stoppage of I Annual increment due on 01-12-2006
2۔امان اللہ، فاریسٹ گارڈ	ریکوری مبلغ-/176407
	Stoppage of I Annual increment due on 01-12-2007

شیخوپورہ، جنگلات کے رقبہ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*8631: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات نے کتنے ایکڑ پر کس کس جگہ جنگل لگایا ہوا ہے؟

(ب) ان جنگلوں کی 2004سے آج تک آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ان جنگلات میں کس قسم کے درخت لگائے گئے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کے رقبہ کی تعداد و جگہ کا نام درج ذیل ہے:۔

نام جنگل	کل رقبہ	رقبہ زیر جنگلات	دریابر د رقبہ	بقایا رقبہ	کیفیت
1۔سادھانوالی فارسٹ	378ایکڑ	300ایکڑ	x	78ایکڑ	ترقیاتی سکیم کے تحت شجرکاری کرنے کا منصوبہ ہے
2۔کوروٹانہ فارسٹ	359ایکڑ	359ایکڑ	x	X	Xxx
3۔جھوک ریزرو فارسٹ	3072ایکڑ	1922ایکڑ	600ایکڑ	550ایکڑ	xxx
4۔فیض پور فارسٹ	217ایکڑ	100ایکڑ	x	117ایکڑ	ترقیاتی سکیم کے تحت شجرکاری کرنے کا منصوبہ ہے

5-کٹار بند فارسٹ	48ایکڑ	25ایکڑ	10ایکڑ	4ایکڑ	xxx
6-بنسی نگر فارسٹ	652ایکڑ	652ایکڑ	x	X	ترقیاتی سکیم کے تحت شجر کاری کرنے کا منصوبہ ہے
7-چاہ منگولہ فارسٹ	186ایکڑ	186ایکڑ	x	X	Xxx
8-درگئی فارسٹ	103ایکڑ	103ایکڑ	X	X	Xxx

(ب) ان جنگلوں میں 2004 سے آج تک کوئی کٹائی درختاں نہ ہوئی ہے جب کہ گھاس کا ناکائی کی نیلامی سے درج ذیل آمدن حاصل ہوئی و اخراجات درج ذیل ہیں:۔

سال	آمدن	اخراجات
2004-05	-/886482روپے	-/10,24,374روپے
2005-06	-/462218روپے	-/14,80,000روپے

(ج) ان جنگلات میں از قسم شیشم و کیکر کے درخت لگائے گئے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ و دیگر شہروں میں محکمہ کے ریسٹ ہاؤسز، رقبہ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*8653: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کی سال 2003 سے آج تک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) محکمہ جنگلات کے بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، ملتان، لودھراں اور خانیوال میں کس کس جگہ کتنے رقبے پر ریسٹ ہاؤس ہیں؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کی تزئین و آرائش پر سال 2002 سے آج تک کتنے اخراجات کئے گئے؟

(ہ) ان ریسٹ ہاؤسز کے سال 2002 سے آج تک کے یوٹیلٹی بلز کی مد میں کتنے اخراجات کئے گئے؟

وزیر جنگلات:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ جنگلات کا کوئی ریسٹ ہاؤس نہ ہے۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں ریسٹ ہاؤس نہ ہونے کی وجہ سے سال 2003 سے کوئی آمدن اور نہ ہی کوئی خرچہ کیا گیا ہے۔

(ج) جنوبی زون ملتان میں درج ذیل اضلاع اور مقامات پر جنگلات کے ریسٹ ہاؤسز ہیں:۔

نام ضلع	مقام	رقبہ (ایکڑوں میں)
بہاولپور	RD-50	12ایکڑ
خانیوال	پیروال	03ایکڑ
لودھراں	میراں پور	02ایکڑ

(د) ریسٹ ہاؤسز پر سالانہ خرچہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام ضلع	نام ریسٹ ہاؤس	سال	رقم
ضلع بہاولپور	بہاولپور	2002-03	115584/-روپے
		2003-04	20158/-روپے
		2004-05	67151/-روپے
		2005-06	100450/-روپے
		2006-07	17244/-روپے
ضلع لودھراں	میراں پور	2002-03تا2006-07	
ضلع خانیوال	پیروال	2002-03تا2006-07	66000/-روپے

(ہ) ریسٹ ہاؤسز پر سالانہ خرچہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام ضلع	نام ریسٹ ہاؤس	سال	رقم
ضلع بہاولپور	بہاولپور	2002-03	128660/-روپے
		2003-04	44116/-روپے
		2004-05	110268/-روپے
		2005-06	108707/-روپے
		2006-07	31463/-روپے
ضلع لودھراں	میراں پور	2002-03تا2006-07	---
ضلع خانیوال	پیروال	2002-03تا2006-07	143500/-روپے

چھانگا مانگا کی آمدن اور لکڑی چوری سے متعلقہ تفصیلات

*8928: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) چھانگا مانگا جنگل سے گزشتہ دو سال میں کتنی مالیت کی آمدنی مختلف مدوں سے ہوئی مدوار تفصیل دی جائے؟

(ب) جنگلات سے لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے محکمہ نے کون کون سے نئے اقدامات اٹھائے ہیں، کیا محکمہ چھانگا مانگا جنگل کے ارد گرد آئرن باڑ یا جنگلہ لگانے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) گزشتہ تین سالوں میں کتنی مالیت کی لکڑ چوری اور خُورد بُرد کی گئی، تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) چھانگا مانگا سے گزشتہ دو سال (2004-05، 2005-06) میں مختلف مدوں سے حسب ذیل آمدنی ہوئی۔

نمبر شمار	مد	حاصل شدہ آمدنی 2004-05	2005-06	میزان
1	ٹمبر	52597949/-روپے	56400868/-روپے	108998817/-روپے
2	بالن	3595100/-روپے	3744255/-روپے	7339355/-روپے
3	عوضانہ سرکار	1659707/-روپے	2610159/-روپے	4269866/-روپے
4	چھاپے، مڈھیاں، شہد، کانا، کاہی، گھاس وغیرہ اور دیگر	10357381/-روپے	13216516/-روپے	23573897/-روپے
	میزان	68210137/-روپے	75971798/-روپے	144181935/-روپے

(ب) جنگلات سے لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے محکمہ نے چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دی ہیں، جس کی وجہ سے لکڑی چوری کی کافی حد تک روک تھام ہو گئی ہے، چھانگا مانگا کے ارد گرد آئرن باڑ یا جنگلہ لگانے پر تقریباً 20 سے 25 کروڑ روپے خرچ آئیں گے کیونکہ چھانگا مانگا جنگل کا محیط 37 کلو میٹر ہے، حکومت پنجاب اگر مطلوبہ فنڈ مہیا کر دے تو محکمہ باڑ لگانے کے لئے تیار ہے۔

(ج) گزشتہ تین سالوں میں جنگل چھانگا مانگا میں کوئی لکڑی خورد برد نہ ہوئی ہے البتہ لکڑی

چوری کے جو واقعات ہوئے ان کی فوری کارروائی کی گئی جو کہ زیادہ تر عوضانہ سرکار وصول کرنے پر مبنی ہے، تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	مالیت چوری شدہ لکڑی	وصول شدہ عوضانہ
2003-04	-/753267روپے	-/753267روپے
2004-05	-/958435روپے	-/958435روپے
2005-06	-/1829399روپے	-/1829399روپے

عرصہ 05-2003 چھانگا مانگا پارک کی آمدن و خرچ اور دیگر تفصیلات

*8967: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چھانگا مانگا پارک سے سال04-2003 اور05-2004 میں کل کتنی آمدنی اور اخراجات آئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات کی طرف سے جنگل میں متعین سرکاری عملہ کی ملی بھگت سے ترقیاتی فنڈز ضائع ہو رہے ہیں اور بڑی تعداد میں لکڑی چوری کر کے فروخت کر دی جاتی ہے؟

(ج) کیا مذکورہ عرصہ کے دوران لکڑی چوری اور جرمانہ کی شکل میں کوئی رقم وصول کی گئی ہے اگر ہاں تو کیا اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) چھانگا مانگا پلانٹیشن میں پارک138 ایکڑ پر بنایا گیا ہے اور گزشتہ دو سال سے 04-2003، 05-2004 میں حسب ذیل آمدنی ہوئی ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدنی	اخراجات
1۔	2003-04	-/449188روپے	-/1185182روپے
2۔	2004-05	-/1898170روپے	-/1317584روپے

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ محکمہ جنگلات کی طرف سے جنگل میں متعین عملہ کی ملی بھگت سے ترقیاتی فنڈز ضائع ہو رہے ہیں اور نہ ہی لکڑی چوری کر کے فروخت کی جاتی ہے، ترقیاتی کام تسلی بخش ہیں اور لکڑی چوری کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی جا رہی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران لکڑی چوری کے ملزمان کے خلاف فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت نقصان جنگل کی رپورٹ ہائے جاری کی گئی ہیں، ان سے عوضانہ سرکار وصول کیا گیا

ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	رقم عوضانہ سرکار وصول شدہ
1۔	2003-04	753267/- روپے
2۔	2004-05	958435/- روپے

Alexandra پل دریائے چناب سے درختوں کی چوری

*9000: چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے چناب کے کنارے Alexandra Bridge کے ساتھ لگے ہوئے 417 درخت چوری ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پل چناب پر تحصیل وزیر آباد کی جانب مستقل چوکی حفاظتی پولیس قائم ہے، اس علاقہ میں محکمہ جنگلات کا عملہ ہر وقت مستقل طور پر موجود رہتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو درخت کاٹنے والے افراد اور محکمہ کے متعلقہ عملہ کے خلاف کیا کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر جنگلات:

(الف) جی، یہ درست نہیں ہے کیونکہ Alexandra Bridge کے ساتھ دریائے چناب کے جنوبی کنارے پر؛ تقریباً 1½ کلومیٹر لمبا بند (Spur) ہے جو کہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام محکمہ ریلوے کی ملکیت میں ہے۔ وفاقی وزارت ریلوے اس ضمن میں بہتر طور پر آگاہ کر سکتے ہیں کیونکہ دوران ماہ مارچ/اپریل 2006 محکمہ ریلوے وزیر آباد نے مذکورہ بند پر سے درختاں نیلام کئے تھے جو کہ ماہ اکتوبر سال 2006 میں کاٹے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے زیر قبضہ رقبہ میں کسی قسم کا نقصان نہ ہوا ہے۔

(ب) درست ہے کہ پل چناب پر تحصیل وزیر آباد کی جانب مستقل پولیس حفاظتی چوکی قائم ہے جو کہ ضلع گجرات کے زیر انتظام ہے۔ محکمہ جنگلات گوجرانوالہ کا عملہ وزیر آباد میں ہر وقت حاضر رہتا ہے اور سرکاری امور نہایت ہی دیانتداری سے سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) چونکہ محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کی حدود سے درخت نہ کاٹے گئے ہیں لہذا محکمہ کے عملہ کے خلاف کارروائی کا جواز نہ ہے۔

لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور ایڈمنسٹریٹر کی پوسٹ اور عملہ سے متعلقہ تفصیل

*9024: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایڈمنسٹریٹر لال سوہانرا نیشنل پارک بہاولپور کی پوسٹ کب sanction ہوئی، اس دفتر کے سٹاف کی sanctioned strength کتنی ہے اور effective strength کتنی ہے اور کتنا عملہ sanctioned strength سے زائد کام کر رہا ہے اور کس قانون کے تحت؟

(ب) بہاولپور فارسٹ ڈویژن، رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن، بہاولنگر فارسٹ ڈویژن اور لال سوہانرا نیشنل پارک ایڈمنسٹریٹر آفس میں وزیر اعلیٰ کے تبادلوں کے حکم پر پابندی کے باوجود attach کا لفظ استعمال کرتے ہوئے کتنے آرڈر کئے گئے ان کی نقلیں بھی ایوان میں پیش کریں؟

وزیر جنگلات:

(الف) ایڈمنسٹریٹر لال سوہانرا نیشنل پارک کی پوسٹ 1976-07-01 سے منظور ہوئی، اس پوسٹ کی منظوری S.N.E کے ذریعے میجر ہیڈ 10-Forest بذریعہ گورنمنٹ مراسلہ نمبر B&A/Bud/B-II-174/5991 مورخہ 1977-04-20 کو ہوئی، اس کے بعد B-63 ڈویلپمنٹ سکیم E-50 بذریعہ گورنمنٹ مراسلہ نمبر-B&A/Bud/B-III-120/356 مورخہ 071977-17 کو ہوئی درج بالا حکم کے تحت درج ذیل سٹاف دفتر ایڈمنسٹریٹر لال سوہانرا نیشنل پارک منظور ہوا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد منظور شدہ اسامیاں	تعداد موجود اسامیاں	فرق اسامیاں	کیفیت
1۔	ایڈمنسٹریٹر/ ناظم جنگلات	1	1	-	-
2۔	مہتمم جنگلات	1	1	-	-
3۔	سینئر رینج فارسٹ آفیسر	2	2	-	-
4۔	اسسٹنٹ گیم وارڈان	1	1	-	-
5۔	گیم انسپکٹر	1	-	1	ایک پوسٹ خالی ہے۔
6۔	فارسٹرز	3	3	-	-
7۔	فارسٹ گارڈ	6	6	-	-
8۔	گیم واچر	3	2	1	ایک پوسٹ خالی ہے۔
9۔	فشری واچر	2	1	1	ایک پوسٹ خالی ہے۔

10۔	اسسٹنٹ	1	1	-	-	
11۔	سینئر کلرک	1	1	-	-	
12۔	جونیئر کلرک	2	2	-	-	
13۔	سٹینوگرافر	1	1	-	-	
14۔	سٹینوٹائپسٹ	1	1	-	-	
15۔	نائب قاصد	6	6	-	-	
16۔	چوکیدار	6	6	-	-	
17۔	مالی	13	10	3	تین پوسٹ خالی ہے۔	
18۔	ڈرائیور	2	1	1	ایک پوسٹ خالی ہے۔	
19۔	کیمل مین	4	4	-	-	
20۔	سویپرز	4	4	-	-	
21۔	بیلدار	1	1	-	-	

درج بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ Sanctioned Strength سے زائد کوئی ملازم کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) وزیراعلیٰ کے تبادلوں کے پابندی کے حکم پر پوری طرح عملدرآمد کیا گیا ہے اور ہو رہا ہے، لال سوہانرا نیشنل پارک کا رقبہ اکٹھا ایک جگہ ہے، بہاولپور فارسٹ ڈویژن، بھاول نگر فارسٹ ڈویژن، رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن اور لال سوہانرا نیشنل پارک فارسٹ ڈویژن کے دفاتر میں attached کا لفظ استعمال کرتے ہوئے کوئی تبادلہ نہ کیا گیا ہے۔

گزشتہ دو سالوں کے دوران بہاولپور / رحیم یار خان میں درخت چوری و غبن کے کیسز کی تفصیل

*9026: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں گزشتہ دو سال میں نقصان درختاں اور غبن کے سلسلہ میں انٹی کرپشن اور پولیس میں کتنی FIRs برخلاف گزٹیڈ آفیسرز اور نان گزٹیڈ آفیسرز درج ہوئیں ہر کیس کا نمبر، تاریخ اور نقصان کی مالیت بیان کریں نیز اس عرصہ میں بہاولپور ڈویژن کے سرکل آفیسر کون تھے اور رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن کے D.F.O کون تھے، نیز اب تک ہونے والی محکمانہ کارروائی کی تفصیل اور نتائج سے بھی آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مندرجہ بالا عرصہ میں رحیم یار خان ڈویژن کا نمبریشن ریکارڈ تبدیل کیا گیا اور اگر کیا گیا تو محکمہ نے کیا کارروائی کی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر جہانگیر غوری کنزرویٹر آف فارسٹ اس سلسلہ میں انکوائری پر آئے تو شکایت کنندہ کو اغواء کروالیا گیا اور مار اپیٹا گیا جس پر ڈاکٹر جہانگیر غوری صاحب نے متعلقہ تھانہ میں اس امر کا کیس درج کروانے کی تحریک کی؟

(د) کیا ڈاکٹر جہانگیر غوری (انکوائری آفیسر) نے رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں نقصان درختاں اور نمبریشن ریکارڈ کی تبدیلی کے حوالہ سے رپورٹ تیار کی، اس رپورٹ میں کل کتنی مالیت کا نقصان بیان کیا گیا، اس رپورٹ کو ایوان میں پیش کیا جائے اور محکمہ نے اس رپورٹ پر جو کارروائی کی اس کی تفصیل بھی بیان کی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں گزشتہ دو سال میں نقصان درختاں کے بارے میں صرف ایک F.I.R درج ہونے سے پہلے ہی ملزمان کے خلاف کارروائی کرتے شیڈول کے مطابق جرمانہ و عوضانہ وصول کیا ہوا تھا، F.I.R کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ایف آئی آر نمبر	مورخہ	نام ملازمین جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی	مالیت نقصان درختاں	موجود صورتحال
26/2005	02-02-05	1۔ محمد اکرم فارسٹر 2۔ محمد نواز فارسٹ گارڈ 3۔ محمد جہانگیر ٹھیکیدار 4۔ محمد اشرف ٹھیکیدار	Rs. 96450/-	کیس عدالت جناب سپیشل جج انٹی کرپشن بہاولپور زیر سماعت ہے۔

اس وقت بہاولپور سرکل میں ناظم جنگلات طارق محمود صاحب اور D.F.O میاں محمد سلیم انور صاحب تھے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ محکمہ کے پرانے نمبریشن ریکارڈ میں اگر کسی اہلکار نے ریکارڈ میں Tempering/تبدیلی کی ہے تو محکمہ نے اس کے خلاف کارروائی کی ہے جبکہ اب محکمہ کی ہدایت کے مطابق صوبہ بھر میں نیا اور صحیح ریکارڈ مرتب ہو کر کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے۔

(ج) ڈاکٹر جہانگیر غوری صاحب کنزرویٹر آف فارسٹ انکوائری پر آئے تھے اور انہوں نے انکوائری کی تھی، دوسرے وقوعہ کا کوئی ریکارڈ نہ ملا ہے۔

(د) انکوائری آفیسر کی رپورٹ (بطور ضمیمہ 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) میں موجود نقائص کی بنیاد پر تفصیلی جواب بذریعہ مہتمم جنگلات رحیم یار خان مراسلہ مورخہ 29-03-2006 (بطور ضمیمہ-II ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) اور دفتر ہذا مراسلہ نمبر 2531/AE مورخہ 01-04-2006 (بطور ضمیمہ-III ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) پہلے ہی ارسال کیا جا چکا ہے، تاہم ذمہ دار اہلکاران کے خلاف مروجہ قوانین کے تحت کارروائی ہو رہی ہے۔

محکمہ کی چراگاہوں کی بہتری اور مختص فنڈز کی تفصیل

*9032: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ میں واقع محکمہ جنگلات کی چراگاہوں کی بحالی اور بہتری پر پونے آٹھ کروڑ روپے خرچ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے؟

(ب) یہ چراگاہیں کس کس جگہ کتنے کتنے رقبہ پر واقع ہیں؟

(ج) ہر چراگاہ کی بحالی اور بہتری پر علیحدہ علیحدہ کتنی رقم خرچ کی جائے گی؟

وزیر جنگلات:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب)

نمبر شمار	چراگاہ ڈویژن	رقبہ
1۔	چراگاہ ڈویژن بہاولپور	63,05,654 ایکڑ
2۔	۔ایضاً۔ بھکر	1,57,839 ایکڑ
3۔	۔ایضاً۔ ڈیرہ غازی خان	59,704.7 ایکڑ
4۔	۔ایضاً۔ چکوال	1,01,998 ایکڑ
	کل رقبہ	66,25,195.7 ایکڑ

(ج)

نمبر شمار	چراگاہ ڈویژن	اخراجات
1۔	چراگاہ ڈویژن چکوال	1,25,54,500/- روپے
2۔	۔ایضاً۔ بھکر	1,26,76,000/- روپے
	۔ایضاً۔ ڈی جی خان	2,00,09,840/- روپے

۔ایضاً۔بہاولپور	-/90,73,200روپے
ٹوٹل	-/5,43,13,540روپے
انتظامی امور کا خرچہ	-/2,31,85,350روپے
کل میزان	-/7,74,98,890روپے

تھل میں واقع محکمہ جنگلات کی چراگاہوں سے متعلقہ تفصیل

*9032-A: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھل میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا ہے۔

(ب) کتنا رقبہ چراگاہ کے لئے مختص ہے؟

(ج) چراگاہ کا کس کس جگہ کتنا کتنا رقبہ ہے؟

(د) ان چراگاہوں میں کس کس قسم کے درخت ہیں؟

وزیر جنگلات:

(الف) تھل میں محکمہ جگلات کا کل رقبہ 184248 ایکڑ ہے۔

(ب) 157839 ایکڑ رقبہ چراگاہ کے لئے مختص ہے۔

(ج)

نمبر شمار	نام رکھ چراگاہ	رقبہ
1۔	رکھ ڈگر کوٹلی	8070ایکڑ
2۔	بابا ہندالال	10223ایکڑ
3۔	چھکن	6849ایکڑ
4۔	گوہر والا	24242ایکڑ
5۔	کارلو والا	16617ایکڑ
6۔	کھیوبارا	12431ایکڑ
7۔	چوبارہ	16,926ایکڑ
8۔	خیریو والا	30,834ایکڑ
9۔	شیر گڑھ	31,647ایکڑ
	کل رقبہ	157,839ایکڑ

(د) جنڈ، فراش، بیر، مسکٹ، پھلاہی

راولپنڈی۔ محکمہ جنگلات کے ریسٹ ہاؤسز سے متعلقہ تفصیل

*9186: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کے ریسٹ ہاؤسز کے نام اور رقبہ کی تفصیل دی جائے ان ریسٹ ہاؤسز کی الاٹمنٹ کون، کن کن افراد کو کر سکتا ہے؟

(ب) ہر ریسٹ ہاؤس کتنے کمروں پر مشتمل ہے ان ریسٹ ہاؤسز کی آمدن اور خرچ سال 2005-06 کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز میں یکم جنوری 2006 سے آج تک ٹھہرنے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور کتنے عرصہ تک قیام کیا؟

(د) ان افراد سے ریسٹ ہاؤسز کا کرایہ کس حساب سے وصول کیا گیا؟

(ہ) کتنے افراد سے کتنا کرایہ وصول کرنا ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور کرایہ کی تفصیل دی جائے؟

(و) ان ریسٹ ہاؤسز کی دیکھ بھال کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کے ریسٹ ہاؤسز کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقبہ
1۔	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس	3143مربع فٹ
2۔	بن ریسٹ ہاؤس	1728مربع فٹ
3۔	داتا گنج بخش روڈ (نرسری ہٹ)	5058مربع فٹ
4۔	دنوئی	3224مربع فٹ
5۔	نڑ	2938مربع فٹ
6۔	کرور	2269مربع فٹ
7۔	لہتراڑ	2553مربع فٹ
8۔	راج گڑھ	1557مربع فٹ
9۔	کیرل	1552مربع فٹ
10۔	پنجاڑ	1952مربع فٹ

11۔	دان کلی	1620مربع فٹ
12۔	سالگراں	1860مربع فٹ
13۔	گھون	1260مربع فٹ

ریسٹ ہاؤسز نمبر شمار ایک اور دو کی الاٹمنٹ جناب معتمد صاحب جنگلات، ماہی پروری اور جنگلی حیات گورنمنٹ آف پنجاب کرتے ہیں جبکہ ریسٹ ہاؤس نمبر شمار تین کی الاٹمنٹ جناب مہتمم جنگلات حلقہ جنوبی ڈویژن راولپنڈی اور نمبر شمار چار تا تیرہ کی الاٹمنٹ جناب مہتمم جنگلات حلقہ شمالی ڈویژن راولپنڈی کرتے ہیں نیز کسی بھی سرکاری آفیسر یا پرائیویٹ شخص کو الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز کے کمرہ جات اور آمدن و خرچ سال 06-2005 کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	تعداد کمرہ جات	آمدن	خرچ
1۔	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس	4	27200	5000
2۔	بن ریسٹ ہاؤس	2	-	7400
3۔	داتا گنج بخش روڈ (نرسری ہٹ)	3	13000	30650
4۔	دنوئی	2	3800	-
5۔	نڑ	2	-	-
6۔	کرور	2	4800	20000
7۔	لہتراڑ	2	-	-
8۔	راج گڑھ	2	-	-
9۔	کیرل	2	-	-
10۔	پنجاڑ	2	-	-
11۔	دان کلی	1	-	-
12۔	سالگراں	2	-	-
13۔	گھون	1	-	-

(ج) ریسٹ ہاؤسز میں یکم جنوری 2006 سے آج تک ٹھہرنے والے افراد کی تعداد درج ذیل ہے، جبکہ افراد کی تفصیل کے لئے برائے ملاحظہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے والے افراد کی تعداد
1۔	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس	30
2۔	بن ریسٹ ہاؤس	04
3۔	داتا گنج بخش روڈ (نرسری ہٹ)	44
4۔	دنوئی	06
5۔	نڑ	-
6۔	کرور	02
7۔	لہتراڑ	-
8۔	راج گڑھ	-
9۔	کیرل	-
10۔	پنجاڑ	-
11۔	دان کلی	-
12۔	سالگراں	-
13۔	گھون	-

(د) ریسٹ ہاؤسز میں رہائش پذیر افراد سے مندرجہ ذیل شرح کے حساب سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے:۔

	موسم سرما	موسم گرما
1۔ محکمہ جنگلات کے افسران	-/100روپیہ فی کمرہ روزانہ	-/200روپیہ فی کمرہ روزانہ
2۔ دیگر محکمہ جات کے افسران	-/200روپیہ فی کمرہ روزانہ	-/400روپیہ فی کمرہ روزانہ
3۔ پرائیویٹ افراد	-/400روپیہ فی کمرہ روزانہ	-/800روپیہ فی کمرہ روزانہ

(ہ) ریسٹ ہاؤسز میں ٹھہرنے والے تمام افراد سے مروجہ شرح سے کرایہ وصول کیا گیا ہے اور کسی کے ذمہ کوئی رقم بقایا نہ ہے۔

(و) ریسٹ ہاؤسز کی دیکھ بھال کے لئے تعینات ملازمین کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	نام ملازم مع عہدہ و گریڈ
1۔	گھوڑا گلی ریسٹ ہاؤس	شوکت محمود چوکیدار، گریڈ نمبر1
2۔	بن ریسٹ ہاؤس	محمد خلیل چوکیدار گریڈ نمبر1
3۔	داتا گنج بخش روڈ (نرسری ہٹ)	محمد شبیر محافظ جنگل گریڈ نمبر5
4۔	دنوئی	محمود احمد چوکیدار گریڈ نمبر1
5۔	نڑ	محمد رمضان چوکیدار گریڈ نمبر1

6-	کرور	بشیر احمد چوکیدار گریڈ نمبر 1
7-	لتراڑ	ضیافت محمود چوکیدار گریڈ نمبر 1
8-	راج گڑھ	-
9-	کیرل	شیر اکبر چوکیدار گریڈ نمبر 1
10-	پنجاڑ	محمد جمیل چوکیدار گریڈ 1
11-	دان گلی	-
12-	ساگراں	نثار احمد چوکیدار گریڈ نمبر 1
13-	گھون	مختیار حسین چوکیدار گریڈ نمبر 1

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر
ضلع کونسل سیالکوٹ کے اجلاس میں ضلعی ناظم کے ایماء پر ڈی سی او کی تضحیک

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف جناب کی وساطت سے وزیر بلدیات کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سیالکوٹ میں تین مارچ کو ڈسٹرکٹ ضلع کونسل کا اجلاس تھا اور وہاں پر جو ڈی سی او تھے وہ بطور سیکرٹری اس اجلاس کو preside کر رہے تھے۔ ہوا یہ کہ وہاں پر ضلع ناظم نے جو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری وزیر اعلیٰ پنجاب سے رشتہ داری بھی ہے وہاں پر دو ناظم ایسے تھے جنہوں نے شراب بھی پی رکھی تھی وہ باقاعدہ ڈی سی او کے گلے پڑے اور ڈی سی او کو گالیاں بھی دیں اور پورے سیالکوٹ میں ایسا ماحول بنا کہ جیسے وہاں پر انار کی پھیل گئی ہو۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر بلدیات سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: مہربانی فرما کر اپنی بات دوبارہ کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: راجہ صاحب! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ 3-مارچ کو ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ کا اجلاس تھا جس میں ضلع ناظم نے پلاننگ کے ساتھ جیسا کہ ان کا سابقہ ریکارڈ ہے، رویہ ہے کہ کوئی ڈی سی او بھی سیالکوٹ میں جاتا ہے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ یہ چوتھا ڈی سی او ہے اور ان کا رویہ ڈی سی او کے ساتھ ایسے ہوتا ہے جیسے یہ ان کی فیکٹری کے ملازم ہیں

کیونکہ یہ سرمایہ دار ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے کہ وہاں پر ان کے جو افسران ہیں ان کو یہ تحفظ فراہم کریں اور اس واقعہ کی انکوائری کروائیں۔انہوں نے ڈی سی او کو باقاعدہ گالیاں دیں اور ڈی سی او وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگا۔حکومتی بنچوں کے کچھ سیالکوٹ کے دوست بھی یہاں پر بیٹھے ہیں عظیم نوری صاحب ہیں اس کے علاوہ اور ہمارے دوست ہیں وہ بھی اس بات کی تائید کریں گے کہ physically ایسا ہوا ہے اور ضلع ناظم نے وہاں پر یہ کروایا ہے۔

جناب سپیکر! اگر گورنمنٹ آفیسرز کو وہاں پر تحفظ نہیں ملنا تو پھر میں کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی رٹ کیا ہے اور good governance کیا ہے۔میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس واقعہ کی انکوائری فرمالیں اگر یہ واقعہ درست ہو تو پھر اس پر کوئی ایکشن ہونا چاہئے۔شکریہ

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! میں وزیر جنگلات کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا جوگٹ والا فارسٹ انسٹیٹیوٹ ہے وہاں پر پہلے ایک ڈائریکٹر انچارج ہوتا تھا وہاں پر پتا نہیں ڈی جی کی پوسٹ create کی گئی یا نہیں وہاں پر ایک ڈی جی لگا دیا گیا اور وہ ڈی جی صاحب وہاں پر دس دن آئے انہوں نے تین لاکھ روپے ٹی اے ڈی اے لیا اور تین ماہ کی چھٹی لے گئے۔اب وہ پھر آ گئے ہیں کیونکہ وہاں پر کوئی بجٹ نیا allocate ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ وزیر موصوف سے چیمبر میں مل لیں اور یہ ساری تفصیل ان کو بتا دیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میری تو صرف اتنی گزارش ہے کہ ایک تو یہ خزانے پر بوجھ ہے اور دوسرا وہاں پر کوئی ڈی جی کی ضرورت نہیں تھی میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس کو دیکھیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ وزیر موصوف کو چیمبر میں مل لیں وہ اس کو دیکھ لیں گے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 3 ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ابھی ایک معاملہ یہاں پر اٹھایا گیا جس کی نوعیت بڑی serious ہے بگو صاحب وہ بات آپ کے نوٹس میں لائے۔ انہوں نے اس پر مکمل بات بھی کی کہ اس قسم کی غنڈہ گردی وہاں سیالکوٹ کے ڈی سی او کے ساتھ کی گئی ہے اور ڈسٹرکٹ ناظم کے behalf پر کی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ وزیر بلدیات نے سن لیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہا ہے کہ سن لیا اور بعد میں وزیر موصوف سے چیمبر میں بھی مل لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں بھی اسی کی نشاندہی کرنے والا ہوں کہ اس سے پہلے بھی آپ کو یاد ہو گا کہ لاہور کے ایک ٹاؤن ناظم کی ایک تصویر بلکہ کئی تصویریں چھپی تھیں کہ وہ ایک رقاصہ کے ساتھ داد عیش دے رہے تھے اور وہ معاملہ یہاں پر احسان اللہ وقاص صاحب نے اٹھایا تھا وہ بھی وزیر بلدیات راجہ بشارت صاحب نے سن لیا تھا بلکہ سننے کے بعد یہ یقین دہانی بھی کروائی تھی کہ ہم اس پر ایکشن بھی لیں گے اور اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش بھی کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس رپورٹ کو اب تین ماہ ہو گئے ہیں جو ایکشن لیا ہے اس کی تفصیل بھی بتا دیں اور ساتھ ہی جو بگو صاحب نے واقعہ بیان کیا ہے اس کے متعلق بھی بتا دیں کہ وہ کیا کارروائی کرنے والے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو پہلا واقعہ تھا اس کی باقاعدہ ہم نے انکوائری کروائی تھی اس کی رپورٹ میں آپ کو دے دوں گا۔ باقاعدہ ہم نے انکوائری کے آرڈرز کئے تھے اور انکوائری بھی ہوئی تھی اور جو بھی اس کے outcome ہوں گے میں آپ کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: رپورٹ آچکی ہے یا ابھی آئے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں چیک کر لیتا ہوں۔ انکوائری کے آرڈر اسی دن ہو چکے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان: ابھی بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں کمپیوٹر تو نہیں ہوں کہ میں ابھی نکال کر بتا دوں۔

رانا ثناء اللہ خان: رپورٹ تو آئی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کیا پتا انکوائری کی رپورٹ آ بھی چکی ہو لیکن میں چیک کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔ البتہ انکوائری کے آرڈر ہو چکے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انکوائری کے آرڈر تو وہاں جانے تھے جو لوکل کمیشن ہے۔ اس میں تو ٹائم ہی نوے دن کا ہے نوے دن میں انکوائری مکمل ہونی ہے اور اس کے بعد اس پر ایکشن بھی ہونا ہے۔ یہ جو آرڈیننس ہے جو ایکٹ ہے اس کی requirement ہے، نوے دن سے تو اوپر دن ہو گئے ہیں پھر یہ بتائیں کہ ---

جناب سپیکر: نہیں، راجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں چیک کر لیتا ہوں ممکن ہے کہ انکوائری رپورٹ آ چکی ہو اگر یہ نہیں بھی آئی تو آ جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: تو پھر یہ کل ہاؤس میں بتا دیں اور سیالکوٹ کے واقعہ سے متعلق بھی یہ فرما دیں۔

جناب سپیکر: وہ بھی چیمبر میں آپ تشریف لے جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ چیمبر کی بجائے ایوان میں بتا دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ چیمبر کی بجائے ایوان کے floor پر بتا دیں۔ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ انکوائری کروا لیں اور عظیم نوری صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں اور وزیر موصوف ارمغان سبحانی صاحب بیٹھے ہیں ---

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ چیمبر میں تشریف لے جائیں اور اپنی مرضی کے مطابق ---

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ضرور جاؤں گا لیکن یہ floor پر کہہ تو دیں کیونکہ ریکارڈ پر آ جانا بھی ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا کہنا ہی کافی ہے اور یہ جو باتیں آپ کر رہے ہیں ریکارڈ پر ہی آ رہی ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ نے حکم دے دیا ہے کہ میں اس کا نوٹس لوں۔ اس سلسلے میں ہم معلومات حاصل کرتے ہیں کہ وہاں پر کیا situation ہے؟

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق شیخ تنویر احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون!

نیشنل ہائی وے چیچہ وطنی (ساہیوال) کے ٹریفک سارجنٹ اور ڈی ایس پی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز سلوک

(۔۔۔ جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں میں نے تو اس دن بھی کہا تھا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اب فیڈرل گورنمنٹ کا جواب آیا ہے تو میں اگر جواب بھی ایوان میں پیش نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بد دیانتی ہو گی۔ اس لئے کہ ان کا point of view بھی ایوان میں آنا چاہئے اور میں یہ گزارش بھی کرنا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس تحریک استحقاق کو oppose نہیں کروں گا لیکن گزارش یہ ہے کہ ہمیں تحریک استحقاق دیتے وقت تھوڑی سی احتیاط کرنی چاہئے۔ معزز رکن کا آپ ریکارڈ نکال کر چیک کر لیں کہ انہوں نے کتنی تحاریک استحقاق پیش کی ہیں۔ ایک واقعہ ہو جاتا ہے تو بندہ اس پر ایکشن لیتا ہے لیکن ہر اجلاس میں یا ہر دوسرے اجلاس میں تحریک استحقاق دے دینا مناسب نہیں ہے یہ ان کی چوتھی یا پانچویں تحریک استحقاق ہے۔ کبھی ہم نے اس کو oppose نہیں کیا لیکن موٹر وے والوں کے متعلق یہ تاثر ہے کہ وہ بد تمیزی نہیں کرتے البتہ over speeding پر وہ کسی کو spare نہیں کرتے اور بد تمیزی بھی نہیں کرتے۔ معزز رکن نے کہا کہ مجھے حبس بے جا میں رکھا گیا مجھے یہ کیا گیا وہ کیا گیا لیکن انہوں نے جواب لکھ کر بھیجا ہے کہ ہم نے ان کو over speeding پر روکا ہے۔ یہ تسلیم نہیں کر رہے تھے ہم نے ان کو ویڈیو دکھائی اس کے بعد یہ چالان پر دستخط نہیں کر رہے تھے، لائسنس بھی نہیں دے رہے تھے اور انہوں نے کہا کہ سینئر آفیسر زآئیں گے تو میں دوں گا۔ اس سارے واقعہ کے بعد انہوں نے چیچہ وطنی جا کر payment بھی کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ثابت ہو گیا کہ over speeding کی ہے کیونکہ انہوں نے رسید بھیجی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے جرمانہ ادا کیا ہے۔ بہر حال یہ سارا ان کا جواب ہے۔ اس کے بعد جو

آپ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ان کی طرف سے جو جواب ہے سیکرٹریٹ اور مجھے بھی موصول ہو چکا ہے۔یہ کہتے ہیں کہ مجھے حبس بے جا میں رکھا گیا ہے تو ان کے خلاف پرچہ درج کروائیں جنہوں نے آپ کو حبس بیجا میں رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ موٹروے پر حبس بے جا میں رکھنا، کوئی ایسی بات ہو نہیں سکتی ان سے اس بات کی توقع نہیں کی جا سکتی لیکن at the same time پھر یہ کہا جائے گا کہ یہ غلط کہتے ہیں، پولیس کی بات مانتے ہیں میں اس controversy میں نہیں پڑنا چاہتا اگر جناب اس کو Privileges Committee میں بھیجنا چاہتے ہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑی سی احتیاط ضرور کرنی چاہئے۔ان کی یہ کم از کم چوتھی یا پانچویں تحریک استحقاق ہے۔آپ بھی بیٹھے ہوئے اور بھی ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ایک ہی ممبر کے ساتھ بار بار واقعہ ہونا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ تنویر احمد صاحب!

شیخ تنویر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے کہ یہ میری چوتھی یا پانچویں تحریک استحقاق ہے میرے خیال میں ان ساڑھے چار سالوں میں یہ میری دوسری Privilege Motion ہے اور میں ذمہ داری کے ساتھ یہ کہتا ہوں اور اس میں میری استدعا ہے کہ اس میں میرے صرف تین points ہیں۔چالان ہونا کوئی بات نہیں ہے وہ تو pay کرنا ہی تھا۔پہلا point یہ ہے کہ بد تمیزی اور بد اخلاقی، پسٹل تاننا اور 5 گھنٹے روکے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ اور ان کا جواب آپ نے سن بھی لیا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ موٹروے میں ایسا ہوتا نہیں ہے کہ موٹروے والے 5 گھنٹے کسی کو حبس بے جا میں رکھیں یا پسٹل تانیں۔پہلے ایسا کوئی واقعہ پیش تو نہیں آیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جیسے ان کا موقف ہے کہ وہ میری گاڑی کے آگے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ریوالور نکالا۔دوسرا انہوں نے کہا کہ مجھے 5 گھنٹے تک روکے رکھا۔ٹھیک ہے کمیٹی میں اس کو inquire کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک کو in order قرار دیتا ہوں اور Privileges Committee کے سپرد کرتا ہوں۔Next تحریک استحقاق نمبر 6 راجہ محمد شفقت خان عباسی کی طرف سے ہے۔(قطع کلامیاں)

ایس پی صدر راولپنڈی کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔فروری 2007 بوقت 2:23 پر مفاد عامہ کے کسی معاملے پر فون نمبر 9270611-051 پر اپنے موبائل نمبر سے فون کیا، اپنے تعارف کے بعد ایس پی صدر راولپنڈی عنایت اللہ فاروقی سے بات شروع ہی کی تھی، کہنے لگے جلدی بات کریں میں بہت مصروف آدمی ہوں جس پر میں نے ان سے کہا۔ you are supposed to attend the public representatives. میرا فون attend کر کے آپ نے کوئی احسان نہیں کیا۔ آپ کے فرائض میں یہ شامل ہے۔ آئی جی صاحب کو فون کریں تو اپنی عدم موجودگی کی صورت میں call back کرتے ہیں لیکن آپ کا ضلع راولپنڈی پولیس کا باوا آدم ہی نرالا ہے اگر آپ عوام کے کام میرٹ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو سامنے رکھتے ہوئے کریں تو شاید آپ کو فون کرنے کی ضرورت نہ ہو جس پر ایس پی صاحب نے کہا کہ میں مصروف ہوں زیادہ بات نہیں کرتا۔ ایس پی صاحب نے فون بند کر دیا۔ ایس پی کے اس عمل سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں زیب داستان کے لئے شاید کوئی اور بات بھی لکھ سکتا تھا یا لکھنا چاہتا تھا لیکن مناسب نہیں سمجھا اور میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ state away استحقاق کمیٹی کے حوالے کریں کہ وہ کہے کہ میں بہت مصروف آدمی ہوں اور روز ٹیلی فون آتے ہیں اور میں attend نہیں کر سکتا اور آپ کا فون attend کر رہا ہوں اور پھر فون بند کر دیا، ابھی میرے سے بات ہی مکمل نہیں کی تھی کہ میں کس مقصد کے لئے اسے فون کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے پاس ابھی اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: یہ motion Tuesday تک pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 930 شیخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج تک یہ pending تھی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ایک تو ایجوکیشن منسٹر صاحب آ نہیں رہے۔

جناب سپیکر: مجھے کسی نے بتایا ہے کہ وہ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں۔ اسے pending کر دیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کا جواب دینا چاہیں گے۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی برائے سیکرٹری تعلیم: جناب سپیکر! میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے لہذا اسے کل تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 930 کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ next تحریک التوائے کار نمبر 935 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے تحت ہونے والے پرائمری امتحانات کا بہانہ بنا کر پرائیویٹ سکولوں کا طلباء وطالبات کو لوٹنا

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" لاہور مورخہ 25۔ نومبر 2006 کی ایک خبر کے مطابق "صوبائی دارالحکومت کے درجنوں نجی سکولوں نے "پنجاب ایگزامینیشن کمیشن" کے تحت مئی 2007 میں ہونے والے پرائمری سٹینڈرڈ امتحان کا بہانہ بنا کر طلباء وطالبات کو لوٹنے کا منصوبہ تیار کر لیا ہے۔ جس کے تحت پرائمری سٹینڈرڈ کے امیدواروں سے امتحان کی مد میں -/250 روپے فی طالبعلم فوری طلب کئے گئے ہیں۔ جبکہ "پنجاب ایگزامینیشن کمیشن" کی جانب سے نان رجسٹرڈ نجی سکولوں سے صرف -/25 روپے فی طالبعلم فارم جمع کروانے کی فیس رکھی گئی ہے اور سرکاری و نجی رجسٹرڈ سکولوں کے امیدواروں کے لئے کوئی فیس مقرر نہیں۔ دوسری جانب والدین کے اصرار پر سکولوں

کے سربراہوں کا کہنا ہے کہ یہ -/250 روپے فی طالبعلم فیس" پنجاب ایگزامینیشن کمیشن" کو جانی ہے اور کمیشن نے ہی یہ فیس مقرر کی ہے جبکہ یہ فیس ماہ رواں میں ہی جمع کروانے کی سختی سے ہدایت کی گئی ہے۔ اس پر بچوں کے والدین نے احتجاج کیا تو انہیں جواب دیا گیا کہ اگر آپ اپنے بچوں کو کمیشن کے تحت امتحان دلوانا چاہتے ہیں تو فوری طور پر فیس جمع کروادیں۔ سکولوں کے سربراہوں کے اس بیان پر بچوں کے والدین میں سخت بے چینی اور غم و غصہ کی لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن منسٹر تشریف نہیں رکھتے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! اسے بھی کل تک کے لئے pending کردیں۔

جناب سپیکر: یہ motion بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے، کل دونوں take up کرلیں گے۔ Next تحریک نمبر 939/ رانا مشہود احمد خان!

حکومت کی جانب سے ٹو سٹروک رکشوں پر عائد پابندی سے لاکھوں افراد کے بے روزگار ہونے کا خدشہ

رانا مشہود احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے لاہور شہر کی مختلف سڑکوں پر ٹو سٹروک رکشا کے لئے پابندی عائد کر رکھی ہے جبکہ حکومت لاہور شہر میں ٹو سٹروک رکشوں پر مکمل پابندی لگا رہی ہے مگر لاہور شہر میں اس وقت ساٹھ ہزار رکشے سڑکوں پر رواں دواں ہیں۔ جس پر تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار رکشا ڈرائیور رزق حلال کما کر سات لاکھ افراد کی پرورش کر رہے ہیں۔ یہ صرف رکشا ڈرائیور اور ان کے خاندان کے افراد کی تفصیل ہے جبکہ ان کے علاوہ لاکھوں افراد ٹو سٹروک رکشا سے وابسطہ ہیں۔ جن میں خرادیئے، آئل اینڈ LPG گیس والے، باڈی میکرز، مستری حضرات، رکشا ڈیلرز، انویسٹرز، ہڈ میکر، ریکسین ڈیلرز، ویلڈرز، سپئیر پارٹس، مینوفیکچرز، ڈینٹر اور پینٹر جو کہ انجن، باڈی اور چیسیز سے منسلک ہیں۔ ان تمام افراد کی تعداد تقریباً بارہ لاکھ کے قریب بنتی ہے جو کہ ٹو سٹروک رکشا بند ہونے

پر بے روزگار ہو جائیں گے۔ اس طرح نہ صرف یہ لوگ بلکہ ان کے خاندان والے دیگر افراد بھی متاثر ہوں گے جبکہ حکومت نے گرین پنجاب رکشا سکیم شروع کی ہے جس کے تحت فور سٹروک رکشا قسطوں پر بنکوں کے تعاون سے دیئے جا رہے ہیں جن میں حکومت کی طرف سے بیس ہزار روپے فی رکشا سبسڈی دی جائے گی اگر حکومت یہی بیس ہزار روپے ساٹھ ہزار رکشا کے مالکان کو دیتی تاکہ وہ ان رکشوں کو فور سٹروک میں تبدیل کروا لیتے اس طرح حکومت کو چھ ارب روپے کی بچت ہوتی اور لاکھوں افراد بے روزگار ہونے سے بھی بچ سکتے تھے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! اس کو Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 941 حاجی محمد اعجاز صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: میں پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب صاحب اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

لاہور میں اولیاء کرام کے مزارات پولیس کی غفلت اور لاپروائی کی وجہ سے جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ میں تبدیل

رانا آفتاب احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔ نومبر 2006 کی موقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت میں اولیاء کرام اور مقدس ہستیوں کے مزارات پولیس و متعلقہ اداروں کی غفلت و لاپروائی کے باعث جرائم پیشہ عناصر کی آماجگاہ بن گئے ہیں۔ جس سے زائرین کو شدید مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ اس صورتحال سے ان مقدس مقامات کا تقدس بھی مجروح ہو رہا ہے جس کی مثال داتا دربار کی ہے۔ داتا دربار سے ملحقہ تمام سڑکوں اور گلیوں میں سرعام منشیات فروخت ہو رہی ہیں اور آئے روز کوئی نہ کوئی بدنصیب ان گلیوں میں نشہ کی زیادتی یا نشہ نہ ملنے پر دم توڑ دیتا ہے۔ جسے پولیس لاوارث قرار دے کر دفن کر دیتی ہے مگر کبھی بھی کسی ادارے نے ان افراد کے قاتلوں، موت کے

سوداگروں، منشیات فروشوں کو ہاتھ نہیں ڈالا۔ جگہ جگہ چرس، ہیروئن اور دیگر نشے کر رہے ہیں اور ان نشئیوں کو آسانی سے نشہ مل جاتا ہے جبکہ پولیس اہلکار نشہ فروخت کرنے والوں کو پکڑنے سے قاصر ہیں۔ دربار کے احاطہ اور گلیوں میں چھوٹے بچے صمد بونڈ کو کپڑے میں ڈال کر اسے سونگھ کر نشہ کرتے ہیں۔ یہ نشہ آور افراد لوگوں سے بھیک مانگ کر یا پھر چوری اور جیب تراشی کے ذریعے اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ مزار میں جیب تراشوں اور نوسر بازوں کے گروہ بھی سرگرم عمل ہیں۔ روزانہ متعدد افراد ان کے ہاتھوں لٹتے ہیں۔ نوسر بازوں کے ہاتھوں نشہ آور شے کھانے سے ہفتہ میں کم از کم ایک ہلاکت ضرور ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس مزار کے چاروں طرف جسم فروش عورتیں بھی مصروف عمل ہیں۔ مگر متعلقہ پولیس اور انتظامیہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرتی ہیں جس کی وجہ سے ملک بھر سے آنے والے زائرین کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر اوقاف! تشریف فرما نہیں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ جی، راجہ صاحب! اس کا کیا کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! partially میں اس کا جواب دے سکتا ہوں کہ اس وقت تک پولیس نے جو کارروائی کی ہے اس کے متعلق میں جواب دے سکتا ہوں باقی اوقاف ڈیپارٹمنٹ یا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جواب دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ اس کا کیا کرنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بے شک اسے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا Monday تک یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور کے اتوار بازاروں میں گوشت سبزیوں اور پھلوں کی قیمت میں ہوش ربا اضافہ

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تمام اخبارات کی خبروں کے مطابق خصوصاً روزنامہ "اوصاف" 27۔نومبر 2006 میں دی گئی تفصیل

کے مطابق اتوار بازاروں میں بھی گوشت سبزیوں اور پھلوں کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ سبزیوں کی قیمتوں میں -/3 روپے کلو سے -/10 روپے فی کلو، پھلوں کی قیمتوں میں اوسطاً -/10 روپے سے -/15 روپے فی کلو اور برائلر گوشت کی قیمت میں بھی -/20 روپے فی کلو کا اضافہ ہو کر -/100 روپے فی کلو فروخت ہو رہا ہے۔ مہنگائی کی وجہ سے عام آدمی کی زندگی بہت مشکل ہو گئی ہے اور لوگ سخت پریشان ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی تو اس وقت کے یہ ریٹ میں نے دیئے ہوئے ہیں اور اب تو اس سے بھی کئی گنا زیادہ ریٹس بڑھ چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! وہ آج تشریف نہیں لائے اسے pending کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی، وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: پہلے بھی یہ زیر غور نہیں لائی گئی ہے۔ مجھے pending کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن محترم راجہ بشارت صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ پہلے ہی وہ وزیروں کے حوالے سے ہمارے ریمارکس پر کچھ ناراض ہوئے ہیں لیکن آج ایک بھی تحریک التواء زیر غور نہیں آئی۔ صرف اس وجہ سے کہ منسٹرز یہاں آئے ہی نہیں ہیں یا تیاری نہیں کی ہوئی۔

جناب چیئرمین: اسے Friday تک لئے pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی موٹروے پولیس کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ عوام کو اس سے بڑی شکایات ہیں۔ جب یہ موٹروے پر فیملیز کے ساتھ روکتے ہیں تو اس وقت یہ illegally detain کرتے ہیں اور تنگ کرتے ہیں اور جب پھر چالان

کرتے ہیں تو اس پر خود ہی لکھ دیتے ہیں کہ میں نے اپنا جرم قبول کیا وہ اس پر tick mark کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ میں کسی کورٹ میں جا کر اپیل نہیں کروں گا، اس طرح کی تمام باتیں خود لکھ کر چالان دے کر وہیں پر جرمانہ کر دیتے ہیں۔ That is against the basic spirit of the law آپ دیکھیں کہ ایک آدمی کو یہ اختیار نہیں دیا جا سکتا کہ وہ وردی پہن کر وہاں کھڑا ہو جائے اور وہ آپ کو کہے کہ آپ نے یہ جرم کیا ہے، آپ کو صفائی کا موقع نہ دیا جائے اور وہیں پر آپ سے جرمانہ لے لیا جائے۔ ایک ہی آدمی خود ہی جرم لگا رہا ہے اور خود ہی جرمانے کا فیصلہ کر رہا ہے۔.That is against the spirit of justice without mercy میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارا پاکستان وہاں سے گزرتا ہے اور لوگوں کو تکالیف ہیں۔ آپ چالان ضرور کریں جو over speeding کر رہے ہیں یا جو خطرناک ڈرائیونگ کر رہے ہیں لیکن اس چیز کا بھی خیال رکھیں کہ اس طرح illegal harassment کرنا، روکنا اور خود ہی لکھ دینا کہ میں یہ کر رہا ہوں۔ جب آپ واپس آتے ہیں تو آپ اپنے ہاتھ خود کٹوا چکے ہوتے ہیں اور یہ ساری چیزیں کسی کو نہیں بتاتے۔ ایک ہی آدمی یہ سب کچھ کر رہا ہوتا ہے۔ میری راجہ صاحب سے یہی درخواست ہے کہ یہ جو جگا ٹیکس لے رہے ہیں، یہ جو تاوان لے رہے ہیں اسے بند کیا جائے اور proper طریقے سے اس کو handle کیا جائے۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔ راجہ صاحب! اسے دیکھ کر ذرا بتا دینا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! بل پاس کر لینے دیں کیونکہ اب میں نے move کر دیا ہے۔ اس کے بعد میں سارے House کو پندرہ منٹ دے دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے جو سیالکوٹ میڈیکل کالج کے حوالے سے ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس کو move کرنے کی اجازت دے دی جائے جواب بے شک دو دن کے بعد دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین: وزیر صحت نہیں ہیں۔ کل کرلینا۔

Now we take up the Punjab Pension Fund Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir. I move:

> "That Punjab Pension Fund Bill 2006 as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once."

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب چیئرمین! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، گنتی کی جائے۔ گنتی کی گئی۔

کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! میں یہ بات اس ایوان اور Chair کے بھی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر کورم پورا ہے تو with the participation of the Opposition ہے۔ کیونکہ یہ ملازمین کی پنشن سے متعلقہ معاملہ تھا اور ہم اس معاملہ میں یہ نشاندہی کرنا چاہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ legislation کورم کے بغیر ہو رہی ہے۔ یہ legislation کورم کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس میں اپوزیشن کا کردار بھی شامل ہے کیونکہ ہم سرکاری ملازمین کی فلاح و بہبود کے معاملہ میں چاہتے ہیں کہ وہ جلد سے جلد حل ہو۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

جناب چیئرمین: شکریہ۔اب وزیر قانون مسودہ قانون پیش کریں گے۔جی،وزیر قانون!

مسودہ قانون پنشن فنڈ پنجاب مصدرہ 2006

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I move:

> That the Punjab Pension Fund Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once.

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Punjab Pension Fund Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Pension Fund Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Finance be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill clause by clause

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR CHAIRMAN: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR CHAIRMAN: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR CHAIRMAN: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR CHAIRMAN: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR CHAIRMAN: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR CHAIRMAN: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR CHAIRMAN: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR CHAIRMAN: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR CHAIRMAN: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR CHAIRMAN: Now Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR CHAIRMAN: Now Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR CHAIRMAN: Now Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR CHAIRMAN: Now Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR CHAIRMAN: Now Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR CHAIRMAN: Now Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR CHAIRMAN: Now Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR CHAIRMAN: Now Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR CHAIRMAN: Now Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR CHAIRMAN: Now Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR CHAIRMAN: Now Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR CHAIRMAN: Now Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR CHAIRMAN: Now Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR CHAIRMAN: Now the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR CHAIRMAN: Now we start third reading. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir I move:

> "That the Punjab Pension Fund Bill 2006 be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Punjab Pension Fund Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Pension Fund Bill 2006 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب چیئرمین: چودھری محمد عظیم گھمن پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال99-1998
اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں
پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد عظیم گھمن: شکریہ۔ جناب چیئرمین!

"حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال99-1998اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

چودھری محمد عظیم گھمن: جناب چیئرمین!اس حوالے سے میری آپ کے توسط سے یہ استدعا ہے کہ 99-1998 کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کے ممبران نے پیش کی اور یہ خاصا محنت طلب کام ہے جس میں سٹاف نے دن رات محنت کر کے یہ رپورٹ مکمل کی اور دوسری رپورٹیں بھی مکمل کر رہے ہیں۔ میری آپ سے اور اس House سے استدعا ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سٹاف کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ عنائت کی جائے۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، بگو صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر
امن عامہ پر بحث کے آغاز سے قبل ایام مقرر کرنے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ تو آپ کا معاملہ ہے کہ جن لوگوں نے محنت کی ہے انہیں تنخواہ دینی چاہئے۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے 14 اور 15۔مارچ تاریخ fix کی ہے تو سپیکر چیمبر میں ہماری ڈپٹی سپیکر صاحب سے میٹنگ ہوئی اور وہاں پر راجہ صاحب سے ہم نے request کی ہے کہ اس بحث کا تعین ذرا پہلے کر لیں کیونکہ آخر میں ممبران کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے اور پھر حاضری کا بھی وہی طریق کار یہاں پر آ جاتا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ درخواست

کروں گا کہ وہ اس سے پہلے پیر یا منگل کی کوئی تاریخ مقرر کر دیں تاکہ لاء اینڈ آرڈر جو کہ بڑا اہم issue ہے اور جس پر ہماری بہت سی تحاریک التوائے کار اس کی نذر ہوئی ہیں تو وزیر قانون آج اس کا تعین کر دیں کہ یہ 14 اور 15-مارچ سے پہلے کس تاریخ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کروانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں نے اس دن بھی یہ گزارش کی تھی کہ یہ اجلاس 15 کے بعد یقینی طور پر چلنا ہے اب 14 اور 15-مارچ سے پہلے کون سا ایسا issue ہے کہ جس میں محترم میرے بھائی بات کرنا چاہتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں تو میں اس کا جواب دے دوں گا لیکن ایک تاریخ طے ہو چکی ہے اور ہم نوٹس دے چکے ہیں بلکہ اس دن یہ بھی طے ہو گیا تھا اور آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ باقی محکمہ جات پر بھی ہو تو ہم نے کہا کہ وہ بھی کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک تاریخ طے ہو گئی ہے اور اب اس کو پہلے لے کر آنا مناسب نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ 14 اور 15-مارچ کو اگر آپ کی تسلی نہیں ہو گی تو آپ اور بڑھا لینا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! 14 اور 15-مارچ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے تاریخ مقرر کی ہے تو راجہ صاحب کا یہ کمال ہے کہ جو core issue ہوتا ہے وہ اسے آخر میں لے جاتے ہیں تاکہ سارے مسائل خاموشی سے ہو سکیں۔ آج 12 بجے آپ اجلاس ختم کر رہے ہیں تو میرا خیال تھا کہ آپ دو گھنٹے آج اور پھر جمعرات کو کر لیں، جمعہ کر لیں یا پھر سوموار کو رکھ لیں۔ بزنس تو آپ کے پاس ہے نہیں اور اسی طرح تھوڑا تھوڑا سا بزنس آپ نے لے کر آنا ہے اور روز 12 بجے House ختم ہو جانا ہے۔ اس وقت core issue لاء اینڈ آرڈر ہے کیونکہ یہاں ایک وزیر صاحبہ کو قتل کر دیا جاتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کوئی مسئلہ نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر بات ہونی چاہئے اور ہم بات کریں گے جس کا یہ جواب دیں گے اور یہ اس سے بھاگیں ناں۔ یہ 14 اور 15-مارچ سے پہلے تاریخ طے کریں۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! میرا آپ سے وعدہ ہے کہ جتنے گھنٹے آپ بحث کریں گے اجلاس چلایا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! یہ میرا مسئلہ نہیں ہے کہ کتنے گھنٹے اور کتنے دن ہونی ہے۔ میرا مؤقف یہ ہے کہ اس کو آخر میں نہ رکھا جائے۔ آج بھی بزنس ختم ہو گیا ہے لہذا اس کو پہلے رکھا جائے اور اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! مسئلہ یہ ہے کہ راجہ صاحب نے بتایا تھا کہ 14 اور 15۔مارچ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی کیونکہ اس کے بعد اجلاس ختم نہیں ہو رہا بلکہ اس دن راجہ صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ دیگر محکمہ جات کے بارے میں discussion کریں گے اور آج انہوں نے وعدہ کیا ہے جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس پر بھی وہ بحث کے لئے ایک دن رکھیں گے تو جس طرح سے آج 12 بجے سرکاری بزنس ختم ہو گیا ہے اور اس کے بعد بڑی آسانی کے ساتھ دو گھنٹے بحث ہو سکتی ہے اور باقی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق انہوں نے وعدہ فرمایا تھا تو یہ فرما دیں کہ کون سے ڈیپارٹمنٹ پر آج یا کل بحث ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ آج 7۔مارچ ہے اور کل جمعرات 8۔مارچ ہے اور 9۔مارچ کو جمعہ ہے تو کیا 9۔مارچ کو رکھ لیں۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں، 9۔مارچ کو جمعہ ہے اس لئے اس دن نہیں رکھنی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پھر میں 14 اور 15۔مارچ کو چھوڑ دیتا ہوں اور جمعہ کا ایک دن رکھ لیں۔

جناب چیئرمین: جمعہ کو جمعہ بھی پڑھنا ہے اس لئے یہ ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین 9۔مارچ کو جمعہ ہے اور 10 اور 11 کو آپ کی چھٹی ہے۔ 12۔مارچ کو ہمارے پاس ایک سوموار کا دن آتا ہے۔ 13۔مارچ کو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ 14 اور 15۔مارچ آپ نے پہلے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ صرف ایک سوموار کا دن درمیان میں ہے۔ اگر سوموار کو اس پر بحث نہیں ہو گی تو کون سی قیامت آ جائے گی؟ جبکہ آپ بدھ کو خود کرنا چاہ رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ سوموار کو کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئر مین! پھر ایسے کر لیں کہ کل جمعرات ہے۔ سرکاری بزنس کے اختتام کے بعد اگر ٹائم بچے، جس طرح سے آج بچا ہے تو کل اور سوموار کو کر لیں۔۔۔

جناب چیئر مین: پولیس ڈیپارٹمنٹ کو بھی نوٹس دینا ہوتا ہے۔ آئی جی صاحب نے بھی آنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: گورنمنٹ کی کارکردگی پر بحث کے لئے یہ ہمارے ساتھ متفق ہوئے ہیں، ایگریکلچرل پر ہوئے ہیں، اریگیشن پر ہوئے ہیں، Implementation Report پر ہوئے ہیں۔

جناب چیئر مین: راجہ صاحب! سوموار کے لئے کوئی ایک محکمہ اور رکھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! سوموار کو ہم نے legislation کرنی ہے۔

جناب چیئر مین: legislation کے بعد رکھیں گے ناں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! legislation کرنی ہے اور legislation کے بعد جو یہ کہیں گے تو discussion رکھ لیتے ہیں لیکن پھر وہ وقت ہو گا کہ تین بج چکے ہوں گے۔ میں تو پورا دن دینا چاہتا ہوں۔ جس ڈیپارٹمنٹ کے لئے دن رکھنا چاہتے ہیں، آپ اس پر پورا دن رکھیں۔

جناب چیئر مین: لودھی صاحب کا محکمہ زراعت رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: رکھ لیں گے، سارے ڈیپارٹمنٹ رکھ لیں گے، لودھی صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جی، ٹھیک ہے۔

جناب چیئر مین: سوموار کو زراعت پر بحث ہو گی۔ جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء: جناب چیئر مین! میں محترم راجہ صاحب کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہ رہی ہوں:۔

باہر اک شور ہے قیامت کا۔۔۔ وزیر قانون کو شاید اونچا سنائی دیتا ہے

میری آپ سے گزارش ہے کہ میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہ جو آپ فرما رہے ہیں اور ہمارے اپنے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث و مباحثہ کیا جائے۔ میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ بالکل wastage of time and wastage of every thing

ہے کہ چار سال آپ نے بحث و مباحثے میں وقت گزار دیا، چار سال سے آپ قانون سازی کر رہے ہیں، چار سال سے آپ betterment لا رہے ہیں مگر وزیر قانون مجھے بتائیں کہ چار سالوں میں اس ڈیپارٹمنٹ میں کیا improvement ہوئی ہے؟ وہ کون سا گوشہ عافیت بنایا آپ نے جہاں آ کر مظلوم عوام آپ کے پاس کوئی فریاد لے کر جائیں یا انہیں کوئی protection ملے یا انہیں زندگی کا کوئی تحفظ ملے؟ یہاں بچے سکول نہیں جا سکتے، بچیاں سکول نہیں جا سکتیں، یہاں ڈاکے دن میں پڑتے ہیں اور قتل عام ہو رہا ہے---

جناب چیئرمین: جب لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو پھر آپ یہ بات کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! میں بات ختم کرتا ہوں۔ میری صرف اتنی request ہے۔ محترمہ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ انہیں سب کچھ نظر آئے گا، عینک لگا لیں، آپ نے عینک ماتھے پر رکھی ہوئی ہے، آپ کو نظر کیا آئے؟ آپ عینک لگائیں، سب کچھ نظر آئے گا۔ آنکھیں آپ نے ماتھے پر رکھی ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نشاط افزاء: عینک لگا کر ہی ہم چار سال سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے عوام کو اندھا بنایا ہوا ہے۔ حکومت کو کچھ نظر نہیں آتا، ہمیں تو نظر آ رہا ہے اسی لئے تو میں پوچھ رہی ہوں کہ وہ کون سا گوشہ عافیت ہے کہ جہاں پر آپ نے امن و امان قائم کیا؟ جہاں کے لوگوں کو protection دی ہے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔ جی، لاء اینڈ آرڈر پر جب بحث کریں تو ہم سنیں گے۔ میری بہن جتنا ٹائم آپ چاہیں گے وہ آپ کو ملے گا۔ اس دن آپ کو موقع ملے گا، آپ آدھا گھنٹہ لاء اینڈ آرڈر پر تقریر کر لینا۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں عرض کروں گی کہ ہمارے چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری راجہ صاحب سے یہ درخواست ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اندر جتنے بھی پنجاب اسمبلی کے ملازمین ہیں ان کی تنخواہ میں ایک ماہ کا اضافہ کیا گیا ہے، ان کی تنخواہ میں کم از کم دو ماہ کا اضافہ ضرور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! ابھی تو کیا ہی نہیں ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: ایک کا بھی نہیں کیا؟ جناب چیئر مین! میں اپنے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئر مین سے بھی یہ درخواست کروں گی کہ وہ بھی میرے ساتھ راجہ بشارت صاحب سے یہ کہیں۔

چودھری محمد عظیم گھمن: میں نے تو پہلے ہی مطالبہ کیا ہے۔

جناب چیئر مین: جی، ڈاکٹر صاحب! آپ کیا کہتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئر مین! میں آپ سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں جو اسمبلی کی کارکردگی سے متعلق ہے۔ چار پارلیمانی سال ختم ہو گئے ہیں اور اب پانچواں سال شروع ہے۔ میں آپ سے عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ سال میں 70 دن پورے کرنے کے لئے صرف تین یا چار مرتبہ اجلاس ہوتا ہے، اس میں جو سوالات آتے ہیں ان کی تین تین سال بعد باری آتی ہے اور ان کے جو جوابات آتے ہیں۔ وہ صرف ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔ ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ چالیس چالیس، پچاس پچاس سوال ہوتے ہیں جبکہ آٹھ، دس، بارہ یا پندرہ سوالوں کے جوابات مکمل ہوتے ہیں اور ٹائم ختم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سوال وہ ہوتے ہیں جو کہ ہم نے 2004 میں جمع کروائے ہوتے ہیں اور ان کے جواب اب آرہے ہیں۔ میں تجویز یہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر وقفہ سوالات کو ایک گھنٹے کی بجائے دو گھنٹے کر دیا جائے تو اس کا کم از کم فائدہ یہ ہو گا کہ سوالوں کے صحیح جوابات آ جائیں گے اور اسمبلی کے ممبران بھی مطمئن ہو جائیں گے۔

جناب چیئر مین: اس میں ایسا ہے کہ House کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے۔ اگر وہ میٹنگ نہیں کرتی یا اپنی رپورٹ پیش نہیں کرتی تو اس میں حکومتی یا کسی بنچ کا کچھ نہیں ہے۔ یہ کمیٹی بنائی جا چکی ہوئی ہے اور یہ دو یا تین سال سے کام کر رہی ہے۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ House کے اسی رواں اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! ۔۔۔

جناب چیئر مین: محترمہ! ایک منٹ ٹھہریں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئر مین! میں نے پی اے سی پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے متعلق بات کی ہے تو آپ نے میری بات سننا پسند نہیں کی ہے۔

جناب چیئر مین: میں سیکرٹری اسمبلی کو آپ کا جو مطالبہ ہے یہ direction دیتا ہوں کہ ان کی دو ماہ کی تنخواہ کر دی جائے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب چیئرمین! کل بھی میں نے راجہ بشارت صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ فیصل آباد کے وکلاء نے آج پندرہ دن ہو گئے ہیں ہڑتال کی ہوئی ہے، ہائیکورٹ کا بنچ فیصل آباد میں بٹھایا جائے۔۔۔

جناب چیئرمین: آج کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 8۔ مارچ 2007 صبح 10-00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

415

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 8-مارچ 2007

1- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2- سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006

417

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

جمعرات، 8-مارچ 2007

(یوم الخمیس، 18-صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ (30) ہم

دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی(31) یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے(32)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آج 8-مارچ ہے جس کو ہم "وومن ڈے" کے حوالے سے یاد کرتے ہیں تو اس حوالے سے میں اس ایوان میں چند گزارشات کرنا چاہتی ہوں۔ چونکہ میں سمجھتی ہوں کہ آج جتنی خواتین اس ایوان میں بیٹھی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح محترمہ فرما رہی ہیں کہ آج خواتین کا دن ہے تو ہماری طرف سے کچھ خواتین resolution move کرنا چاہ رہی ہیں تو میرے خیال میں یہ آپس میں مل کر طے کر لیں اور مجھے بھی بتادیں اور آپ اس کا وقت طے کر دیں پھر یہ جتنی مرضی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پچھلے تین مہینے سے اردو بازار کے تاجران نے مسلسل ہڑتال کی ہوئی ہے اور ان کا مسئلہ بہت genuine ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک بہت اچھا کام کیا کہ tenth class تک لوگوں کو مفت کتابیں فراہم کیں اور اسی ہاؤس میں گا ہے بگا ہے یہ ہوتا رہا ہے اور میں نے بھی دو دفعہ یہ کہا ہے کہ طالب علموں کو وقت پر کتابیں میسر نہیں آتیں اور جب سیشن شروع ہوتا ہے انہیں کتابیں نہیں دی جاتیں۔ اب یہ ہوا ہے کہ محکمہ تعلیم نے ملی بھگت کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو valid نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں کہ آپ ایجوکیشن منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری اور اگر دونوں نہیں ہیں تو لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: محترم بگو صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں آپ نے ان سے کہا ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کی چیئر کی طرف سے یہ فیصلہ ملے گا کہ اس میں لاء منسٹر صاحب ایک کمیٹی کو device کر دیں جو کہ ان سے ہماری بات already ہو چکی ہے۔ ان کا اصل issue excise duty والا تھا وہ ہم نے demise کروا دیا ہوا ہے۔ اردو بازار کی پوری یونین اور اس کے ساتھ 663 پبلشنگ ہاؤسز ہیں اور اس کے ساتھ تقریباً 6 لاکھ افراد کا روزگار منسلک ہے۔ اس میں ہماری صرف اتنی humble گزارش ہے کہ یہ جو ٹینڈر سسٹم رائج کیا گیا ہے، ٹیکسٹ بک بورڈ اور اردو بازار کی یونین کو بلا کر لاء منسٹر صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ آج ایک کمیٹی تشکیل دے دیتے ہیں جس کو آپ چیئر کر لیں، دو ممبران اپوزیشن سے آ جائیں، دو ٹریژری بنچز سے آ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہے ایسے ہی کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب! یہ فیصلہ چیئر کی طرف سے دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مسلسل کئی روز سے اخبار کے اندر یہ خبر آ رہی ہے اور اس میں کسان بورڈ اور انجمن کاشتکاران کی طرف سے احتجاج آ رہا ہے کہ پنجاب کے اندر عرصے سے جو مارکیٹ کمیٹیاں قائم تھیں جو کسانوں کے مفادات کا تحفظ کرتی تھیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مخصوص شوگر ملوں کو مفاد دینے کے لئے کیا جا رہا ہے اس سلسلے کو نہ کیا جائے بلکہ ہاؤس کو اس میں اعتماد میں لیا جائے۔

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ جی، تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، On his behalf ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No. 6002

بند روڈ لاہور پر قائم دار الامان سے متعلقہ تفصیلات

*6002: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بند روڈ پر حکومت پنجاب خواتین کے لئے سماجی بہبود کا ایک ادارہ "دارالامان" قائم کر رہی ہے، جس کی بلڈنگ کی تعمیر جون 2003 میں مکمل ہو چکی ہے لیکن تاحال اس ادارے نے کام شروع نہیں کیا ہے؟

(ب) اس ادارہ کے لئے کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھے جا رہے ہیں ان میں خواتین کی تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت اس ادارہ میں مقدمات کا سامنا کرنے والی تشدد اور دیگر گھریلو مسائل میں الجھی ہوئی خواتین کے مسائل کے حل کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس کے لئے کیا وکلاء اور ماہرین نفسیات کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور نے محکمہ سماجی بہبود کے اشتراک سے قائم کیا ہے اور اس ادارے نے اگست 2003 سے کام شروع کر دیا ہے۔

(ب) اس ادارے میں رکھے جانے والے ملازمین کی تعداد اور ان کے گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- One Superintendent (BS-17)
2- Assistant Cum Accountant (BS-11)
3- Two Handicraft Teacher (BS-8)
4- Religious Instructor (BS-8)
5- Driver (BS-4)
6- Two Nib Qasid (BS-1)
7- Chowkidar (BS-1)
8- Sweeper (BS-1)

کوشش کی جا رہی ہے کہ سوائے چند ضروری اسامیوں کے جن میں چوکیدار اور اکاؤنٹنٹ وغیرہ شامل ہیں باقی تمام اسامیوں پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے۔

(ج) اس ادارے میں مقدمات کا سامنا کرنے والی تشدد اور دیگر گھریلو مسائل میں الجھی ہوئی خواتین کی مکمل رہنمائی کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں ادارے کی Management Committee میں مصروف وکلاء ڈاکٹر اور سماجی کارکن شامل کئے گئے ہیں جو کہ ان خواتین کے مقدمات کو عدالتوں میں لڑیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی question یہ ہے کہ آج خواتین کا دن ہے جس طرح کہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور خواتین کے یہ سوالات بھی وقت پر آ گئے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ پنجاب میں جتنے بھی دارالامان قائم کئے گئے ہیں ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ سیالکوٹ میں ایک دارالامان ہے میں خود وہاں پر گیا ہوں۔ یہ 7 لاکھ آبادی کا شہر ہے اور میرا سوال بھی آ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر صرف 3 خواتین داخل ہیں۔ ہمیں اس ملک میں خواتین کے حوالے سے جس طرف کام کرنا چاہئے اس طرف ہم توجہ نہیں دیتے۔ ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن خواتین کو وکلاء یا legal aid کی ضرورت ہوتی ہے کیا محکمہ بہبود آبادی نے اس کا کوئی بندوبست کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ارشد بگو صاحب نے کہا کہ دارالامان میں requirement کے مطابق کمی ہے۔ یہ situation vary کرتی ہے۔ کئی دفعہ جو

خواتین دارالامان میں داخل ہوتی ہیں وہ ایک مہینے کے لئے ہوتی ہیں، کئی دفعہ وہ سال بھر کے لئے وہاں رہتی ہیں۔ جب ہماری حکومت بنی تھی تو اس وقت پورے پنجاب میں صرف 8 دارالامان تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی مہربانی سے اور اللہ کے فضل سے آج یہ 8 سے 35 ہو چکے ہیں۔ Now we have a Darulamaan in each district of the Punjab. جہاں تک انہوں نے بات کی ہے کہ وہاں پر انہیں legal advisory ملتی ہے؟ تو عرض ہے کہ ہر دارالامان کی ایک management committee ہے جو سول سوسائٹی سے بنی ہوتی ہے جس میں most of the time doctors and lawyers بھی voluntary کام کرتے ہیں اور یہ ان خواتین کو free legal advice بھی دیتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میرے دو سوالات ہیں۔ پہلا سوال تو جز (ب) کے بارے میں ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے جو کیٹیگریز بتائی ہیں جہاں پر employees موجود ہیں اس کے علاوہ کہا ہے کہ باقی تمام اسامیوں پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ باقی کون سی اسامیاں ہیں جن پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے اور دوسرا سوال جز (ج) کے بارے میں ہے جیسا کہ منسٹر نے جس کا ابھی پہلے بھی ذکر کیا کہ Management Committee میں مصروف وکلاء شامل ہیں تو مجھے Management Committee میں شامل وکلاء کے نام بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! employees کی لسٹ میں ایک چوکیدار ہے، ایک male اکاؤنٹنٹ ہے اور ایک ڈرائیور ظاہر ہے چوکیدار جیسی پوسٹ پر آدمی ہی تعینات ہوتا ہے۔ باقی وہاں پر جتنی بھی پوسٹیں ہیں وہاں پر female employees تعینات ہیں اور جہاں تک یہ کہ کون سا وکیل اس وقت posted ہے I think that should come as a fresh question, sir.

جناب سپیکر: جی، شکریہ جی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال میں میری پہلی بات تو یہ ہے کہ میں شاید منسٹر صاحب تک اپنا سوال نہیں پہنچا سکی۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ ان کے جواب میں کیٹیگریز دینے کے بعد لکھا ہے، "کوشش کی جا رہی ہے سوائے چند ضروری اسامیوں کے جن میں چوکیدار، اکاؤنٹنٹ

وغیرہ شامل ہیں، باقی تمام اسامیوں پر خواتین کو تعینات کو کیا جارہا ہے۔"تو میں نے پوچھا ہے کہ ایسی کون سی اسامیاں باقی ہیں جن پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے اور ہم نےManagement Committee کے بارے میں سوال پوچھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہManagement Committeeقائم ہے، میں تو نہیں سمجھتی کہ اس کے ممبرز بتانے میں کوئیfresh questionکی ضرورت بنتی ہے، یہ سوال کے اندر موجود ہے تو براہ مہربانی مجھے دونوں سوالات کے جوابات دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! I think there is a slight confusion in the mind of the honourable member. میں نے یہی عرض کیا ہے کہ جو ڈرائیور اور چوکیدار کی اسامیاں ہیں I don't think there is anyway that female can be appointed there. وہاں پرmaleہیappointہوگا، باقی جتنی بھیrecruitmentsکی جا رہی ہیں اس میںthe process is on goingاس میںfemalesہیappointکی جائیں گی۔ جہاں تک وکلاء کی بات ہے تو یہ نیا سوال دے دیں تو میں بتادوں گا کیونکہ جو وکلاء 35 اضلاع میں کام کر رہے ہیں مجھے ان کا نام یاد نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب فرمادیں کہ خواتین ڈرائیور تعینات کرنے میں کوئی قانونی بیچ ہے کہ عورت ڈرائیور کی پوسٹ پر کام نہیں کر سکتی۔

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! کوئی قانونی بیچ نہیں ہے لیکن ہمارے حالات کے مدنظر بہت ہی کم خواتین ڈرائیورز گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس میں ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کی تاریخ وصولی 13-01-2005 یہ ادارہ جو انھوں نے لاہور میں قائم کیا ہے۔ اب 2007 ہے کیا ابھی تک اس ادارے میں انھوں نے تعیناتیاں نہیں کیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس یہ جو اسامیاں ہیں ان پر لوگ تعینات ہو چکے ہیں لیکن آئندہ جو جو بھرتی ہو رہی ہے تو یہ پالیسی ہے کہ وہاں پر خواتین

کو ترجیح دی جائے گی۔ آٹھ دارالامان ہماری حکومت بننے سے پہلے پنجاب میں قائم تھے۔ وہاں بہت سارے مرد تعینات تھے جن کی وجہ سے ہمیں مشکلات بھی آئیں لیکن موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ آئندہ چوکیدار اور ڈرائیور چھوڑ کر باقی اسامیوں پر خواتین کو تعینات کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: On her behalf Question No. 6676

حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ، پریس کلب کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہات اور حکومتی کارروائی

***6676: محترمہ انجم سلطانہ:** کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) میں پریس کلب کے لئے 10 لاکھ کی گرانٹ دی گئی جو کہ پریس کلب کے اکاؤنٹ میں جمع ہو چکی ہے جگہ پر پریس کلب کا قبضہ ہے لیکن پریس کلب تعمیر نہیں کیا گیا ہے اس میں کیا رکاوٹ ہے کیا حکومت پریس کلب تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اطلاعات:

یہ درست ہے کہ حجرہ شاہ مقیم تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں پریس کلب کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب نے 10 لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی جو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اوکاڑہ کے توسط سے پریس کلب حجرہ شاہ مقیم کے صدر کو جاری کر دی گئی ہے۔ محکمہ اطلاعات، ثقافت و امور نوجوانان پنجاب نے پریس کلب کی تعمیر میں حائل رکاوٹوں کی توجیہہ معلوم کرنے کے لئے ڈی سی او اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اوکاڑہ سے رابطہ کیا۔

ڈی پی او اوکاڑہ کی رپورٹ کے مطابق پریس کلب حجرہ شاہ مقیم کی عمارت درج ذیل وجوہات کی بناء پر شروع نہ ہو سکی۔

پریس کلب حجرہ شاہ مقیم کے دو گروپ ہیں ایک گروپ کے سربراہ سابق صدر پریس کلب غوری ایوب فریدی جبکہ دوسرے گروپ کے سربراہ موجودہ صدر عرفان نوید غوری ہیں۔ پہلے گروپ کے سربراہ تھانہ حجرہ شاہ مقیم کی مقبوضہ اراضی 31 کنال

16مرلہ جس کا ریکارڈ محکمہ مال کی جمع بندی میں موجود ہے، اس پر پریس کلب کی عمارت تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ تھانہ کی اراضی ایس ایچ او اور اس کے ماتحت عملہ کے رہائشی کوارٹروں کے لئے مخصوص کی گئی ہے جو کہ گورنمنٹ گرلز کالج حجرہ شاہ مقیم کی عمارت سے متصل ہے۔

پریس کلب کے دوسرے گروپ کے سربراہ موجودہ صدر عرفان نوید غوری ہیں جو کلب کی تعمیر حجرہ پارک حویلی روڈ کے نزدیک واقع خالی اراضی پر کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سے اس اراضی پر تعمیر کے لئے Ref.1076/T.PSO آرڈر کے ذریعے منظوری حاصل کر لی ہے۔ مزید برآں وہ سول عدالت سے حکم امتناعی بھی حاصل کر چکے ہیں۔

مقامی پولیس اور معززین علاقہ نے درج بالا حالات کی روشنی میں تجویز کیا ہے کہ پریس کلب مقامی تھانہ کی اراضی کی بجائے حجرہ پارک حویلی روڈ کے نزدیک واقع خالی اراضی پر تعمیر کیا جائے جس کی انتظامیہ نے منظوری بھی دے دی ہے۔ مقامی پولیس کو اس اراضی پر پریس کلب کی تعمیر پر ہرگز اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ مقامی پولیس کو اس اراضی پر پریس کلب کی تعمیر پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ یہ جواب 15-08-2005 سے آیا ہوا ہے۔ اس کے بعد اب تقریباً پونے دو سال ہونے والے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے اور موجودہ صورتحال کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعمیرات و مواصلات!

وزیر تعمیرات و مواصلات: جناب سپیکر! میں محترمہ کے ضمنی سوال کے جواب میں تفصیلاً گزارش کرتا ہوں کہ اس کا پہلا حصہ تھا کہ بنانا چاہتے ہیں یا نہیں تو اس کے لئے دس لاکھ روپیہ حکومت پنجاب کی طرف سے پریس کلب کے صدر کو دے دیا گیا تھا جو ان کی اندرونی چپقلش تھی، ہم نے دو گروپوں کے بارے میں جواب میں لکھ دیا ہے۔ اس وجہ سے پریس کلب کا کام شروع نہ ہو سکا اس کے لئے ڈی پی او اور ڈی سی او کو کہا گیا کہ وہاں پر یہ کام کیوں نہیں ہو رہا۔ اس میں ڈی پی او نے ایک وجہ لکھ کر بھیجی ہے کہ 31 کنال کی ایک جگہ ہے جو پولیس کے ملازمین کے کوارٹرز کے لئے

مختص کی گئی ہے۔ایک گروپ وہاں پر بنانا چاہتا تھا اور دوسرے گروپ نے دوسری جگہ جو خالی تھی اس کی نشاندہی کی تھی اس چپقلش کی وجہ سے دیر ہوئی ہے۔اب یہ معاملہ حل ہو گیا ہے اس لئے اب یہ شروع ہونے کو ہے، ہمیں اس کی رپورٹ آچکی ہے۔ ہماری پریس کلب بنانے کی نیت تھی تو ہم نے دس لاکھ روپیہ دیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح یہاں اس سوال کے جواب میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ وہاں پر دو گروپس ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دیگر اور کئی شہروں کے اندر اسی قسم کی صورتحال ہے۔ اس میں افسوسناک پہلو یہ ہے کہ گورنمنٹ کسی نہ کسی گروپ کو promote کرنے کی کوشش کرتی ہے اور ان کے اتحاد میں رکاوٹ بنتی ہے۔اس کے لئے پھر گورنمنٹ مختلف طریقوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنے حق میں راضی کرنے کی کوشش کرتی ہے مثلاً بہاولپور میں پریس کلب کے پاس زمین موجود ہے۔ ڈیڑھ دو سال پہلے چیف منسٹر صاحب بہاولپور تشریف لائے اور انھوں نے وہاں پر باقاعدہ اعلان کیا کہ بیس لاکھ ---

جناب سپیکر: آپ اس وقت اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔ بہاولپور سے متعلق ضمنی سوال ہیں ہو سکتا۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تو یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: On his behalf Question No.6998

جناب سپیکر: محترمہ! اس سوال سے متعلقہ وزیر صاحبہ Women Day کے سلسلے میں گورنر ہاؤس میٹنگ میں ہیں اس لئے اس سوال کو pending کر لیتے ہیں۔ جب دوبارہ اس محکمے کی باری آئے گی تو اس کو take up کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحبہ کسی سرکاری مصروفیت کی وجہ سے مصروف ہیں تو پھر اس محکمے سے متعلق سارے سوالات pending کر دیں۔

جناب سپیکر: محکمہ ترقی خواتین سے متعلقہ جتنے بھی سوالات ہوں گے وہ pending کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: On his behalf Question No.6999

سال04-2003اور05-2004 محکمہ ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز اور استعمال کی تفصیل

*6999:جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر مختص شدہ فنڈز کا زیادہ تر حصہ عوامی فلاح کی بجائے اپنے ملازمین پر خرچ کر دیتا ہے ؟

(ب) سال04-2003اور05-2004میں کتنی رقم مختص ہوئی اور اس میں عوام کی بہبود اور محکمہ کے ملازمین پر خرچ کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے ؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) مالی سال04-2003کے دوران محکمہ سوشل ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (الف)اور مالی سال05-2004کے دوران محکمہ سوشل ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کا زیادہ خرچہ غیر ترقیاتی کاموں پر زیادہ اور ترقیاتی کاموں پر کم خرچ ہوتا ہے۔انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ درست نہ ہے تو یہ ratioکے متعلق فرمادیں کہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر!اس سال کے بجٹ میں26کروڑ روپے ترقیاتی کاموں اور 7کروڑ روپے غیر ترقیاتی کاموں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: On her behalf Question No. 7249

لاہور St. Marryسکول کے نزدیک واقع گراؤنڈ کی کھیلوں کے لئے بحالی

*7249: محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے IMAX نامی کمپنی کے اشتراک سے The Punjab Entertainment Company کے نام سے ایک پراجیکٹ شروع کیا ہے، جو نو منزلہ بلڈنگ اور چار تہہ خانوں پر مشتمل ہو گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ منصوبہ منی مارکیٹ میں St. Marry سکول لاہور کے نزدیک ڈونگی گراؤنڈ پر واقع ہے اور حکومت نے اس منصوبہ کے لئے سٹاف کی بھرتی بھی شروع کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ڈونگی گراؤنڈ تقریباً عرصہ 50 سال سے ہاکی، فٹ بال اور کرکٹ گراؤنڈ کے طور پر زیر استعمال رہی ہے اور علاقہ میں یہی ایک گراؤنڈ ہے جو مندرجہ بالا کھیلوں کے میچ کرانے اور پبلک کے لئے walking track کے طور پر استعمال کے لئے موزوں ترین جگہ ہے، جبکہ لینڈ مافیا اپنے مذموم مقاصد کے لئے اسے استعمال کرنے پر تلا ہوا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لینڈ مافیا حکومت کو جھانسہ دیکر ایک صحت مند activity کے لئے مختص پبلک گراؤنڈ کو ایک نامناسب اور بے مقصد project کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے، جہاں تھیٹر، سنیما اور video وغیرہ مہیا کی جائیں گی جس سے اس گراؤنڈ کا نہ صرف حسن برباد ہو گا بلکہ عوام ایک اچھی public place سے بھی محروم ہو جائیں گے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بے مقصد اور عوامی مفاد کے خلاف منصوبہ کو ترک کرنے اور مذکورہ ground کو public place کے طور پر قائم رکھنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات:

مندرجہ بالا سوال کا جواب یا ان نکات کے متعلق فی الحال کوئی رائے نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ کے زیر سماعت ہونے کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ میں بھی زیر سماعت ہے معاملہ چونکہ اب تک subjudice ہے لہذا ان سوالات کا جواب عدالت ہائے عالیہ کے حتمی فیصلہ آنے تک مؤخر کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جیسا کہ یہ معاملہ ابھی subjudice ہے تو میں اس کی موجودہ صورتحال جاننا چاہتی ہوں کہ اس وقت یہ معاملہ کس stage پر ہے اور اس پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعمیرات و مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ اس بارے میں جتنی بھی شقیں بتائی گئی ہیں اور کوئی بھی جواب دیا گیا تو عدالت کی رائے پر ہم اثرانداز ہو سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر صاحب پتا نہیں کس گہری سوچ میں پڑے ہوئے تھے، سوئے ہوئے تھے اور کیا سوچ رہے تھے۔ انھوں نے ان کا سوال سنا ہی نہیں ہے کہ انھوں نے کورٹ کے متعلق سوال نہیں کیا بلکہ یہ پوچھا ہے کہ اس وقت کورٹ میں اس کیس کی صورتحال کیا ہے؟ چودھری صاحب، اب آپ کو سمجھ آ گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں نے یہی گزارش کی ہے کہ کورٹ میں یہ معاملہ subjudice ہے۔ اس کی تاریخ پڑی ہوئی ہے۔ اس میں ہم نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: آپ تاریخ ہی بتا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس کیس کے اندر جان بوجھ کر delaying tactics استعمال کر رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس میں اپنا جواب داخل کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! حکومت پنجاب بالکل اس بارے میں ٹال مٹول سے یا کوئی تاخیری حربے استعمال نہیں کر رہی اس لئے میں نے گزارش کی ہے اس بارے میں اگر میں کوئی سٹیٹمنٹ دوں گا تو وہ محترم عدلیہ پر اثرانداز ہونے والی بات ہو گی۔ اس میں ہماری کوشش ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر ہم کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ آپ بے شک اس کو pending کر دیں اور جیسے ہی اس کا کوئی فیصلہ ہوا تو اس کے تمام سوالوں کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: کیا اس کو pending کر دیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ IMAX نامی جو کمپنی ہے اس کے ڈائریکٹران کے نام کیا کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے آپ سے استدعا کی ہے کہ چونکہ یہ معاملہ subjudice ہے اس لئے آپ اس کو pending کر دیں۔ میری استدعا ہے کہ اس سلسلہ میں ہم کوئی جواب دینا نہیں چاہتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو pending فرمالیں اور اس کے تمام جزئیات اور بیس بیس ضمنی سوالوں کا جواب دینے کو تیار ہوں مگر اس وقت جب یہ معاملہ subjudice نہیں ہو گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی وکیل ہوں، راجہ صاحب بھی وکیل ہیں۔ یہاں پر کافی لوگ وکیل ہیں۔ چودھری صاحب نے جب یہ ڈیپارٹمنٹ لیا تھا تو انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ شاید یہ نرم نرم حلوہ ہے یہ میں نمٹالوں گا لیکن یہ ان کے لئے مشکل بن گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ subjudice ہے اگر یہ پوچھ لیا جائے کہ اس کیس کی تاریخ کون سی ہے اور یہ پوچھ لیا جائے کہ اس کے ڈائریکٹرز کون ہیں۔

جناب سپیکر! ہم تو کیس کے حوالے سے کوئی سوال ہی نہیں کر رہے کہ اس کیس کی صورتحال کیا ہے، اس کیس میں انہوں نے evidence کیا دی ہے بلکہ ہم تو پوچھ رہے ہیں کہ اس کی تاریخ کیا ہے اور اس کے ڈائریکٹرز کون ہیں؟ یہ کوئی ایسی prejudiced نہیں اگر کورٹ نے اس کا نوٹس لیا تو میرے گلے میں ڈال دیجئے گا آپ پریشان نہ ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں اس کا تفصیل سے جواب دینا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی جو تاریخ ہے that is date in office دوسری بات میں یہ گزارش کر دوں کہ ان کا سوال اخیر پر حلوے پر ختم ہوتا ہے اور شروع بھی حلوے سے ہوتا ہے۔ یہ ایم اے کے رکن ہیں وہ اس کو بھی حلوہ سمجھتے ہیں، وزارت کو بھی حلوہ سمجھتے ہیں۔ دوسرا جو انہوں نے اپنا وکیل ہونے کا کہا ہے۔ یہ کتنے competent وکیل ہیں ان کی وکالت کی مصروفیت کا اندازہ ان کی یہاں پر حاضری سے لگایا جا سکتا ہے۔ دوسرے وکلاء اپنے کلائنٹس کے لئے چلے بھی جاتے ہیں مگر یہ تو کبھی آج تک عدالتوں میں نظر بھی نہیں آئے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! الحمد للہ ہم حلوہ کھاتے بھی ہیں، کھلاتے بھی ہیں، کھائیں گے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اور کھلائیں گے بھی اس میں کوئی فکر والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور میں لارنس گارڈن، حضوری باغ، ڈیفنس میں میکڈونلڈ اور لاہور جم خانہ جس طرح لارنس گارڈن میں جم خانہ کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے اس میں کرکٹ گراؤنڈ ہے جم خانہ کی اور وہاں پر جم خانہ اور دوسرا جو میکڈونلڈ وہاں پر display ہے کہ Dogs or servants are not allowed کہ جو لوگ وہاں جا رہے ہیں۔ ایسا ساؤتھ افریقہ میں ہوتا رہا جب گاندھی صاحب گئے اور یہاں لاہور میں جس طرح حضوری باغ میں جو اندرون شہر کے لوگ ہیں شام کو جا کر وہاں بیٹھتے ہیں، شعر و شاعری اور باتیں کرتے ہیں لیکن strictly پنجاب حکومت نے ان جگہوں پر لوگوں کا جانا بند کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال ڈونگی گراؤنڈ کے متعلق ہے۔ ڈونگی گراؤنڈ اسی سوال کا حصہ تھا میں نے کئی دفعہ یہ سوال جمع کرانے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ میرا سوال turned down ہو گیا جس میں میں نے ڈونگی گراؤنڈ، میکڈونلڈ، لارنس گارڈن، حضوری باغ، لاہور جمخانہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جو لاہور کے شہریوں کی سیر و سیاحت کی جگہیں ہیں ان کو ختم کیا جا رہا ہے ان کو روکنا چاہئے اور یہ اسی سوال کے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جو تفریحات کی جگہیں ہیں ان کو ختم نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کو مزید improve کیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے جو ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سوال کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کوشش کی ان کی

کوششیں پوری نہیں ہو سکیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ ان تفریحات کو ختم نہیں کیا جا رہا بلکہ improve کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام کا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: On her behalf

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! سوال نمبر 8553 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ۔ 2003 تا 2006۔ بیت المال کے فنڈز اور تقسیم

*8553: محترمہ صغیرہ اسلام۔ کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) 2003 سے 2006 تک پنجاب بیت المال کی طرف سے ضلع شیخوپورہ کو سالانہ کتنی رقم کس کس مد میں فراہم کی گئی؟

(ب) شادی اور جہیز فنڈ کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم غریب لوگوں میں تقسیم کی گئی؟

وزیر بیت المال:

(الف) ضلعی بیت المال شیخوپورہ کو 2003 سے 2006 تک مبلغ -/1,16,21,549 روپے مختلف مدات میں فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شادی اور جہیز فنڈ کی مد میں مبلغ -/11,62,232 روپے فراہم کئے گئے۔ ان میں سے مبلغ -/11,50,000 روپے 252 مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

مالی سال	بجٹ	تقسیم شدہ رقم	مستحقین
2003-04	2,40,389/-	2,00,000/-	54
2004-05	4,87,966/-	7,00,000/-	119
2005-06	4,33,877/-	2,50,000/-	79
TOTAL	11,62,232/-	11,50,000/-	252

(ج) مبلغ-/1,03,48,290روپے کی رقم غریب لوگوں میں تقسیم کی گئی۔ تفصیل تتمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے 05-2004 میں بجٹ تھا چار لاکھ ستاسی ہزار روپیہ اور کمال یہ ہے کہ تقسیم ہو گیا سات لاکھ روپیہ۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ سات لاکھ کا بجٹ ہو اور چار لاکھ تقسیم ہو جائیں یہ تو ہوتا ہے یہ کیسا جادو ہے کہ چار لاکھ ستاسی ہزار بجٹ آیا ہے اور سات لاکھ روپے تقسیم ہو گئے ہیں اس کی تفصیل فرما دیں کہ یہ بقایا دو لاکھ بارہ ہزار چھتیس روپے کس نے ادا کئے ہیں، کیا محکمے نے اپنی جیب سے دیئے ہیں یا کس نے دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یہ بجٹ واقعی اتنا تقسیم کیا ہے کیونکہ ہماری کمیٹیوں کا 05-2004 میں tenure مکمل ہونے کی وجہ سے ختم ہو گئی تھیں اسی طرح کچھ عرصہ پہلے بھی ہماری حکومت آنے سے پہلے بیت المال کو سابقہ حکومتوں نے اس کو affective نہیں رکھا تھا۔ ان کے یہ مقاصد ہی نہیں تھے کہ غریب نادار، بے سہارا لوگوں کو مالی امداد دی جائے یا ان کو rehabilitate کیا جائے اس لئے ان سالوں کے جو پیسے پڑے تھے وہ اس میں لا کر ان کی speed زیادہ کی اور اپنی کمیٹیوں کو affective کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ بجٹ کے علاوہ ہمارے پاس جو سابقہ بیلنس پڑا تھا ہم نے اس کو استعمال کیا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شادی اور جہیز فنڈ کی مد میں ایک کیس میں کتنی رقم فراہم کرتے ہیں اور کیا اس رقم کو بڑھانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں ہم پانچ سے دس ہزار روپے تک دیتے ہیں۔ پہلے یہ کم تھی اب ہم نے اس کو بڑھا کر دس ہزار روپے تک کیا ہے۔ اب ہماری جو شادی گرانٹ ہے وہ زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے ہیں اور کم از کم پانچ ہزار روپے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے وقفہ سوالات کے وقت انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ پانچ ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت ہم نے ان سے ایک اور درخواست کی تھی کہ جب شادی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ پہلے نکاح نامہ ساتھ لگائیں اور جہیز فنڈ کے لئے apply کریں۔

جناب سپیکر! ضرورت تو شادی سے پہلے ہوتی ہے شادی کے بعد تو ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی سوال کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کوئی ایسا کر لیں کہ یہ affidavit لے لیں، اس کے ماں باپ سے یا بچی سے کہ شادی کے بعد نکاح نامہ فراہم کر دیں گے اور conditionally ان کو جہیز فنڈ فراہم کیا جائے، کیا حکومت اس تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارا بالکل طریق کار یہی ہے۔ جن کیسز میں ہمیں وہاں کے علاقے کے معزز لوگ یا ماں باپ گارنٹی دے دیتے ہیں کہ ہم اس پیسے سے بچی کی شادی ہی کریں گے تو ہم ان کو شادی سے پہلے ہی جہیز فنڈ کے پیسے دے دیتے ہیں۔ ہم نے یہ صرف اس لئے کیا تھا کہ بہت ساری شکایات آئی تھیں کہ بہت سارے والدین اس پیسے کو misuse کرتے تھے بچیوں اور حکومت کا جو اصل مقصد تھا وہ فوت ہو جاتا تھا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کتنے لوگوں کو شادی سے پہلے نکاح کے بغیر مالی امداد دے چکے ہیں اور جب ایک درخواست فارم دیا جاتا ہے تو اس پر کتنا عرصہ لگ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہم نے اس بات کو affective کیا ہے اور ہر ماہ ہماری میٹنگ ہوتی ہے۔ ہمارے صوبے کے 35 اضلاع میں تمام کمیٹیاں ہر ماہ اپنی میٹنگ کرتی ہیں اور جہیز یا دوسرے جو بھی کیس آئے ہوتے ہیں، ان کو ہر ماہ بلکہ ہماری ترجیح ہوتی ہے کہ 15 دن میں ان کو process کیا جائے لیکن زیادہ سے زیادہ ایک ماہ اس تمام مراحل میں لگتا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جو بات بتائی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ممبرز بانٹے ہوئے ہیں اور کمیٹی کے وہ ممبرز کہتے ہیں کہ آج فلاں ممبرز چھٹی پر ہیں لہذا یہ درخواستیں فلاں ممبر کے حصے میں آئی ہوئی ہیں اس لئے اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ پورا پورا سال لگ جاتا ہے اور اگر وہ ممبر نہیں آتا تو اس درخواست پر بالکل بھی عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب سمیع اللہ خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: میرا ضمنی سوال جز (ب) کے حوالے سے ہے کہ محکمہ بیت المال بنیادی طور پر پورے پنجاب کے غریب اور مستحق لوگوں کا ڈیپارٹمنٹ ہے لیکن یہاں شیخوپورہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ 06-2005 میں اڑھائی لاکھ روپے کی رقم تقسیم کی گئی۔ شیخوپورہ ضلع کا سائز تقریباً وزیر موصوف کے اپنے ضلع کے مطابق ہے۔ میری انفارمیشن کے مطابق ضلع شیخوپورہ میں تو اڑھائی لاکھ روپیہ تقسیم کیا گیا ہے لیکن ان کے اپنے ضلع میں 51 لاکھ روپے تقریباً 25 گنا زیادہ رقم اس سال تقسیم کی گئی ہے۔ یہ بیت المال وزیر موصوف کی ملکیت نہیں ہے۔ وہ فنڈز ان کے ذاتی فنڈز نہیں ہیں بلکہ وہ پنجاب کے تمام اضلاع میں بسنے والے لوگوں کے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر شیخوپورہ کو یہ اڑھائی لاکھ روپے دیتے ہیں تو جہاں ان کا اپنا ضلع اور رہائش ہے تو وہاں 50 لاکھ روپے سے زائد کیوں دیتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ یہ محکمہ غریبوں کے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ figures انہوں نے غلط پڑھی ہیں اور یہ صرف شادی اور جہیز فنڈ کی مد میں اڑھائی لاکھ روپے ہے یہ ٹوٹل فنڈ نہیں ہے۔ ٹوٹل فنڈ کی تفصیل آگے ہے۔ یہ صرف جہیز فنڈ میں دیئے گئے اور جہاں تک رحیم یار خان۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ناانصافی ان کے اپنے ضلع اور پنجاب کے دوسرے اضلاع کے ساتھ کیوں ہے؟ میری نشاندہی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب سے یہ وزیر بنے ہیں ان کا ریکارڈ نکلوا لیں تو جو ان کا اپنا ضلع ہے تمام قسم کا بیت المال کا فنڈز چاہے جہیز کے حوالے سے ہو یا کسی اور امداد کے حوالے سے ہو۔ اپنے ضلع میں بہت زیادہ اور شیخوپورہ اور قصور جیسے چھوٹے اور پسماندہ

اضلاع میں یہ فنڈز نہ ہونے کے برابر ہیں یہ تخصیص کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ان کے پاس figures ہیں نہ کوئی بات ہے ویسے ہی انہیں جو چٹ مل جاتی ہے اس پر یہ بولنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارا ایک بڑا سٹینڈرڈ پروسیجر ہے کہ پنجاب حکومت ہمیں جتنا ٹوٹل بجٹ دیتی ہے تو اس میں سے 20 فیصد پورے پنجاب کے 35 اضلاع میں برابری کی سطح پر دیتے ہیں اور 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر دیتے ہیں۔ اس طرح کی کوئی figures نہیں ہیں کہ رحیم یار خان زیادہ یا دوسرے زیادہ تو 20 فیصد 35 اضلاع کو برابر ملتا ہے اور 80 فیصد بلکہ جن کی آبادی زیادہ ہے ان کو اسی طرح سے ملتا ہے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ کوئی نا انصافی نہیں۔ یہ ایک سٹینڈرڈ پروسیجر ہے جو ہم نے adopt کیا ہے اور چار سال سے اسی طرح سے دیا جا رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فاضل رکن سمیع اللہ خان نے ایک نشاندہی کی ہے کہ فنڈز کی disparity بڑی ہے جہاں پر ضرورت ہے یعنی آبادی کی ضرورت پر مگر یہ جو درخواستیں لیتے ہیں تو اس کے طریق کار پر ہمیں اختلاف نہیں ہے مگر ان کا سوال یہ تھا کہ انہوں نے اپنے حلقہ میں دوسرے کے مقابلے میں زیادہ misuse of authority کی ہے تو یہ اس کا جواب دیں کہ یہ درست ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ جواب دے رہے ہیں کہ برابری کی سطح پر ہم نے تقسیم کئے ہیں۔ 20 فیصد برابری کی سطح پر اور 80 فیصد آبادی کے تناسب سے تقسیم کیا ہے۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: on his behalf Sir سوال نمبر 7493 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فیصل آباد، خواتین ہاسٹلز، دستیاب سہولیات اور رہائشی خواتین سے متعلقہ تفصیلات

*7493: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں ورکنگ وومن کے لئے کتنے ہاسٹل کس کس جگہ قائم ہیں ہر ہاسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور ہر ہاسٹل میں کون کون سی سہولیات میسر ہیں؟

(ب) ان ہاسٹلز میں رہائش رکھنے کے لئے کیا قواعد وضوابط ہیں؟

(ج) ان ہاسٹلز میں رہائش پذیر خواتین کے نام، ولدیت اور عرصہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا ان ہاسٹلز میں سرکاری ملازم خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی رہائش دی گئی ہے، اگر ہاں تو کس قاعدہ اور قانون کے مطابق؟

(ہ) اس وقت ان ہاسٹلز میں عرصہ پانچ سال سے زائد کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں، ان کو کس قاعدہ قانون کے تحت رہائش دی گئی ہے، نیز زیادہ سے زیادہ کتنے عرصہ تک ان کو رہائش قاعدہ/قانون کے مطابق فراہم کی جاسکتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) فیصل آباد میں ایک ورکنگ وومن ہاسٹل 508/D پیپلز کالونی نمبر1 فیصل آباد میں قائم ہے جس میں کل 29 رہائشی کمرے ہیں ہاسٹل میں خواتین کو مناسب فرنیچر جس میں چارپائیاں الماریاں کرسیاں بجلی گیس پانی میس کک چوکیدار پولیس گارڈ ڈائننگ ہال کچن اور صفائی کے لئے سویپر کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔

(ب) ہاسٹل میں رہائش کے لئے قواعد وضوابط پالیسی/ہدایات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ہاسٹل میں رہائش پذیر خواتین کے نام، ولدیت اور عرصہ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان ہاسٹل میں سرکاری خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی رہائش دی گئی ہے جن میں سیمی گورنمنٹ پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی، بنک اور دوسرے کاروباری اداروں میں کام کرنے والی خواتین کو بھی ہاسٹل ہذا میں داخلہ دیا جاسکتا ہے پالیسی ہدایات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) اس وقت تین خواتین ہاسٹل میں عرصہ پانچ سال سے زیادہ مدت سے رہائش پذیر ہیں ان کو بارہا ہاسٹل چھوڑنے کے بارے میں نوٹس دیئے گئے ہیں لیکن چونکہ ان کا متبادل رہائش کا انتظام نہ ہے جس کی بناء پر فی الحال کمرے خالی نہ کئے ہیں یہ خواتین چونکہ دیگر قواعد وضوابط کی پابند ہیں اور ہاسٹل واجبات کی بروقت ادائیگی کر رہی ہیں لہذا اب تک ان کو زبردستی نہ نکالا گیا ہے۔ قواعد و ضوابط کے مطابق ان کو صرف تین سال کے لئے رہائش رکھنے کی اجازت ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ سوشل ویلفیئر کا رولز آف بزنس موجود ہے اور کیا یہ صحیح ہے کہ رولز آف بزنس موجود نہ ہونے کی وجہ سے PC.1 کے تحت محکمہ سوشل ویلفیئر کو چلایا جارہا ہے۔ دوسرے نمبر پر اس سوال کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ جو پالیسی اور قواعد وضوابط سوال کے جواب میں مہیا کئے گئے ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ تین خواتین پانچ سال سے ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں اور ان کو بار بار نوٹسز دینے کے باوجود نہیں نکالا گیا جبکہ قانون کے مطابق تین سال تک پابندی ہے کہ اس سے زیادہ خواتین کو نہیں رکھا جا سکتا۔ جو ریکارڈ مجھ تک پہنچا ہے اس کے مطابق اس وقت سات خواتین ایسی ہیں جو تین سال کی مدت کراس کر چکی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جن تین خواتین کو اس وقت favour دی گئی ہے تو کیا وہ favour کسی پسند ناپسند کی وجہ سے دی گئی ہے اور جن خواتین کو favour نہیں دی جاتی ان کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! first of all تو رولز آف بزنس ہیں اور ان میں ADP کی سکیمیں PC.1 کے مطابق بنائی جاتی ہیں۔ ان کا سوال تھا کہ کتنی خواتین ہیں جو پانچ سال سے زیادہ فیصل آباد کے اس وومن ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں تو وہ out of 63 تین تھیں اور ہمارا باقاعدہ ایک طریق کار ہے کہ پہلے خواتین کو نوٹس دیا جاتا ہے چونکہ یہ sensitive معاملات ہیں اور خواتین کے معاملات ہیں اور ابھی راولپنڈی میں ایک issue raise ہوا جہاں پر a woman had stayed beyond the period اس کے خلاف کارروائی کی then جے سالک صاحب نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا تو I the vast majority of women, mean 99 percent واجبات وقت پر دیتی ہیں لیکن we are not in the policy of

throwing these ladies outتو میں نے ان تین خواتین کے بارے میں ڈی جی صاحب اور سیکرٹری صاحب کو ہدایات دی ہیں کہ انہیں بھی نوٹس دے کر وہاں سے فارغ کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف بڑے قابل وزیر ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں سوال کچھ پوچھتی ہوں اور وہ جواب کچھ دیتے ہیں۔ پہلے میں نے مینجمنٹ کمیٹی کے بارے میں تین دفعہ پوچھا تھا تو اس پر انہوں نے کچھ اور جواب دیا۔ اب میں نے پوچھا ہے کہ کسی خاتون کو ہاسٹل میں رکھنے کی مدت قانون کے تحت تین سال ہے تو ایک خاتون سات سال اور دو خواتین پانچ پانچ سال سے وہاں ہیں اور پانچ ایسی خواتین ہیں جو عرصہ تین سال گزار چکی ہیں تو میں نے پوچھا یہ تھا کہ کیا ان تین خواتین کو favoritism کے تحت نوازا جا رہا ہے یا باقی اور خواتین ہیں اور یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ کیا کسی خاتون کو فیصل آباد کے ہاسٹل سے زبردستی نکالا گیا ہے اور اگر کسی کو نکالا گیا ہے تو ان تین خواتین کی favoritism کی کیا وجہ ہے اور جس خاتون کو نکالا گیا تھا اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! I can categorically say that there is no political person involved جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ 63 میں سے فیصل آباد دارالامان میں تین وہاں پر overstay ہیں اور انہیں مزید نوٹس دیئے جائیں گے but we do not want to throw them out of the hostel میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی نہیں بلکہ ethical and moral issues ہیں اور ان کو مزید نوٹس دیئے جائیں گے and we will try to ask them کہ وہاں سے چلی جائیں اور میں یہاں کہہ دوں کہ جو تین خواتین وہاں رہ رہی ہیں تو ان میں they are paying the dues/bills تو ہم ان کو نوٹس کے ذریعے اور ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جو خاتون تین سال سے اوپر رہتی ہے تو اس کو ہر تین مہینے بعد نوٹس دیا جاتا ہے تو ہم اس process کو مزید strengthen کریں گے and we will try to vacate them.

جناب سپیکر: انہیں کب تک فارغ کریں گے؟

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: میں نے پرسوں جب بریفنگ لی تھی تو اسی وقت تاکید کر دی تھی کہ immediately اس پر عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ فرما رہے ہیں کہ جلد ہی انہیں ہاسٹل سے فارغ کر دیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ میں دوبارہ وضاحت کر دیتی ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ باقی پانچ خواتین جو عرصہ تین سال گزار چکی ہیں تو کیا انہیں بھی اسی طرح توسیع ملے گی جس طرح پہلے ان تین کو ملی ہے یا انہیں throw کر دیا جائے گا اور ہم کسی کو نہیں چاہتے۔ ہم بالکل نہیں سننا چاہتے کہ کسی عورت کو باہر نکالا جائے لیکن میں یہ ضرور چاہوں گی کہ favoritism کی بنیاد پر کسی کو رکھا جائے اور باقی خواتین کو باہر نکال دیا جائے۔ یہ قانون کے خلاف ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ تو یہ پانچ خواتین جو تین سال کا عرصہ گزار چکی ہیں تو کیا انہیں بھی اسی طرح ایکسٹینشن ملے گی اگر ان کی رہائش کا مناسب انتظام نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود! کیا کسی کو ایکسٹینشن دینے کا کوئی پروگرام تو نہیں ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! We have the authority to do that اگر ان کا کیس واقعی میرٹ پر ہوا تو ان کو گنجائش دی جائے گی on case to case basis But no body will be thrown out of the hostel. I assure you that.

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جز (د) میں یہ فرمایا ہے کہ ہاسٹل میں سرکاری خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی رہائش دی گئی ہے جن میں سیمی گورنمنٹ، پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی بنک اور دوسرے کاروباری ادارے شامل ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو تین خواتین جنہوں نے ہاسٹل پر قبضہ کیا ہوا ہے ان کا تعلق کس محکمے سے ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سوشل ویلفیئر!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! This should come as a fresh question. I do not know کہ وہ کس محکمے سے ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ آج بے شک خواتین کا عالمی دن بھی ہے اور پاکستانی معاشرے میں خواتین کو عزت اور احترام سے بھی دیکھا جاتا ہے لیکن جب خواتین برادری یا مساوی حقوق کا دعویٰ کرتی ہیں تو کیا یہ above the law ہو جاتی ہیں؟ کیونکہ ان کے لئے بڑی واضح سٹیٹمنٹ دی ہے کہ کیونکہ وہ خواتین ہیں اس لئے اگر وہ رولز کو violate بھی کر رہی ہیں تو ہم ان کو ہاسٹل سے نہیں نکال سکتے۔ میں پھر دہرا رہا ہوں کہ خوش قسمتی سے آج خواتین کا عالمی دن بھی ہے اور ہم ان کے مساوی حقوق کی یہاں حمایت بھی کرتے ہیں تو کیا اگر کوئی مرد ایسا کرتا تو اس کو اٹھا کر پھینک دینا تھا میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ خواتین above the law ہو جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! مساوی سلوک کی بات نہیں ہو رہی ہے میں تو امتیازی سلوک کی بات کر رہا ہوں۔ ہمارے لئے جو females ہیں ہماری سوسائٹی میں ان کا ایک مقام ہے وہ ہماری بہنیں ہیں ہماری بیٹیاں ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور جنت بھی ماؤں کے قدموں تلے ہے خدانخواستہ وہاں پر کوئی بحث شروع نہ ہو جائے میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں because these are respectable young working women یہ کام کرنے والی خواتین ہیں اگر ہمیں کوئی special request کرتی ہے کہ میں مجبور ہوں مجھے تین ماہ کی extension دی جائے تو I don't think وہ کسی بھی لحاظ سے discrimination ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ discrimination تب ہوتی ہے جب اس ہاسٹل میں مرد اور عورتیں ہوں۔ This is a women hostel. There is no discrimination at all. اگر ایک خاتون کسی مجبوری کے ساتھ ہمارے پاس آتی ہے تو I think we should have some moral courage to her a little extension.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج چونکہ خواتین کا عالمی دن ہے تو میں اپنے honourable members کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ عورتوں کے تم پر خصوصی حقوق ہیں ان سے نرمی برتی جائے تو ہم مسلمان ہیں نرمی

کیوں نہ برتی جائے اگر کسی کو کوئی مجبوری ہے اور اس کی پرابلم کو دیکھتے ہوئے رکھا جائے تو ہم حضور اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق چل رہے ہیں اور یہ عالمی دن بھی اسی لئے ہے کہ عورتوں کو حقوق دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال شیخ اعجاز احمد صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7890 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

خانیوال / پاکپتن میں ضلعی انفارمیشن آفیسرز کی تعیناتی

*7890: **شیخ اعجاز احمد:** کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال کے انچارج آفیسر کا تبادلہ 17-12-04 کو ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاک پتن کے انچارج آفیسر کا تبادلہ اس سے بھی پہلے ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں دفاتر میں تاحال انچارج آفیسرز کی تعیناتی نہیں ہوئی، وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر اطلاعات:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ محکمہ ہذا کی خالی اسامیوں پر افسران کے تقرر کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن پنجاب کے پاس زیر عمل تھا۔ تاہم اب ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاکپتن اور خانیوال میں انچارج افسران کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر اطلاعات نے جز (الف) اور (ب) میں یہ درست بتایا ہے کہ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال کے انچارج آفیسر کا تبادلے کی تاریخ بھی انہوں نے صحیح دی ہے اور اس کا پیریڈ بھی درست فرمایا ہے انہوں نے آگے جا کر یہ کہا ہے کہ محکمہ ہذا کی خالی اسامیوں پر افسران

کے تقرر کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کے پاس زیر عمل تھا تاہم اب ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاکپتن اور خانیوال میں انچارج افسران کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔یہاں ساتھ ہی ایک سوال ہے اس میں انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ جب اس ڈیپارٹمنٹ میں کسی آفیسر کی تعیناتی کی جاتی ہے تو اس کو ریجنل آفس میں یا لاہور کے ہیڈ آفس میں ٹریننگ دے دی جاتی ہے۔ اس ٹریننگ میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ 2006-04-08 کو یہ موصوف وہاں پر بھرتی ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نمبر 7890 پر پوچھنا چاہتے تھے لیکن یہ دوسرے سوال کا جواب لے کر اس پر ضمنی سوال بنانا چاہتے ہیں۔یہ اگلے سوال کے متعلق ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اسی سوال کے متعلقہ ضمنی سوال کریں گے۔جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اصل میں چودھری صاحب کو صبح سے موقع نہیں ملا تھا اس لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سوال کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں 2006-04-08 کو یہ موصوف بھرتی ہوتے ہیں جب میں یہ سوال جمع کراتا ہوں تو اس کے بعد ان کی 06-05-12 کو تعیناتی ہو جاتی ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو ڈیپارٹمنٹ کا سیٹ پرنسپل ہے کہ جس بندے کو ڈسٹرکٹ لیول پر آفیسر تعینات کیا جائے گا اس کی ٹریننگ ہو گی تو اس موصوف کی ٹریننگ کا کیا اہتمام کیا گیا ہے جن کی 08-04-2006 کو بھرتی ہوتی ہے اور 06-05-12 کو لگا دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب پراسیس پبلک سروس کمیشن کے ذریعے مکمل ہو جاتا ہے تو ان کی appointment due ہوتی ہے ان کو کرنے سے پہلے ہیڈ کوارٹر کے اوپر اس میں کوئی ٹائم مختص نہیں ہے ان کو کم سے کم وقت میں بھی ٹریننگ اور instruction دی جا سکتی ہے۔ان کو ٹریننگ اور instruction دینے کے بعد وہاں پر تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف کا جواب بڑا مبہم سا ہے اور میرا موقف یہ ہے کہ جو موصوف وہاں پر تعینات کئے گئے ہیں ان کو اس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ کوئی ٹریننگ نہیں دی گئی اور ایک سیٹ پر نسپل ہے جو انہوں نے خود admit کیا ہے کہ ان کو ہیڈ کوارٹر پر ٹریننگ دی جاتی ہے لیکن اس کا عرصہ تھوڑا بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی ہو سکتا ہے لیکن انہوں نے جواب میں یہ نہیں بتایا کہ ٹریننگ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ان کو بغیر ٹریننگ دیئے ہوئے سفارش کی بنیاد پر وہاں پر تعینات کر دیا گیا ہے اور ان کو چونکہ اپنے کام کا پتا ہی نہیں ہے وہاں پر ہو کیا رہا ہے اور ان کی ماتحت ملازمین سے بن بھی نہیں پا رہی کیونکہ ان کو رولز اینڈ ریگولیشن کی ٹریننگ نہیں ہے اور وہاں پر ایک بیوہ خاتون ہے جس کو انہوں نے specially target کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ موصوف وہاں پر اس جاب کے لئے فٹ نہیں ہیں اور وہاں ملازمین واویلا کر رہے ہیں تو کیا یہ ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کے ضمنی سوال کا پہلا حصہ یہ تھا کہ کیا وہ سفارشی تعینات ہوا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ وہ سفارشی نہیں ہے بلکہ ان کو میرٹ پر لگایا گیا ہے۔ دوسرا یہ وہاں کے ملازمین کے واویلے کی بات کر رہے ہیں تو واویلے والی بات ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچی اگر پہنچی تو اس کو میرٹ پر دیکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 8574 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔ بیت المال کے گزشتہ تین سالوں کے فنڈز اور تقسیم

*8574: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران محکمہ مذکور نے جتنی مالیت کے فنڈز جاری کئے ان کی سال وار تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ب) یہ فنڈز کس کس مد میں تقسیم کئے گئے اور ان فنڈز سے استفادہ کرنے والے افراد کے نام، ولدیت اور پتا جات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر بیت المال:

(الف) ضلعی بیت المال کمیٹی قصور کو گزشتہ تین سالوں میں 2003 سے 2006 تک مبلغ -/89,88,531 روپے کی مالیت کے فنڈز جاری کئے گئے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹی قصور کی طرف سے گزشتہ تین سالوں میں 2003 سے 2006 تک مبلغ -/85,97,400 روپے این جی اوز، مالی امداد، قرض بلا سود، تعلیمی وظائف، جہیز فنڈز اور علاج معالجہ کی مدات میں تقسیم کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں وزیر بیت المال سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے محکمے میں اس طرح کی کوئی تجویز زیر غور ہے کہ پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ کے ذریعے سے کوئی ایسا اسلامی بنک قائم کیا جائے جس کے ذریعے سے لوگوں کو جو بیروزگار ہوں یا کوئی کام کرنا چاہتے ہوں ان کا محکمہ ان کو بلا سود قرض فراہم کر سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس طرح کا تو ہمارے پاس کوئی نہیں بلکہ ہم ان کو ایجوکیشن میں یا دوسرے مالی امداد میں کر رہے ہیں۔ بنک کا تو یہ ہے کہ ہم خود پنجاب گورنمنٹ سے grant-in-aid لیتے ہیں اس لئے ہمارا تو اس طرح کا set up بنانے کا کوئی ارادہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر8508۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی جی سماجی بہبود کا سال05-2004کا بجٹ اوراخراجات

*8508:محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال05-2004کے دوران ڈی۔جی سماجی بہبود کو کتنی رقم بجٹ میں کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران ڈی۔جی سماجی بہبود کے تحت جو جو ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) مالی سال05-2004 کے دوران ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود کو مبلغ133.904ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی،جس کی تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالیاتی سال05-2004میں43.073ملین روپے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئے اور جبکہ غیر ترقیاتی منصوبوں پر89.262ملین خرچ ہوئے۔

(ج) مالی سال05-2004 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسوں پر مبلغ 18.546ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ0.169ملین روپے ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئے۔

(د) سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ0.333 ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ ڈیزل/پٹرول پر مبلغ1.486ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004-05 کے لئے میں نے ڈی جی سماجی بہبود کے بارے میں پوچھا تھا، پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ڈی جی سماجی بہبود کی qualification کیا ہے اور کیا جو 2004-05 میں ڈی۔ جی تھے اب بھی وہی ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے سوال کے جواب میں جو ترقیاتی منصوبوں کی فہرست فراہم کی گئی ہے اس میں، میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ کا اگر ہم comparison دیکھیں کہ کہاں جاتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ میں فرق ہوتا ہے۔ غیر ترقیاتی رقم ڈبل ہے اور جو ترقیاتی رقم ہے وہ اس سے آدھی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ترقیاتی کاموں کی لسٹ فراہم کی گئی ہے تو جس طرح allocation of fund تھا وہ کبھی بھی properly use نہیں ہوا اور خاص طور پر GRAP کے بارے میں یہ ہے کہ 2.600 ملین روپے جو allocation کی گئی تھی وہ صرف 0.769 لین روپے استعمال ہوئی اور آپ کو یاد ہو گا کہ بجٹ کے اجلاس میں یہ GRAP پروگرام announce کر کے پنجاب گورنمنٹ نے بہت بڑا کریڈٹ لینے کی کوشش کی تھی کہ اس GRAP پروگرام کے بعد خواتین کی زندگی میں بہت بڑا miracle آنے والا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پوچھنا کیا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ GRAP پروگرام میں جتنی allocation ہوئی تھی وہ بھی استعمال نہیں ہوئی اور جو استعمال ہوئی وہ کہاں استعمال ہوئی ہے اور پہلی بات کہ ڈی جی سماجی بہبود کی qualification کیا ہے اور جو پہلے تھے کیا اب بھی وہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس وقت جو ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر ہیں وہ گریڈ 20 کے آفیسر ہیں اور وہ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ سے ہیں، وہ سول سرونٹ ہیں۔ جہاں تک GRAP پروگرام کا تعلق ہے تو یہ ہماری حکومت نے شروع کیا تھا۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ تھا کہ ان کی تقرری کب سے ہے اور اس سیٹ پر کب سے کام کر رہے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: یہ 2006 سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک Gender Reforms Action Programme ہے تو اس میں یہ ہے کہ یہ ہماری حکومت نے شروع کیا تھا اور یہ بہت اہم پروگرام ہے۔ یہ جو 2004-05 کے سال میں utilization ہے یہ کم ہوئی تھی۔ چیف منسٹر صاحب نے ایک separate women ministry شروع کی ہے، اب یہ پروگرام which is under their purview with the assistance of Social Welfare Department. اس کو مزید انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بہتر کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اتنی sense تو مجھے بھی ہے۔ میں نے تو ان کی qualification پوچھی ہے کہ کیا ان کا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلیمی background ہے؟ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ہمیشہ سے یہ problem رہا ہے کہ وہ ایڈہاک ازم پر چلتا آیا ہے۔ میں منسٹر سے اگر شروع کروں تو صغریٰ امام دیکھیں، اس کے بعد ایڈہاک ازم، آشفہ کا کچھ دیر کے لئے، پھر اس کے بعد ظل ہما کی unfortunate death ہم نے دیکھی تو اس بے چارے ڈیپارٹمنٹ کی مجبوری یہ رہی ہے کہ یہ ایڈہاک ازم پر رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں، ہمارے ملک کا problem یہ ہے کہ ہم کبھی بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کی expertise والے لوگ استعمال نہیں کرتے، جس بندے کا سوشل ویلفیئر سے کوئی تعلق نہیں ہو گا، جس میں ایجوکیشن نہیں ہو گی تو اس کو آپ نے ڈی۔ جی سوشل ویلفیئر بنایا ہوا ہے تو وہ سوشل ویلفیئر کے اوپر کیا کام کرے گا؟ دوسرا جو GRAP پروگرام کے بارے میں منسٹر صاحب نے کہا ہے تو میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں، اس ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ GRAP پروگرام 2004 میں launch کیا گیا تھا اور دو سال یعنی 2006 تک اس میں recruitments بھی نہیں ہو سکیں۔ ان کا جو اتنا اہم پروگرام ہے اور اگر اس کی یہ حالت ہے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عورتوں کے باقی جو مسائل ہیں ان کا کیا ہوتا ہو گا۔ یہ بتائیں کہ ڈی۔ جی سوشل ویلفیئر کی educational background کیا ہے، کیا ان کا سوشل ویلفیئر سے کوئی تعلق ہے، GRAP پروگرام کی اب کیا situation ہے؟

جناب سپیکر: بی بی! ایجوکیشن کا تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ وہ پی سی ایس آفیسر ہیں۔ وہ تو پہلے بتا چکے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہی عرض کی ہے کہ ہمارے ملک کی problemہی یہی ہے، اگر میں پی آئی اے کی بات کروں تو ہمارا بیشک وہsubjectنہیں بنتا، پی آئی اے کی اب حالت یہ ہے کہ ہم نےirrelevantاور غلط لوگوں کے ہاتھوں میں تمام محکمے سونپے ہوئے ہیں۔ جن کا سوشل ویلفیئر سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ جن کا پی آئی اے سے کوئی تعلق نہیں ہے، جن کا واپڈا سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لئے اس ملک میں تمام محکموں کی تباہی ہو رہی ہے توnon-expertاور غلط قسم کے لوگappointکئے جاتے ہیں وہ محکموں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اے ڈی پی میں جو سکیمیں ہیں اس حوالے سے 2004-05 کے بارے میں یہاں سکیم نمبر 1044 کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ یہ 10 ملین روپے کی سکیم تھی اور 2002-05 کے اندر 3.83 ملین روپیہ رکھا گیا تھا۔ اب یہ 2007 ہے، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پناہ کے نام سے ایک سکیم ہے، اس وقت بہاولپور اور ملتان کے اندر اب اس کی کیا پوزیشن ہے، کیا یہ مکمل ہو گئی ہے، آپریشنل ہو گئی ہے یا ابھیunder constructionہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کیا تھا کہ سی۔ایم صاحب نے 2003 میں وومن ڈویلپمنٹ کی ایک separate منسٹری شروع کی تھی اور اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہ جو وومن کے معاملات ہیں ان میں بہتری لائی جائے۔ جہاں تک ان کی ان سکیموں کا تعلق ہے جو 2004 کا ذکر کیا ہے۔The scheme has been 100 percent been completed.

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں ڈی جی سوشل ویلفیئر کے جو اخراجات بتائے گئے ہیں اس میں ٹرانسپورٹ میں ایک رقم دو کروڑ چھتیس لاکھ اٹھائیس ہزار روپے ہے، اسی طرح ٹرانسپورٹ کی maintenanceپر آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار روپے ہے، اسی طرح پی او ایل چارجز میں سترہ لاکھ روپے ہے۔ ٹرانسپورٹ میں پندرہ لاکھ روپے ہے، ٹیلیفون میں آٹھ لاکھ ہے۔ یہ اتنا زیادہ خرچہ جو ہے اس کی کیاjustification ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس میں زیادہ کام field base ہوتا ہے اور field based کام میں ظاہر ہے کہ اخراجات پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ 35 دارالامان بنائے گئے تھے، ان کے لئے بھی گاڑیاں خریدی تھیں، ان کا بھی جو پی او ایل ہے وہ اس میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، تتمہ (ب) میں انھوں نے جواب لکھا کہ 92 ملین اس میں estimate and cost ہے، ٹوٹل 17 ملین روپے خرچ ہوا، یہ جتنی allocation تھی اس میں کم خرچ کیوں ہوا؟ اس پوری سکیم کو 92 ملین روپے پر آج تک implement کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سوشل ویلفیئر!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں نے اسی طرف اشارہ کیا تھا کہ schemes کا جو implementation تھا اس میں there were some delays لیکن بہت ساری پھر اگلے سال مکمل کر لی گئی تھیں تو میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ اس کو مزید بہتر بنائیں گے، جہاں اہلکار implementation میں slow ہوتے ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ میں agree کرتا ہوں کہ کچھ سکیموں میں delay ہوا ہے لیکن پھر اگلے سال بہت ساری سکیمیں مکمل کر لی گئی تھیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8614 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ خالدہ منصور: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد۔ خالی اسامیوں کو پر کرنے کا مسئلہ

*8614: محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد میں 05-01-1997 سے آرٹیکل رائٹر کی پوسٹ خالی پڑی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی دفتر میں 10-12-2002 سے فلم آپریٹر کی سیٹ بھی خالی پڑی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دفتر میں 19-02-2003 سے اردو سٹینو گرافر کی بھی اسامی خالی پڑی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ دفتر میں فوٹو گرافر کی سیٹ بھی 20-07-2004 سے خالی پڑی ہے؟

(ہ) اگر مذکورہ بالا سوالات کے جواب اثبات میں ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے کیا حکومت متذکرہ بالا اسامیوں fill کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اطلاعات:

(الف) درست ہے۔

(ب) مسٹر توقیر عباس، فلم آپریٹر کو ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تبادلہ کر کے ریجنل انفارمیشن آفس فیصل آباد میں تعینات کر دیا ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) دوسرے ریجنل / ضلعی انفارمیشن اور ہیڈ کوارٹر لاہور کی طرح ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد میں بھی آرٹیکل رائیٹر، فلم آپریٹر اور اردو سٹینو گرافر کی اسامیاں خالی پڑی تھیں جن کا بھرتی کے لئے کیس حکومت کو بھجوایا گیا تھا لیکن حکومت نے ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت صرف 48 اسامیاں پر کرنے کی اجازت دی جس میں فیصل آباد کی مندرجہ بالا اسامیاں شامل نہ تھیں۔ مزید برآں محکمہ نے بذریعہ چٹھی نمبری پی آر (ای) 4051/2005 مورخہ 28-09-2005 کو 124 خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے حکومت سے گزارش کی تھی جس میں ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد کی مذکورہ بالا اسامیوں کے علاوہ فوٹو گرافر کی اسامی بھی شامل تھی لیکن حکومت نے صرف سکیل نمبر 1 تا 4 بھرتی کرنے پر سے پابندی اٹھائی اور اس سلسلہ میں

محکمہ کو 39 خالی اسامیاں پر کرنے کی اجازت دی۔

تاہم محکمہ نے بذریعہ چٹھی نمبری پی آر (ای) 1231/2006 مورخہ 17-03-2006 کو حکومت سے 78 خالی اسامیاں پر کرنے کی اجازت طلب کی ہے جس میں فیصل آباد آفس کی مذکورہ اسامیاں بھی شامل ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2006 میں حکومت نے فیصل آباد کے اس آفس کے لئے 78 اسامیوں کی منظوری لی لیکن ایک سال کا عرصہ گزر گیا اور ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس process میں کتنا وقت اور لگے گا جبکہ ملکی حالات اتنے خراب ہیں، بے روزگاری انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، 78 لوگوں کو اگر ایک نوکری ملتی ہے تو کتنے خاندانوں کا اس میں بھلا ہوتا ہے۔ حکومت کا اتنا لمبا process کب تک جاری رہے گا کہ یہ جو 78 اسامیاں ہیں یہ کب تک fill کریں گے، منسٹر صاحب مجھے بتادیں کہ اس process میں کتنا مزید وقت لگے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جن 78 اسامیوں کا میری بہن ذکر فرما رہی ہیں۔ اس بارے میں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "بذریعہ چٹھی نمبری پی آر (ای) 1231/2006 مورخہ 17-03-2006 کو حکومت سے 78 خالی اسامیاں پر کرنے کی اجازت طلب کی ہے جس میں فیصل آباد آفس کی مذکورہ اسامیاں بھی شامل ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے" اس میں latest development یہ ہے کہ ہم نے third phase کی جو سمری بھیجی تھی وزیراعلیٰ صاحب نے اسے approve کر دیا ہے اب ہم فوری طور پر ان اسامیوں کو پر کرنے والے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے چٹھی نمبری کا حوالہ دے کر فرمایا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے سمری approve کر دی ہے۔ چلیں، بڑی اچھی بات ہے اس سے بہت سارے لوگوں کو روزگار ملے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھرتی میرٹ پر ہو گی یا سیاسی بنیادوں پر ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جیسا کہ جناب کے بھی علم میں ہے کہ اس حکومت میں جتنی بھرتیاں ہوئی ہیں تمام کی تمام میرٹ پر ہوئی ہیں۔ اسی طرح میں اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ بھرتیاں بھی میرٹ پر ہوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 8645، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جون2006 محکمہ بیت المال میں بھرتی کی تفصیل

***8645: ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بیت المال میں بھرتی کے لئے جون2006 میں درجہ چہارم کی مختلف اسامیوں کے لئے انٹرویو ٹیسٹ لیا گیا، جو کہ سیکرٹری ضلعی بیت المال گڑھی شاہو لاہور کے دفتر میں لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اسامیوں پر میٹرک، ایف اے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو نظر انداز کر کے ان پڑھ انڈر میٹرک افراد کو بھرتی کیا گیا؟

(ج) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل نیز ان کی تعلیمی اسناد کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

(د) ان افراد کو بھرتی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد سلیم اختر ولد محمد جمیل نے درجہ چہارم کی مختلف اسامیوں پر بھرتی کے لئے 7۔جون اور 8۔جون 2006 کو انٹرویو دیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو میٹرک پاس اور میرٹ پر آنے کے باوجود بھرتی نہیں کیا گیا، کیا حکومت اس کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ جون2006 میں درجہ چہارم کی مختلف اسامیوں کے لئے انٹرویو/ٹیسٹ جو کہ سیکرٹری ضلعی بیت المال کمیٹی گڑھی شاہو، لاہور کے دفتر میں لئے گئے ان کا تعلق محکمہ بیت المال سے نہ تھا بلکہ محکمہ سوشل ویلفیئر سے تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیوں کہ بھرتی حکومت پنجاب کی بھرتی پالیسی کے مطابق کی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی کمیٹی کی تفصیل:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	عبدالغفار شیخ	ڈائریکٹر (ایڈمن)	بی ایس۔ 18
2۔	محمد سلیمان	ڈائریکٹر (پی اینڈ ای)	بی ایس۔ 18
3۔	چودھری غلام سرور	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	بی ایس۔17

(ہ) جی ہاں درست ہے۔

(و) محمد سلیم ولد محمد جمیل درخواست گزار میٹرک پاس ہونے کے باوجود بھرتی پالیسی کے مطابق میرٹ پر نہیں آیا۔ لہذا اس کی درخواست مسترد کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چونکہ یہ بھرتی کے حوالے سے سوال کیا گیا ہے لہذا میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ سکیل ایک سے پانچ کی جو نوکریاں ہیں، سابقہ ادوار کے برعکس اس دفعہ موجودہ حکومت نے ان کو all Punjab مشتہر کیا ہے جس کے نتیجے میں ہوتا یہ ہے کہ ہمارے جو جنوبی پنجاب کے علاقے ہیں وہاں پر دوسرے اضلاع کے لوگوں کو چپڑاسی، بیلدار اور مالی وغیرہ رکھ لیا جاتا ہے۔ بہاولپور کے اندر ایک کھجور انسٹیٹیوٹ بنایا گیا اس میں 21 اسامیاں تھیں۔ جن میں سے دو آفیشل کیڈر کی تھی باقی 19 میں سے صرف ایک جمعدار بہاولپور کو ملا جبکہ باقی اٹھارہ اسامیاں جن میں مالی، بیلدار تھے وہ گجرات، منڈی بہاؤالدین، گجرانوالہ اور فیصل آباد سے آئے تھے۔ یہ ہماری بہت زیادہ حق تلفی ہے۔ اس طرح سے پسماندہ اضلاع کے لوگ محروم رہ جاتے ہیں جس سے ناانصافی کی لہر پیدا ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت اس کی تصحیح کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال صاحب!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ میں 2006 میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔ شاید یہ misprint ہو گیا ہے۔ ہمارے محکمہ میں اس طرح کی کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

2004 کے دوران این جی اوز کو بیت المال سے جاری فنڈز و دیگر تفصیلات

*6849: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی کن این جی اوز کو پنجاب بیت المال سے 2004 کے دوران گرانٹ جاری کی گئی ہے اور کل کتنی رقم اس مد میں ادا کی گئی ہر ایک این جی او کی علیحدہ علیحدہ گرانٹ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) متذکرہ این جی اوز کیا کام انجام دے رہی ہیں کیا حکومت ان کے کام، کارکردگی اور فنڈز کے استعمال کی نگرانی کرتی ہے اور اگر کرتی ہے تو اس کا کیا طریق کار ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) جن این جی اوز کو فنڈز ادا کئے گئے ان فنڈز کا آڈٹ کیا جاتا ہے؟

(د) کیا کبھی کسی این جی او کے خلاف فنڈز کا غلط استعمال کرنے پر کارروائی کی گئی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو تفصیل بتائی جائے اور اگر ایسا نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) پنجاب کی 34 این جی اوز کو بیت المال سے سال 2004 کے دوران مبلغ -/1,04,27,000 روپے گرانٹ جاری کی گئی جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بیت المال رولز مجریہ 2003 کے مطابق ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن این جی اوز کو فنڈ ادا کیا جاتا ہے ان کی جواب (ب) میں درج بالا رولز کے تحت مناسب استعمال کو یقینی بنانے کے لئے نگرانی کی جاتی ہے۔

(د) نہیں۔ کبھی کسی این جی اوز کے بارے میں گرانٹ کے غلط استعمال کی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

ضلع بہاولپور میں قائم دارالامان کی تعداد و تفصیل

*8542: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے دارالامان ہیں اور کس کس تحصیل میں ہیں؟

(ب) بہاولپور کے دارالامان میں کتنا عملہ ہے، گریڈ وار نام اور عہدہ بیان کریں؟

(ج) دارالامان میں اس وقت کتنی خواتین قیام پذیر ہیں؟

(د) کیا دارالامان کی بلڈنگ حکومت کی ہے یا کرائے کی ہے، اگر کرایہ پر ہے تو کتنا کرایہ ہے اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع بہاولپور میں صرف ایک دارالامان 1973 سے قائم ہے جو کہ بہاولپور تحصیل میں ہے اور ضلعی سطح پر کام کر رہا ہے۔

(ب) گورنمنٹ دارالامان بہاولپور میں کل دس اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ان پر درج ذیل عملہ تعینات ہے:۔

1۔ مسز سحر صدیقہ سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17

2۔ مسٹر عمران جمیل کمپیوٹر آپریٹر گریڈ 12

3۔ مسٹر محمد قاسم اسسٹنٹ گریڈ 11

4۔ مسز نجمہ سلطانہ ہیڈ کرافٹ ٹیچر گریڈ 08
5۔ مسز شاہدہ پروین ہینڈی کرافٹ ٹیچر گریڈ 08
6۔ ضیاء الرحمٰن ڈرائیور گریڈ 04
7۔ محمد سلیمان نائب قاصد گریڈ 01
8۔ محمد فیاض نائب قاصد گریڈ 01
9۔ محمد اقبال چوکیدار گریڈ 01
10۔ نعیم اختر خاکروب گریڈ 01

(ج) گورنمنٹ دارالامان بہاولپور میں اس وقت 50 خواتین اور 19 بچے قیام پذیر ہیں۔

(د) گورنمنٹ دارالامان بہاولپور کی بلڈنگ سرکاری ہے اور 21 کمروں پر مشتمل ہے۔

ملتان ریجن کے تحت ضلعی دفاتر میں تعینات انفارمیشن آفیسرز سے متعلقہ تفصیل

*8988: محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ریجنل انفارمیشن آفس ملتان ریجن کے ماتحت ضلعی دفاتر میں ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے محکمانہ پروموٹی اور ڈائریکٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آنے والے انفارمیشن افسران کے الگ الگ نام، تاریخ بھرتی و تقرری اور جگہ تعیناتی بیان کی جائے؟

(ج) کیا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے انفارمیشن آفیسرز کو ضلعی دفاتر میں تعیناتی سے قبل کوئی ٹریننگ دی گئی؟

(د) کیا ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے افسران کو کسی سیاسی اپروچ کی بنیاد پر اضلاع میں تعینات کیا گیا ہے، ایسے افسران کے نام اور جگہ تعیناتی بیان کی جائے نیز کیا ایسے افسران کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے یا ٹریننگ دینے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات:

(الف) ریجنل انفارمیشن آفس ملتان ریجن کے ماتحت ضلعی دفاتر ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسرز کی تعداد پانچ ہے۔

(ب) ان دفاتر میں کام کرنے والے افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام مع عہدہ	ضلع دفتر	تاریخ بھرتی	تاریخ تعیناتی	مروجہ طریق برائے بھرتی
1۔ مسٹر سرفراز اللہ انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ساہیوال	16-02-94	20-12-04	ڈائریکٹ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ
2۔ مسٹر عمران اسلم انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال	08-04-6	12-05-06	ڈائریکٹ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ
3۔ مسٹر جاوید بشیر بلوچ انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس لودھراں	11-04-92	25-12-05	ڈائریکٹ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ
4۔ مسٹر ماجد علی شاہ انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس وہاڑی	22-03-88	01-06-02	محکمانہ پروموشن
5۔ مسٹر محمد اقبال انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاکپتن	01-11-82	11-03-06	محکمانہ پروموشن

(ج) جی ہاں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے انفارمیشن آفیسرز کو ضلعی دفاتر میں تعیناتی سے قبل ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور میں پیشہ ورانہ امور کے بارے ٹریننگ دی گئی تاکہ ضلعی و دیگر دفاتر میں مستعدی سے کام کر سکیں۔

(د) ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے انفارمیشن افسروں کو ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور میں پیشہ ورانہ امور کے بارے میں ابتدائی ٹریننگ کے بعد محکمہ میں موجود خالی اسامیوں بشمول ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال میں میرٹ اور صرف میرٹ کی بنیاد پر تعینات کیا گیا۔

بہاولپور میں قائم صنعت زار سے متعلقہ تفصیلات

*8542A: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولپور میں صنعت زار میں تربیت حاصل کرنے والی لڑکیوں اور اساتذہ کی تعداد بیان کریں؟

(ب) ضلع بہاولپور میں صنعت زار سماجی ادارہ کے زیر نگرانی خواتین کا ہاسٹل ہے، ہاسٹل کے کمروں کی تفصیل اور وہاں رہائش پذیر خواتین کے نام، ایڈریس اور محکمہ جات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ہاسٹل میں داخلہ کی شرائط اور فراہم کردہ سہولیات کیا ہیں؟

(د) داخلہ کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) ہاسٹل میں رہنے کی فیس کیا ہے؟

(و) اور عملہ کتنا ہے، تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صنعت زار بہاولپور میں اس وقت کل 132 لڑکیاں زیر تربیت ہیں اور ان لڑکیوں کو تربیت دینے کے لئے 04 کرافٹ سپر وائزر اور ایک ٹیلر کم کٹر تعینات ہیں۔

(ب) ہاسٹل برائے خواتین محکمہ سماجی بہبود ایک علیحدہ ادارہ ہے اور صنعت زار کے زیر نگرانی نہ ہے۔ ہاسٹل برائے کارکن خواتین میں بورڈز کی رہائش کے لئے 4 کمرے کیوبیکل اور 14 ڈار میٹری کمرے ہیں ہاسٹل میں اس وقت 33 خواتین رہائش پذیر ہیں ان خواتین کے نام ایڈریس اور محکمہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ڈائریکٹوریٹ جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور کی جانب سے وقتاً فوقتاً موصول ہونے والی ہدایات برائے ہاسٹل میں داخلہ کی شرائط اور فراہم کردہ سہولیات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ہاسٹل میں داخلہ پہلے آئیں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے جس کے لئے سادہ داخلہ فارم پر کر کے دفتر آفیسر انچارج کے پاس جمع کرایا جاتا ہے۔ سیٹ خالی ہونے پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ داخلہ فارم کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کیوبیکل روم رینٹ -/600 روپے اور ڈار میٹری روم کا کرایہ -/200 روپے فی سیٹ فی کس ماہوار مقرر ہے اور مبلغ -/50 روپے ماہوار ویلفیئر فنڈ ادا کرنے ہوتے ہیں ڈار میٹری روم میں تین خواتین کے رہنے کی گنجائش ہوتی ہے یہ تمام کرایہ کے ریٹس حکومت پنجاب ڈائریکٹوریٹ جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور کی جانب سے مقرر کردہ ہوتے ہیں۔

(و) ہاسٹل برائے کارکن خواتین بہاولپور میں حکومت پنجاب کی جانب سے منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 6 ہے جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے:-

1-	سوشل ویلفیئر آفیسر گریڈ 17، (1)	2-	جونیئر کلرک گریڈ 5 (1)
3-	باورچی گریڈ 01 (2)	4-	نائب قاصد گریڈ 01 (1)
5-	خاکروب گریڈ 01 (1)		

ضلع قصور۔ سماجی بہبود کے فلاحی اور خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم کے اداروں کی تفصیل

*8554: محترمہ صغیرہ اسلام۔ کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع قصور میں سماجی بہبود کے تحت فلاحی ادارے کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ادارے خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم دے رہے ہیں اور وہاں کیا کیا ہنر سکھائے جاتے ہیں؟

(ج) خواتین جن کو ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے کیا ان سے ماہانہ فیس یا فنڈ کے طور پر رقم لی جاتی ہے؟

(د) جو لوگ ان اداروں کے سربراہ ہیں ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صرف ایک ادارہ (صنعت زار) خواتین کی فلاح کے لئے کام کر رہا ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل کورسز اس ادارے میں کروائے جاتے ہیں۔

1۔ سلائی اور کڑھائی 2۔ کشیدہ کاری
3۔ ایمبرائیڈری 4۔ ہاتھ کی بنائی
5۔ ٹائی اینڈ ڈائی 6۔ بیوٹی پارلر
7۔ مکرامہ نیٹنگ

(ج) جن خواتین کو ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے ان سے مندرجہ ذیل فیس لی جاتی ہے :۔

	داخلہ فیس	کورس فیس
سلائی اور کٹائی	50	100
تارکشی	50	100
مشین اینڈ ایمبرائیڈری	50	100
مشین اور ہاتھ کی بنائی	50	250
ٹائی اینڈ ڈائی	50	200
مکرامہ بننا	50	100
بیوٹی پارلر	500	3000

(د)

مسٹر ندیم الرحمٰن	مینجر (ایڈیشنل چارج)
مسٹر نظر حسین	ٹیلر کم کٹر
مس فضیلت زبیر	کرافٹ سپروائزر
مس شمیم خورشید	کرافٹ سپروائزر
مس یاسمین یوسف	کرافٹ سپروائزر

پارٹ ٹائم 50 فیصد ٹوٹل انکم پر ایک بیوٹیشن کام کر رہی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں قائم خواتین کے دستکاری سکولز اور ہنر مندی سے متعلقہ تفصیلات

*8606: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے ضلع گوجرانوالہ میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع ایڈریس بیان کی جائے، ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے ان سکولز میں دستیاب سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا نئے اقدامات کرنا چاہتی ہے ایسی صنعت سازی کے ٹیکنیکل سکولز یا اداروں کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع ہذا میں خواتین کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس ڈپوسٹ پر کام کر رہی ہیں ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی عرصہ تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے ضلع گوجرانوالہ میں کل 33 دستکاری سکولز کام کر رہے ہیں، جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کڑھائی سلائی کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہر دستکاری سکول میں تعینات دستکاری ٹیچر کو

مبلغ -/500 روپے ماہانہ سماجی بہبود کی جانب سے بطور اعزازیہ دیا جاتا ہے ان دستکاری سکولز کے علاوہ گوجرانوالہ میں ضلع سطح ایک صنعت زار بھی کام کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے آئندہ مالی سال سے کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی سطح پر صنعت زار قائم کرنے کا منصوبہ نہ ہے۔ ان صنعت زاروں میں خواتین کو کڑھائی سلائی کے علاوہ مختلف ہنر سکھائے جائیں گے اور تربیت کے بعد ان کو گھر بیٹھے آرڈر ورک مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سرکاری شعبہ میں کام کر رہا ہے جس میں صرف 2 آفیسر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مسز فرزانہ یاسمین	مینجر	11-02-1998
راحت احسن	کرافٹ ڈیزائنر	23-05-2006

گوجرانوالہ۔ خدمت خلق سے متعلقہ رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و تفصیل

*8607: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں خدمت خلق انجام دینے والی محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ NGOs کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان میں سے کون سی NGOs کو بیت المال، زکوٰۃ یا دیگر ذرائع سے فنڈ فراہم کرتی ہے، یکم جنوری 2005 سے ان کو جتنی رقم دی گئی، تفصیل این جی او وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان پر چیک کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) گوجرانوالہ میں خدمت خلق انجام دینے والی محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 246 ہے۔

(ب) جنوری 2005 سے لے کر اب تک ضلعی بیت المال کمیٹی گوجرانوالہ کی طرف سے این جی اوز کو گرانٹ دی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آڈٹ:۔

رجسٹرڈ رفاہی ادارہ جات حکومت پاکستان کے مالی سال کے حساب سے آڈٹ کرانے اور رپورٹ دینے کے پابند ہیں۔

کارکردگی کا جائزہ:

سماجی تنظیموں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے مندرجہ ذیل سٹاف موجود ہے جو فیلڈ میں سماجی تنظیموں کی رہنمائی کرتا ہے اور کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے۔

1۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر

2۔ سپروائزر (میل)

3۔ سپروائزر (فی میل)

فیصل آباد۔ دارالامان، سٹاف اور مقیم خواتین کی تفصیل

*8669: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر اہتمام چلنے والے دارالامان کی تعداد کتنی ہے، یہ کب سے قائم ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں کے انچارج صاحبان، ملازمین اور یہاں پر مقیم خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا ان اداروں کے انچارج مرد حضرات بھی ہیں، اگر ہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں میں مقیم خواتین سے اداروں کے انچارج غیر اخلاقی رویہ رکھتے ہوئے، انہیں غلط روی پر مجبور کرتے ہیں، اگر ہاں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام صرف ایک دارالامان ہے اور یہ 01-01-1973 کو قائم ہوا اور یہ A-519 بلاک غلام محمد آباد، فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) اس ادارہ کا صرف ایک انچارج ہے۔ ملازمین کی تعداد 9 ہے اور اس وقت اس ادارے میں مقیم خواتین کی تعداد 47 ہے اور ان کے ساتھ 11 بچے ہیں۔

(ج) اس ادارہ کی انچارج ایک خاتون ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

سال2004تاحال، محکمہ سماجی بہبود میں بھرتی اورڈسپنسریوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*8753: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2004 سے آج تک محکمہ سوشل ویلفیئر نے کتنی ڈسپنسریاں تعمیر کیں اور کتنے افراد کو کنٹریکٹ پر یا مستقل اسامی پر بھرتی کیا گیا بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) اگر بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیا تو اس اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر نے سال2004 سے آج تک کوئی ڈسپنسری قائم نہ کی ہے اور نہ ہی کوئی فرد ان میں بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) چونکہ کوئی اس سلسلے میں بھرتی نہ کی گئی ہے۔اس لئے اس کا جواب دینا ممکن نہ ہے۔

پی پی-146لاہور۔ تقسیم کردہ سلائی مشینوں اور سائیکلوں سے متعلقہ تفصیلات

*8754: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2004 سے آج تک حلقہ پی پی-146 لاہور میں محکمہ نے کتنی سائیکلیں اور سلائی مشینیں مستحق افراد میں کس کی سفارش پر تقسیم کیں مذکورہ اتھارٹی کا نام، عہدہ اور موجودہ عرصہ تعیناتی اور کون کون سی سیاسی شخصیات شامل تھیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کل کتنی لاگت کی سلائی مشینیں، سائیکلیں تقسیم کی گئیں۔ سلائی مشینیں و سائیکلیں وصول کرنے والے اشخاص کے نام اور موجودہ پتا بتایا جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) سال 2004 سے آج تک پی پی-146 لاہور میں محکمہ سماجی بہبود نے کوئی سائیکلیں اور مشینیں تقسیم نہ کی ہیں۔

(ب) چونکہ کوئی مشینیں اور سائیکلیں تقسیم نہ کی گئی ہیں اس لئے اس کا جواب دینا ممکن نہیں ہے۔

ضلع سیالکوٹ۔ میں قائم دارالامانوں سے متعلقہ تفصیلات

*8839: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے دارالامان ہیں یہ کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر دارالامان کتنے رقبہ اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) اس وقت ہر دارالامان میں رہائش پذیر خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

(د) ان میں رہائش پذیر خواتین کو کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) سال 06-2005 میں ہر دارالامان پر کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں صرف ایک دارالامان ہے جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر تحت، سوشل ویلفیئر کمپلیکس نزد گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ میں چل رہا ہے۔

(ب) دارالامان سیالکوٹ کا کل رقبہ 1½ (تقریباً ڈیڑھ) کنال ہے اور یہ 14 کمروں پر مشتمل ہے۔

(ج) اس وقت دارالامان میں تین خواتین رہائش پذیر ہیں۔

(د) ان رہائش پذیر خواتین کو رہائش، خوراک، کپڑے، علاج معالجہ اور مفت قانونی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ہ) سال 05-2004 میں دارالامان کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا اس لئے کوئی اخراجات نہیں ہوئے۔

فیصل آباد میں قائم دارالامان اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*8952: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں خواتین کے لئے کتنے دارالامان ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) یکم جنوری 2006 سے آج تک ان دارالامانوں سے جو بچیاں اور عورتیں بھاگیں ان کے نام اور پتاجات بتائیں؟

(د) کیا حکومت نے ان بچیوں اور عورتوں کے بھاگنے کے اسباب جاننے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی، اگر ہاں تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں اور انہوں نے جو اسباب بیان کئے ان کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اگر ان خواتین / بچیوں کے ان دارالامانوں سے بھاگنے پر کسی کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا تو ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صرف ایک ہے اور پتا 519-A غلام محمد آباد فیصل آباد

(ب)

سال	تنخواہ عملہ	خوراک	دیگر اخراجات	ٹوٹل
2004	685900	243970	221056	1150926
2005	799979	309685	3986629	1508293
2006	635200	226000	371382	1232582

(ج) تین خواتین بھاگی ہیں۔

1۔ رمضانہ بی بی دختر محمد منشاء چک نمبر 308۔گ ب تحصیل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

2۔ کلثوم دختر محمد اشرف P-13 جناح کالونی فیصل آباد

3۔ راحیلہ بی بی دختر بشیر مسیح گول چوک وارث فیصل آباد

(د) نہیں بنائی۔

NA

NA

(ہ) مندرجہ ذیل سٹاف کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
میاں انوار الحق	سپرنٹنڈنٹ	17
اصغر علی	اسسٹنٹ	11
محمد اشرف	نائب قاصد	01
شعیب احمد	چوکیدار	01

2003تاحال۔لاہور میں رفاہی اداروں کو جاری امداد کی تفصیل

*8961: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیایہ درست ہے کہ لاہور میں کچھ نجی اداروں (رفاہی ادارہ جات) کو محکمہ کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جارہی ہے، اگر ہاں توان کے نام اور سال 2003 سے آج تک فراہم کی گئی، مالی امداد وتعاون کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

محکمہ سماجی بہبود ضلع لاہور کی طرف سے کسی رفاہی ادارہ کو مالی امداد نہ دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ میں ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ چار پانچ روز پہلے فیصل آباد کے ایس پی ہیڈکوارٹر سرفراز فلکی ڈسٹرکٹ ہسپتال فیصل آباد میں اپنے بچے کو لے کر گئے۔ جب وہ بلال وارڈ میں گئے تو وہاں ڈاکٹر صاحب وضو کر رہے تھے۔ ایس پی صاحب نے پوچھا کہ ڈاکٹر کدھر ہے؟ ڈاکٹر صاحب جلدی جلدی بھاگے آئے۔ انھوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ تم ڈاکٹر ہو یا compounder ہو؟ انھوں نے کہا کہ جناب میں ہی ڈاکٹر ہوں۔ انھوں نے ڈاکٹر کو گلے سے پکڑا اور کہا تمھیں پتا نہیں کہ میں ایس پی ہیڈکوارٹر ہوں۔ اس نے کہا کہ جناب مجھے نہیں پتا۔ بہر حال میں آپ کا مریض دیکھتا ہوں اور اس نے مریض کو دیکھا۔ اس کے بعد ایس پی صاحب نے وہاں پر ایس ایچ او سول لائن، ایلیٹ فورس اور اے ایس پی گلبرگ کو بلوا کر وارڈ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں اس نے harassment پھیلائے رکھی۔ اس کے نتیجے میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کا دو دن پہلے ایک جنرل اجلاس ہوا ہے اور آج اس وقت الائیڈ ہسپتال اور DHQ فیصل آباد میں اس ایس پی کے رویے کے خلاف ہڑتال ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ اس ایس پی کے خلاف پرچہ درج کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک بڑا اہم issue ہے۔ ابھی یہ فیصل آباد تک محدود ہے لیکن اس کا کوئی تدارک نہ کیا گیا تو یہ پورے پنجاب تک پھیل جائے گا۔ ڈاکٹری ایک بڑا مقدس پیشہ ہے اگر پولیس کی وردی کے نشے میں ڈاکٹرز کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جاتا رہا تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہوگی۔ وزیر قانون صاحب اس بات کا نوٹس لیں تاکہ وہاں پر ڈاکٹرز میں پایا جانے والا اشتعال ختم کیا جاسکے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس معاملے کی نشاندہی رانا آفتاب صاحب نے کی ہے یہ اس لحاظ سے بڑا serious ہے کہ وہاں پر اگر مریض ایمر جنسی میں جاتے ہیں اور ہڑتال کی وجہ سے کوئی انھیں attend نہیں کرتا تو اس سے پورا شہر اور پورا ضلع متاثر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں وہ اس کا حل کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نوٹس سے مس نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ اس معاملے کو حل کریں گے، آپ انھیں چیمبر میں مل لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں چیمبر میں چلا جاؤں گا لیکن آپ مجھے ان سے اس بات کی یقین دہانی لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے، معزز رکن تشریف لے آئیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے فارغ ہو کر ان کی موجودگی میں سارے معاملے کو دیکھ لوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارا علاقہ دیہاتی ہے وہاں پر عورتوں کو اپنے حقوق کا کوئی پتا نہیں، وہاں پر کوئی دار الامان نہیں، دار الفلاح نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میری وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ دیہاتی علاقوں میں ان کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہاں عورتوں پر زیادہ ظلم ہوتے ہیں۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے لیکن انھیں اپنے حقوق کا علم ہی نہیں ہے۔ لہٰذا وہاں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے تحصیل لیول پر دار الامان بنائے جائیں تاکہ نزدیک ترین مقام پر عورتیں جا سکیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہٰذا یہ dispose of ہوا۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب ارشد محمود بگو کی طرف سے ہے۔

ملتان میں بم دھماکا سے ہلاکتیں
اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2-مارچ 2007 کو ملتان کچہری کے قریب ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے تین افراد ہلاک اور جج سمیت متعدد افراد زخمی ہوئے؟

(ب) یہ واقعہ کس تھانہ کی حدود میں ہوا؟

(ج) اس کی F.I.R کن کن دفعات کے تحت درج ہوئی؟

(د) آج تک اس دھماکہ کی تحقیقات کن کن اداروں سے کروائی گئی ہیں؟

(ہ) اس دھماکہ کے سلسلے میں اب تک کن کن افراد سے تحقیقات کی گئی ہیں؟

(و) کتنے افراد کو کتنا کتنا معاوضہ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2007-03-02 کو تقریباً 8 بج کر 45 منٹ پر صبح نزد سپورٹس گراؤنڈ سڑک کے کنارے پر کھڑی سائیکل پر نصب ریموٹ کنٹرول بم پھٹنے سے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر 1 کے جج میاں بشیر احمد بھٹی صاحب، ڈرائیور محمد اقبال نمبر 2475-C، گن مین منیر احمد نمبر 2020-C، اعجاز خورشید نمبر 1094-HC، خالد حسین نمبر 2606-C، محمد جہانگیر نمبر 685-C، فلائینگ سکواڈ فہیم رضا نمبر 1640-C، غلام مصطفٰے نمبر 2686-C اور ندیم اختر نمبر 1584-C ایلیٹ فورس جبکہ تین راہ گیر بلال ولد محمد اکرم، عبدالرؤف ولد حافظ محبوب اور عبدالحمید ولد رفیق زخمی ہوئے۔ ڈرائیور محمد اقبال نمبر 2475-C اور گن مین منیر احمد نمبر 2020-C موقع پر جبکہ اعجاز خورشید نمبر 1094-HC نشتر ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ مقدمہ ہذا اے ایس آئی محمد رفیق انچارج سکواڈ سپیشل۔1 کے بیان پر درج رجسٹر ہوا۔

(ب) وقوعہ ہذا تھانہ چہلک ضلع ملتان کی حدود میں ہوا۔

(ج) اس کی F.I.R مقدمہ نمبر 105/07 مورخہ 2007-03-02 بجرم 302.324,427, 109,120-B/34 ت پ 34 Explosive Act (7-ATA) تھانہ چہلک درج رجسٹر ہوئی۔

(د) تفتیشی ٹیم متعلقہ ایجنسیوں سے رابطہ میں ہے ان سے انفارمیشن اور اطلاعات کا تبادلہ کیا جارہا ہے۔ تفتیشی ٹیم کو دوسری ایجنسیوں کی معاونت بھی حاصل ہے جس میں سی آئی ڈی اور سپیشل برانچ وغیرہ شامل ہیں۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش کے سلسلہ میں شوکت عباس، SP, Investigation ملتان کے زیر نگرانی خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے جس میں ASP کینٹ، کرامت اللہ ملک ڈی ایس پی، حبیب احمد ڈی ایس پی، مقبول احمد ڈی ایس پی، کمال حیدر، انسپکٹر سعادت علی شامل ہیں۔ تفتیشی ٹیم وقوعہ ہذا کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے وقوعہ ہذا کو trace کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

(ہ) اس وقت تفتیش کے دوران مختلف تنظیموں کے مشکوک افراد اور Schedule 4th میں شامل اشخاص کو شامل تفتیش کیا جارہا ہے۔

(و) حکومت کی طرف سے پولیس شہدا کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپے معاوضہ کی ادائیگی اور بیوگان اور بچوں کے لئے شہدا پولیس کی 60 سال عمر ہونے تک مکمل تنخواہ مع دیگر لوازمات دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ واقعتاً یہ ایک افسوسناک واقعہ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے ایک جائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم بنائی ہے جو کہ ایک legal requirement ہوتی ہے۔ اس میں مختلف ایجنسیز اور پولیس کے لوگ بھی ہیں۔ وہ تفتیش کر رہے ہیں۔ اس وقت تک کافی مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ آج صبح بھی میں نے متعلقہ پولیس آفیسر سے جو بریفنگ لی ہے اس کے مطابق ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مزید کچھ دنوں میں ملزمان گرفتار ہو جائیں گے۔ میں ضمناً ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جتنی بھی دہشت گردی یا high profile cases ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثریت ایسے کیسز کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے workout ہو چکے ہیں اور ہمیں اس سلسلے میں بھی بڑی positive leads ملی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ان ملزمان کو trace کر کے گرفتار کر لیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس دن سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اس دن سے آج تک کے اخبارات ملاحظہ فرمالیں کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس پر ہر محب وطن شہری مضطرب ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو ٹھیک نہیں کرنا چاہتی اور میرا یہ مقصد بھی نہیں ہے۔ کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے دور میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس حد تک بری ہو جائے کہ اس سے اس کی credibility متاثر ہو لیکن اب یہ کام آسان ہو گیا ہے کہ جہاں پر بھی بم دھماکہ ہوتا ہے اس میں سب سے پہلے بسم اللہ مذہبی انتہا پسندی کے نام پر تھوپ دی جاتی ہے کہ یہ مذہبی انتہا پسند ہیں اور انھوں نے یہ دھماکہ کیا ہو گا۔ سیالکوٹ کی مسجد زینبیہ کے اندر دھماکہ ہوا اور وہاں پر 40 کے قریب لوگ شہید ہوئے لیکن آج تک حکومت اس کا سراغ نہیں لگا سکی۔ اسی طرح ملتان میں دھماکہ ہوا ہے یا جہاں جہاں بھی ہوتا ہے ان میں تفتیش کی صورت میں جو ملزمان سامنے آتے ہیں اگر حکومت ان کو سزا دے اور انھیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ اب موجودہ حکومت کی انڈیا کے ساتھ اس طرح دوستی ہے کہ اگر انڈیا کے ساتھ ان کی دوستی نہیں ہو گی تو ان کو کھانا بھی ہضم نہیں ہو گا۔

جناب والا! انڈیا ہمارا ازلی دشمن ہے۔ سرسید سے لے کر قائداعظم تک ہمارے سارے اکابرین اس بات پر متفق تھے کہ انڈیا پاکستان کا دوست نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ اس Call Attention Notice سے relevant رہیں۔ اس میں انڈیا کا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہی کہتا ہوں کہ کیا تفتیش میں اس حوالے سے جانچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ انڈیا کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ پاکستان کے اندر امن عامہ کا مسئلہ پیدا کیا جائے۔ آج بھی اس کے وزیر خارجہ کی سٹیٹمنٹ ہے کہ ہم بلوچستان میں خرابی نہیں کر رہے بلکہ وہاں پر پاکستان کی حکومت اور اس کی ایجنسیاں خرابی کر رہی ہیں بلکہ پاکستان کی ایجنسی آئی ایس آئی ہمارے ملک انڈیا میں کارروائی کر رہی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ یہ اس پہلو پر بھی تفتیش کریں کہ ملتان میں جو واقعہ ہوا ہے اور دوسرے شہروں میں جتنے واقعات ہو رہے ہیں ان کے پیچھے انڈیا کی ایجنسی ''را'' کا ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں پاکستان کا کوئی اور دشمن نہیں ہے۔ لہذا

ان سے درخواست ہے کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دن بدن بگڑتی جا رہی ہے اسے سنبھالا دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو اسے trace کرنا حکومت کا کام ہوتا ہے۔ اگر تفتیشی ایجنسیاں شروع میں ہی boost ہو کر اپنی تفتیش کا آغاز کریں تو کبھی بھی صحیح نتیجے تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ میں مذہبی تنظیموں کے حوالے سے بات کرتا ہوں اور نہ ہی "را" کے حوالے سے۔ اس وقت ہمارا مطمع نظر یہ ہے کہ ہم نے اصل ملزمان تک پہنچنا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہے اس لئے ہم کسی کو pin-point نہیں کر رہے لیکن میں حکومت کے حوالے سے بات کرنا اس لئے ضروری سمجھ رہا ہوں کہ ہم ہمیشہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر بنانے کی بات کرتے ہیں۔ اس پر عملدرآمد کرنے کا ادارہ پولیس ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ پولیس جہاں غلط کام کرتی ہے اس پر تنقید کرنی چاہئے، پولیس کی اصلاح اور ان کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں لیکن گزشتہ طویل عرصے سے جیسے اسلام آباد ائرپورٹ پر واقعہ ہوا وہاں دیکھ لیں اس سے پہلے لاہور کی ایک مسجد میں ممکنہ واقعہ کو پولیس والے نے avoid کیا وہ دیکھ لیں، ملتان میں دیکھ لیں کہ پولیس اپنی جانوں کے نذرانے بھی دے رہی ہے۔ آپ کہیں بھی نہیں بتا سکتے کہ اس قسم کے واقعہ میں پولیس نے پیٹھ دکھائی ہو اور وہاں سے راہ فرار اختیار کی ہو بلکہ وہ اپنی جانوں کے نذرانے بھی دے رہے ہیں۔ ٹھیک ہے جہاں ہم ان کی بہتر کارکردگی کی بات کرتے ہیں تو at the same time I think جہاں وہ جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں وہاں انھیں appreciate بھی کرنا چاہئے تاکہ دیگر ملازمین کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب والا! ہم اس کی تفتیس کے حوالے سے bias نہیں ہیں بلکہ تمام ممکنہ angles کو مدنظر رکھ کر تفتیش کر رہے ہیں۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں وزیر قانون سے درخواست کرنا چاہتا ہوں

کہ جو دہشت گردی کی عدالتیں بنائی گئی ہیں ان کے ساتھ سہولیات بھی موجود ہونی چاہیئں۔ وہاں پر جو ملزمان آتے ہیں انھیں رکھنے کے لئے کوئی جگہ موجود نہیں ہے۔ پچھلی حکومت کے دور میں بھی میرے محترم راجہ صاحب وزیر تھے۔ ان کے دور میں ہم لوگ گرفتار کئے گئے اور سخت گرمی میں آٹھ آٹھ گھنٹے گاڑیوں میں بند رہتے تھے۔ لہذا استدعا ہے کہ دہشت گردی کی عدالتوں میں وکلاء، ملزمان اور دوسرے لوگوں کو بھی سہولیات مہیا کرنی چاہیئں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ چونکہ آج ہمارے پاس کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے اس لئے اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 930 شیخ اعجاز صاحب کی طرف سے ہے یہ پیش ہو چکی ہے اب اس کا جواب آنا تھا۔

محکمہ تعلیم میں ریٹائر ہونے والے وائس چانسلرز اور پرنسپلز کے کنٹریکٹ میں مزید توسیع سے پروفیسروں اور لیکچرارز کی ترقی کے دروازے بند ہونے کا خدشہ

(---جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل جب ہم نے وزراء کی کارکردگی پر واک آؤٹ کیا تھا تو اس کا مقصد صرف نمبر ٹانکنا نہیں تھا بلکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم گورنمنٹ کو realize کرائیں کہ اسمبلی کے بزنس پر وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان توجہ دیں۔ اب آپ دیکھیں کہ تین روز سے یہ تحریک pending چلی آ رہی ہے اور آج بھی وزیر تعلیم ہیں اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری!

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کا subject matter یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کی چار بڑی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز دو کالجز کے پرنسپلز---

جناب سپیکر: یہ پیش ہو چکی ہے آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ اس میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے کہ ہر کسی کو extension دی جاتی ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ اس وقت پنجاب میں 12 یونیورسٹیز ہیں جن میں سے صرف دو یونیورسٹیز جن میں پنجاب یونیورسٹی لاہور اور یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے وائس چانسلرز کو extension دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں پروفیسرز اور پرنسپل صاحبان میں سے صرف چودہ کو extension دی گئی ہے۔ پروفیسر صاحبان، پرنسپل صاحبان یا وائس چانسلرز صاحبان کو جو extension دی جاتی ہے اس میں حکومت کا اصل مدعا یہ ہوتا ہے کہ طلباء کی بہتری کے لئے ان کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جائے اور طلباء کو اچھی تعلیم دی جا سکے۔ جو بات طلباء یا مفاد عام کے لئے ہوتی ہے اسی کے تحت یہ extension دی جاتی ہے۔ Extension کے لئے ایک بورڈ بنا ہوا ہے اس کی recommendations پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہر کسی کی درخواست پر extension نہیں ہوتی۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: نہیں، جناب جواب تو جو ان کو محکمے کی طرف سے آیا ہے وہ انہوں نے دے دیا ہے۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ مفاد عامہ میں ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ویسے تو موجودہ حکومت کے دور میں ہر بات میں توسیع ہو چکی ہے، ڈکیتیوں میں توسیع ہو چکی ہے، ظلم میں توسیع ہو چکی ہے وردی کی extension ہو چکی ہے ہر محکمے میں ایک عذر مچا ہوا ہے۔ یہاں پر ہر بات میں توسیع ہوتی جا رہی ہے روزانہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہاں پر بات ہوتی ہے۔ ڈکیتیاں، چوریاں، ڈاکے، قتل عام اور راہزنی ہماری ایک محترمہ اور معزز وزیر کا قتل، یہ جو توسیع کا کلچر ہے، extension culture ہے ممبران کا اس سے بھرپور تعلق ہے۔ اگر آپ غور سے دیکھیں آپ اس process کی نفی کر رہے ہیں جو اس ملک میں رائج ہے۔ میں کہتا ہوں اگر بطور پرنسپل ہم نے اس بات کو لینا ہے تو پھر یہ admit کر رہے ہیں کہ ہم نے دو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو توسیع دی ہے۔ اس کے علاوہ چودہ پرنسپلز کو بھی توسیع دی گئی ہے۔

جناب والا! ہمارے جو ٹیکنیکل لوگ یا جو educationist ہیں وہ اپنے ادارے میں بیس سال تیس سال اور پچاس سال serve کرتے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب پچاس سال

میں نے اس ادارے کو serve کر لیا ہے میری مدت ملازمت میں دس سال یا پانچ سال رہ گئے ہیں تو ان کا بھی دل کرتا ہے اور ان کے بچوں کا بھی دل کرتا ہے کہ وہ بھی وائس چانسلر بنیں یا پرنسپلز بنیں اور ان سیٹوں پر بیٹھ کر اپنے فرائض سر انجام دیں۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار دینے کے بعد گورنمنٹ کی توجہ مبذول کروانے کا واحد مقصد یہ ہے کہ آئندہ سے ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ مصمم ارادہ کرنا چاہئے کہ ہم کسی کی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر اور سفارش کی بنیاد پر extension نہ دیں کیونکہ جو لوگ que میں لگے ہوئے ہیں اور جو ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں ان کا حق مارا جاتا ہے۔ یہ صرف ایجوکیشن میں نہیں ہو رہا بلکہ تمام ڈیپارٹمنٹ میں یہی کچھ ہو رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر ضرور اپنی رولنگ دیں تاکہ آئندہ کے لئے اس extension culture کا راستہ بند کیا جا سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر میں اس ضمن میں عرض کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے کہا تھا کہ چار یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو توسیع دی گئی ہے اس کے علاوہ دو کالجوں کے پرنسپلز سمیت سینکڑوں ریٹائرڈ پروفیسروں کو توسیع دی گئی ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ چار یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کی توسیع کی گئی ہے اور نہ ہی سینکڑوں کالجوں کے پرنسپلز کو توسیع دی گئی ہے۔ صرف میں نے عرض کی ہے کہ دو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو توسیع دی گئی ہے---

جناب سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے کہ---

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! میں ان سے عرض کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو تجاویز دی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی تجویز یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہو جو extension policy ہے اس سے avoid کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ مزید اس پر بات نہیں کرنا چاہ رہے لہذا میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 947 ہے۔ حاجی محمد اعجاز صاحب، ملک اصغر علی قیصر صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب، حاجی صاحب! آپ یہ تحریک پیش کرنا چاہیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 935 ہے۔ اس کو اس سے پہلے آنا چاہئے میں نے اس کو کل move بھی کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی ہاں آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 935 ہے۔ پہلے اس کو ٹیک اپ کر لیں پھر آپ کی تحریک بھی لے لیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

سرکاری ہسپتالوں میں سینئر پروفیسروں کی ڈیوٹی میں عدم دلچسپی اور مفت ادویات کی عدم فراہمی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔نومبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت کے بڑے سرکاری ہسپتالوں سروسز، سرگنگارام ہسپتال اور میو ہسپتال کی ایمرجنسی میں آنے والے روزانہ سینکڑوں مریضوں میں چند ایک مریض فری ادویات سے مستفید ہو رہے ہیں اور دوسری طرف مذکورہ ہسپتالوں میں مختلف شعبوں میں داخل مریض سینئر پروفیسروں کے اپنے شعبہ جات میں عدم دلچسپی اور بہت کم وقت کے لئے حاضری کے باعث بیسیوں آپریشن کئی کئی ہفتے بغیر کسی ٹیکنیکل وجوہات کے لیٹ ہو جاتے ہیں۔ سرگنگارام ہسپتال کی ایمرجنسی میں مریضوں کو صرف ڈرپس لگا کر فارغ کر دیا جاتا ہے اور مہنگی ادویات جس کی اگر مریض کو ضرورت پڑ جائے تو کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے فری ادویات کی لسٹ میں یہ دوائی شامل نہیں ہے۔ لہذا فوراً بازار سے خرید کر لاؤ تاکہ مریض کا علاج ہو سکے۔ جبکہ سینئر پروفیسروں کی اپنے شعبہ جات میں حاضری صرف دو

گھنٹے کی رہ گئی ہے۔اس طرح میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال کے مختلف شعبہ جات کے سینئر پروفیسرز صرف وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے کارروائی ڈالنے کے لئے آتے ہیں اور سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی میں چند ایک انجکشن اور سستی ادویات کے علاوہ باقی مہنگی دوائیاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر چٹ لکھ کر دے دیتے ہیں کہ اگر فوری آرام چاہتے ہیں تو ایمرجنسی میں یہ دوائی موجود نہیں ہے اس لئے آپ باہر سے لے آئیں۔جس کی وجہ سے ان ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریض اوران کے لواحقین شدید مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،وزیر صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں اس کا جواب دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا ہماری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ سے سارے ایوان کی طرف سے یہ وضاحت مانگیں کہ صبح یہ قائد ایوان کی سیٹ پر کس حیثیت میں بیٹھی تھیں۔آج خواتین کا عالمی دن ہے اوران پر کوئی جرمانہ ڈالیں کہ آئندہ اس سیٹ پر نہ بیٹھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! جواب میں عرض کرتی ہوں ہمارے وزیر اعلیٰ بڑے لبرل ہیں، بڑے فراخ دل ہیں، دریا دل ہیں یہ بھی جب ان کے پاس آتے ہیں تو قریب بٹھا لیتے ہیں میں تو پھر بھی ان کی پارٹی کی رکن ہوں اور ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہوں۔ میں راجہ صاحب کے پاس کوئی اہم discussion کرنے گئی تھی انہوں نے کہا تھا کہ آپ بیٹھ جائیں میں ان کی اجازت سے بیٹھی تھی۔ویسے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہیں کیوں درد اٹھتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ تو میں آپ کو زبانی ہی بتا دیتی ہوں۔ ہمارا جو SIMS پروگرام ہے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایک ارب روپے کا ایڈیشنل بجٹ ہم نے دیا ہے اور ساڑھے سترہ کروڑ روپے equally distribute کیا ہے۔یہ لوگ خود کتنی دفعہ بیمار ہوئے ہیں اور ہمارے گنگا رام ہسپتال کی ایمرجنسی میں اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی

ایمرجنسی میں بھی گئے ہیں تو کیا ان کو پتا نہیں ہے۔یہ تو میں on oath کہہ سکتی ہوں کہ جو پہلے چوبیس گھنٹے ہیں اس میں تمام میڈیسن فری مل جاتی ہیں۔اوپی ڈی میں یہ ہوتا ہے کہ جو بہت مہنگی ادویات ہیں جیسے کوئی kidney disease آگیا یا کوئی chronic patient کا liver disease کا مریض آگیا تو اس کو بازار سے خریدنی پڑتی ہیں۔کیونکہ گورنمنٹ اتنی مہنگی ادویات آؤٹ ڈور میں تو afford نہیں کر سکتی لیکن وزیراعلیٰ کی جو ہدایات ہیں تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور ہم اس پر چیک اینڈ بیلنس بھی رکھتے ہیں۔معزز رکن میرے ساتھ جاکر ابھی میو ہسپتال میں visit بھی کر سکتے ہیں اس کے علاوہ یہ میرے ساتھ گنگارام ہسپتال چلے جائیں سروسز ہسپتال چلے جائیں۔جتنی مرضی مہنگی ادویات ہوں وہ ایمرجنسی میں provide کی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ٹیسٹ بھی وہاں پر فری کئے جاتے ہیں۔Even کوئی head injury کا مریض آجاتا ہے اور اس کو اگر ہم ایم آر آئی کے لئے refer کرتے ہیں تو وہ بھی فری ہو جاتا ہے۔اس کے علاوہ وہاں پر جو Consultants ہیں ان کی ہم نے ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کیونکہ ان کو اس سلسلے میں ایڈیشنل سیلری دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ وہاں پر جو سپیشلسٹ کیڈر کے لوگ ہیں وہ بھی وہیں پر موجود رہتے ہیں۔ہر ٹیچنگ ہسپتال کے ساتھ ایک الائیڈ ہسپتال ہے اور الائیڈ ہسپتال کے ساتھ ایک میڈیکل کالج ہے۔میڈیکل کالج کے جو پروفیسر ہیں وہ visiting سرجن ہیں اور visiting Physicians ہیں۔انہوں نے صبح کو کلاس لینی ہوتی ہے اور وہ round the clock ward میں موجود نہیں ہوتے۔اس کے بعد جب وہ وارڈ میں round لیتے ہیں پھر وہ آؤٹ ڈور میں جاتے ہیں۔اگر ایمرجنسی میں کوئی مریض آجاتا ہے سپیشلسٹ کو کوئی problem آرہی ہے تو پروفیسر on call ہوتے ہیں ان کو بلایا جاتا ہے اور وہ ایمرجنسی میں آتے ہیں visit کرتے ہیں۔

جناب والا! SIMS پروگرام تو excellent ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔یہ تو صرف میں نہ مانوں والی بات ہے کیونکہ اپوزیشن نے کوئی نہ کوئی پوائنٹ کھڑا کرنا ہوتا ہے۔میں ان کو دعوت دیتی ہوں کہ یہ میرے ساتھ ابھی چلیں کسی بھی ایمرجنسی میں جائیں اور مجھے بتائیں کہ کہاں پر دوائیاں نہیں مل رہیں۔ابھی آٹھ دن پہلے خود وزیراعلیٰ نے گنگارام ہسپتال میں surprise visit کیا ہے۔اس visit کی کسی کو کوئی اطلاع نہیں تھی خود میرے علم میں بھی نہیں تھا۔وزیر صحت اور وزیراعلیٰ خود وہاں پر تشریف لائے اور ایک ایک چیز کو خود انہوں نے چیک کیا۔ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود تھے پھر اس کے بعد انہوں نے ہسپتال کا بھی visit کیا۔میں ان سے پوچھنا چاہتی

ہوں کہ یہ خود کبھی کسی ہسپتال میں گئے ہیں اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ کونسی دوائی نہیں ہے۔ مجھے یہ دوائی کا نام بتائیں تاکہ میں وہاں پر جاکر پتا بھی کروں۔ اب یہ تو انگور کھٹے ہیں والی بات ہے۔ میں کس سے جاکر بات کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے جو گفتگو فرمائی ہے، ان کی پہلے سمجھ آئی ہے اور نہ ہی آخر میں سمجھ آئی ہے کہ یہ کہہ کیا رہی ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر!

وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
جو نہ دے ان کو دل اور جو نہ دے مجھ کو دماغ
(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد شفیق انور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بڑی تفصیل سے اپنی گفتگو جاری رکھی اور ہمیں بتایا ہے کہ ہسپتالوں میں بہت زیادہ reforms کر کے ہم بہت facilities مہیا کر رہے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحبہ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کبھی یہ جنرل ہسپتال میں گئی ہیں اور وہاں جاکر حالات کا جائزہ لیا ہے کہ وہاں کس حد تک کرپشن چل رہی ہے اور کیا ہو رہا ہے، میں ان سے یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ وہاں سی ٹی سکین، ایم آر آئی اور دوسری تمام مشینیں کتنے دنوں سے خراب پڑی ہوئی ہیں اور کتنے دنوں سے بند ہیں؟ وہاں کے ڈاکٹر عمیر رشید ریڈیالوجسٹ نے باقاعدہ application دی ہے کہ اس ادارے کو بند کر کے مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ نے اتنی health reforms کی ہیں اور وہاں عوام کو facilities پیش کر رہے ہیں اس بارے میں انہوں نے وہاں جاکر کبھی چیک کیا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے، وہاں مریضوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے، مریضوں کے ساتھ کس طریقے سے بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے؟ کس طریقے سے لوگ ادھر ادھر پھر رہے ہیں وہاں جاکر دیکھیں پھر پتا چلے گا کہ پنجاب میں ایمرجنسی یا دوسری جگہ پر کتنی facilities مہیا کی جا رہی ہیں۔ آپ ان

کو چیک تو کریں اس قسم کی مشینوں کا بند ہونا اور خاص طور پر سی ٹی سکین اور ایم آر آئی، وہاں مریض صرف جنرل ہسپتال میں جاتے ہیں۔ یہ لوگوں کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ اس بارے میں چیک کریں اور گورنمنٹ اس معاملے پر خصوصی طور پر توجہ دے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے حضور یہ عرض کرتی ہوں کہ سی ٹی سکین ہوتا ہے کیونکہ پہلے سکین تو نہیں ہوتا ناں، سکین ٹائپ تو کوئی مشین نہیں ہے، سی ٹی سکین ضرور دو ہیں اور میں ابھی تین دن پہلے وہاں گئی تھی۔ ایک سی ٹی سکین مشین بہت پرانی ہے وہ condemn کر دی گئی ہے ہم نے تو نئی سی ٹی سکین مشین لے کر دی ہے اور جو ایم آر آئی کا کہہ رہے ہیں اس کا wear and tear کے لئے ایک دن ہوتا ہے اس دن کوئی ایم آر آئی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ اتنا sensitive instrument ہے ایک دن اس کی maintenance کے لئے ہوتا ہے اور باقاعدہ ایم آر آئی کے لئے ٹائم لیا جاتا ہے، اس کے لئے dine inject ہوتی ہے، ایم آر آئی کا contrast ہوتا ہے، اب اگر آپ چلے جائیں یا میں چلی جاؤں کہ جی ابھی میری ایم آر آئی کر دیں وہ تو ایسا نہیں ہوتا اس کے لئے باقاعدہ ٹائم لیا جاتا ہے پھر ڈاکٹر کو inform کیا جاتا ہے، تمام چیزیں، injections available کروائے جاتے ہیں اور وہاں پر غریبوں کے لئے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بھی ہے، ایم آر آئی زکوٰۃ سے بھی free ہوتی ہے، جو affordable ہیں ان سے صرف 1500/- روپے لئے جاتے ہیں جبکہ بازار میں تو 10/10 ہزار کی بھی ایم آر آئی نہیں ہو رہی اگر آپ شوکت خانم میں جائیں یا لاہور کے کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں جائیں وہاں تو مشینیں ہی خراب پڑی ہیں، سارا load تو جنرل ہسپتال پر ہے، یہ آپ کس طرح کہہ رہے ہیں، ایک مشین چل رہی ہے یہ میرے ساتھ چلیں۔ آپ ایسے گپیں نہ لگایا کریں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ابھی محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ نے کہا کہ وہاں پر کون سی میڈیسنز نہیں ملتی ہیں۔ میں انہیں میڈیسن بتاتا ہوں میں ایک مریض کے ساتھ وہاں پر گیا تھا۔ Dobutrex, Zofnol and Zestril وہاں پر ایمرجنسی میں available نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ یہ بتا دیں۔ میں خود مریض کو لے کر گیا تھا اور یہ ڈاکٹر ہیں یہ بھی بتا دیں یہ کس کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: آپ کو نہیں پتا Dobutrex cardiac activity بڑھانے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہاں ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں ڈسپنسر نہیں بیٹھے ہوئے۔ (قہقہے) دوسرا یہ کہ یہ کہانی کی گئی ہے اس وقت کھڑے ہو کر کیوں نہیں بتایا۔ وہ ساتھ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو کارڈیالوجسٹ ہیں ان سے پوچھ لیا کہ کیا کیا لکھ کے بتاؤں۔ وہ میرے سامنے discuss کر رہے تھے میں نوٹ کر رہی تھی میں نے کہا بعد میں جواب دیتی ہوں۔ انہیں کہیں کوئی اپنی عقل بھی استعمال کیا کریں وہ دوائی بتائیں جو مانی بھی جائے۔ Dobutrex تو یہاں لاکھوں وائلز پڑی ہوئی ہیں وہ تو پہلے بھی ہوتی تھی اور ایمرجنسی ہے تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں کہتی ہوں کہ زلزلہ کیوں آتا ہے اسی جھوٹ سے آتا ہے۔ (قہقہے)

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری بات سنیں۔ اس پر صرف mover ہی بات کر سکتے ہیں یہ کوئی general discussion نہیں ہے۔ راجہ صاحب نے بھی بات کر لی ہے، mover نے بھی کر لی ہے۔ چلو آپ بھی کر لیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایوان میں ہسپتالوں کی کارکردگی کے بارے میں discuss ہوا تھا جس میں رانا ثناء اللہ صاحب اور میرا خیال ہے میری بہن طاہرہ منیر صاحبہ نے لاہور کے کچھ major hospitals میں discrepancy بتائی تھی جس میں سروسز، گنگارام اور میو تھا۔ ہیلتھ منسٹر اور چیئرمین صاحب کی موجودگی میں discussion ہوئی اور ایک کمیٹی بنائی گئی کہ یہ ہسپتالوں میں visit کرے گی۔ اس کمیٹی کو inform ہی نہیں کیا گیا، اس کمیٹی میں پارلیمانی سیکرٹری، sitting committee کا ایک ممبر اور any other member جو وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں شامل تھے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحبہ اس کمیٹی کی کیا information لے کر آئی ہیں اور اس کے بارے میں ایوان کو بتائیں۔ اس سے انہیں سارا کچھ پتا لگ جائے گا کہ یہ کس طرح ہے۔ اگر یہ بات ٹھیک تھی تو پھر انہوں نے اپوزیشن کے ممبرز اور کمیٹی کے ممبرز کے ساتھ کیوں نہیں visit کیا۔ انہوں نے اکیلے جا کر چائے پی اور پروٹوکول لے کر آ گئی ہیں۔ یہ جب پارلیمانی سیکرٹری بنیں اور مجھے پتا ہے یہ بڑی محنت کر رہی ہیں ان کی محنت کا یہ حال ہے کہ یہ یہاں سے پنجاب کو چھوڑ کر میرپور (آزاد کشمیر) میں چلی گئیں اور وہاں کے ایم ایس کو جا کر

سرکاری گاڑی میں directions دینے لگ گئیں تو انہوں نے فون کر کے مجھے کہا کہ اپنی پارلیمانی سیکرٹری کو بتائیں کہ ان کی حدود کہاں ختم ہوتی ہے۔(قہقہے)

جناب سپیکر: جی، شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: [******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں خود کشمیری ہوں۔ میرے ہزار رشتے دار رہتے ہیں مجھے گاڑی کی کیا ضرورت، میرے آگے پیچھے مرسیڈیز، پجیرو سب پھرتی ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: محرک چونکہ اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion dispose of ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے جو بات کی ہے ان کے ہسپتالوں کی بڑی اچھی condition ہے اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب نے اس بارے میں نشاندہی کی ہے۔ یہ CMIT کی رپورٹ میرے پاس ہے۔ اس سے پہلے یہ معاملہ میں نے اور طاہرہ منیر صاحبہ نے اٹھایا تھا اس کے اوپر باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں اس وقت کے ہیلتھ منسٹر ڈاکٹر طاہر علی جاوید موجود تھے، فرزانہ نذیر صاحبہ موجود تھیں، سیکرٹری ہیلتھ موجود تھے اس میں CMIT کو انکوائری کے لئے کہا گیا۔ یہ CMIT کی رپورٹ میرے پاس ہے اگر ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کہیں تو میں انہیں پیش کر دیتا ہوں اس میں انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر کروڑوں روپے کے گھپلے ہیں اور گنگا رام ہسپتال کے ایم ایس پر کروڑوں کے گھپلوں کا الزام ہے اور انہوں نے کہا

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے کہ کافی سالوں سے ڈائریکٹر فنانس کو وہاں پر رہنے نہیں دیتے اور مشتاق قریشی نامی آدمی کو انہوں نے ایڈہاک پر رکھا ہوا ہے اس سے ڈائریکٹر فنانس کی ڈیوٹی لیتے ہیں۔ وہ غلط کام کرتا ہے اور ایم ایس گنگا رام ہسپتال کے خلاف یہ کروڑوں روپے کے گھپلوں کی نشاندہی ہے۔ یہ CMIT کی رپورٹ ہے اور اس رپورٹ کو ہوئے کوئی ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا تو ان کے ڈیپارٹمنٹ کی یہ حالت ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میڈیسن کا different ہے۔ CMIT بھی چیف منسٹر نے اس لئے بنائی تھی کہ ہم ensure کرنا چاہ رہے تھے کہ جو فنڈ دیا جا رہا ہے کتنا ہماری پبلک پر use ہو رہا ہے اور حالت تو انہوں نے پہلے سے بگاڑی ہوئی تھی، پی پی کے دور میں اور سابق دور میں لوٹ مار مچی ہوئی تھی، یہ وہی لوگ تھے ناں آہستہ آہستہ اصلاح ہوتی ہے۔ اس میں ہسپتال کی دوائیوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ انکوائری ہوئی ہے میں اپنے معزز ممبر کو کہتی ہوں کہ اس مشتاق کو وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ وہ دو مہینے پہلے سے وہاں پر موجود نہیں ہے۔ ایم ایس کے خلاف انکوائری چل رہی ہے ہم کسی کو spare نہیں کریں گے۔ کسی نے ایک ایک penny جو کھائی ہو گی ہم اسے واپس لائیں گے کیونکہ ہم سب اچھا کی رپورٹ کبھی نہیں دیتے۔ بات ایمرجنسی کی ہو رہی تھی، ایمرجنسی اور یہ ہسپتال ایڈمنسٹریشن، یہ دونوں different چیزیں ہیں۔ ایمرجنسی کا بجٹ علیحدہ ہوتا ہے۔ یہ ہسپتال اور کالج کا بجٹ ہے اس پر ہمارے چیف منسٹر پنجاب نے ٹیم تشکیل دی تھی اور اس کے مطابق یہ ساری انکوائری چل رہی ہے۔ جو بھی فراڈ میں ملوث پائے گئے انہیں 100 فیصد سزا ملے گی۔ مشتاق اور وہ جونیئر کلرک وہاں سے فارغ ہیں۔

جناب سپیکر: راناثناء اللہ خان صاحب!

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ سی ایم آئی ٹی وزیر اعلیٰ نے بنائی ہے۔ سی ایم آئی ٹی جو وزیر اعلیٰ نے بنائی ہے اس کی رپورٹ میں کروڑوں روپے کے گھپلوں کی نشاندہی ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ میڈیسن سے متعلقہ نہیں ہے اور وہ وہاں پر مریضوں کے میڈیسن کے پیسے میں کرپشن کرتے ہیں۔ یہ سی ایم آئی ٹی کی رپورٹ ہے۔ وہ تو رپورٹ کر چکی ہے لیکن اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا۔ میں تو آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ جو لوگ guilty قرار پائے گئے تو ان کو سزا دی جائے گی۔ حتمی فیصلے سے قبل یہ رپورٹ بھی دیکھی جائے گی اور محکمانہ انکوائری بھی دیکھی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں محکمہ انکوائری کر چکا، سیکرٹری ہیلتھ نے اپنی رپورٹ دی، اس کے بعد اس رپورٹ کے اوپر سی ایم آئی ٹی سے کہا گیا، سی ایم آئی ٹی نے پورا probe کیا، اس کے بعد اس نے رپورٹ دی، اس کے بعد وہاں پر جو ڈائریکٹر فنانس یاسمین قریشی تھیں انھوں نے رپورٹ دی کہ یہاں پر اس طرح سے کروڑوں روپے کے گھپلے ہو رہے ہیں۔ انھوں نے وہاں پر دفتر کو تالا لگا کر اس کا گیٹ بند کر دیا اور اس کے بعد اس کو repatriate کر دیا۔ آج بھی وہاں پر کوئی ڈائریکٹر فنانس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سی ایم آئی ٹی کی رپورٹ آ چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: ڈاکٹر طاہر صاحب بیٹھے ہیں۔ ان کو ذرا اٹھائیں ان کو اس سارے مسئلے کا پتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! پہلے تو یہ بتائیں کہ یہ میڈیسن کا کہہ رہے ہیں۔ یہ تو ڈویلپمنٹ کا فنڈ تھا اور اس پر مکمل انکوائری ہوئی۔ جس محترمہ کی یہ بات کر رہے ہیں ان کے تو کوئی باقاعدہ آرڈر تھے، وہاں سے ہر روز کوئی ڈائریکٹر فنانس تبدیل کیا جاتا ہے اور نہ ہی گورنمنٹ کی اس طرح کی کوئی ہدایات ہیں۔ یہ جو انکوائری کی رپورٹ آئی ہے اس پر ابھی مزید انکوائری ہو رہی ہے تاکہ کوئی lacuna باقی نہ رہے کہ چور یا اس طرح کا فرد بچ سکے۔ اس طرح straight تو نہیں ہے کہ جس نے جو رپورٹ کر دی تو ہو گیا۔ اس رپورٹ کی دوبارہ انکوائری بھی کی جاتی ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایسا مجرم جس کے پیچھے کوئی ہاتھ ہو وہ بچ جائے۔ اس پر باقاعدہ سزا ملے گی اور یہ انکوائری کے بعد ہو گا اور اس کی رپورٹ ایوان میں ایک مہینے کے بعد پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کمیٹی کا میں بھی ایک رکن تھا اور میں آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ نے اس کمیٹی میں ان ایم ایسز کے سامنے تین دفعہ یہ request کی کہ ہم ابھی چلتے ہیں اور چل کر ہسپتال کا visit کرتے ہیں۔ انھوں نے مجھے بھی کہا کہ چلیں لیکن ایم ایس کا مافیا اتنا سخت ہے۔ اس وقت جو وزیر صحت تھے وہ بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹر فرزانہ کے تین دفعہ کہنے کے باوجود کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہاں ابھی چلتے ہیں۔ میں نے بھی کہا تھا کہ ہاں چلیں ابھی چل کر دیکھتے

ہیں۔ میں آپ کو آج ایک اور بات بتاتا ہوں کیونکہ ابھی میری تحریک آنی ہے۔ انہی دنوں میں لوہاری مارکیٹ پر ریڈ ہوا، وہاں سے ہسپتال سے چوری کی ہوئی دوائیاں وہاں پر پائی گئیں۔ تفصیل میری جیب میں ہے وہ میں ابھی پیش کر دیتا ہوں۔ گورنمنٹ اربوں روپے کی دوائیاں دے رہی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دوائیاں مسلسل چوری ہو رہی ہیں اور اس میں ہر ہسپتال top پر ہے اور چوری کی ہوئی دوائیاں بک رہی ہیں۔ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ یہ بات مانیں کہ انھوں نے تین دفعہ یہ کہا تھا کہ مجھے ابھی لے کر چلیں تو میں نے ان کو support کیا تھا۔ وہ کتنا طاقتور مافیا تھا کہ جس نے کہا کہ ابھی نہ جائیں اور پھر ہم اس کمرے سے اس طرح باہر نکل آئے جیسے ابھی ہم جوئے میں کچھ ہار گئے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کمیٹی بنتی بھی ہے یا ابھی کچھ ہوتا بھی ہے تو اس کا ہمیں کیا فائدہ ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے آج ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم پر شفقت فرماتے ہیں اور آپ کسی تحریک التوائے کار کو in order قرار دے دیتے ہیں تو میں آپ کو پچھلے ڈیڑھ سال کا تجربہ بتاتا ہوں کہ ہیلتھ پر آپ نے ایک تحریک التوائے کار sexual medicine اور ایک ایجوکیشن یونیورسٹی پر پاس کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہاں اس کو ایوان میں لایا جائے گا۔ آج تک وہ زیر بحث نہیں آئیں۔ بات یہ ہے کہ آپ تحریک التوائے کار کو Ok کر دیتے ہیں تو پھر اس کے لئے کوئی time limit ہونی چاہئے کہ اتنے دن کے بعد یہ آئے گی۔ جب matter خود ہی infectious یا finish ہو جاتا ہے تو لوگ ہمیں برا بھلا کہتے ہیں۔ میں نے جعلی بوتلوں پر تحریک التوائے کار دی، آپ نے مہربانی فرمائی تھی اور آپ نے Ok کیا لیکن آج تک دوبارہ نہیں آئی۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ اس کا جواب دیں کہ ان کے پاس پھر کیا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب، ایک چیز کی میں وضاحت کر دوں کہ کوئی ایسی تحریک pending نہیں ہے کہ جو میں نے in order قرار دی ہو اور اس پر بحث نہ کرائی گئی ہو۔ کوئی ایک بھی نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پورا ہاؤس سن رہا ہے۔ آپ نے sexual medicines پر مہربانی کر کے کہا تھا کہ ہاں اس کو ہم سنیں گے۔ میں صرف دو گزارشات کروں گا۔ آپ نے ایک اس پر اور ایک آپ نے یونیورسٹی کی اڑھائی ہزار کنال زمین پر کہا تھا۔ وہ بھی ویسے کی ویسے ہی pending ہے۔ یہاں تحریک التوائے کار اتنی محنت سے آتی ہے۔ اگر آپ اس کو دوبارہ سن لیں کیونکہ یہ

معاملات اسی لئے بگڑتے جا رہے ہیں۔ چوریاں بھی ویسے ہی ہو رہی ہیں۔ جعلی بوتلیں بھی بک رہی ہیں۔ سب کچھ ہی ہو رہا ہے اور لوگ مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب، گزارش یہ ہے کہ جو تحریک التوائے کار منظور کی جاتی ہے۔ اس کی ہاؤس approval دیتا ہے، ہاؤس میں ووٹنگ ہوتی ہے اور اس کی approval کے لئے 1:6 اس کے حق میں ووٹ آئیں تو پھر اس کی approval ہوتی ہے۔ کیا ایوان کے اندر کوئی ووٹنگ ہوئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ووٹنگ تو واقعی نہیں ہوئی لیکن آپ کا کہہ دینا بھی تو رولنگ ہے۔

جناب سپیکر: میں تو رولز کے تابع ہوں۔ ہاؤس کو رولز کے مطابق ہی چلایا جاتا ہے۔ کوئی ایسی تحریک جو میں نے in order قرار دی ہو وہ آج تک pending نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آگے بھی نہیں ہو گی۔ جو بھی تحریک in order قرار دی جاتی ہے۔ اس پر دو دن کے اندر بحث کرا دی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی معزز چیئر کو اتنی discretion اور اتنا اختیار حاصل ہے کہ وہ رولز کے تابع نہیں ہے۔ آپ رولز کو کسی بھی مقصد کو carry out کرنے کے لئے relax کر سکتے ہیں۔ اس کا اختیار رولز میں آپ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: میں بھی تو قواعد و ضوابط کو ہی مدنظر رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہوں۔ اپنی مرضی سے من مانی تو نہیں کر سکتا۔ میرا یہ مطلب ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس میں دیکھیں کہ سیکرٹری ہیلتھ کی رپورٹ ہے، سی ایم آئی ٹی کی انکوائری رپورٹ ہے اور اس کے بعد یہ جو ہسپتال ہیں جیسے گنگا رام اور دوسرے ہسپتال ہیں۔ ان کو independent قرار دے دیا گیا ہے۔ اب یہاں پر ماسوائے ایک ڈائریکٹر فنانس کے گورنمنٹ کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ باقی سارا جو بورڈ آف مینجمنٹ ہے۔ اس میں وہ سارے خود ممبرز ہوتے ہیں وہ جو چاہیں وہ کرتے رہیں صرف financial discipline کو in order کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کا صرف ایک ہی نمائندہ ہوتا ہے جو ڈائریکٹر فنانس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور وہاں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پنجاب گورنمنٹ کروڑوں اربوں روپے کا فنڈ وہاں پر دے رہی ہے۔ اب گنگا رام ہسپتال میں ڈائریکٹر فنانس ایک سال سے نہیں، دو سال سے نہیں پچھلے چار پانچ سال سے جو وہاں جاتا ہے اس کو دوسرے تیسرے مہینے فارغ کر کے بھیج دیتے ہیں۔ اب جس دن یہ

معاملہ اس اسمبلی میں اٹھایا گیا اور اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی، سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں سی ایم آئی ٹی کی انکوائری کا فیصلہ ہوا، وہاں پر سیکرٹری ہیلتھ کی رپورٹ آئی، وہاں پر ڈاکٹر طاہر صاحب بیٹھے تھے تو سب نے کہا تھا کہ یہ حالات بڑے خراب ہیں۔ اس وقت وہاں پر جو ڈائریکٹر فنانس تھیں غالباً ان کا نام یاسمین قریشی تھا۔ وہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ ان کے دفتر کو زبردستی تالا لگا کر باہر کیا تو یہ illegal ہے، آپ دوبارہ ان کو ڈیوٹی دیں اور وہ بطور ڈائریکٹر فنانس پنجاب گورنمنٹ کے نمائندے کے طور پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں۔ اب یہ دیکھیں کہ اس ہاؤس کا تقدس دیکھیں اور اس کمیٹی کی direction کی حالت دیکھیں کہ انھوں نے جا کر اس کو بجائے اس کے کہ بطور فنانس ڈائریکٹر ڈیوٹی دیتے جیسے شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا ہے کہ manage کر کے ایم ایس مافیا نے انھیں دوبارہ وہاں سے transfer/repatriate کروا دیا۔ اس کے بعد آج تک وہاں پر کوئی ڈائریکٹر فنانس تعینات ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ پہلے بھی سٹینڈنگ کمیٹی میں discuss ہوا ہے۔ اسی کے نتیجے میں یہ ساری انکوائریاں ہوئی ہیں۔ ان انکوائریوں پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے تقدس کے پیش نظر اور آج کی جو discussion ہے۔ یہ result less نہ رہ جائے تو اس کے لئے میں سمجھتا ہوں اس معاملے کو آپ دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کریں جو اس کو مانیٹر کرے اور اس کے اوپر جو requisite action ہونا چاہئے۔ یہ غریب لوگوں کا پیسا ہے جو ادویات کے لئے ہے۔ یہ کروڑوں روپیہ ہے جو ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ کافی دیر سے چل رہا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اصولی طور پر میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگرچہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے کوئی انکوائری کی ہے اور حتمی طور پر اس کی رپورٹ دی ہے تو پھر اس رپورٹ کی روشنی میں کوئی فیصلہ ہونا چاہئے اور کارروائی بھی ہونی چاہئے اس میں کوئی دوسری رائے نہ ہے۔ اب مجھے معلوم نہ ہے کہ کب یہ رپورٹ آئی ہے یہ تو کاغذات دیکھ کر ہی کچھ کہا جا سکتا ہے یہاں پر منسٹر CMIT موجود ہیں۔ میرے خیال میں رانا صاحب ساری تفصیل ان کو دے دیں۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں صرف اس حد تک آپ کو یقین دہانی ضرور کرا سکتا ہوں کہ جو بھی CMIT کی

recommendations ہیں خواہ وہ کسی کے ساتھ کارروائی کی ہے یا جو بھیrecommendations ہیں انشاء اللہ تعالیٰ حکومت کی طرف سے من وعن اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب ٹھیک ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس کے لئے کوئی مناسب حکم فرما دیں تاکہ یہ بات on recordآ جائے۔

جناب سپیکر: آپ وزیرCMITکے ساتھ وقت طے کر لینا وزیر قانون بھی آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر میں جیسا کہ جناب کے علم میں ہے کہ ٹریفک کے بے تحاشا مسائل ہیں اور لوگ گھنٹوں ٹریفک میں پھنسے رہتے ہیں۔ اسمبلی کے رولز اینڈ پروسیجر یا قانون میں وفاقی اور صوبائی سول سیکرٹریٹ ہیں ان کے ملازمین کو یہ سہولت حاصل ہے کہ ان کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دی جائے۔

جناب سپیکر! 08-2007 کا بجٹ بننے جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس میں چار یا پانچ بسیں اسمبلی سیکرٹریٹ یا سول سیکرٹریٹ کے ملازمین کی آسانی کے لئے اور ٹریفک کے مسائل سے ان کو بچانے کے لئے اور in time دفاتر تک پہنچانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ وزیر صاحب سے ان کے چیمبر میں ملاقات کر لیں میں بھی ان سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو دیکھ لیں۔ محترمہ مصباح کوکب ایڈووکیٹ نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ1997 کے قاعدہ32---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا ایک بڑا اہم بل ہے۔ میری استدعا ہے کہ اگر آپ پہلے اس کو take up کر لیں اس کے بعد باقاعدہ خواتین کی قرارداد آئے اس میں خواتین کو بولنے کا موقع دیا جائے اور جتنی مرضی discussion کریں ہم اس میں حصہ لیں گے۔ کیونکہ اس کے لئے زیادہ وقت چاہیئے ہو گا اس لئے میں گزارش کروں گا کہ پہلے بل کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! گزارش یہ ہے کہ جب آپ نے اجازت دینی ہے تو ہاؤس کی کارروائی معطل کرنی ہے۔ جب ساری کارروائی مکمل ہو جائے گی تو پھر کون سی کارروائی معطل کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دستی صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو وقت دوں گا۔ یہ قرارداد بڑی ضروری ہے۔ اس کو پہلے کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: مجھے آپ تھوڑا وقت دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو وقت دوں گا۔ آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ محترمہ مصباح کوکب ایڈووکیٹ نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

قرارداد

خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید مؤثر قانون بنانے کا مطالبہ

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس دور میں خواتین کو اسلام میں دیئے گئے حقوق کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ خواتین کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمائندگی سے لے کر حقوق نسواں ایکٹ کی منظوری تک حکومت کے اقدامات اپنی مثال آپ ہیں جس پر پنجاب اسمبلی میں موجود خواتین فخر کرتی ہیں۔ حکومت پاکستان کے وژن اور خواتین کو حقوق دلانے کے لئے ان کی commitment پر یہ ایوان ان کا شکریہ ادا کرتا ہے بلکہ مستقبل میں بھی ملک و قوم اور خواتین کے حقوق کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات پر اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے نیز خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی ادارے بھی قائم کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس دور میں خواتین کو اسلام میں دیئے گئے حقوق کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ خواتین کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمائندگی سے لے کر حقوق نسواں ایکٹ کی منظوری تک حکومت کے اقدامات اپنی مثال آپ ہیں جس پر پنجاب اسمبلی میں موجود خواتین فخر کرتی ہیں۔ حکومت پاکستان کے وژن اور خواتین کو حقوق دلانے کے لئے ان کی commitment پر یہ ایوان ان کا شکریہ ادا کرتا ہے بلکہ مستقبل میں بھی ملک و قوم اور خواتین کے حقوق کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات پر اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے نیز خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی ادارے بھی قائم کئے جائیں۔"

RANA SANAULLAH KHAN: I oppose it

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it

SH IJAZ AHMAD: I oppose it

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: I oppose it

MR SAMI ULLAH KHAN: I oppose it

MS AZMA ZAHID BOKHARI: I oppose it

MRS TAHIRA MUNIR: I oppose it

DR SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it

جناب سپیکر: جی، اے رانا ثناء اللہ صاحب، سید احسان اللہ وقاص، شیخ اعجاز صاحب، بگو صاحب آپ تو کہتے تھے کہ کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کو چاہئے تھا کہ یہ جنرل پرویز مشرف کو خراج تحسین نہ پیش کرتیں بلکہ یہ خواتین کے حوالے سے بات کرتیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ انہوں نے معاملے کو سیاسی بنانے کی کوشش کی ہے اس لئے ہم نے اس کو oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناثناء اللہ خان آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پہلے محترمہ عظمیٰ بخاری کو وقت دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد مجھے بھی نمبر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو اس لئے oppose کرتی ہوں کیونکہ میں سمجھتی تھی اور میرا خیال تھا کہ جتنی خواتین یہاں ایوان میں بیٹھی ہیں کم از کم آج خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے کم از کم آج پارٹی بازی سے بالا تر ہو کر مشرف نامہ اور پرویز الٰہی نامہ سے ہٹ کر آج خواتین کے لئے کوئی بات کی جائے گی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج بھی وہی روایت۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہاؤس in order ہوگا تو میں بات کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں کہہ رہی تھی کہ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے تو ہم نمائندگی کی بات کر رہے ہیں لیکن رولز آف پروسیجر کا شاید یہاں پر موجود کسی خاتون کو معلوم نہیں ہے کہ کوئی بندہ بات کر رہا ہو تو چاں چاں نہیں کی جاتی کیونکہ ہاؤس ان آرڈر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں آج خواتین کے عالمی دن کے موقع پر خواتین کے حوالے سے ہی بات کرنی چاہئے۔ ہمیں کسی پارٹی وابستگی سے بالا تر ہو کر صرف آج عورتوں کے issue پر بات کرنی چاہئے۔ مشرف نامہ اور پرویز الٰہی نامہ بیان کرنے کے لئے سال کے 364 دن باقی ہیں اور وہ یہ کرتی رہتی ہیں لیکن کم از کم آج ہی ہمدردانہ طریقے سے عورتوں کی کوئی بات کی جاتی اور جس خراج تحسین کی انہوں نے بات کی ہے تو کچھ باتیں میں بھی کرنا چاہتی ہوں کہ جو خراج تحسین یہ پیش کرنا چاہتی ہیں تو یہ figures اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں صرف ایک سال 2006 کا بتاتی ہوں جس میں 600 کے قریب خواتین غیرت کے نام پر قتل ہوئیں جو کہ 2005 سے دگنا ہے۔ گزشتہ چھ ماہ

میں صرف خواتین کے خلاف تشدد اور جرائم کا 6660 figures مقدمات ہیں اور جس عالمی دن کے اوپر آج ہم بات کر رہے ہیں اور ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اس ملک اور اس صوبہ پنجاب میں 157 خواتین نے غربت اور گھریلو تشدد کی وجہ سے خودکشی کی ہے۔ آج خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے باتیں ہوں گی، سیمینارز ہوں گے، تقاریر ہوں گی لیکن کیا خواتین کا عالمی دن ہم سے صرف یہ ڈیمانڈ کرتا ہے کہ آج کے دن تقاریر ہوں، آج کے دن پر نمبر ٹانکنے کی کوشش کی جائے اور جو ایک وزارت خالی ہے اس پر عورتوں کے نام پر دوڑ شروع کر دی جائے تو میرے نزدیک یہ بالکل عورتوں کی کاز سے غداری ہو گی کیونکہ ان 157 عورتوں کے بارے میں آج ہم نے بات کرنی ہے جنہوں نے غربت کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے اندر خودکشیاں کی ہیں، جنہوں نے گھریلو مسائل کی وجہ سے خودکشی کی تو ان کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ میں ایک اور figure دینا چاہوں گی کہ ہمارے غیر رسمی شعبہ میں ایک کروڑ سے زائد خواتین اس ملک میں کام کرتی ہیں اور صرف لاہور میں پانچ لاکھ سے زائد خواتین گھریلو ملازمہ ہیں اور بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ ان خواتین کو لیبر فورس میں شمار کیا جاتا ہے نہ ہی ان کے بارے میں کوئی اعداد و شمار موجود ہیں۔ چونکہ ان کے اعداد و شمار نہیں ہیں تو ہم ان کے بارے میں کیا بات کر سکتے ہیں اور ہم ان کو کیا کہیں گے اور ان کی روزانہ آمدنی کے بارے میں بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ -/50 سے -/100 روپے ہے۔ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے مان لیا کہ اس ہاؤس میں آنے سے بہت سی خواتین کی حالت بدل گئی ہے لیکن ان خواتین کے بارے میں سوچیں جو غربت کی وجہ سے خودکشی کرتی ہیں اور جن کی روزانہ آمدنی -/50 سے -/100 روپے کے درمیان ہے۔ مجھے بتائیے کہ جس عورت کی روزانہ آمدنی -/50 سے -/100 روپے کے درمیان ہے تو اس عورت کی غربت کا عالم کیا ہو گا؟ جہاں چینی کی کیا قیمت ہے؟ جہاں آٹا کس قیمت پر مل رہا ہے؟ گھی کی قیمتیں آپ نے دیکھیں کہ پچھلے دنوں اس طرح اضافہ کیا گیا اور پھر کہا کہ یوٹیلٹی سٹورز پر ہم گھی سستا بیچیں گے تو اس پر بھی میں کہنا چاہوں گی کہ ان کی حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار کے بیٹے کی ایک فرم ہے اور خاص طور پر اس فرم کی پروموشن کے لئے گھی کی یوٹیلٹی سٹورز پر قیمتوں میں کمی کا اعلان کیا گیا ہے جو قابل مذمت ہے کہ یہ حکومت غربت تو ختم کر نہیں کر سکی اب غریب کا مذاق تو مت اڑائے۔ غریب کا مذاق اڑانا تو خدا کی ذات بھی پسند نہیں کرتی تو اب یہ کون سے دعوے ہیں اور کون سا خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں۔ صوبہ پنجاب کے اندر کس عورت کی حالت بدلی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ مذہب کے نام پر اس ملک میں آج بھی

عورت دوسرے درجے کی شہری ہے اور عورت کا استحصال اس کے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ شوہر استحصال کرتا ہے، بھائی اور باپ کی بچی ہوئی روٹی عورت کھاتی ہے اور ان کی خدمت کرتی ہے اور خواتین کا گھر سے ہی استحصال شروع ہوتا ہے۔ شوہر آتا ہے پھر بیٹا آتا ہے اور عورت کا مقام صرف قبر رہ جاتی ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ کس چیز کا یہ خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں؟ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے خراج تحسین کی بات کی ہے۔ اس ملک میں عورت کے خلاف کتنے فیصد جرائم میں کمی ہوئی ہے اور کون سی عام عورت کی حالت بہتر ہوئی ہے، کس مہنگائی میں کمی ہوئی ہے، کس غربت میں کمی ہوئی ہے؟ تو یہ کس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں شرم آنی چاہئے انہیں یہ بات کرتے ہوئے کہ ہم حکومت کو خراج تحسین پیش کرنے کی بات کرتے ہیں جبکہ ایک عام عورت خود کشی کر رہی ہے۔ اس دور میں ایک عام عورت کی حالت کیا ہے اور سرمایہ کاری کے نام پر اس ملک میں عورت کا استحصال جاری ہے۔ ہمارے ملک میں عورتوں کے اوقات کار میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے اور عورت تو لیبر قوانین میں بھی دوسرے درجے کی شہری ہے کیونکہ اسے لیبر قوانین میں بھی کوئی سہولت فراہم نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر! میں بھٹہ مزدور عورتوں کی بات کرنا چاہوں گی کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ آج ہمیں اپنے سے ہٹ کر بات کرنی چاہئے تھی، آج ہمیں محنت کش کی بات کرنی چاہئے تھی، آج ہمیں بھٹہ خشت عورتوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کی بات کرنی چاہئے تھی اور جو عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کے اوپر کتنے مظالم ہوتے ہیں، اس کے اوپر کتنا جنسی تشدد کیا جاتا ہے، sexual harassment کی اس ملک میں کیا تعداد ہے؟

جناب سپیکر! اس پر بات کریں اور اگر آج مشرف کے لئے بات نہ کریں تو اس سے کیا ہو جائے گا۔ آج تو کم از کم جن عورتوں کے نام پر اسمبلیوں میں بیٹھی ہیں ان کے بارے میں بات کر لیں۔ آج یہ حلال کر دیں کہ آپ کن عورتوں کے لئے بیٹھی ہیں جن کے نام کی تنخواہیں لیتی ہیں، جن کے نام کی مراعات لیتی ہیں اور یہ آج مشرف صاحب اور حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں۔ [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کارروائی سے آپ بے شک پوری تقریر حذف کر دیجئے لیکن میں آج کوشش کر رہی ہوں کہ شاید حکومتی بنچوں کی خواتین کے ضمیر جھنجھوڑ سکوں، ان سے پوچھ سکوں کہ خدارا! ان خواتین کے بارے میں سوچیں جن کے نام پر یہاں آئی ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں اجتماعی خودکشیاں شروع ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک گھر میں ایک بندہ خودکشی کیا کرتا تھا اور آج یہ اس ملک میں حکمرانوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں لیکن میں ایسے حکمرانوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے غریب سے ایک وقت کی روٹی چھین لی ہے۔ میں انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے غربت میں اضافہ کیا ہے اور اس بات پر بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ حقوق نسواں کے نام پر ہم نے ان کا ساتھ دیا چونکہ عورت کی بات تھی اور عورت کے حق کی بات تھی لیکن کیا کیا کہ اس میں بھی آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کیا گیا۔ اگر یہ عورت کے اس issue سے اتنا loyal ہوتے تو، حدود آرڈیننس کو ایک طرف مانتے ہیں کہ یہ غلط ہے، یہ عورتوں کے خلاف امتیازی قانون ہے اور دوسری طرف ہم اس کو رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے خلاف ایک parallel قانون بنا رہے ہیں، تو یہ خراج تحسین انہیں پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس ملک میں جو کبھی نہیں ہوا کہ آج ملک میں اجتماعی خودکشیاں ہو رہی ہیں اور ایک گھر سے پانچ پانچ۔۔۔

(اس مرحلہ پر ارجنٹائن کا ایک پارلیمانی وفد سپیکر گیلری
میں اسمبلی کی کارروائی دیکھنے کے لئے داخل ہوا)

MR SPEAKER: Thank you. Madam! I have been told that the Parliamentary delegation from the Argentina is in the Speaker's Box. I welcome the delegation in the Punjab Assembly.

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں wind up کروں گی صرف اس سوچ اور فکر کے ساتھ کہ میں چاہتی ہوں کہ آج میرے دائیں ہاتھ والی سائیڈ سے میری بہنیں اٹھیں اور وہ کسی وزارت کی دوڑ میں شامل نہ ہوں، وہ کسی مراعات کی دوڑ میں شامل نہ ہوں اور وہ آج عام عورت کی بات کریں۔ آج اس عورت کی بات کریں جو بچوں کو زہر دے دیتی ہے کیونکہ اس کے گھر میں روٹی نہیں پکتی۔

جناب سپیکر! آج اس عورت کی بات کریں جس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے لیکن وہ اپنا پرچہ درج نہیں کروا سکتی کیونکہ اس کی بے عزتی ہوتی ہے۔ان عورتوں کی بات کریں اور انہیں خراج تحسین پیش کریں جن عورتوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں لیکن پھر بھی ظلم کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئیں۔ان عورتوں کی بات کریں جو عورتیں اس صوبے میں ظلم کا شکار ہونے کے باوجود زندہ ہیں جو آج ان عورتوں کو خراج تحسین پیش کرنے کا دن ہے۔آج میں خراج تحسین پیش کروں گی پنجاب کی اس عورت کو بلکہ ملک کی اس عورت کو جو ان تمام نامساعد حالات کی وجہ سے زندہ ہیں اور اگر میں دور نہ جاؤں تو اس بنچ پر بیٹھی ہوئی اس بہن کو یاد کروں گی جس کو اس ملک میں روشن خیالی اور ماڈریشن کے نام پر انتہا پسندی اور جنونیت کو فروغ دیا گیا۔کہاں یہ روشن خیالی ہے لیکن روشن خیالی نہیں تھی، انتہا پسندی کو فروغ دیا گیا، جنونیت کو فروغ دیا گیا اور آج اس سائیڈ پر میری وہ بہن موجود نہیں ہے جس کو جنونیت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

جناب سپیکر! آج اس عورت کو خراج تحسین پیش کریں جس نے شہادت قبول کی، جس کو مار دیا گیا۔آپ آج بھی مشرف نامہ بیان کرنا چاہتی ہیں تو آج اس عورت کی بات کریں جو آج اس حکومت اور ان حالات میں بھی زندہ ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ آج اس صوبے کی، اس ملک کی وہ تمام عورتیں خراج تحسین کی مستحق ہیں جو ان حالات میں جہاں حکمران ان سے جینے کا حق چھین رہے ہیں اور وہ زندہ ہیں۔میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب !

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ خواتین کے حقوق کی بات بھی ہونی چاہئے اور اس کا تحفظ بھی ہونا چاہئے اور اس سے متعلق جو لوگ کام کر رہے ہیں خواہ وہ خواتین ہوں یا مرد ہوں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہئے لیکن ٹریژری بنچز سے ہماری بہن نے غالباً انہوں نے باقی سب سے بھی consultation کی ہوگی یہ جو ریزولیوشن پیش کیا ہے اس پر میرا پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ خواتین کے دن کے حوالے سے میرا خیال ہے پچھلے سالوں میں کوئی اجلاس نہیں ہوا ہوگا تو آج اجلاس ہو رہا ہے اور آج پہلی مرتبہ یہ ریزولیوشن پچھلے چار سالوں میں اس ہاؤس میں ٹیبل کیا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی سفاکی ہے کہ اس میں شامل ہونا چاہئے تھا ان عورتوں کا نام جن عورتوں نے اپنے خلاف violence کے اوپر آواز اٹھائی اور ایسی جگہوں سے ایسے معاشرے سے اور ایسے علاقوں سے آواز اٹھائی جہاں پر کسی عورت کا آواز اٹھانے کا تصور نہیں

کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج مختاراں مائی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے تھا اور اس کا نام شامل ہونا چاہئے تھا کہ اس نے اس معاشرے میں اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جہاں پر بات کرنا بہت مشکل ہے، آج ڈاکٹر شازیہ کا نام شامل ہونا چاہئے تھا اور اس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے تھا کہ اس نے اپنے خلاف ہونے والے ظلم اور ایک ایسے ادارے جس کے خلاف بڑے بڑے لوگوں کو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اس نے ببانگ دہل یہ بات کہی کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اس کے مؤقف کے مطابق فلاں آدمی ملزم ہے اس کے حقوق کی کسی نے بات نہیں کی۔ اس کے حقوق اور اس کے ملزموں کو سزا دینے کے لئے کبھی ہماری بہنوں کو خیال نہیں آیا کہ یہاں پر یہ ریزولیوشن کریں کہ اس عورت کے ساتھ جو ظلم ہوا وہ تو چلو ہوا اور یہ بھی درست ہے کہ ملزم کو سزا نہیں ہوئی وہ ملک چھوڑ کر چلی گئی۔ نہ صرف یہ کہ ملزم نہیں پکڑا گیا اور اس کو سزا نہیں ملی بلکہ وہ عدم تحفظ کا اتنا شکار ہوئی کہ اس کا اس ملک میں رہنا مشکل ہو گیا آج اس ڈاکٹر شازیہ کا نام یہاں پر شامل ہونا چاہئے تھا، آج مختاراں مائی کا نام شامل ہونا چاہئے تھا آج اس قرارداد میں یہ بات آنی چاہئے تھی کہ وہ ہماری بہنیں جو بھٹہ مزدور ہیں اور کھیتوں کھلیانوں میں کام کرتی ہیں ان کا معاوضہ آج بھی پاکستان میں مردوں کے برابر نہیں ہے۔

اس ملک کی آبادی جو پندرہ سولہ کروڑ ہے اس میں غالباً 53 فیصد خواتین ہیں ان میں سے صرف چند بڑے لوگوں کی بیگمات، بڑے لوگوں کی بہنیں، بڑے لوگوں کے رشتہ دار آکر اسمبلیوں میں بیٹھ جائیں تو اس سے کیا آٹھ کروڑ خواتین کے مسائل حل ہو جائیں گے، کیا ان چند سو خواتین کے اسمبلیوں میں آنے سے وہاں پر وہ کروڑوں خواتین جو کھیتوں کھلیانوں میں کام کرتی ہیں وہ کروڑوں خواتین جو بھٹہ مزدور کے طور پر کام کرتی ہیں کیا ان کے مسئلے حل ہو جائیں گے، کیا آج اس ملک میں کوئی قانون موجود ہے؟ میرے حلقے کا یہ کیس ہے کہ شادی کے اٹھارہ سال بعد پانچ بچوں کو خاوند صاحب نے صرف اس بات پر کہ میں جب گھر پر اپنے کام سے واپس آیا تو اس نے میرے کہنے پر کھانا نہیں دیا اس وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو پانچ بچوں سمیت تشدد کر کے جوتے مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔ اس کا بھائی ان بچوں کو میرے پاس لے کر آیا کہ میں تو خود بہت مشکل سے گزارا کرتا ہوں اب ان پانچ بچوں کو میں کہاں سے پالوں؟ اب یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ بڑی لیجسلیشن ہو گئی ہے اور حقوق نسواں کا بل پاس ہو گیا ہے جنرل مشرف عورتوں کو پتا نہیں کہاں سے اٹھا کر کہاں پر لے گیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ آج کے قانون میں، آج کے پینل کورٹ میں، آج کے سول کورٹ میں کیا اس

عورت کے لئے اس ملک میں کوئی ادارہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو لے کر وہاں پر چلی جائے، اس کے بچوں کو تعلیم کا خرچہ ملے اور اس کو کھانے کو کچھ ملے اور وہ دربدر دھکے نہ کھائے اور وہ کسی عدالت کا جاکر دروازہ کھٹکھٹائے۔ آج نان ونفقہ کے لئے جو خواتین بچوں سمیت گھروں سے نکال دی جاتی ہیں ان کے کیسز کئی کئی ماہ سے پینڈنگ پڑے ہیں اور ان کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ مجھے بتائیں کہ جہیز کے کتنے کیس عدالتوں میں پینڈنگ ہیں اور عورتیں عدالتوں کے باہر صبح آکر شام تک بیٹھ کر تاریخ لے کر چلی جاتی ہیں اور ان کا کئی کئی ماہ تک فیصلہ نہیں ہوتا۔ یہ بتائیں کہ عام عورت جو میراتھن ریس میں نہیں دوڑ سکتی وہ بھٹے پر مزدوری کر سکتی ہے وہ اپنے گھروں میں ظلم برداشت کر سکتی ہے لیکن اس کے پاس میراتھن ریس میں دوڑنے کے لئے وقت نہیں ہے کہ وہ مال روڈ پر آکر ان حکمرانوں کے ساتھ میراتھن میں دوڑے۔ بھٹہ مزدور عورتیں اور عام معاشرے میں رہنے والی عورتوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ وہاں پر آکر کسی فائیو سٹار ہوٹل کی چھت پر ان حکمرانوں کے ساتھ بسنت منائیں۔ ان کے پاس ٹائم ہے اور نہ ان کے پاس ایسا اختیار ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان کروڑوں عورتوں کے لئے انہوں نے کوئی لیجسلیشن کی ہے تو ہمیں بتائیں۔ ان کے حقوق کے متعلق انہوں نے جو آواز اٹھائی ہے وہ بتائیں؟ یہاں اتنی خواتین بطور ممبر تشریف فرما ہیں اور چار ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ بجٹ اجلاس کے علاوہ ایک آدھ اجلاس اور ہو گا یہ بتائیں کہ یہ یہاں پر کونسی لیجسلیشن لے کر آئی ہیں۔ عورت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب عورت پر ظلم ہوتا ہے، جب اس کو گھر سے بچوں سمیت نکال دیا جاتا ہے اس کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ یا تو باپ کی چوکھٹ پر آئے اگر باپ نہیں ہے اور اکثر کیسز میں نہیں ہوتا تو پھر وہ بھائیوں کے گھروں میں دھکے کھائے یا پھر وہ کسی ایسے مافیا کا شکار ہو جائے کہ جہاں جاکر اس کی عزت رہے اور نہ زندگی رہے۔ یہ بتائیں کہ آج تک یہ کوئی ایسی resolution لائے ہیں؟ کہ ایسی عورتیں جب بھی کورٹ میں جائیں اور جاتے ہی پہلے دن ان کا خرچہ گورنمنٹ خود دے بعد میں اس کے خاوند یا جس کی بھی ذمہ داری بنتی ہے اس سے لے کر دے اس طرح کا کیا انہوں نے آج تک کوئی بل ٹیبل کیا ہے، کیا آج تک انہوں نے اس سے متعلقہ قرارداد لائے ہیں؟ ماسوائے اس بات کے کہ میراتھن ریس ہونی چاہئے اور بسنت منانی چاہئے یہ صرف چند خواتین فائیو سٹار ہوٹل کی چھتوں پر حکمرانوں کے ساتھ بسنت منالیں، یہ مال روڈ پر دوڑ لگالیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاشرے میں کروڑوں خواتین کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر! ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے میں ان کو موقع دیتا ہوں کہ یہ بات کریں۔
آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ آج کا resolution ان تمام خواتین کے [****] اس حوالے سے کہ آج سے چند یوم قبل ان کی کولیگ اور ہماری کولیگ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کی کولیگ ہماری کولیگ خواہ وہ کچھ بھی ہے، سرور مغل چاہے کچھ بھی موقف اختیار کرے اس کا یہ موقف کہ وہ حجاب میں نہیں تھی اور وہ سرعام مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی تھی اس نے کہا کہ میں نے پہلے بھی کال گرلز کو مارا ہے اور میں اس قسم کی خواتین پر حملے کرتا ہوں اور اس کے کہنے کے مطابق کہ میں یہ خدائی خدمت کر رہا ہوں۔ میں اس کے اس موقف سے قطعی طور پر کوئی اتفاق نہیں کرتا میں سمجھتا ہوں کہ ایک کال گرلز یا ایسی عورت جو اس قسم کے معاملے میں involved ہے اس کے متعلق 99 فیصد یہ چانس ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی مجبوری ہو، اس کی کوئی معاشی مجبوری ہو اس وجہ سے وہ اس پیشے کی طرف دھکیلی گئی ہو اور اس سلسلے میں بہت سی انکوائری اور ریسرچ ہوئی ہیں اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اس پیشے سے متعلق اکثر خواتین کو یہ پرابلم ہے لیکن دوسری طرف جو آدمی ہے جو کال گرلز کو ہائر کرتا ہے جو رات کو عیاشی کرتا ہے اس کے پاس کرپشن کا پیسا ہے اس کے پاس ایسی دولت ہے جس کو خرچ کرنے کے لئے کوئی ایسی جگہ نہیں ملتی وہ عیاشی کرنے کے لئے یہ کام کرتا ہے تو کیا وہ حیادار ہے، کیا وہ بے حیا نہیں ہے، کیا وہ فحاشی نہیں پھیلا رہا ہے؟ آج تک کسی کو یہ جرأت کیوں نہیں ہوئی اس سائیڈ کے لوگوں کو بھی کوئی قتل کرے۔ کال گرل بلانے والے کو بھی کوئی قتل کرے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ظل ہما عثمان عورتوں کے حقوق کے لئے بات کر رہی تھی، وہ عورتوں کے حقوق کے لئے لڑ رہی تھی اس کی ایک شناخت تھی جو عورتوں کے حقوق کے لئے بات کر رہی ہے اس کو سرعام قتل کیا گیا اور ناحق قتل کیا گیا۔ آج اس resolution میں آج کے دن ڈاکٹر شازیہ کا نہیں مختاراں مائی کا نہیں تو کم از کم اسی کا نام یہ شامل کر لیتیں کہ ہم اس کا نام شامل کرتے ہیں اور اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ وہ عورتوں کی جدوجہد میں کام کرتی ہوئی ماری گئی۔ صرف حکمرانوں کو اور صرف حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو آج سے چھ ماہ بعد دوبارہ ٹکٹ ملے۔ یہ دوبارہ اسمبلیوں میں آئیں

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اور دوبارہ آکر یہاں سے ٹی اے/ڈی اے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کی عبارت جو ہے جو اس ذہنیت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ قابل مذمت ہے اور اس بات پر ہم اس کو oppose کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس پر آخر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! خواتین کے عالمی دن کے موقع پر میں اس قرارداد کو oppose کر رہا ہوں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ چونکہ خواتین کا عالمی دن تھا اس کو اس طرح سے کسی سیاسی جماعت کے حوالے سے نہیں بنانا چاہئے تھا اور اس میں پاکستان کی عام عورت کی جو حالت ہے، جس کی طرف راناثناء اللہ خان صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ان خواتین کے حوالے سے یہ قرارداد ہونی چاہئے تھی۔ میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں اور میں اس point پر oppose کر رہا ہوں کہ ابھی آپ نے جو "ہاں" یا "ناں" میں کرنا ہے اس حوالے سے اب بھی یہ ممکن ہے کہ اگر یہاں ہاؤس میں تمام جو پارلیمانی پارٹیاں ہیں وہ مل کر ایک قرارداد بنائیں اور وہ قرارداد اگر عالمی دن کے حوالے سے متفقہ طور پر اس ہاؤس میں آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہوگا اور اس قرارداد میں جن خامیوں اور غلطیوں کی نشاندہی اپوزیشن کی طرف سے ہو رہی ہے اگر وہ متفقہ قرارداد آئے تو ان خامیوں اور کوتاہیوں کو cover کر کے لائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ قرارداد متفقہ آئے گی تو پاکستان میں پنجاب کی عورت کے حوالے سے بہتر یکجہتی کا اظہار یہ پورا ہاؤس کر سکتا ہے۔ اگر اسی طرح یہ تقسیم رہی، خواتین کا حق ہے کہ وہ بھی بات کریں اور وہ اختلاف رائے کریں گی جو اپوزیشن کی طرف سے باتیں ہوئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑے مقصد کے لئے ہم اپنے چھوٹے گروہی اختلافات کا شکار ہو کر اس مقصد کو نقصان پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ از خود اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے ہاؤس کی کارروائی کو معطل کریں اور کوئی دو، تین، چار رکنی کمیٹی اپوزیشن اور حکومت کی طرف سے بنا کر ایک متفقہ قرارداد لائیں کہ جن خامیوں کی نشاندہی اپوزیشن کی طرف سے ہوئی ہے ان کو اس قرارداد میں شامل کر کے ایک وسیع تر مقصد کے لئے مشترکہ قرارداد لائیں تاکہ یہ issue اختلاف رائے کا شکار نہ ہو۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب!۔۔۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں بھی اس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں دستی صاحب کی عمر کے تقاضے کے حوالے سے، ان کے احترام کے حوالے سے چیئر سے خود درخواست کروں گا کہ انھیں مجھ سے پہلے موقع دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پہلے بات کر لیں لیکن ذرا مختصر کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج ہماری ایک ساتھی نے یہ قرارداد خواتین کے عالمی دن کے موقع پر یہاں پر پیش کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سب کا وجود ایک خاتون کے ناتے سے ہے اور آج سے سینکڑوں برس پہلے نبی اکرم ﷺ نے جو خواتین کو عزت و احترام دیا، جو اسلام کے اندر خواتین کو عزت و احترام دیا جاتا ہے ہماری اسلامی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کردار لے لیں یا آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کردار لے لیں۔ آپ نبی پاک ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار دیکھ لیں۔ ہماری تاریخ ان کے کارناموں کی وجہ سے بھری پڑی ہے اور جتنی عزت اور جتنا احترام اسلام نے خواتین کو دیا ہے یہ بات on record ہے کہ وہ کسی دوسرے مذہب میں اتنا احترام، اتنی عزت اور اتنا مقام خواتین کو نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ آج خواتین جو ہماری ماڈل ہیں، جو اسلام کے اندر ہمارے ایمان کا حصہ ہیں، یہ جو مشرف نامہ یا حکومت نامہ جو ہماری ایک ممبر نے یہاں پر دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ذہن کی عکاسی کرتا ہے کہ انھوں نے صرف اپنی قرارداد میں حکومت کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر جن خواتین کا ذکر ہونا چاہئے تھا، جن خواتین نے struggle کی ہے ان کے اوپر انھوں نے focus نہیں کیا۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ ہماری ایک خاتون ممبر جن کی پوری زندگی جدوجہد سے عبارت تھی اور خواتین کے حقوق کے لئے انھوں نے کوشش کی اور انہی حقوق کی بازیابی کے لئے، لوگوں کو ریلیف دینے کے لئے وہ کھلی کچہری میں موجود تھیں کہ سرور نامی بندے نے ان کو موقع پر گولی مار دی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان کا بھی ذکر آتا۔ وہ یہاں پر بات ہوتی لیکن ہمارے حکمران کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جو NGOs یہاں پر ملک کے اندر مسلط ہیں اور جو روشن خیالی کا ایک جھوٹا ڈھنڈورہ پیٹا جارہا ہے۔ ملک کے جنرل ایک خواب دیکھتے ہیں، رات کو اگر ان کو یہ خواب آتا ہے کہ ملک کے اندر روشن خیالی ہونی چاہئے تو ہمارے ان کے تابع حکمران، ان کے غلام حکمران وہ روشن خیالی کو ڈھونڈنے کے لئے بھاگ پڑتے ہیں اور کیا کبھی روشن خیالی بھی ڈنڈے کے زور پر مسلط کی جا سکتی ہے؟ کیا ہماری اس ماڈل خاتون کا، ہماری اس اسلامی ماں کا، اسلامی بہن کا حضرت فاطمہ رضی تعالیٰ عنہا کا نام ایجوکیشن کے نصاب سے نکال کر بلقیس ایدھی کا نام شامل کرنے کا انہی حکمرانوں کا کارنامہ نہیں ہے کہ انھوں نے ایجوکیشن کی جو کتاب ہے اس میں وہ شامل کیا ہے؟

جناب سپیکر! ابھی پچھلے دنوں لاہور کے اندر ایک واقعہ نہیں ہوا کہ بھوک، ننگ اور افلاس کی وجہ سے ایک بندے کے پاس اپنی ماں کی خدمت کے لئے پیسے نہیں تھے، بیوی کے خرچے کے لئے پیسے نہیں تھے، بیٹوں کے دودھ کے لئے پیسے نہیں تھے، وہ اٹھا، اس نے پہلے اپنی ماں کو گولی ماری، پھر اس نے اپنی بیوی کو گولی ماری اور پھر اس نے اپنے بچوں کو قتل کیا اور اس کے بعد اس نے اپنے آپ کو ختم کر لیا۔

جناب سپیکر! [*****] جگہ خودکشیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ wind up کریں پلیز۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جگہ جگہ خواتین پر ظلم ہو رہا ہے۔ جیسا کہا گیا ہے کہ فائیو سٹار ہوٹلوں کی چھتوں پر ٹھمکے لگا کر، پتنگیں اڑا کر حکمرانوں کے دل خوش کرنے کے لئے اور ایک فرد واحد کے لئے سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم کی دھجیاں بکھیری گئیں اور ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور اس آرڈیننس جاری ہونے کے بعد یہاں پر خون کی ہولی کھیلی گئی۔ اس ماں سے پوچھیں، کیا وہ اس معاشرے کی ماں نہیں ہے؟ کیا اس کو خراج تحسین پیش نہیں کرنا چاہئے کہ جس کا بیٹا اس کے ساتھ موٹر بائیک پر جا رہا ہے اور وقت کے ظالم حکمرانوں کی ڈور اللہ نے ڈھیلی چھوڑی ہوئی ہے اور ان کی کچھ ڈور اس معصوم کی گردن پر پھرتی ہے اور اس کا دھڑ گردن سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے اور اس کی ماں سکتے میں ہے، پندرہ روز، مہینہ سکتے میں رہی اور پچھلی دفعہ جب یہ بسنت کی خونی ہولی کھیلی جا رہی تھی تو اس بیٹے شایان کے گھر گئے تو اس ماں کے لئے یہاں پر کوئی قرارداد نہیں لائی گئی جس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور وہ پاگل ہو کر دیوانہ وار گلی میں بھاگ رہی تھی۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! محض حکمرانوں کو خوش کرنے کے لئے اس اسمبلی میں قرار دادیں لانا یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے۔اس حکومت نے،ان وزراء نے اور ان اراکین نے جنھوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کر کے حکومت سے مفادات حاصل کئے تو جن لوگوں نے مفادات دیئے اور جو مفادات دینے کا منبہ تھے کیا اسی ایوان میں[*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: اگر یہ قرارداد پاس ہو گئی ہے یا پاس ہونے جارہی ہے---

جناب سپیکر: امجد حمید خان دستی صاحب !

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: Mr. Speaker Sir, in this male dominated world, this is the most important day. Today is the International Day of women rights. I wanted to speak on this topic. You have allowed everybody to speak on it and you denied me the right to speak.

جناب سپیکر: دستی صاحب! اب میں نے آپ کو اجازت دی ہے لہذا آپ فرمائیں۔

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: Mr. Speaker the foreigners are sitting there. They would have come to know that we are in favour of women rights. You allowed everybody to talk but did not allow me.

آپ کہتے رہے،اس کے بعد،اس کے بعد شکر ہے یہ "کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے"

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ابھی عظمیٰ بخاری صاحبہ بڑی دھواں دھار تقریر کر رہی تھیں۔انھوں نے کہا کہ عورتوں کے لئے صدر مشرف نے کچھ نہیں کیا۔ Am I right sir? اب ان کو یہ معلوم نہیں کہ میں یہاں senior most member ہوں، 1970 سے چلا آ رہا ہوں، ساتویں دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں۔ I am almost 90. (قطع کلامیاں)

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ ذرا تھوڑی دیر آرام کریں۔ مجھے بولنے کا موقع دیں۔ I will not allow anybody to insult me. I know my rights.

جناب سپیکر: دستی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ عظمیٰ بخاری نے جو بات کی ہے وہ غلط کی ہے۔ جتنے بھی عورتوں کو حقوق ملے ہیں وہ ہماری پارٹی نے دیئے ہیں، اس اسمبلی نے دیئے ہیں۔ آپ نے 33 فیصد عورتیں کبھی اسمبلی میں ممبران دیکھی تھیں؟ اس وقت یہاں 33 فیصد عورتیں بطور ممبرز موجود ہیں۔

They are here because of the General Pervaiz Musharaf. I am obliged to say that.

تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے 33 فیصد خواتین ممبران کو لا کر یہاں بٹھایا۔ یہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ عظمیٰ بخاری تو میری بچی کے برابر ہے ان کو کیا پتا۔ انگریزوں کے جانے کے بعد کبھی بھی اتنی زیادہ تعداد میں یہاں عورتوں کی نمائندگی نہیں ہوئی۔ This is most creditable. حال ہی میں ہم نے خواتین کے تحفظ کے لئے جو بل پاس کیا ہے یہ بھی ایک landmark ہے۔ اس میں ابھی کچھ خامیاں ہیں۔ ہمارے ہاں وہ باتیں نہیں ہیں جو کہ سعودی عریبیہ میں ہیں۔ سعودی عرب تو انتہائی male dominated society ہے۔ وہاں عورت کا کوئی status ہی نہیں۔ وہاں ایسے ایسے گھناؤنے جرائم ہوتے ہیں کہ آپ سن کر حیران ہوں گے۔ I have the book. وہاں ایک پرنس نے ایک رات کے لئے سات virgin عورتیں اکٹھی کیں۔

And he de-flowered all of them during the whole night. This is not happening here. We have not de-flowered any.

تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے عورتوں کے لئے بہت کچھ کیا اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ہمارے پسماندہ علاقوں میں واقعی عورت کا کوئی status نہیں۔ وہاں عورتیں بکتی ہیں، تبادلے میں دی جاتی ہیں۔ ایک بوڑھا چودہ سال کی لڑکی سے بیاہا جاتا ہے لیکن اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اگر رات کو کوئی چیخ پکار کرے تو کوئی سننے والا نہیں۔ محترمہ زینت خان صاحبہ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اے بھائی دستی! تو ہمیشہ عورتوں کی بات کیوں کرتا ہے؟ میں نے کہا مجھے اچھی لگتی ہیں تو میں کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے .I am 90 years old اب میں مردوں میں، نہ عورتوں میں ہوں۔
I can sit with the ladies; I can sit with the males; and, I am just in between.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ دستی صاحب 1970 سے منتخب ہو کر آ رہے ہیں۔ وہ ہمارے معزز رکن ہیں اور ہم ویسے بھی ہمسائے ہیں۔ ان کی اور ہماری constituency ملحقہ ہے۔ انھوں نے 1972 میں خود ہمیں کہا تھا کہ I am 63 years old اب اس کو آپ multiply کر لیں تو آپ کو ان کی عمر معلوم ہو جائے گی۔ کم از کم یہ حقائق تو بیان کریں۔ باقی ہم مانتے ہیں کہ جب انسان 72 سے اوپر جاتا ہے تو اس کا ذہن fluctuate کرتا رہتا ہے۔ .I am very nearing it ہم یہ نہیں کہتے کہ ذہن مکمل طور پر کام نہیں کرتا۔ جناب! اسی لئے ہم ان کی fluctuation بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ جب انسان بچہ ہوتا ہے تو اس کی ٹانگوں میں زور ہوتا ہے، وہ بھاگتا ہے، دوڑتا ہے لیکن اسے سانس نہیں چڑھتا۔ جب جوان ہو جاتا ہے تو اس کے بازوؤں اور چھاتی میں زور آتا ہے اور جب ہمارے جیسا، ان جیسا نہیں، دستی صاحب جیسا نہیں، یہ تو ابھی جوان ہیں۔ جب ہمارے جیسا بوڑھا ہو جاتا ہے تو پھر اس کا سب کام زبان سے چلتا ہے۔ زبان کے اوپر زور آ جاتا ہے تو اس لئے ہم ان کی یہ ساری چیزیں نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کی fluctuation اور زبان کی حاشیہ آرائی بھی کیونکہ انھوں نے سب کچھ زبان سے ہی کرنا ہوتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! ناظم شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں سو سال کا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ "شالا تیری زبان سچی تھیوے and let my age go up to 100 years" لیکن میرے لئے آپ سب ایک دعا ضرور کریں کہ میرے ہاتھ پاؤں سلامت رہیں۔ میری عمر جتنی بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ مجھے کسی کا محتاج نہ کرے۔ شکریہ (آمین، آمین کی آوازیں)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم خواتین کو بھی بات کرنے کا موقع دیں۔ یہ خواتین سے متعلق معاملہ ہے لہذا ہمیں بھی اس پر بات کرنے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب والا! یہ تو تقریر کر ہی نہیں سکتیں، تقریر وہ کرے گا جس نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے۔ رولز کے تحت یہ تقریر نہیں کر سکتیں۔ کیا ان کے نیچے کوئی سپرنگ لگے ہوئے ہیں کہ یہ ہر دو منٹ بعد کھڑی ہو جاتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! رولز کے تحت ان میں سے کوئی خاتون تقریر نہیں کر سکتی۔ اس قرارداد کے حوالے سے رولز کے تحت یہ کوئی بات نہیں کر سکتی کیونکہ انھوں نے oppose نہیں کیا جبکہ ہم نے oppose کیا ہے لہذا ہم بات کریں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کون ہوتے ہیں ہمیں رولز بتانے والے؟ ہمارے کیا rights ہیں ہمیں بخوبی علم ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! تشریف رکھیں، کارروائی چلنے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انھوں نے ابھی کچھ دیر پہلے فرمایا تھا کہ ان کے آگے پیچھے مرسڈیز پھرتی ہیں۔ خدا کی قسم جنرل مشرف کا دور ختم ہو جائے تو ان کو کوئی تانگے پر بھی نہیں بٹھائے گا۔ ان کو کوئی ریڑھی پر بھی نہیں بٹھائے گا، ان کو کوئی چنگ چی پر بھی نہیں بٹھائے گا اور ان کو کوئی گدھا گاڑی میں بھی نہ بٹھائے۔ اب ان کو باتیں آتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ مجھے نہیں جانتے، یہ میرے خاندانی پس منظر کو نہیں جانتے۔ یہ کیا بات کرتے ہیں میرے بھائی ظہیر انھیں اپنی گاڑی پر drop کیا کرتے تھے اس وقت ان کے پاس سائیکل بھی نہیں تھی۔ یہ کون سی بات کرتے ہیں ان کو اپنے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ ہم تو ان کو بھی خرید سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں پہلے نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! شیخ صاحب بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! بعد میں ڈاکٹر فرزانہ کو تانگہ ملے یا جو بھی ملے وہ خاندانی خاتون ہیں میں بھی ان کو جانتا ہوں لیکن احسان اللہ وقاص بتائیں کہ یہ ابھی کیمرے کس کے لئے لے رہے ہیں؟ یہ جس کے لئے لے رہے ہیں انھوں نے مجھے بتایا تھا پلیز یہاں بھی بتادیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ جسے میرے ساتھ بٹھادیں گے میں اسے بٹھالوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج خواتین کے دن کے موقع پر پوری دنیا کی باوقار، پر عظمت اور پر عزم خواتین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ:

مقالمات افلاطون نہ لکھ سکیں لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شباب افلاطون

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خواتین سر بلند ہیں۔ ان کی عظمت ہے، ان کا مقام سر بلند ہے۔ میں آج حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے خواتین کی عظمت کے بارے میں ان کا مقام بلند کیا اور وہ معاشرہ جس میں بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، اس معاشرے کے اندر خواتین کو حقوق دیئے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں سیدہ زینب

کو جس نے اپنے وقت کے ڈکٹیٹر کے ساتھ اپنے وقت کے فوجی آمر کے ساتھ ،اپنے وقت کے یزید کے ساتھ ٹکر لی اور میدان میں کھڑے ہو کر اس کے خلاف کلمہ جہاد بلند کیا، کلمہ حق بلند کیا اور چودہ سو برس پہلے جب انھوں نے کلمات حق بلند کئے اس دن سے آج تک خواتین کا سر بلند ہے۔ جو خواتین یزید کے خلاف کھڑی ہو جائیں ڈٹ کر بات کریں ان سے اور کوئی سر بلند نہیں ہو سکتا لیکن جن کے دل اور تلواریں یزید کے ساتھ ہوں وہ کس منہ سے خواتین کے حق میں بات کرتی ہیں، وہ کس منہ سے خواتین کی عظمت کی بات کرتی ہیں؟

جناب والا! اس قرارداد میں خواتین کے حقوق کی بڑی بات کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس حکومت نے بہت بڑا کام کیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دور میں خواتین کو تماشا بنا دیا گیا ہے۔ اس دور میں مڈل کلاس کی خواتین کو سڑکوں پر دوڑایا گیا۔ کسی وزیر کی بیٹی کو کسی نے میراتھن ریس میں دوڑتے ہوئے نہیں دیکھا، کسی اور بڑے کی بچیوں کو وہاں دوڑنے کے لئے نہیں بلایا گیا۔ صرف معاشرے کے ایسے طبقے کی خواتین کو سڑکوں پر دوڑایا گیا تاکہ ان کا تماشا بنایا جا سکے۔ ایسی خواتین کو اسمبلیوں میں جمع کیا گیا جن کے متعلق میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ میں ان کے متعلق مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ اسمبلیوں کے اندر وہ خواتین نمائندگی کے لئے بھیجی گئیں جن کا ملک کے اندر 90 فیصد بسنے والی پسی ہوئی اور دبی ہوئی خواتین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں اس کی سب سے بڑی مثال یہ دوں گا کہ اس پنجاب اسمبلی کے اندر خواتین پر تشدد کے حوالے سے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمہ تھا کہ وہ پورے صوبے کے اندر خواتین پر ہونے والے تشدد کی تحقیقات کرے گی، اس پر بات کرے گی، اس کے لئے تجاویز دی گی اور اس کے حل کے لئے کوشش کرے گی۔ میں آج تحسین کے ڈونگرے برسانے والی خواتین سے پوچھتا ہوں کہ پورے ساڑھے چار سال کے عرصے میں اس کمیٹی کے کتنے اجلاس ہوئے۔ یہ کتنی خواتین کی مدد کو پہنچی ہیں، وہ کمیٹی پنجاب میں تشدد کا شکار ہونے والی کس خاتون کے پاس پہنچی ہیں؟ میں اس دور میں عظمت کے قصے بیان کرنے والی خواتین سے پوچھتا ہوں کہ اس دور میں خواتین کو جائیداد کا حق دلانے کے لئے ہم نے ترمیم کے لئے جو قوانین قومی اسمبلی میں پیش کئے ان کی مخالفت کن لوگوں نے کی، انہیں کس نے منظور نہیں ہونے دیا اور پھر انھوں نے اس کے لئے کیوں کچھ نہیں کیا؟ اس دور میں خواتین کو بڑے بڑے حقوق دینے کے دعوے کرنے والی خواتین سے میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں خواتین کو ٹیلی ویژن کے اندر اور جیسے میرے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ بڑے بڑے

ہوٹلوں کی چھتوں پر جس طرح خواتین کو تماشا بنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! خاتون ماں ہو سکتی ہے۔ بہن ہو سکتی، بیوی ہو سکتی ہے یا بیٹی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی، کوئی اور رشتہ بنا تا ہے تو وہ بکواس ہے، وہ غلط ہے اور اسے شرم آنی چاہئے۔ اسی دور کے اندر یہ واقعہ ہوا ہے کہ انڈیا سے ایک خاتون کو دو کروڑ روپے دے کر دو راتیں گزارنے کے لئے یہاں بلایا گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق کا تحفظ کر رہے ہیں۔ یہ یہاں پر قرارداد لائیں اور اس میں یہ بات کہیں کہ ہم پوری دنیا میں جدوجہد کرنے والی خواتین کو سلام پیش کرتے ہیں تو خدا کی قسم ہم ہزار بار اس قرارداد کی حمایت کریں گے اور کہیں گے کہ ہم ان کو ہزاروں سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ یہاں پر پاکستان کے اندر پسی ہوئی خواتین، ونی کا شکار ہونے والی خواتین، بدلے کے اندر جبراً شادیوں اور جبراً طلاق کی بھینٹ چڑھنے والی خواتین کے حق میں قرارداد پیش کریں تو ہم دل و جان سے اس کا ساتھ دیں گے۔ یہ کس منہ سے یہ قرارداد خواتین کے حق میں پیش کر رہے ہیں؟ یہ تو ساری کی ساری قرارداد حکومت کے حق میں ہے۔ یہ تو ایک مخصوص شخصیت کی تعریفیں اور خوشامد کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! مختصر کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اپنی بات اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ ہم خواتین کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں لیکن جو خواتین ہمارے محترم دستی صاحب کی طرح مردوں میں ہیں نہ عورتوں میں ہیں ہم ان کو کوئی سلام پیش نہیں کر سکتے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب کلو صاحب!

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں نے بھی اس قرارداد کو oppose کیا ہے لیکن اس حوالے سے oppose کیا ہے چونکہ ابھی تک اس میں ڈھیر سارا سقم ہے۔ آج خواتین کا عالمی دن ہے۔ اس حوالے سے آج ہم نے خواتین کے حقوق کی بات کرنی ہے۔ اگر یہ دیکھیں کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں اس مذہب نے عورت کو بے پناہ حقوق دیئے ہیں۔ عورت ماں ہے، عورت بہن ہے، عورت بیٹی ہے اور جب ہم اس حوالے سے اپنے معاشرے میں جھانکتے ہیں اور ہم دیکھتے

ہیں کہ کیا ہمارے مذہب نے، ہمارے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ وسلم نے ہمیں جو تعلیمات دی تھیں کیا آج ہم نے ان کے مطابق خواتین کو وہ رتبہ دیا ہے یا اس سے بہت پیچھے کھڑے ہیں؟ تو یہ ہر آدمی بتائے گا جیسے دستی صاحب فرمارہے تھے کہ یہ male dominated society ہے۔ یہ تو درست ہے کہ اسلامی تعلیمات کے بعد بیٹیوں کو قتل نہیں کیا جاتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی عورت حقوق کے سلسلے میں بہت کوسوں پیچھے ہے۔ سوائے چند پڑھی لکھی خواتین کے باقی ہماری جو80 فیصد آبادی دیہاتوں میں آباد ہے وہاں عورت کے حقوق کے حوالے سے میں بات کر سکتا ہوں اور نہ کوئی اور بات کر سکتا ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ عورت کے حقوق کے حوالے سے جو بات شروع ہوئی ہے وہ ہماری حکومت نے شروع کی ہے۔ اب شروعات ہوئی ہیں تو اللہ کرے ہم یہ سارے حقوق دلوانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ ابھی تک بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ میں یہاں پر ایک چھوٹا سا واقعہ سناؤں گا۔

جناب والا! یقین مانئے میرے اپنے گھر کا واقعہ ہے کہ ایک عورت اپنے سسرال سے ناراض ہو کر اپنے میکے میں تھی اور اس عورت کے چار بچے تھے۔ اس عورت کے بھائی کی شادی ہوئی تو اس کے بھائی کی دلہن کا زیور چوری ہو گیا اور الزام اس بہن پر لگ گیا کہ اس نے چوری کی ہے۔ وہ عورت شیخوپورہ کے گاؤں کی تھی اسے اتنا مارا پیٹا گیا کہ وہ وہاں سے بھاگ کر آئی اور میرے پاس نوکرانی کی ڈیوٹی سنبھال لی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ کہاں سے آئی لیکن وہ دو ہزار روپے پر میرے گھر میں ملازمہ رہی۔ آٹھ ماہ بعد مجھے پتا چلا کہ یہ نوکرانی نہیں ہے بلکہ کسی اچھے بھلے گھر کی عورت ہے۔ پھر میں نے بڑی مشکل سے اس کا پتا اس سے اگلوایا اور میں ان کے گھر گیا اور ان کی منتیں کیں اور ان سے کہا کہ یہ اپنی بیٹی اپنی بہن اور اپنے بچوں کو سنبھالیں لیکن ان لوگوں نے اس کا پیچھا نہیں کیا اس کو دیکھا تک نہیں۔ یہ ہے حالت وہاں ہمارے گاؤں کی جو کچھ عورتوں کے ساتھ وہاں ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آج قرارداد آنی چاہئے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ آج اس قرارداد کی بجائے آج ایک ایسی قرارداد آنی چاہئے کہ ہم لوگ آج اس بات کا عہد کریں کہ ہمارے مذہب ہمارے دین نے ہمارے اسلام نے جو حقوق خواتین کو دیئے ہیں آج خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ہم یہ عہد کریں

کہ ہم وہ حقوق عورتوں کو دلوائیں گے اور دلوا کر رہیں گے اور ان کے لئے قانون سازی بھی کریں گے اس کے بعد اس پر عملدر آمد کروائیں گے تاکہ خواتین کو ان کا جائز حق مل سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: وقاص صاحب!

محترمہ صبا صادق: جناب والا! اس سلسلے میں، میں بھی گزارش کرنا چاہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ رہے گا کہ چونکہ خواتین کا دن تھا خواتین کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جاتا۔

جناب سپیکر: میں معزز خواتین و حضرات سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ویسے تو ہر معزز رکن جو اس ایوان میں بیٹھا ہے میرے لئے بڑا قابل احترام اور قابل عزت ہے۔ دستی صاحب بھی جذبات میں آ گئے تھے کہ ان کو ٹائم نہیں دیا گیا۔ یہ کوئی عام بحث نہیں ہو رہی کہ اپوزیشن اگر بولے گی تو حکومتی پارٹی کے جو معزز اراکین اسمبلی ہیں انہوں نے بھی ہر صورت میں بولنا ہے۔ یہ ایک قرارداد ہے۔ قرارداد پر یا تو moverبات کرے گا یا پھر گورنمنٹ کی طرف سے منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری بات کرے گا اور وہ لوگ بات کریں گے جنہوں نے اس کو oppose کیا ہے۔ ابھی بھی میرے پاس چٹیں آ رہی ہیں کہ میں بھی بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ یہ قرارداد بے شک لیڈیز کی طرف سے ہے لیکن جس لیڈی نے، معزز خاتون نے، معزز رکن نے یہ قرارداد move کی ہے وہ بات کرے گی اور اس پر وہ جتنی بات کرنا چاہے گی بات کر سکتی ہیں۔ اس کے بعد وزیر قانون صاحب بات کر لیں گے تو آپ ان کو سنیں کیونکہ انہوں نے اس کو oppose کیا ہے ٹائم تو ان کو ملنا چاہئے۔ جب عام بحث ہو گی تو آپ کو پورا موقع دیا جائے گا اور جتنا بھی وقت آپ مانگیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ شکریہ۔ جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین۔ "قال النبی صلیٰ اللہ علیہ وسلم الجنت تحت الاقدام الامہات" آج سب سے پہلا جو اس موضوع پر میرا اعتراض ہے کہ مسلمانوں کے لئے خواتین محترم ہیں اور یہ احترام اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے لہذا ہمیں اقوام متحدہ یا کسی عالمی تنظیم کو اس کے لئے مثال نہیں بنانی چاہئے بلکہ اللہ اور اس کے رسول

ﷺ کے احکامات کو اس کے لئے مثال بنانا چاہئے اور اس تناظر میں اگر دیکھیں تو اسلام نے ایک طرف تو خاتون کو اتنا بلند کر دیا کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دی ہے۔ وہ جنت جو میرے اور آپ کے جانے کے لئے اور جس کو ہم منتہا اور جس کو ہم مقصود سمجھتے ہیں اور جس کے بارے میں ہمارا یہ خیال ہے، ہمارا یہ ایمان ہے، یہ عقیدہ ہے اور آرزو ہے کہ ہمیں جنت میں جانا چاہئے اور جنت کو اللہ تعالیٰ نے اس کے رسول ﷺ نے خاتون کے یعنی اپنی ماں کے قدموں کے نیچے رکھ دیا ہے۔ اسی بہن، بیٹی کو حضور ﷺ نے رحمت قرار دیا ہے لہٰذا اس موضوع پر تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خواتین کو اسلام نے یا ایک مسلمان معاشرے نے بہت بڑا مقام دیا ہے لیکن ہمیں اعتراض آج کی حکومت اور خاص طور پر اس قرار داد پر ہے جس میں میری بہن نے ایک خاص حوالہ دیا ہے حقوق نسواں ایکٹ کا۔ حقوق نسواں ایکٹ نے خواتین کو تحفظ فراہم نہیں کیا بلکہ خواتین کو غیر محفوظ کیا ہے اور خاتون کی عزت سے کھیلنے کو ایک بہت آسان کام بنا دیا ہے۔ اسلام نے حدود کے ذریعے، قوانین کے ذریعے خواتین کو protection دی تھی ہمارے حکمرانوں نے وہ protection withdraw کر لی ہے اور انگریز کے قانون کے ماتحت وہ سارے معاملات لے آئے ہیں جس میں خاتون کے ساتھ آسانی کے ساتھ زیادتی کی جا سکتی ہے اس کی عزت اور عصمت کو خراب کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے میرے دوستوں نے بھی کہا کہ ہم نے خواتین کو سیلز گرل بنا دیا ہے، ہم نے ان خواتین کو پی سی اور آواری ہوٹل کی چھت پر پہنچا دیا ہے، ہم نے ان خواتین کو بسنت اور دیگر معاملات میں نمائشی طور پر پیش کر دیا ہے، ہم نے اس کو میراتھن ریس میں شامل کر دیا ہے۔ حالانکہ مردوں نے خواتین کے تحفظ کے لئے جانوں کی قربانیاں دی ہیں اس لئے میں ایوان میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ محض کچھ نمائشی خواتین کو لے کر آ جانا اور اسمبلیوں میں بٹھا دینا یہ خواتین کا تحفظ نہیں ہے۔ مجھے یہ خواتین بتائیں کہ ان میں سے کتنی ایسی ہیں جو کھیتوں میں کام کرنے والی خواتین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک گھنٹہ بھی ان میں سے کسی نے گزارا ہو اور جس دھوپ اور شدید گرمی میں وہ مزدوری کرتی ہیں یہ ان کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹا کر لوگوں کو بتائیں کہ ہم ان خواتین کے ساتھ احتجاج میں بھی شریک ہیں اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہیں۔ یہاں ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر، ائر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں سفر کر کے اور بڑے بڑے سیمینار میں جا کر خواتین کے حق میں بات کرنا بڑا آسان کام ہے لیکن ایک خاتون کے ساتھ جس کے پانچ بچے ہوں جس کا گھر میں کمانے والا کوئی نہ ہو اس کے لئے روزگار کوئی نہ ہو اس

کے ساتھ ایک دن گزارنا بھی بڑا مشکل کام ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم خواتین کے نام پر این جی اوز بناتے ہیں، ہم خواتین کے نام پر بین الاقوامی اداروں سے فنڈز بٹورتے ہیں۔ ہم پیسا کماتے ہیں، ہم شہرت کماتے ہیں اور ان خواتین کا نام بیچ کر اپنی سیاست چمکاتے ہیں۔ لہذا خدا کے لئے اگر خواتین کے مسائل اٹھانے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ کر، ان کے ساتھ مشورہ کر کے، ان کی دلجوئی کر کے، ان کی غمگساری کر کے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جب آپ بات کریں گی تو انشاء اللہ ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ ہم یہ بات کہتے بھی ہیں کہ جب اس ملک میں اسلامی معاشرہ قائم ہوگا، اس میں شریعت نافذ ہوگی تو انشاء اللہ خواتین کو تحفظ بھی ملے گا، اسے وقار بھی ملے گا، اسے عزت بھی ملے گی اسے آبرو بھی ملے گی، اسے روزگار بھی ملے گا اور اس خاتون کو کوئی دروازوں سے اللہ تعالیٰ رزق بھی دے گا اس لئے خواتین کے مسائل کا حل پرویز مشرف کے پاس نہیں ہے کسی اور موجودہ سسٹم کے پاس نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہے، اسلامی شریعت کے پاس ہے اور انشاء اللہ عنقریب اللہ کے حکم سے اس ملک میں ہم اللہ کی شریعت کو نافذ کر کے خواتین کے وہ تمام حقوق انشاء اللہ انہیں دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 42 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن فرما ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج خواتین کا عالمی دن ہے اور ہم سب کو پتا ہے لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ 1400 سال پہلے خواتین کو جو حقوق دیئے گئے کیا ہم وہ حقوق دے رہے ہیں؟ خواتین کو تو اسلام نے وہ حقوق دیئے الحمد للہ ہم لوگوں نے اپنی بہنوں، ماؤں، بیٹیوں کو جو تربیت دینی ہے تو کیا ہم وہ تربیت دے رہے ہیں؟ آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت یہود و نصاریٰ کی سازش ہے۔ مجھے کوئی خوف نہیں اور مجھے کوئی ڈر نہیں اللہ کی رحمت سے میں اپنی جگہ پر کھڑی ہوں۔ آپ اس ماں کا کردار دیکھیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیا تربیت دی تھی۔ وہ بہن دیکھیں جس کا نام خولہ بنت اسود جو اپنے بھائی کو میدان جنگ سے چھڑا کے لے گئی تھی۔ وہ کون سی خاتون تھی؟ وہ مسلمان خاتون تھی۔ یہ آج کے دور کی باتیں کر رہے ہیں اور میں 1400 سال پہلے کی بات کر رہی ہوں۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بیٹی کا کردار دیکھیں کہ اس نے کیا کردار ادا کیا تھا، اس بیوی کا کردار دیکھیں کہ اس نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ ان تمام بیویوں کو بہنوں کو جو حق سے سچ سے اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کر رہی ہیں، میں ان کو مبارکباد دیتی ہوں اور اسلام کا جو راستہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اپنی حدود میں رہیں۔ اپنی حدود میں رہیں۔ جب ہم اپنی حدوں میں رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں طاقت دے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیں جرأت دے گا اور اللہ تعالیٰ ہم پر سلامتی بھیجے گا اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کو آپ نے بتا دیا ہے کہ آپ لوگ خود خوف زدہ ہیں۔ مسلمان حکمرانو! آپ لوگ خود خوف زدہ ہیں۔ آپ دنیا کو بتائیں کہ اسلام نے ہمیں کیا بتایا ہے؟ آپ لوگ اندر سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ سازشیں بے نقاب نہیں کرنیں، اللہ تعالیٰ نے 11۔ ستمبر کی سازش بے نقاب نہیں کرنی، اللہ تعالیٰ نے افغانستان کی سازش بے نقاب نہیں کرنی، اللہ تعالیٰ نے عراق کے سازشیوں کو بے نقاب نہیں کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میرا رب بڑا طاقتور ہے، وہ بہت رحمٰن بھی ہے، وہ بہت غفار بھی ہے اور وہ بہت جبار بھی ہے۔ ہمیں اپنے کردار کو دیکھنا چاہئے کہ ہم لوگ کیا کر رہے ہیں، اپنے دین سے کتنے سچے ہیں، اپنے عہدوں کے ساتھ کتنے سچے ہیں، اپنے منصب کے ساتھ کتنے سچے ہیں، کیا ہم دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں، کیا ہمیں وہ ماحول دیا جا رہا ہے جس میں ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں تعلیم حاصل کر سکیں؟ حکمرانو! آپ کو پتا ہے، آپ اپنے ضمیروں کو جھنجھوڑیں اور کھنگالیں کیونکہ اسلام تو سلامتی کا دین ہے، اسلام تو اعتدال کا دین ہے، اسلام تو بہت معتدل دین ہے، اسلام تو رحمتوں کا دین ہے، اسلام عالمگیر دین ہے اور اسلام نے تو آپ پر رحمتیں کی ہیں لیکن آپ اسے پہچانیں تو سہی۔ آپ اگر اس وقت کو ضائع کریں گے اور حق کا ساتھ نہیں دیں گے تو میں یہ کہتی ہوں کہ آپ اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ یہود و نصاریٰ آپ کے کبھی نہیں بنیں گے۔ یہ قرآن پاک میں ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ آپ اپنے آپ کو کھنگالیں۔ میں پوری امت مسلمہ کو کہہ رہی ہوں کہ آپ دب کے مت رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑی رحمتیں کی ہیں، بڑی کرم نوازیاں کی ہیں۔ آپ اگر اس وقت دب جائیں گے اور

اللہ تعالیٰ بھی ساتھ نہیں دے گا بلکہ جو ثابت قدم رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کا ساتھ دے گا اور اس وقت آپ یہود و نصاریٰ سے مت ڈریں۔ آپ اس کی رحمتوں کے طلبگار ہوں، اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر رحمتیں کی ہیں ہم انہیں پہچان سکیں، ہم سچے راستے پر چل سکیں، ہمیں یہود و نصاریٰ کے راستے پر نہیں چلنا۔ میں پوری دنیا کو پیغام دینے کے بعد عالمی خواتین دن کی طرف واپس آتی ہوں کہ اسلام نے جو رحمتیں دی ہیں۔ ماں کا بڑا مقام ہے، بیٹی کا بڑا مقام ہے، بہن کا بڑا مقام ہے، بیوی کا بڑا مقام ہے۔ ہمارے بھائیوں کو اور ہمارے بیٹوں کو تربیت دینے کے لئے اپنی ماؤں کو سمجھائیں کہ ہمیں کیسے تربیت دینی ہے۔ کیا میڈیا وہ کردار ادا کر رہا ہے، کیا ہمارے گھر وہ کردار ادا کر رہے ہیں کیا ہمارے اساتذہ وہ کردار ادا کر رہے ہیں اور کیا ہماری اسمبلیاں وہ کردار ادا کر رہی ہیں؟ ہم عوامی نمائندے عوام کا سوچتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میرے پاس مسائل میں گھری ہوئی کس قدر تنگ خواتین آتی ہیں۔ حکمرانو! یہ وقت جس کے پاس اختیارات ہیں تو ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے گرد و نواح میں کیا ہو رہا ہے، کیا کچھ وہاں پر سازشیں ہوتی ہیں، کیا وہاں پر ظلم ہوتے ہیں اور کیا وہاں پر زیادتیاں ہوتی ہیں؟ جب تک انصاف نہیں ملے گا، امن نہیں آ سکتا۔ انصاف نہیں ملے گا تو امن نہیں آ سکتا اور میں یہ بات آپ کو بار بار کہتی ہوں اور سب اللہ کی گرفت سے بچو۔ پوری دنیا والو! اللہ کی گرفت سے بچو۔ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم میرے نائب ہو، خلیفہ ہو تم اس کے احکامات کو مانو، تم اس کے احکامات کو جانو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں توفیق دے۔ ہم سچے راستے پر چل سکیں، ہم حق کی بات کر سکیں اور اگر آپ لوگوں نے حق کا ساتھ نہ دیا تو پھر برے وقت سے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اور مجھے بھی معاف فرمائے کہ میں حق کی آواز نہ بلند کر سکوں۔ میں حق کی آواز اللہ کی رحمت سے بلند کر سکتی ہوں۔ اللہ کی کرم نوازی اور اللہ کی مدد سے میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ دنیا کی کسی طاقت سے میں نہیں ڈرتی ماسوائے اللہ تعالیٰ کے، اسی کے آگے جھکتی ہوں اور عاجزی اسی کے لئے ہے اور دنیا کی کسی طاقت سے مجھے ڈرنے کی ضرورت ہے نہ میں ڈروں گی اگر آپ مسلط کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو جواب دینا ہو گا۔ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے جہاد ہے آپ مت خوفزدہ ہوں آپ کیوں جہاد کے نام سے ڈرتے ہیں جہاد جدو جہد بھی ہے، جہاد اپنے حقوق کے لئے struggle بھی ہے۔ ہم نے پاکستان کس لئے حاصل کیا تھا تاکہ ہم یہاں امن سے اور سکون سے اپنی زندگیاں گزار سکیں۔ آپ بتائیں ساٹھ سال ہو چکے ہیں ہم نے کیا حاصل کیا

ہے اگر آپ حق کی آواز اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ دے گا۔کشمیریوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، فلسطینیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، افغانستان میں کیا ہو رہا ہے اور عراق میں کیا ہو رہا ہے، کیا بش کو پتا نہیں، کیا مشرف کو پتا نہیں؟ سب جانتے ہیں سب سازشی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بے نقاب کرنا ہے اور جب تک یہ بے نقاب نہیں ہوں گے اس وقت تک معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جرأت، ہمت کی اور ہم حق بات کہہ سکیں اور آپ حق کا ساتھ دے سکیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے طلب گار ہیں اور اس کی رحمتوں کے لئے ہم آپ سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ نعرہ تکبیر---

آوازیں: اللہ اکبر---

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب شفقت خان عباسی!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے دن کے حوالے سے ہم ان تمام خواتین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو اس خطہ پاکستان میں اور خطہ ارض میں ہیں اور ہم حضرت اماں حوا کی تمام بیٹیوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ ہمیں 32 سال ہو گئے ہیں یہ دن منا رہے ہیں پاکستان میں بھی اور دنیا بھر میں یہ دن منا رہے ہیں لیکن مجھے اعتراض ہے اس حوالے سے کہ ہم کس لئے خراج تحسین پیش کریں حکومت پاکستان کو اور آج کے حکمرانوں کو۔ کیونکہ جو ڈاکٹر شازیہ اور بی بی مختاراں مائی والا معاملہ ہوا تھا تو جب جنرل صاحب کینیڈا میں گئے اور ان سے جب سوال کیا گیا تو جنرل صاحب نے یہ کہا کہ ہماری یہ خواتین ویزے کے حصول کے لئے اور پیسا بٹورنے کے لئے اس طرح کے الزامات لگاتی ہیں۔ اس وقت پاکستان سے زیادہ باہر کی دنیا میں اور وہاں کے پرائم منسٹر نے احتجاج کیا تھا کہ حکومت پاکستان کے صدر صاحب نے اپنی خواتین کے بارے میں یہ ریمارکس دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے ہماری اسلامی خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور باقی جو خواتین گزری ہم نے ان کو یہاں سلام پیش کیا اور آج اس حوالے سے کہ جس طرح قائداعظم کی بہن محترمہ فاطمہ جناح کا کردار اس ملک میں آمریت کے خلاف لڑتے ہوئے تھا میں آج ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس وقت بھی آمریت کے خلاف لڑی جانے والی تحریک کا ہر اول دستے کا کردار ادا کیا تھا۔ اس وقت بھی آمریت کے چاہنے والوں نے، آمریت کی پوجا کرنے والوں نے محترمہ فاطمہ جناح کو oppose کیا تھا اور آج

کے اس دن کے حوالے سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ شریف الدین پیرزادہ صاحب نے یہ کہا کہ میں ان کا سیکرٹری تھا اور محترمہ فاطمہ جناح کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ میں آج کی مسلم لیگی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج بھی اس معاملے کی تحقیقات کریں کہ محترمہ فاطمہ جناح کو مارنے اور قتل کرنے میں کن کا کردار تھا۔ آج کے حکمرانوں کو ہم کس طرح خراج تحسین پیش کریں جبکہ خواتین کو حقوق دینے میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام سر فہرست ہے۔

خواتین کی جو نشستیں مختص کی گئی ہیں وہ ذوالفقار علی بھٹو کے بنائے گئے 1973 کے آئین میں یہ نشستیں ملیں اور بے نظیر بھٹو نے وومن بنک قائم کیا ان کے دور میں وومن پولیس سٹیشن بنائے گئے اور ان کے دور میں پہلی بار ہائی کورٹ میں خواتین ججز کی تعیناتی کی گئی اور اس دور میں ایک senior most خاتون جج جس کو سپریم کورٹ جانے سے روکنے کے لئے ریٹائر کیا گیا۔ سپریم کورٹ میں کسی خاتون جج کو جانے دیا گیا اور نہ آج ہمارے پنجاب میں کوئی خاتون جج بنچ میں موجود ہے۔

جناب سپیکر! آج کے حکمرانوں کو کیا ہم اس لئے خراج تحسین پیش کریں کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو سے ایک خاتون ہونے کے ناتے ڈرتے ہیں، یہ اس کی سیاسی بصیرت سے ڈرتے ہیں جو پاکستان کے عوام کے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اور ماضی کی طرح آج بھی ان جعلی نام نہاد آمریت پسندوں کے خلاف جدوجہد جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر! آج کا دن یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم عہد کریں کہ اس ملک میں خواتین کے خلاف جو امتیازی قوانین ہیں ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ آج ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ خالی قانون بنانے سے یہ معاملہ حل نہیں ہوگا جب تک ہم اپنے رویے تبدیل نہیں کرتے اس وقت تک معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ اس قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلامی قوانین، میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو وراثت کے قوانین دیئے اور وراثت کے حوالے سے خواتین کو جو حقوق ملے وہ یہاں کہاں مل رہے ہیں۔ جب تک ہم حقوق نہیں دیں گے یہ معاملہ اسی طرح رہے گا۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ Resolution جو آج اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایسا Resolution تھا جسے متفقہ طور پر منظور ہونا چاہئے تھا۔ صبح عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بڑے اچھے طریقے سے یہ کہا تھا کہ ہمیں اس میں involve کر دیا جائے

اور مشترکہ طور پر یہاں خواتین ایساResolutionتیار کر لیں جو متفقہ طور پر اس اسمبلی میں منظور ہو لیکن مصباح کوکب صاحبہ نے پتا نہیں یہ کہاں سے لکھا ہے یہResolutionبنتا ہے اور نہ کچھ اور بنتا ہے یہ کچھ بھی نہیں بنتا ہے۔ اب بھی میری راجہ صاحب جو باہر بیٹھے ہیں میں نے ان سے درخواست کی تھی اگر آج اس ہاؤس میں یہResolutionپیش ہوتا ہے اور ہماری طرف سے Noہوتا ہے اور وہاں سےYesہوتا ہے تو یہ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے خواتین کو کوئی اچھا تاثر نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر! صرف چند باتیں میں آپ سے اس حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ اسلام اور قرآن و حدیث نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں وہ کسی مذہب، کسی ازم اور کسی تہذیب نے نہیں دیئے۔ جس طرح ہمارے دوستوں نے یہ کہا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے اپنی بعثت کا اعلان کیا تو اس وقت صورتحال یہ تھی کہ عرب میں عورت تاریک ترین دنوں میں اپنا وقت گزار رہی تھی۔ جس گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تھی اس کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ ایک صحابی جو بعد میں اسلام لے آئے تو ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیٹیوں اور عورتوں کے حقوق کے متعلق بات کر رہے تھے تو وہ صحابی نے ایک واقعہ بیان کیا کہ یا رسول اللہ میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی اور میں باہر گیا ہوا تھا جب میں واپس آیا تو میری بیوی نے مجھ سے چھپا لیا کہ گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ وہ صحابی کہتے ہیں کہ وہ بچی کسی اور کے گھر پلتی رہی جب وہ چھ سال کی ہو گئی پھر مجھے پتا چلا کہ یہ تو میری بیٹی ہے اور وہ بچی مجھ سے اتنی مانوس ہو گئی تھی کہ جب میں اس کو آواز دیتا تھا تو وہ بیٹی میری آواز پر اور میرے پاؤں کی چاپ پر میرے پیچھے بھاگنا شروع کر دیتی تھی۔ اللہ کے رسول کے سامنے وہ صحابی کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے غیرت آئی اور پرانی عصبیت مجھ میں جاگی تو میں نے اپنی بیٹی کو آواز دی اور میری بیٹی میرے پاس آئی اور مجھے ابوابو کہتے ہوئے مجھ سے لپٹ گئی۔

جناب سپیکر! وہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کو انگلی سے لگایا اور اس کو دور لے گیا اور ایک گڑھا کھود کر اپنی بیٹی کو گرا دیا اور جب وہ بیٹی گر رہی تھی تو وہ ابوابو اور امی امی کی آوازیں لگا رہی تھی۔ جب وہ واقعہ بیان کر رہے تھے تو اللہ کے نبی کی آنکھیں اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ روتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو تعلیم یافتہ کرے ان کو پالے اور ان کی شادی کر دے میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جس گھر میں بیٹی نہ ہو اس گھر میں غیرت نہیں ہوتی۔ ہم اپنی بیویوں کو اپنے گھر کا تاج سمجھتے ہیں، اپنا سارا کچھ لٹا کر اپنے گھر میں اپنی بیویوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ home government ہے، یہ گھر کی سربراہ ہے۔ ہم اسے وہ عزت اور وہ مقام دیتے ہیں۔ ہم ایک بہن کو وہ مقام دیتے ہیں کہ آج بھی معاشرے میں جب رشتہ کوئی مانگنے جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی ماں کا بھی پتا کریں اور نانی کا بھی پتا کریں تو پھر پتا چلے گا کہ یہ لڑکی کیسی ہے۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ اس کے باپ کا پتا کریں، اس کے دادا کا پتا کریں۔ یہی کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا پتا کریں، اس کی نانی کا پتا کریں کہ وہ کیسی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں سے کہوں گا کہ یہاں پر یہ جو گندی تہذیب حکمران یا امریکہ لاگو کرنا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ آج نوائے وقت میں خبر پڑھ لیں کہ "ایک بہن اور بھائی نے آپس میں مباشرت کے تعلقات قائم کر لئے اور چار بچے ان کے پیدا ہوئے۔" میں 1987 میں لندن گیا تو اس وقت بھی وہاں پر ایسا ہی ایک واقعہ ہوا کہ ایک بھائی نے ایک بہن کے ساتھ یہی ازدواجی تعلقات استوار کئے اور چھ بچے پیدا ہو گئے، وہ ٹی وی پر اس عورت کو لے کر آئے اور ٹی وی کے کمپیئر نے اس سے پوچھا کہ بی بی یہ بتاؤ کہ یہ تمھارا بھائی تھا تو تمھیں یہ احساس نہیں ہوا کہ یہ تمھارا بھائی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے کوئی احساس نہیں ہوا۔ یہ opposite sex ہے۔ یہ تو اسلام بہن اور بھائی کے درمیان یہ تقدس قائم کرتا ہے، باپ اور بیٹی کے درمیان یہ تقدس قائم کرتا ہے۔ وہ تقدس اگر مغربی تہذیب اور یہ روشن خیالی ختم کر دے گی تو پھر میں اپنی بہنوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ عورت کا، آپ کا تحفظ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے گھروں کو ننگا کرنے کی سازش ہے۔ ہمارے گھروں کی بربادی کرنے کی یہ سازش کی جا رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قومی اسمبلی میں ایم ایم اے نے یہ بل پیش کیا ہے کہ جو لوگ، جو والدین، جو بھائی اپنی بیٹیوں کو حصہ نہیں دیتے ان کے لئے سزا مقرر کی جائے اور جو وٹہ سٹہ کی شادیاں کرتے ہیں، جو ونی کرتے ہیں ان کے خلاف بھی عمر قید اور سزائے موت کا قانون پاس کیا جائے۔ ہم بھی یہاں یہی کہتے ہیں کہ جو لوگ عورتوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں، جو عورتوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں تو ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم پوری دنیا کی مظلوم عورتوں کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کے لئے اس اسلامی تہذیب کو، اس تہذیب کو جو ہمارے نبی نے ہمیں دی ہے اس تہذیب کو یہاں اس ملک میں رہنے دیں۔ اگر دوسری تہذیب اس ملک پر لاگو ہو گئی تو آج جو نوائے وقت میں

خبر آئی ہے تو پھر خدا نخواستہ خدا نخواستہ اس معاشرے میں وہ دور بھی آ جائے گا۔ وماعلینا الا البلاغ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترم ارشد بگو صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اور اپنی گفتگو کے دوران کلی طور پر انھوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ خدا نخواستہ یہ معزز ایوان کوئی غیر اسلامی کام کرنے کی طرف جا رہا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر کوئی دوسری بات نہیں ہے۔ آئیں ابھی یہ میرے ساتھ بیٹھیں۔ اگر اس میں کوئی غیر اسلامی بات ہے تو ہم اس پر قطعی طور پر زور نہیں دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو قرآن اور سنت کے مطابق خواتین کو حقوق دیئے گئے ہیں ان کے تحفظ کے لئے اگر حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ اس کے لئے اقدامات کرے تو کیا یہ غیر اسلامی ہے؟ یہ اس پر ابھی میرے ساتھ بیٹھ جائیں اس لئے میں اس تاثر کو رد کرنا چاہتا تھا۔ ابھی رانا ثناء اللہ صاحب اور محترم ارشد بگو صاحب بھی بیٹھ جائیں اگر اس میں کوئی غیر اسلامی بات ہے تو ہم باقاعدہ اس میں categorically آپ کے کہنے پر نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہمارا ابھی یہ فریضہ بنتا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ قرآن اور سنت کے مطابق جو خواتین کو حقوق دیئے گئے ہیں ان کے تحفظ کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ میں اس کو شامل کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ مصباح کوکب صاحبہ!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

"وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ"

عورت نہ صرف ہماری دنیا کا ایک اہم جز ہے بلکہ نصف معاشرہ ہے۔ اس کے وجود سے ہی کائنات میں رنگ ہیں۔ اس کی عدم موجودگی سے معاشرہ تو کیا خاندان بھی تشکیل نہیں پاتا۔ ہمارے مذہب اسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل عورت کو جو حق دیا تھا۔ عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے طور پر ہر طرح سے اس کو تحفظ دیا تھا۔ ہماری عورت نے بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ان انعامات کو بلند و بالا کرنے میں اور بلند و بالا رکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن زندگی کے ہر شعبہ میں ہی شروع سے لے کر 2002 سے پہلے تک خواتین کو بالکل ignore کیا

جا تا رہا ہے حالانکہ ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں، تحریک پاکستان سے لے کر اس کی جدوجہد کا آغاز ہو یا اس خوبصورت ملک کی تعمیر و ترقی کی پر عزم پیش قدمی کی طرف قدم ہو، خواتین نے ہر موقع پر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے لیکن ہماری دو حکومتیں جو دو دو دفعہ رہی ہیں۔ نواز شریف صاحب نے دو دفعہ اس ملک پر حکومت کی ہے۔ دو دفعہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس ملک پر حکومت کی ہے۔ یہ سب خواتین ان دونوں حکومتوں کا حصہ رہی ہیں لیکن کسی نے بھی ان کو اس ایوان میں آنے کا موقع نہیں دیا جس ایوان میں آج یہ کھڑی ہو کر بات کر رہی ہیں۔ اگر ہم سب کو جو اس طرف بیٹھی ہوئی ہیں اور وہ بہنیں جو اس طرف بیٹھی ہوئی ہیں آج صرف اور صرف اسی حکومت کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں۔ اسی صدر پاکستان کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں، اسی صدر پرویز مشرف صاحب کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! حال تو ان کا یہ ہے کہ اجلاس شروع ہونے سے دو دن پہلے، ارشد بگو صاحب، اب وہ باہر تشریف لے گئے ہیں، بڑے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ایک تصویر ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور ہماری طرف تشریف لائے اور آکر وہ تصویر دکھانی شروع کی اور ہم نے دیکھا کہ وہ تصویر کون سی دکھا رہے ہیں تو جناب سپیکر وہ تصویر ارشد بگو صاحب نے صدر پرویز مشرف صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کھنچوائی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! ان کے قول و فعل کے تضاد کا اس بات سے اندازہ لگا لیجئے ہوتا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی سے بہت محبت ہوتی ہے تو وہ اندر سے محبت ہوتی ہے تو وہ باہر سے اس کا ذکر بار بار کرتے رہتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ان کو صدر پرویز مشرف سے بہت محبت ہے اور اسی محبت کے لئے یہ بار بار ان کا ذکر کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ پلیز! کارروائی چلنے دیں۔ کارروائی چلنے دیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اپنی بہن کو اس ہاؤس میں ایک مثال بھی دی تھی۔ میں اپنی بہن کو دوبارہ عرض کرتی ہوں کہ ان کو پہلے بھی میں نے ایک دفعہ مثال دی تھی کہ ماچس کی تیلی کا بھی سر ہوتا ہے لیکن اس میں دماغ نہیں ہوتا، وہ تیلی ذرا سی کسی چیز سے رگڑ کھاتی ہے تو وہ جل اٹھتی ہے۔ میری بہن تو اس ماچس کی تیلی کی طرح ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے بات مکمل کر لی ہے۔ آپ کو بیس منٹ ٹائم دیا گیا تھا۔ آپ جب بات کرتی ہیں تو سننے کا بھی حوصلہ رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! انھوں نے میرے بارے میں بات کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے محترمہ بات کر رہی تھیں کہ آج کچھ خواتین کو روٹی نہیں مل رہی، بھوکی ہیں۔ میری یہ بہن لاکھوں روپے مراعات کی صورت میں، تنخواہوں کی صورت میں، اس ہاؤس میں آکر صرف چیں چیں کرتی ہیں، کبھی اس نے reality کی بات نہیں کی۔ وہ لے کر جاتی ہیں تو اس کے گھر کے آس پاس اگر کوئی خاتون بھوکی ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو جا کر روٹی دے، یہ لاکھوں روپے صرف اپنی جیب میں ڈال کر نہ بیٹھ جائے۔ اگر یہ ان کا خیال نہیں رکھتیں تو یہ ان خواتین کی مجرم ہیں جو اس کے آس پاس ہیں اور وہ بھوکی ہیں۔ وہ خواتین چاہیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ اس کے خلاف جا کر ایف آئی آر درج کروائیں۔

جناب سپیکر! ابھی رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ کیا انھوں نے اس سے پہلے بھی عورت کے حق میں کوئی قرارداد move کی ہے؟ رانا صاحب لابی میں تشریف لے گئے ہیں۔ وہ سن رہے ہوں گے میں ان کو بتاتی چلوں کہ اس ہاؤس میں سب سے پہلے میں نے ہی ایک قرارداد move کی تھی کہ اگر کسی عورت کو divorce کر دیا جاتا ہے اور وہ عورت suckling دیتی ہے تو ہمارے قانون کے مطابق عورت کو صرف عدت کی مدت تک اور بچے کا خرچہ دیا جاتا ہے لیکن اسلام، قرآن، شریعت میں ہے کہ عورت بچے کو پورے دو برس دودھ پلائے اور وہ چاہے تو بچے کے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت بھی وصول کر سکتی ہے۔ میں نے اسی ہاؤس میں یہ قرارداد پیش کی تھی اور وہ پاس ہوئی تھی۔

جناب والا! اس کے بعد نکاح نامہ میں amendment کا ایک بل بھی میں نے یہاں move کیا تھا اور جسے اس ہاؤس نے منظور کیا۔ رانا صاحب! معلوم نہیں کیوں بھول جاتے ہیں۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں اور پھر ہماری بات سنے بغیر باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر کسی کو کوئی چیز تحفہ میں دی جائے، ہدیہ دیا جائے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی خواتین کو یہاں آنے کے لئے کس نے موقع فراہم کیا ہے؟ آج میں اس floor پر بات کر رہی ہوں تو میں اس شخص کو ضرور خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی، جس کی وجہ سے آج ہم یہاں پر پہنچی ہیں۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم یہاں پہنچی ہیں اسے خراج تحسین پیش کریں۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے بھی خواتین کے مسائل کو حل کرنے کی بات نہیں کی، جتنے بھی بل پاس ہوئے ہیں مثلاً کاروکاری، ونی، حقوق نسواں ایکٹ سب اسی حکومت نے پاس کئے ہیں، صدر پاکستان نے کئے ہیں۔ ہم بار بار ان کا شکریہ ادا کریں گے، بار بار ان کو خراج تحسین پیش کریں گے۔ میں اس ہاؤس میں اپنی تمام بہنوں کی طرف سے صدر پاکستان کو یقین دلاتی ہوں کہ آئندہ بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کا شکریہ ادا کرتی رہیں گی اور وہ بھی خواتین کے تحفظ کے لئے مزید قوانین اور ادارے بناتے رہیں گے۔ یہ ان کی خواتین کے ساتھ commitment ہے جس کو وہ پورا کر رہے ہیں۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے میں علم ہے کہ یہاں ایک consensus develop ہوا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب، ارشد بگو صاحب اور شفقت عباسی صاحب نے jointly میرے ساتھ مل بیٹھ کر ایک مشترکہ قرارداد draft کی ہے۔ اس قرار داد کو پیش کرنے سے پہلے میں دو تین باتوں کو clarify کرنا چاہتا ہوں۔ اپوزیشن سے میری گزارش ہے کہ خدارا! ان کو اب negative انداز میں نہ لیا جائے کیونکہ ہم نے consensus سے ایک مشترکہ قرار داد کو لانا ہے لیکن صرف ریکارڈ کی درستی کے لئے دو تین چیزیں گزارش کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہاں پر فرد واحد کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ کھلی حقیقت ہے، اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس فرد واحد کی commitment تھی کہ بلدیاتی الیکشن وقت پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ وقت پر ہوئے۔ اس کی یہ commitment تھی کہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی لہذا وہ اپنی مدت پوری کر رہی ہیں۔ انھوں نے commitment دی تھی کہ خواتین کے حقوق کے لئے کام کیا جائے گا اور اس حوالے سے حکومت نے جو کام کئے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ مجھے وہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج یہ موجودہ حکومت کی وجہ سے ہی ہے کہ خواتین اتنی بڑی تعداد میں اس

معزز ایوان میں تشریف فرما ہیں۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جب across the board ایک فیصلہ ہو جاتا ہے تو اس سے سارے benefit حاصل کرتے ہیں۔ Benefit اس لحاظ سے حاصل کرتے ہیں کہ ہم اس سسٹم کا حصہ ضرور بن جاتے ہیں لیکن at the same time اس سسٹم کو ہم criticize بھی کرتے رہتے ہیں۔ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے اور اوپر سے لے کر نیچے تک سینیٹ، قومی اسمبلی، چاروں صوبائی اسمبلیوں میں کوئی ادارہ ایسا نہیں کہ جس میں کسی بھی جماعت نے اپنی خواتین کی نمائندگی نہ دی ہو۔ میں تھوڑا سا بڑھ کر کہنا چاہوں گا، رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی یہی بات کی ہے کہ ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں کسی نہ کسی حوالے سے انہی معزز ایوانوں میں آئیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کے تحفظ کا بل، women empowerment کا بل ایسی چیزیں ہیں جو کہ حکومت کے credit میں جاتی ہیں۔ مجھے ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے ایک بات overall پنجاب کے حوالے سے کہی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ خواتین کے خلاف تشدد، ونی، honour killing کی سب سے زیادہ وارداتیں کس صوبے میں ہوئی ہیں؟ شاید اسی صوبے میں سب سے زیادہ وارداتیں ہوئی ہیں کہ جہاں سے highest level پر آپ کی خاتون قیادت ہے، وہاں یہ وارداتیں سب سے زیادہ ہو رہی ہیں۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی باتیں نہیں ہیں، ان کی زیادہ سے زیادہ مذمت کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! جو مشترکہ طور پر، consensus سے قرارداد تیار ہوئی ہے اس کا draft میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں کہ:

> "یہ معزز ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ان تمام خواتین کو جنھوں نے خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کی اور جو کر رہی ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ خواتین کے حقوق کے لئے جاری اقدامات کو مزید موثر بنایا جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ اسلام میں دیئے گئے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے مزید مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔ خواتین ہمارے معاشرے کا اہم حصہ ہیں ان کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

جناب سپیکر: یہ ترمیم شدہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"یہ معزز ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ان تمام خواتین کو جنھوں نے خواتین کے حقوق کے لئے جدو جہد کی اور جو کر رہی ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ خواتین کے حقوق کے لئے جاری اقدامات کو مزید موثر بنایا جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ اسلام میں دیئے گئے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے مزید مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔ خواتین ہمارے معاشرے کا اہم حصہ ہیں ان کو ہر گز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! حکومت کا ایک بل ہے، میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آج ہم اس کو take up نہیں کرنا چاہتے، اسے ہم Monday کو take up کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill, ایجنڈے پر ہے یہ بڑا ہی اہم بل ہے۔ ہم نے، رانا ثناء اللہ صاحب نے اس پر ترامیم بھی نہیں دیں کیونکہ یہ بل پنجاب کے ریونیو ریکارڈ کو computerize کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ چونکہ Monday کو ہم نے امن وامان پر بحث بھی رکھی ہوئی ہے۔ لہذا اگر یہ Monday کو take up ہو گا تو پھر مشکل ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ ابھی ٹائم ہے آپ اس بل کو متفقہ طور پر پیش کریں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اگر اپوزیشن کے دوستوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو ہم ابھی کر لیتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، ابھی کر لیتے ہیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2006

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once. "

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once. "

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once. "

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 be passed. "

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 be passed. "

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 be passed. "

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے لاء منسٹر اور اس حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کام ہے جو انھوں نے کیا ہے۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے اس میں فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم نے اس بل میں ترامیم نہیں دینی کیونکہ یہ بہت اچھا بل ڈرافٹ ہوا ہے۔ لہذا یہ بل متفقہ طور پر منظور ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بل متفقہ طور پر منظور ہوا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن کے دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9-مارچ 2007 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

531

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9-مارچ2007

1- تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2- سوالات (محکمہ مقامی حکومت ودیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال04-2003 پر عام بحث

(---جاری)

533

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 9-مارچ 2007

(یوم الجمع، 19-صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ﴿۳﴾
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸﴾

سُوْرَةُ التِّین آیات 1 تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون کی (1) اور طور سینین کی (2) اور اس امن والے شہر کی (3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (4) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا (5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے (6) تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ (7) کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ (8)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رائے اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،رائے صاحب!پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

تعزیت

خانقاہ ڈوگراں میں ہلاک ہونے والے طلباء کے لئے دعائے مغفرت

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر!کل میرے علاقے خانقاہ ڈوگراں میں سات ننھے منے معصوم بچے شہید ہو گئے ہیں۔ایک تو ان کے لئے دعائے مغفرت کرنی ہے۔وہ معصوم تھے سیدھے جنت میں جائیں گے۔میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اس کا سارا گناہ اور جرم محکمہ تعلیم کا ہے۔چونکہ وہاں سکول میں کوئی ٹیچر ہی نہیں ہے۔اگر سکول میں ٹیچر موجود ہوتے تو یہ ننھے منے بچے سکول سے کیوں جاتے؟

جناب سپیکر: بچوں کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر معصوم بچوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر!اس سکول میں ٹیچر نہیں تھے لہذا محکمہ تعلیم سے رپورٹ منگوائی جائے۔جب وزیراعلیٰ پنجاب کا خواب پڑھا لکھا پنجاب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر!میری عرض سن لیں۔میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے مجرم سیکرٹری تعلیم اور اس کے تمام افسران ہیں بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اس واقعہ پر وزیر تعلیم کو مستعفی ہو جانا چاہئے۔ان ننھے منے بچوں کے خون سے رنگے چہرے دیکھنے کے بعد ابھی تک والدین حواس

باختہ ہیں۔ وہ تو جنتی ہیں لیکن ان کے لئے کیا کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! دیکھ لیں گے۔ اس ایوان میں بات کرنے کا ایک proper time ہے۔ پھر کسی وقت کر لیں گے۔ راجہ صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں۔

رائے اعجاز احمد: جناب والا! چونکہ ابھی وزیر تعلیم نہیں ہیں تو راجہ صاحب اس واقعہ کی رپورٹ منگوا کر سوموار کے دن اس ایوان میں پیش کریں کہ اس علاقے میں کتنے سکولوں میں ٹیچرز نہیں ہیں۔۔۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: آپ راجہ صاحب کو چیمبر میں مل لیں وہاں تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ حاجی محمد اعجاز صاحب اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1868 ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

حاجی محمد اعجاز: جی، جناب!

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کوڑا کرکٹ، ریت اور مٹی کے ٹرکوں / ٹرالیوں کو کور کرنا

*1868: **حاجی محمد اعجاز:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک، کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کے بعد کوڑے کو ترپال سے نہیں ڈھانپتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ ٹرک جہاں جہاں سے بھی گزرتے ہیں کوڑا کرکٹ سڑک پر گرتا رہتا ہے جس سے تعفن پھیلنے کے علاوہ گندگی بھی پھیلتی ہے۔ جس سے شہر میں بیماریاں پھیلنے کا خدشہ لاحق رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مٹی اور ریت کی ٹرالیاں بھی شہروں کی سڑکوں پر ترپال کے بغیر چلتی ہیں جس سے مٹی اور ریت اڑتی رہتی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کے حل کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ آج کل ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کے بعد کوڑے کو ترپال سے نہیں ڈھانپتے اگرچہ پیشتر ازیں ترپال وغیرہ ڈالی جاتی تھی لیکن چونکہ وہ جلدی پھٹ جاتی تھی اس لئے اب طریق کار کو بدل کر بند کنٹینرز لائے جا رہے ہیں۔

(ب) حتیٰ الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ کوڑا کرکٹ ٹرک سے گرنے نہ پائے لیکن یہ کسی حد تک درست نہ ہے کہ اس کے تعفن سے گندگی اور بیماریاں پھیلنے کا احتمال ہوتا ہے۔ کیونکہ ویسٹ کو فوری طور پر کولیکشن پوائنٹ سے اٹھا کر مخصوص کردہ ڈمپنگ گراؤنڈ میں پھینک دیا جاتا ہے۔

(ج) مٹی اور ریت کی ٹرالیوں کا تعلق S.P ٹریفک سے ہے۔

(د) جیسا کہ جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ بند کنٹینرز حاصل کئے جا رہے ہیں جن سے شکایت رفع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سوال چار سال پرانا ہے۔ لہذا پہلے تو آپ کے ارشاد کے مطابق اس سوال کے جواب کو up-to-date کر دیا جائے کہ اس وقت اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور کے کوڑا کرکٹ اٹھانے والے ٹرک بعض اوقات ڈھکے ہوئے نہیں ہوتے۔ ضلعی حکومت کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق انھوں نے کہا ہے کہ ہم بعض اوقات اسے ڈھانپ لیتے ہیں لیکن یہ ایک interim arrangement ہے۔ اس میں latest صورتحال یہ ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے مرحلہ وار جیسے ان کے پاس وسائل میسر آ رہے ہیں بند ٹرک

خرید نے شروع کئے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ یہ صورتحال بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس طریق کار کو بند کر کے بند کنٹینرز لائے جا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج تک کتنے بند کنٹینرز لائے جا چکے ہیں۔ کیونکہ اس سوال کو چار سال ہو چکے ہیں ان چار سالوں کی میں progress پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب تک کتنے بند کنٹینرز لائے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے عرض یہی کی ہے کہ مرحلہ وار لائے جا رہے ہیں اور آج کل آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ سڑکوں پر آپ کو اوپن ٹرک بہت کم ملتے ہیں لیکن جو بند ٹرک ہیں وہ کافی تعداد میں آ چکے ہیں۔ اس کی یہ صورتحال ہے کہ ایک تو یہ ٹرک خرید بھی کئے جا رہے ہیں اور دوسرا جو ہمارے foreign aided projects ہیں اس میں یہ ہمیں grant in aid بھی مل رہے ہیں۔ صرف خرید کی بات نہیں ہے۔ اگر ان کو خرید کے exact figures چاہئیں تو وہ بھی میں لے کر دے سکتا ہوں لیکن خرید سے زیادہ یہ ہمیں aid کے طور پر مل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یعنی اس میں foreign aided projects بھی چل رہے ہیں۔ اگلا سوال بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 2017۔

شعبہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کی کارکردگی

*2017: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ لاہور کا عملہ غازی روڈ لاہور کینٹ اور شہر کی مختلف نواحی بستیوں کے قریب روزانہ سینکڑوں ٹن کوڑا کرکٹ پھینک جاتے ہیں جس سے آلودگی، بدبو اور تعفن کی فضا لوگوں کے لئے ایک اذیت کا باعث بنی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے پاس کوڑا کرکٹ جدید ٹیکنالوجی سے ٹھکانے لگانے کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے اس علاقے میں کئی کئی کلو میٹر دور تک آلودگی پھیلی ہوئی ہے جس سے ہیپاٹائٹس کا مرض عام ہو رہا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مسائل کے حل کے لئے کوئی مؤثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) زیر بحث جگہ پر کنٹونمنٹ ایریا کی گاڑیاں کوڑا کرکٹ پھینکتی ہیں، تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سٹی ٹاؤن، شالامار ٹاؤن اور راوی ٹاؤن کا کوڑا کرکٹ محمود بوٹی ڈمپنگ گراؤنڈ میں پھینکتے ہیں۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس صرف محمود بوٹی ڈمپنگ گراؤنڈ ہے جہاں کوڑا کرکٹ پھینکنے کے بعد سے کور کر دیا جاتا ہے۔

(ج) مسائل کے حل کے لئے کوڑے کی سائنسی طریقہ سے ڈسپوزل کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے، امید ہے جلد کمپوزٹ پلانٹ یا بجلی پیدا کرنے والا پلانٹ لگا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے گاڑیاں جو کوڑا کرکٹ پھینکتی ہیں، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے سٹی ٹاؤن شالامار ٹاؤن، راوی ٹاؤن کا کوڑا کرکٹ محمود بوٹی ڈمپنگ گراؤنڈ میں پھینکتے ہیں اور اس کو cover کرتے ہیں۔ کوڑا وہاں پر ضرور پھینکا جاتا ہے لیکن اس کو ڈھانپا نہیں جاتا۔ اس پر کوے، چیلیں، کتے اور پتا نہیں کیا کیا وہاں ہوتا رہتا ہے اور گند ادھر ادھر پھینکا جاتا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ وہاں پر گاڑی سے گزرتے ہوئے جو چیلیں اور کوے ہیں ان کے پنجوں سے کوئی چیز گرتی ہے تو وہ سیدھی گاڑی کے اوپر آتی ہے اس میں ہڈیاں بھی ہوتی ہیں اور کوئی کپڑے وغیرہ بھی ہوتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اس سوال کا جو جواب دیا گیا ہے وہ مناسب نہیں ہے میری یہ گزارش ہے کہ اس کوڑا کرکٹ کو وہاں پر صحیح طریقے سے cover کیا جائے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے یہ بجلی پیدا کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ فوری طور پر کوئی ایسا پلانٹ لگانا چاہتے ہیں جس سے یہ مسئلہ احسن طریقے سے حل ہو سکے؟

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وہاں پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا معزز رکن نے پوچھا تھا کہ وہاں پر جو کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے اس کے لئے کوئی اور بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ محمود بوٹی ڈمپنگ گراؤنڈ میں روزانہ تقریباً سات سو سے لے کر آٹھ سو ٹن روزانہ waste پھینکی جاتی ہے اور وہاں پر کمپوزٹ پلانٹ لگا دیا گیا ہے جس کی عمر ایک سال ہوتی ہے اور ابھی 2006 میں یہ شروع کیا گیا ہے اور کمپوزٹ پلانٹ اڑھائی سو سے لے کر تین سو ٹن تک روزانہ waste وصول کر رہا ہے۔ لاہور کمپوزٹ پلانٹ روزانہ ایک ہزار سے دو ہزار بیگ جس کا وزن پانچ سو کلو گرام فی بیگ ہے کھاد بھی تیار کر رہا ہے۔ جو الیکٹرانک سسٹم ہم نے شروع کرنا تھا وہ شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح سے راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ لاہور میں انہوں نے کوڑا کرکٹ تلف کرنے کے لئے جدید پلانٹ لگایا ہے کیا یہ دوسرے شہروں میں بھی اس قسم کا جدید پلانٹ لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ہم باقی شہروں میں بھی یہ پلانٹ لگانا چاہ رہے ہیں۔ ابتدائی طور پر ہم پانچ بڑے شہروں میں یہ پلانٹ لگانا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد مرحلہ وار اس پروگرام کو extend کیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے یا پڑھا ہے وہ اس جواب سے بالکل مختلف ہے جو answer sheet میں ہمیں کل ملا تھا اور answer sheet میں جو جواب ہے وہ 07-07-05 کو وصول ہوا ہے اور یہ کوئی تقریباً ساڑھے تین سال یا چار سال پرانا جواب سیکرٹریٹ والوں نے اسی طرح سے چھاپ دیا ہے۔ سیکرٹریٹ میں آفیسرز تو بڑھائے جا رہے ہیں اور کارکردگی گھٹتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب توupdated جواب دے رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے تو2006 کے مطابق جواب دیا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ کمپوزٹ پلانٹ2006 میںinstall کیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے ساڑھے تین سال پرانا جوابanswer sheet میں پرنٹ کر کے ہمیں کل تھما دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیکرٹریٹ کی یہ کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: جب محکمے کا جواب آنا ہے اور جو بھی جواب آنا ہے اسمبلی سیکرٹریٹ نے تو وہی پرنٹ کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا!answer sheet میں لکھا ہے کہ تاریخ وصولی جواب03-7-05۔

جناب سپیکر: ٹھیک۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہanswer sheet کیا2003 میں پرنٹ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔2003 میں جو محکمے کی طرف سے جواب آیا تھا وہ چھاپا ہے اس کے بعد اگر محکمے نے کوئی جواب نہیں دیا تو وہی پرنٹ ہونا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن جناب والا! یہanswer sheet تو کوئی پندرہ دن یا ایک ماہ پہلے ہی پرنٹ ہوئی ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ سوال دوبارہ تو محکمے کو نہیں بھیجنا تھا۔ وہ تو اس وقت جو جواب آ گیا اس کے مطابق پرنٹ ہو گیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ایوان میں جوابupdated آنا چاہئے یعنی اسanswer sheet میں بھیupdated جواب آنا چاہئے۔ تو پھر یہ کیا کارکردگی ہے؟

جناب سپیکر: یا تو محکمہ کہے کہ ہم دوبارہupdated جواب بھیجتے ہیں تو پھر وہ پرنٹ ہو جائے گا۔ اگر محکمے نے دوبارہupdated نہیں بھیجا تو جو اسمبلی سیکرٹریٹ میں جواب آیا ہے وہی پرنٹ ہونا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یعنی ایوان کا یہ استحقاق ہے کہupdated جواب آنا چاہئے۔ اس میں

سیکرٹریٹ والوں کی طرف سے کوتاہی ہے یا محکمے کی طرف سے اس کو آپ sort out کروالیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! آئندہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو remind کروادیا کریں کہ یہ سال یا دو سال پہلے کا جواب ہے اگر وہ دوبارہ جواب دینا چاہیں تو دوبارہ منگوالیں۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں۔ جناب والا! ان سے updated جواب لینا چاہئے۔ ایوان کا یہ استحقاق ہے کہ updated جواب آنا چاہئے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں رولنگ موجود ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر نے یہاں پر رولنگ دی تھی کہ جو جواب answer sheet پر آئے گا وہ up-to-date آئے گا اس لئے ان کو اس پر پہلے ہی خیال رکھنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ اگلا سوال چوہدری جاوید احمد صاحب کا ہے انہوں نے اپنا سوال withdraw کر لیا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 2339۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سلاٹر ہاؤس لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*2339: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سلاٹر ہاؤس لاہور میں اوسطاً روزانہ کتنی گائیں، بھینس اور بھیڑ، بکریاں ذبح کرنے کے لئے لائی جاتی ہیں؟

(ب) ان تمام جانوروں کو چیک کرنے کے لئے کتنے ویٹرنری ڈاکٹرز تعینات ہیں اور ذبح ہونے والے جانوروں کو صحت مند قرار دینے کے لئے کن طبی اصولوں کا خیال رکھا جاتا ہے؟

(ج) جانوروں کو ذبح کر کے ان کی کھالیں کہاں رکھی جاتی ہیں؟

(د) گوشت کو مچھروں اور دیگر خطرناک جراثیم سے بچانے کے لئے مذکورہ سلاٹر ہاؤس میں کیا انتظامات موجود ہیں ان کی تفصیلات فراہم فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) مٹن و بیف سلاٹر ہاؤس کوٹ کمبوہ بکر منڈی بند روڈ لاہور میں اوسطاً روزانہ 4500-5000 چھوٹے جانور یعنی، بھیڑ، بکریاں اور 500-350 جانور گائیں، بھینس ذبح کرنے کے لئے سلاٹر ہاؤس میں لائی جاتی ہیں۔

(ب) ان تمام جانوروں کو چیک کرنے کے لئے پہلے دو ویٹرنری آفیسر ز بیف اور دو ویٹرنری آفیسر ز مٹن سلاٹر ہاؤس میں تعینات تھے،ایک ڈاکٹر فیلڈ میں گوشت کی چیکنگ کے لئے اور ایک ڈاکٹر یعنی ویٹرنری آفیسر بکر منڈی میں بکر منڈی کے معاملات اور اس کی نگرانی خاص کر فیس کیٹل منڈی مویشیاں کی نگرانی کے لئے مامور تھے لیکن اس وقت صرف دو ڈاکٹر ز ایک مٹن اور دوسرا بیف سلاٹر ہاؤس میں تعینات ہیں اور یہی دونوں ڈاکٹر ز اقبال ٹاؤن اور نشتر ٹاؤن میں گوشت کی دکانوں کو چیک کرنے کے لئے مامور ہیں باقی ڈاکٹر حضرات واپس اپنے محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب چلے گئے ہیں۔

جانوروں کو رننگ پوزیشن میں ایک خاص لائن اور ترتیب سے ویٹرنری آفیسر کے سامنے سلاٹر ہاؤس میں داخل کیا جاتا ہے،اگر کوئی جانور سست یا ڈیپریس ہو تو اس کو دوسرے جانوروں سے علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور اس کو ریجیکشن روم میں رکھا جاتا ہے بعد میں اس جانور کو بھی اسی طرح سے عمومی طور پر چیک کیا جاتا ہے،اگر یہ جانور بیمار ہو اس کو سلاٹر ہاؤس سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اس کے مالک کو جانور کے علاج کے لئے ہدایت کی جاتی ہے، ایک صحت مند جانور جسمانی طور پر پھرتیلا، ہشاش بشاش اور ہوشیار ہونا ضروری ہے۔

(ج) جانوروں کو ذبح کرنے کے بعد ان کی کھالوں کو اچھی طرح سے دھویا جاتا ہے اور ان کو نمک لگا کر سٹور کیا جاتا ہے۔

(د) جانوروں اور ان کے گوشت کو مچھروں اور دیگر خطرناک جراثیم سے بچانے کے لئے سلاٹر ہاؤس کے اندر اور اس کے باہر مندرجہ ذیل انتظامات موجود ہیں۔

1۔ عملہ صفائی

2- انٹی سیپٹک یعنی جراثیم کش ادویات جن سے سلاٹر ہاؤس کی اچھی طرح صفائی کی جاتی ہے، ان میں فینائیل، بلیچنگ پاؤڈر، مکھی مار سپرے خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے علاوہ سلاٹر ہاؤس کو وقتاً فوقتاً سفیدی کی جاتی ہے تمام سلاٹر ہاؤس کو جالیوں سے کور کیا ہوا ہے اس میں گندی ہوا باہر نکالنے کا انتظام موجود ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب کے جز (الف) میں یہ فرمایا ہے کہ مٹن اور بیف سلاٹر ہاؤس جو کوٹ کمبوہ بکر منڈی میں ہے۔ اس میں یہ کہتے ہیں کہ اوسطاً کوئی ساڑھے چار ہزار سے پانچ ہزار جانور یعنی بھیڑ بکریاں اور کوئی پانچ سو جانور گائیں اور بھینسیں روزانہ سلاٹر ہاؤس میں ذبح کرنے کے لئے لائی جاتی ہیں۔ اب تفصیل یہ بتا رہے ہیں کہ یہاں پر پہلے دو ڈاکٹرز ہوتے تھے جو یہ چیک کرتے تھے کہ گوشت انسانی consumption کے قابل ہے یا نہیں۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ اس میں سے ایک ڈاکٹر صاحب چلے گئے ہیں اب اس وقت ایک ہی ڈاکٹر ہے جو اس کام پر مامور ہے۔ وزیر موصوف فرمائیں کہ کیا ایک ڈاکٹر روزانہ پانچ چھ ہزار جانوروں کو اس انداز میں چیک کر سکتا ہے جو اس بات کو ensure کرے کہ اس گوشت کی کوالٹی human consumption کے قابل ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ ڈاکٹر انچارج ایک ہے اس کے ساتھ پوری ٹیم ہے اور سٹاف ہے۔ ان کی کارکردگی کے حوالے سے میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جب ان سے معلوم کیا تو مجھے بتایا کہ روزانہ اوسط کی بنیاد پر تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب جانور reject بھی کر دیتے ہیں کہ یہ slaughtering کے قابل نہیں ہیں اور یہ سب باتیں ریکارڈ پر ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کی ان کی کارکردگی اس لحاظ سے قابل اعتراض نہیں ہے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر متعلقہ سٹاف پورا نہیں ہے وہ بالکل درست ہے کہ وہ پورا نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے یہ جواب 17-12-2003 کو دیا ہے یعنی ساڑھے تین سال پہلے جواب دیا ہے اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر سٹاف پورا نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پورا کر دیا جائے گا یہ ساڑھے تین سال کیا کرتے رہے ہیں؟ ساڑھے تین سالوں میں لوگ یہ گوشت اسی طرح

کھاتے رہے ہیں۔ اس بارے میں گورنمنٹ کا یہ concern ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ڈیڑھ سو جانور روزانہ reject کئے جاتے ہیں۔ جو پیسے نہیں دیتے وہ reject ہو جاتے ہوں گے۔ اب ایک آدمی یا دو آدمی پانچ یا ساڑھے پانچ ہزار جانوروں کو کیسے چیک کر سکتا ہے کہ وہ اس بات کو ensure کرے کہ اس کی کوالٹی human consumption کے قابل ہے۔ وہ تو اس کو چیک کر ہی نہیں سکتا۔ وہ جو فرما رہے ہیں کہ دو تین آدمیوں کا سٹاف ہے وہ دو تین آدمی تو انہوں نے پیسے اکٹھے کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ لوگوں سے پیسے لیتے ہیں اور جو پیسے نہ دے اس کو وہ reject کر دیتے ہیں۔ یہ بتائیں کہ ساڑھے تین سال یہ کیا کرتے رہے ہیں جواب یہ فرما رہے ہیں کہ ہم کارکردگی کو بہتر بنائیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ان کے پاس سٹاف available نہیں تھا انہوں نے نئی بھرتی کرنی ہے پہلے بھرتیوں پر بھی پابندی تھی۔ حال ہی میں ہماری گورنمنٹ نے اس پابندی کو اٹھایا ہے اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کو ہم یہ directions دے رہے ہیں کہ اس کمی کو پورا کیا جائے لیکن پھر میں اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان کی کارکردگی کا تعلق ہے میرے پاس باقاعدہ figures موجود ہیں کہ وہ باقاعدہ ensure کرتے ہیں کہ کوئی بیمار جانور سلاٹر ہاؤس میں ذبح نہ ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب کے جز (ب) میں فرمایا ہے کہ جو جانور بیمار ہوتے ہیں انہیں rejection room میں رکھا جاتا ہے۔ ابھی انہوں نے فرمایا ہے کہ روزانہ 150/200 جانور reject کرتے ہیں تو کیا ان کے پاس rejection room میں اتنی گنجائش ہے کہ 150/200 جانوروں کو وہاں رکھا جا سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! وہ عارضی وقت کے لئے رکھے جاتے ہیں لیکن بالآخر وہ ان کے مالکان کے حوالے کیا جاتا ہے اور وہ واپس لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہم روز اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ گوشت کے حوالے سے عوام میں جو شکایات ہیں کہ ان میں پانی بھرا جاتا ہے، ناقص گوشت فراہم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بیماریاں آرہی ہیں۔ یہ میری تحریک التوائے کار بھی ہے اور یہاں پر ہم بیسیوں شکایات روز سنتے ہیں۔ جس طرح کہ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ 5500 جانور وہاں پر ذبح کرتے ہیں اور ایک ڈاکٹر ہے۔ جب کسی جانور کو ذبح کرتے ہیں تو اس پر ڈاکٹر سٹمپ لگاتا ہے پھر اپنے سائن کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اس کام کے لئے بھی دو دن چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ ensure کروائیں کہ یہ وہاں پر کب تک پورا عملہ اور ڈاکٹر تعینات کر دیں گے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جہاں تک ڈاکٹر کی تعیناتی کا تعلق ہے میں ensure کراتا ہوں کہ اگر لاہور میں کہیں ہمارے پاس موجود ہوا تو ہم ٹرانسفر بھی کر دیں گے یا چیف منسٹر صاحب سے نئی ریکروٹمنٹ کے لئے خصوصی احکامات لے لیں گے لیکن اس کے علاوہ لاہور کے لئے جو ایک ماڈرن سلاٹر ہاؤس ہے اس پر بھی ہمارا کام شروع ہو گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ ساری صورتحال یکسر تبدیل ہو جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ ensure کرا دیں کہ یہ مہینے یا دو مہینے میں ہو جائے گا۔ 9 مہینے رہ گئے ہیں اسمبلی ختم ہو جانی ہے اس کے بعد انہیں کسی نے نہیں پوچھنا۔ پہلے اس سوال کو ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں تو اگر ان کی نیک نیتی ہے تو یہ ensure کرا دیں۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ ان کی نیت میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ (قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ نیک نیت ہیں؟ نیتوں کے حال تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی نیت ماشاء اللہ ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ensure کروا دیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اب دوبارہ یہ Question Hour نہیں آئے گا، یہ سوال بھی شاید نہیں آئے گا۔ میری درخواست ہے کہ یہ ذرا بتا دیں؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اگر میری نیت کا تعین ڈاکٹر کی تعیناتی سے ہوتا ہے تو انشاء اللہ ایک مہینے میں ڈاکٹر لگا دیا جائے گا۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا اور شاید منسٹر موصوف کے مشاہدے میں بھی یہ بات ہو گی کہ جو جانور سلاٹر ہاؤس سے نکلتے ہیں ان کے دونوں سائیڈوں پر نیلے رنگ کی ایک مہر لگی ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس گوشت پر وہ سٹمپ نہ لگائی جائے، کوئی اور طریقہ اختیار کیا جائے کیونکہ اس سیاہی سے جراثیم وغیرہ پھیلتے ہیں تو کیا یہ اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا، ان کی نیت سے متعلق تو آپ نے سرٹیفکیٹ دے دیا ہے کہ وہ نیک نیت ہیں تو ایک دن پہلے یہاں اسی طرح کا معاملہ چل رہا تھا تو راجہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ منسٹرز کے ساتھ اس طرح کا معاملہ اپوزیشن کو نہیں کرنا چاہئے اور ویسے بھی منسٹرز training process میں ہیں جبکہ کم از کم راجہ صاحب سے متعلق کسی کو یہ شک نہیں ہے کہ یہ training process میں ہیں تو کل انہوں نے جب تیاری کے وقت یہ جواب دیکھا ہو گا انہیں چاہئے تو یہ تھا کہ اسی وقت اس کمی کا نوٹس لیتے اور اس بارے میں positive order محکمے کو پاس کرتے اور آج اس ایوان کو آگاہ کرتے کہ جناب! میں نے اس کمی کو نوٹس کیا ہے اور اس کے متعلق میں نے یہ یہ انتظامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ Next question سید احسان اللہ وقاص صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf question no. 2340۔

لاہور میں یونین کونسلز کی خالی نشستوں اور ناظمین و نائب ناظمین کے خلاف ہونے والی انکوائریوں کی تفصیلات

*2340: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤنز میں اب تک کتنے کونسلرز، یونین کونسلز اور ٹاؤن کے ناظمین اور نائب ناظمین کے استعفےٰ منظور ہو چکے ہیں؟

(ب) لاہور کی یونین کونسلوں اور ٹاؤنز میں کتنی نشستیں خالی پڑی ہیں؟

(ج) حکومت ان خالی نشستوں کے لئے ضمنی انتخابات منعقد کرانے کا کب ارادہ رکھتی ہے؟

(د) لاہور کی یونین کونسلوں کے کتنے ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کی انکوائری مکمل کی گئی ہے اور لوکل گورنمنٹ نے کتنے یونین کونسلز کے ناظمین اور نائب ناظمین کی بدعنوانیوں کی وجہ سے برخاستگی کے لئے الیکشن کمیشن پنجاب کو رپورٹ کی ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت یونین کونسلز کے بدعنوان ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ٹاؤن وار استعفوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

راوی ٹاؤن	17	شالامار ٹاؤن	8
عزیز بھٹی ٹاؤن	7	داتا گنج بخش ٹاؤن	5
اقبال ٹاؤن	9	نشتر ٹاؤن	11

(ب) لاہور میں یونین کونسلوں اور ٹاؤنز میں خالی نشستوں کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

راوی ٹاؤن	29	شالامار ٹاؤن	18
عزیز بھٹی ٹاؤن	7	داتا گنج بخش ٹاؤن	22
اقبال ٹاؤن	23	نشتر ٹاؤن	11

(ج) ضمنی انتخابات کروانا الیکشن کمیشن آف پاکستان کے زمرے میں آتا ہے۔

(د) ناظم یونین کونسل نمبر 139، نشتر ٹاؤن لاہور کے خلاف بدعنوانی کے الزامات، بذریعہ انکوائری ثابت ہونے پر ایک ریفرنس پنجاب الیکشن کمیشن کو بھیجا گیا ہے۔

(ہ) بدعنوان ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 03-05-23 کو کیا گیا تھا اور اس کا جواب 2204-01-16 کو آیا ہے۔ اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ یونین کونسلز اور ٹاؤن کونسلز میں کتنی نشستیں خالی پڑی ہیں؟ میرا ضمنی question یہ ہے کہ اس وقت ان کونسلز اور ٹاؤنز میں ناظم کی خالی نشستوں کی کیا پوزیشن ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس وقت latest ہمارے پاس صرف ایک یونین کونسل ہے جس کے الیکشن بقایا ہیں باقی لاہور میں کوئی یونین کونسل نہیں ہے اور وہ یونین کونسل رائے ونڈ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ناظم یونین کونسل نمبر 139 نشتر ٹاؤن لاہور کے خلاف بدعنوانی کے الزامات بذریعہ انکوائری ثابت ہونے پر ایک ریفرنس پنجاب الیکشن کمیشن کو بھیجا گیا اور جز (ح) میں ہے کہ بدعنوان ناظمین اور نائب ناظمین کے خلاف قانون کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ میرا ایک توضمنی سوال یہ ہے کہ جس انکوائری سے متعلق یہاں پر ذکر کیا گیا ہے اس کی latest position راجہ صاحب بتائیں اور اس کے علاوہ گزشتہ دنوں اس بات کو کوئی چار ماہ ہو گئے ہیں ایک ٹاؤن کے ناظم رات کو کسی مجرے میں "داد عیش" لے رہے تھے اور اگلے دن اس کی اخبارات میں تصویریں آئیں اور جب یہ معاملہ ہاؤس میں اٹھا تو راجہ صاحب نے on the Floor of the House یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم اس کے خلاف انکوائری کر کے ایکشن لیں گے تو اس کے متعلق ذرا یہ فرما دیں۔ آج سے دو دن پہلے بھی انہوں نے یہ کہا تھا کہ میں update نہیں ہوں تو آج یقیناً update ہوں گے تو اس کے متعلق فرما دیں کہ اس کے متعلق انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ کہ جز (د) میں ناظم یونین کونسل 169 نشتر ٹاؤن کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے part میں جو ایکشن تھا وہ ہم لے چکے ہیں، ہم نے ریفرنس الیکشن کمیشن آف پاکستان کو بھیجا ہے اس میں کارروائی کرنا کمیشن کا کام ہے۔ نمبر 2، یہ کہ جو رانا صاحب نے کل فرمایا تھا کہ غالباً جاوید ان کا نام ہے ہمارے ٹاؤن کے ناظم ہیں ان کا ہم نے چیک کیا ہے۔ ان کی باقاعدہ چار پیشیاں لوکل گورنمنٹ کمیشن کے پاس ہو چکی ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ کمیشن کو ہم نے کہا ہے کہ within 15 days اس رپورٹ کو مکمل کر کے ہمیں دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے کارروائی کے لئے الیکشن کمیشن کو

بھیجا ہوا ہے اب الیکشن کمیشن کا کام ہے کہ وہ کچھ کرے، نہ کرے۔ بات یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو تو انہوں نے ریفرنس انہیں صرف ڈی سیٹ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ باقی انہوں نے جو کرپشن کی ہے جو انہوں نے بدعنوانی کی ہے، جو بدمعاشی کی ہے اس کی کارروائی تو گورنمنٹ نے کرنی ہے اس کے خلاف پرچہ درج کروانا ہے۔ اس کے بارے میں بتائیں کہ انہوں نے وہ کیا کارروائی کی ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جاوید نامی ٹاؤن ناظم جن کا قصہ اخبارات میں چھپا تھا یہ فرما رہے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا ہے اور وہ 15 دن میں رپورٹ دے دیں گے۔ یہ مجھے بتائیں کہ انہوں نے لوکل کمیشن کو انکوائری کے لئے کس ڈیٹ کو ریفرنس بھیجا ہے اور کیا یہ mandatory نہیں ہے کہ جس دن لوکل کمیشن کو ریفرنس بھیجا جائے گا within 90 days ریفرنس کے جواب پر لوکل کمیشن نے ایکشن لینا ہوتا ہے otherwise وہ 90 days کے بعد lapse کر جائے گا، یہ وہ ڈیٹ بتائیں۔

جناب سپیکر: وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جس دن اس معزز ایوان میں یہ واقعہ اٹھایا گیا تھا اسی دن میں نے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو کہا تھا کہ یہ تحقیقات کے لئے لوکل گورنمنٹ کمیشن کو بھیجا جائے on the very next day اس کو بھیج دیا گیا تھا۔ انہیں کل ہم نے کہا ہے کہ اس کو within 15 days complete کریں۔ یہ درست بات ہے کہ جو معاملہ انہیں انکوائری کے لئے بھیجا جائے وہ 90 days میں مکمل کریں لیکن اس کے ساتھ یہ ہے کہ اگر مکمل نہ ہو تو وہ اس کی extension بھی لے سکتے ہیں اس لئے ہم نے انہیں کہا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اسے مکمل کریں لیکن جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے ہم نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کو کارروائی کے لئے ہی لکھا تھا اور اب جو بھی کارروائی ہونی تھی وہ الیکشن کمیشن آف پاکستان نے کرنی تھی ہمارے پاس اس کی کرپشن یا اس قسم کا کوئی معاملہ اس وقت pending نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے سارا معاملہ گول کر دیا ہے۔ راجہ صاحب جو فرما رہے ہیں کہ اس میں extension ہو سکتی ہے اگر لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ان کے پاس ہے تو یہ مجھے دکھا دیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ extension کا وہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔ کوئی سب رول نہیں ہے۔ وہاں پر 90 days بڑے clear لکھے ہوئے ہیں اور ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اگر اس کا 90 دنوں میں فیصلہ نہیں ہوتا تو وہ lapse ہو جائے گا۔ اس لئے ان کا یہ جواب ٹھیک نہیں ہے۔ شاید یہ updated نہیں ہیں۔ اس بات کو تقریباً 90 دنوں سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ دوسرا یہ کہہ رہے ہیں

کہ ہم نے الیکشن کمیشن کو بھیجا ہے۔ الیکشن کمیشن صرف disqualify کر سکتا ہے، کسی ناظم یا نائب ناظم کو deseat کر سکتا ہے۔ اگر اس نے کروڑوں روپے کے گھپلے کئے ہیں کوئی کرپشن کی ہے تو وہ الیکشن کمیشن سے متعلقہ نہیں ہے۔ اس کا پرچہ اور انکوائری محکمے نے کرنی ہے۔ یہاں پر انھوں نے لکھا بھی ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس ان کے خلاف کرپشن کی کوئی چیز pending نہیں ہے۔ انھوں نے یہ کیسے لکھا ہے کہ یہاں پر بدعنوانی کے الزامات بذریعہ انکوائری ثابت ہونے پر ہم نے ریفرنس بھیج دیا۔ جب بذریعہ انکوائری ان کے خلاف کرپشن ثابت ہو گئی تو ریفرنس تو الیکشن کمیشن بھیج دیا گیا کہ ان کو deseat کر دیں تو اس بدعنوانی اور کرپشن کے متعلق انھوں نے کیا اس کے خلاف کوئی پرچہ درج کروایا ہے اور کوئی کارروائی کی یا انٹی کرپشن کو بھیجا ہے۔ یہ اس کے بارے میں فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ سوال 2003 میں کیا گیا تھا۔ اس کا جواب ہم نے 2004 میں دیا ہے۔ اب 2005 میں نئے انتخابات بھی ہو چکے ہیں اس لئے وہ شخص نہ تو ہمارے پاس ناظم ہے اور نہ کچھ اور ہے۔ اس کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اس لئے میں ریکارڈ کے مطابق بات کر رہا ہوں کہ ہمارے پاس اس کی کرپشن کے سلسلے میں کوئی بھی معاملہ محکمے کے پاس pending نہیں ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: مجھے افسوس ہے کہ راجہ صاحب نے کل رات محکمے سے بریفنگ لی ہے۔ اب یہ یہاں پر یہ بتائیں کہ وہ آدمی مر چکا ہے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ جب وہ آدمی موجود ہے تو یہ فرمائیں کیونکہ اس کے خلاف کرپشن ثابت ہو گئی ہے تو پھر بھی اب تک اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی گئی؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! رانا صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے کہ راجہ صاحب بڑے سمجھدار ہیں اور انھیں اپنے اوپر بڑی خوداعتمادی ہے لیکن جس ناظم کے خلاف ریفرنس ہے اور اس کے خلاف کرپشن ثابت ہوئی ہے تو وہ آج بھی ناظم ہے اور وہ دھونس دھاندلی سے اس کو ناظم کروایا ہے۔ اگر کوئی مخالف پارٹی کا کوئی ناظم ہوتا تو شاید یہ اس کو زمین میں دفن کر دیتے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ کرپشن اس لئے نہیں رک رہی کہ یہ کرپشن ہمارے جسم میں بڑھتی جا رہی ہے اور معاشرے میں سرائیت کرتی جا رہی ہے اس لئے کہ کرپٹ آدمیوں کے خلاف گورنمنٹ ایکشن نہیں لیتی۔

جناب سپیکر! یہ بتائیں سوال اور اس کے جواب میں خود انھوں نے ثابت کیا ہے کہ اس کے خلاف کرپشن کے کیس ثابت ہوئے ہیں تو ان سے latest information لے لیں یا اس کو pending کر لیں۔ یہ معاملہ ضرور ہاؤس میں آنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ ہاؤس میں آ چکا ہے۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ اس سوال کو pending کر لیں اور راجہ صاحب اس کا جواب کل یا پرسوں ہاؤس میں بتائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں وزیر محترم کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ طارق چودھری نام کا ناظم ہے۔ 14 لاکھ روپیہ اس کے خلاف کرپشن کا کیس ثابت ہوا۔ چھ ماہ پہلے اس نے ایک crossing bridge بنایا تھا۔ اس کے نام کے ساتھ اس کا افتتاح ہوا تھا۔ چھ ماہ بعد اب وہ نالے میں گرا ہوا ہے۔ سارے اخبارات میں اس کی تصویر آئی ہوئی تھی۔ وہ ایک کرپٹ آدمی ہے اور وہ 1700 ووٹوں سے ہارا ہے۔ اس کا سارا کیس وزیر موصوف کی خدمت میں، میں نے پیش کیا تھا کہ وہ کس طرح دھاندلی کر کے دوبارہ ناظم بن گیا ہے۔ انھی کے مسلم لیگ (ق) کے ایک نائب ناظم نے آ کر ان کی خدمت میں ساری تفصیل پیش کی تھی۔ یہ ایک بدنام زمانہ کرپٹ ترین آدمی ہے اور وہ 14 لاکھ روپیہ کھا گیا ہے اور یونین کونسل کے سارے پیسے اس نے یونین کونسل کے اکاؤنٹ میں جمع کروانے کی بجائے اپنے ذاتی بنک اکاؤنٹ میں جمع کروائے ہوئے ہیں۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح ارشد بگو صاحب نے کہا ہے کہ راجہ صاحب ایک اچھے سینئر منسٹر ہیں۔ ان سے درخواست یہ ہے کہ وہ اس معاملے کی انکوائری کروائیں اور دو دن تک اگلے سیشن تک اس سوال کو pending کر لیں اور اس کو پیش کر دیں لیکن اس پر انکوائری ضرور کروائیں کیونکہ یہ ان کے لئے بھی انتہائی بدنامی کا باعث ہو گا کہ ایک اتنا کرپٹ آدمی پیسے بھی کھا جائے۔ یعنی اس نے اپنے باپ کے نام سے پارک بنایا اور کہا کہ یہ میرے باپ کے نام کا پارک ہے، سڑکوں کا کچرا اٹھا کر وہاں پر ڈال دیا۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کی انکوائری ضرور کروائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر بلدیات!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز رکن کے حلقے کی بات ہے۔ اگر وہ اتنے وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں تو میں قطعی طور پر ان سے اختلاف نہیں کرتا اس لئے میں اس معاملے کی بھی اور جو معزز رکن نے ابھی کہا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی انکوائری کرواؤں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ انکوائری رپورٹ اگلے سیشن میں دیں اور اس کو اس وقت تک pending فرمالیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! آپ بے شک اس سوال کو dispose of کر دیں لیکن انکوائری کی رپورٹ نہ صرف اگلے سیشن میں بلکہ 15 دن میں میں آپ کو submit کر دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اگر آپ نے اس کو dispose of فرمادیا تو پھر سمجھیں کہ سارا کچھ ہی dispose of ہو جائے گا۔ میری درخواست یہ ہے کہ جو جز (ہ) کی حد تک اس کو pending فرمالیں۔ اگلے سیشن میں اس کا جواب بھی آ جائے گا اور انکوائری رپورٹ بھی آ جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے اجلاس تک یہ سوال pending کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ یہ سوال تو pending ہو گیا ہے اور اب اس میں ان کو کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا لیکن راجہ صاحب موصوف یہ فرمائیں کہ اس کے خلاف کرپشن ثابت ہوئی ہے۔ یہ جواب انھوں نے 16-01-2004 کو دیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو رانا صاحب یہ pending ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ روزانہ جو ہمیں طوطا کہانی سناتے ہیں کہ بڑی اچھی گورننس ہو رہی ہے، کرپشن ختم کر دی ہے، ہم نے یہ کر دیا ہے۔ اس کا یہ بتائیں کہ چار سال پہلے ان کے اپنے ایک ناظم کے خلاف کرپشن ثابت ہوئی۔ یہ خود ان کا جواب ہے۔ جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ نے ملک کو لوٹ لیا ہے اور ان اداروں کو تباہ کر دیا ہے تو اس وقت یہ کہتے ہیں کہ یہ تو اپوزیشن ہے۔ یہ تو سارا غلط کہہ رہے ہیں۔ ہم نے تو یہاں ایمانداری اور good governance کا معیار قائم کیا ہوا ہے۔ 2004 میں ان کے اپنے محکمے کا جواب ہے کہ اس کے خلاف بدعنوانی ثابت ہو گئی ہے۔ آج منسٹر صاحب اٹھ کر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ اس کے خلاف بدعنوانی اور کرپشن کے متعلق ہمارے پاس کوئی معاملہ pending نہیں ہے۔ کیا یہ ان کی good governance ہے۔ اس honesty کے ساتھ یہ ملک کو لوٹ رہے ہیں اور تباہ کر رہے ہیں۔ یہ اس پر ذرا فرمائیں!

جناب سپیکر: اس پر اگلے اجلاس میں بات ہو گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں اس پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب

ہر وقت لوٹ لوٹ کی بات کرتے ہیں۔ پھر مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے اور میں پھر اس بات کو دہرانا چاہوں گا تو پھر آپ کو اس بات کی تکلیف بھی ہوتی ہے۔آپ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں۔ میں آج آپ سے یہ کہتا ہوں کہ کھڑے ہو کر حلفاً اللہ تعالیٰ کی ذات کو گواہ بنا کر کہیں کہ میاں نواز شریف نے وہاں پر سٹیل مل کس پیسے سے لگائی ہے؟آپ بتائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ حلفاً کہیں کہ میاں نواز شریف نے وہاں سٹیل مل کس پیسے سے لگائی ہے؟ میں ان کو حلفاً کہتا ہوں کہ اس فیکٹری کے کاغذات آپ چیک کر لیں۔ وہ interest free loan سعودی گورنمنٹ نے دیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: کیا کسی Foreigner کو بیرون ممالک کے بنک loans دیتے ہیں۔ ساری ملی بھگت ہے، چوری کا پیسا ہے اور یہاں سے لوٹی ہوئی کمائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اسی میاں نواز شریف کے ساتھ یہ پندرہ سال کیا کرتے رہے ہیں۔ میں دوسری یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت بھی لاء منسٹر آپ تھے۔ بات یہ ہے کہ اگر کسی نے کرپشن کی ہے، اگر کسی نے لوٹ مار کی ہے تو جناب! سات سال سے آپ کے جو جیجا جی ہیں جنرل مشرف صاحب انھوں نے اس ملک کے اوپر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سات سال سے انہوں نے میاں نواز شریف کے خلاف کرپشن کا کیس کیوں نہیں کرایا۔ یہ ان کے خلاف کرپشن کا کیس کرائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ سارے [****] اکٹھے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ کہتے ہیں کہ جی وہ پیسے لے گئے۔ اگر وہ پیسے باہر لے کر چلے گئے ہیں تو پھر آپ ان کے خلاف مقدمہ درج کرائیں۔ آپ لوگوں نے ان کے خلاف طیارہ اغواء کیس بنایا دوسرے کیسز بنائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ حواس باختہ ہوئے ہوئے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ اپنا analysis کر لیں کہ پچھلے تین مہینوں سے پیپلز پارٹی کی منتیں کر رہے ہیں، پنجابی میں ہم کہتے ہیں کہ یہ ترلے مار رہے ہیں کہ بے نظیر ان کی کانفرنس میں آ جائے۔ خدا کی قسم آفرین ہے اس عورت پر کہ جس نے ان کے ساتھ بیٹھنے سے بھی انکار کر دیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ہمیں تو کہتے ہیں کہ گریبان میں جھانکیں۔ ہمارا تو گریبان کھلا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ ہم کرپشن کا پیسا جیبوں میں نہیں ڈالتے یہ کرپشن کا پیسا بوریوں میں ڈالتے ہیں۔ جیبوں میں ڈالنے کا وقت ختم ہو گیا۔ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ آپ ان کا اندازہ کریں کہ اسی بے نظیر بھٹو کو جس کو یہ کیا کچھ کہتے رہے ہیں آج اس کو آفرین پیش کر رہے ہیں یہ ان کا کردار ہے۔ آج کہتے ہیں کہ اس کو آفرین ہم کہتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں ان کی سوچ کو آفرین پیش کر رہا ہوں کہ جس نے ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ان کا کون کون سا لیڈر ان کی منتیں کرنے کے لئے نہیں گیا۔ میثاق جمہوریت اور پاؤں تک پکڑے یہ حقیقت ہے اور اس نے ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔

ملک محمد اقبال چنڑ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ٹی ایم اے بہاولپور میں جو کاشتکاروں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بات بعد میں کر لیں ابھی وقفہ سوالات ہو رہا ہے۔ جی، اگلا سوال جناب اشتیاق احمد مرزا کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: On his behalf

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب ماشاء اللہ بڑے سمجھدار آدمی ہیں۔ یہ جان بوجھ کر ہم سے چھیڑ خوانی کرتے ہیں اور پھر ہمیں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اس کا جواب بھی نہ دیں۔ ہمیں بھی موقع دیا جائے کہ ہم بھی ان کو پورے طریقے سے جواب دیں۔

جناب سپیکر! سوال نمبر 2452 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

موضع بھٹی کے، تحصیل وزیر آباد میں قبرستان کی رابطہ سڑک کی تعمیر و مرمت

*2452(A): جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) موضع بھٹی کے، تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قبرستان کی رابطہ سڑک ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حالت میں ہے، جس سے عوام کو قبرستان آنے جانے میں مشکل کا سامنا ہوتا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ موضع بھٹی کے، تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قبرستان کی رابطہ سڑک ٹوٹی پھوٹی اور خستہ حالت میں ہے۔

(ب) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی طرف سے اس سال موضع بھٹی کے میں رابطہ سڑک قبرستان کی تعمیر و مرمت کی سکیم زیر غور نہ ہے۔ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے سڑک نہ بنائی جا سکتی ہے، جونہی مطلوبہ فنڈز میسر ہوئے تو رابطہ سڑک تعمیر کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اشتیاق مرزا صاحب نے بڑا سادہ سا سوال کیا تھا کہ قبرستان کو ایک راستہ جاتا ہے اور وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ تین سال پرانا یہ جواب ہے اور اس میں ابھی تک حکومت کا یہ جواب ہے کہ واقعی یہ سڑک ٹوٹی پھوٹی ہے لیکن ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قبرستان تو ہمارے لئے ایک مذہبی جگہ ہے اور مسلمانوں کی متاع ہوتی ہے میں راجہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر یہ سڑک ابھی تک نہیں بنی جیسا کہ انہوں نے جواب دیا تو ان سے درخواست ہے کہ اس کے لئے کوئی سپیشل انتظام کیا جائے کہ یہ ضلع کونسل کو لکھیں یا ٹی ایم اے کو لکھیں کہ قبرستان کی اس سڑک کو تعمیر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس کے لئے 07-2006 کے بجٹ میں 12 لاکھ 79 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! راجہ صاحب یہ فرمائیں کہ یہ جو سوال ہے یہ 03-06-20 کو محکمے کو ترسیل ہوا تھا اب یہ فرما رہے ہیں کہ اس آخری بجٹ میں رقم مختص کی گئی ہے یہ قبرستان میں مردوں کے اوپر بھی ان کو کوئی سڑک بنانے یا رحم کرنے کا خیال بھی تین سال بعد آتا ہے جبکہ روزانہ یہ باوردی جرنیل کے ساتھ رنگ رلیاں مناتے ہیں مگر ان کو قبرستانوں کا خیال نہیں ہے یہ خدا کا خوف کریں کہ قبرستان میں پڑے مردوں پر تو یہ رحم کریں۔

جناب سپیکر: ابھی انہوں نے کہہ دیا ہے کہ سڑک بن جائے گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! رانا صاحب تو through out اسی طرح بات کرنی ہے لیکن رانا صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ ہم نے مختص نہیں کرنا ہوتا بلکہ لوکل کونسل کا اپنا فیصلہ ہے کہ اس نے اپنا بجٹ کس طرح خرچ کرنا ہے حکومت ڈائریکشن نہیں دیتی اس لئے انہوں نے جس وقت اپنے بجٹ میں پیسے رکھے میں نے وہ بتا دیئے کہ انہوں نے اب پیسے رکھے یہ ہم نے نہیں رکھنے ہوتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کا نمبر 2536 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سٹی گورنمنٹ لاہور۔ پیچ ورک میٹریل اور فرموں کی تفصیلات

*2536 محترمہ عابدہ جاوید: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

سٹی گورنمنٹ لاہور نے سال 2001 سے جون 2003 تک پیچ ورک کے لئے جو میٹریل خرید کیا اس کا تخمینہ لاگت، جن فرموں نے حصہ لیا ان کی تفصیل کم ترین فرموں کے نام، کال ڈیپازٹ کا نمبر، بنک کا نام، بنک سے ہر کال ڈیپازٹ کی تصدیق کرانے والے ملازم کا نام، عہدہ اور تاریخ بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے سال 2001 سے جون 2003 تک پیچ ورک کے لئے جو میٹریل خرید کیا، اس کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ سوال پڑھ کر سنانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پڑھ کر کیا کریں گی؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! اس لئے کہ اس کے جواب میں جو دیا گیا ہے کہ مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تفصیل کہاں ہے ہمیں پتا چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ کو تفصیل کی کاپی فراہم کی جائے۔ (محترمہ کو تفصیل کی کاپی فراہم کی گئی)

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ قوم کا پیسا ہے عوام کے بجٹ میں یہ اس پیسا کو مختص کیا جاتا ہے اس کے بعد عوام ٹیکس دیتی ہے۔ یہ سڑکیں اس کے لئے بنائی جاتی ہیں میں بڑے وثوق سے یہ بات کہتی ہوں کہ اگر ہم دیانتداری سے کام نہیں کریں گے۔ بے شک انتظامیہ ہو یا عوامی نمائندے ہوں کوئی بھی ہوں۔ اصل چیز یہ ہے کہ ہم نے اپنے رب کو بھی جواب دینا ہے اور اپنے عوام کو بھی جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہی ہوں۔ یہاں پر ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے اصل بات تو یہ ہے کہ یہاں پر جو تفصیلات بتائی جاتی ہیں وہ تسلی بخش نہیں ہوتیں۔ یہاں پر پورے پنجاب کی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں مگر ٹاؤن شپ کی جس سڑک کی میں بات کرنا چاہتی ہوں یہ سڑک جو بنائی گئی ہے یہ 327 اور 305 through out لمبی سڑک کے لئے منظور ہوئی تھی لیکن اگر اس کی background دیکھی جائے کہ پیچ ورک کیا ہوا، کیا میٹریل استعمال ہوا۔ وہاں کے اس وقت کے ناظم رفیق حسرت کو میں نے بلایا اور ٹی ایم او کو میں نے کہا لیکن انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس سڑک کے پیچھے ایک کہانی ہے۔ آپ لوگ اپنے انداز میں باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ پوچھنا کیا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! آپ نے اس میں لکھا ہوا ہے کہ سٹی گورنمنٹ لاہور نے سال

2001 سے جون 2003 تک پیچ ورک کے لئے جو میٹریل خرید کیا اس کا تخمینہ لاگت، جن فرموں نے حصہ لیا ان کی تفصیل کم ترین فرموں کے نام، کال ڈیپازٹ کا نمبر، بنک کا نام، بنک سے ہر کال ڈیپازٹ کی تصدیق کرانے والے ملازم کا نام عہدہ اور تاریخ بیان فرمائیں، نہیں تو وجہ بیان فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! جواب تو آ گیا ہے لیکن میں آپ سے یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ ان سڑکوں پر جو کام ہوا ہے اگر ہم عوام کے لئے دل میں درد رکھتے ہیں تو ہمیں یہ سوچنا ہے۔ یہ قوم کا پیسا ہے جو قوم کے خزانے سے لیتے ہیں۔ ہمیں اس پر دیانتداری سے عمل کروانا چاہئے اور کرنا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے یہ پالیسی بنائی ہوئی ہے کہ اگر کسی سڑک کو کوئی ادارہ کٹ کرتا ہے مثلاً ٹیلی فون یا سوئی گیس والے اپنی سروسز مہیا کرنے کے لئے تو یہ اس سے روڈ کٹ کے پیسے وصول کرتے ہیں۔ اب وہ پیسے تو جمع ہو جاتے ہیں اس کے بعد روڈ کٹ نہیں لگایا جاتا اور نہ ہی اس کے نتیجے میں پیچ ورک کی جو ضرورت پڑتی ہے وہ ہوتا ہے۔ کیا اس طرح کی کوئی پالیسی زیر غور ہے کہ انہی ڈیپارٹمنٹس کو ہدایت کی جائے کہ وہ بجائے اس کے کہ روڈ کٹ کے پیسے جمع کرانے کے وہ از خود جس حالت میں وہ جگہ لیں اسی طرح اس کو مرمت کر کے واپس کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال نہیں ہے اس کا سوال آگے آ رہا ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو اس کو dispose of کر دیں تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ویسے تو یہاں پر کروڑوں اربوں روپے کی کرپشن ہو رہی ہے تو یہ بات غیر متعلقہ ہو جاتی ہے کہ یہ لاکھوں میں ہے لیکن یہ کوئی سہیل چودھری صاحب ہیں جو کہ ان کے بڑے چہیتے ہیں کہ سارا پیچ ورک جس کی رقم لاکھوں میں چلی جاتی ہے تو یہ 80 فیصد کام انہی کو

دیا گیا ہے تو یہ کون صاحب ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں تو اس شخص کو نہیں جانتا اور نہ ہی مجھے جاننا چاہئے کہ یہ کون ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ یہ ہمارے چھوٹے کنٹریکٹرز جو registered with the concerned authority ہوتے ہیں اور باقاعدہ competition میں آتے ہیں، کوٹیشنز طلب کی جاتی ہیں اور پھر اس کے بعد ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور جس طرح محترمہ نے فرمایا کہ different names کی باقاعدہ سی ڈی آرز لگی ہوئی ہیں اور اس کے مطابق باقاعدہ codal formalities observe کرتے ہوئے اگر کوئی پچاس ٹھیکوں میں کوالیفائی کر جاتا ہے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! باجی عابدہ جاوید کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سڑک پر پیچ ورک نہیں ہوا کیونکہ وہ جو بات کرتی ہیں وہ حق سچ بات کرتی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کے حلقے ٹاؤن شپ میں ہونے والے سڑکوں کے پیچ ورک کی انکوائری کروانے کے لئے حکومت تیار ہے کہ وہاں پر پیچ ورک ہوا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ پیچ ورک سے متعلقہ سوال نہیں ہے۔ انہوں نے تو میٹریل کی خرید سے متعلق پوچھا ہے کہ ہم نے جو میٹریل خریدا ہے وہ کس طرح خریدا ہے؟ کہاں سے خریدا ہے؟ جہاں تک پیچ ورک کا تعلق ہے تو اگر یہ کسی خاص سڑک کی نشاندہی کر کے وہاں کام کروانا چاہتے ہیں تو اس کی تعمیل ہو گی۔ اگر کسی کی انکوائری چاہتے ہیں تو وہ بھی تعمیل ہو گی۔ یہ مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ فرمائیں کہ کون سی سڑک ہے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! یہ سڑک 1-2C-327 اپنی روڈ کی انکوائری کے لئے کہا تھا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ان کے گھر کے سامنے سے گزرنے والی سڑک کے پیچ ورک کی انکوائری کروائی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ٹھیک ہے۔ جناب!

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: میرے سوال کا نمبر 2537 ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سٹی گورنمنٹ لاہور کی روڈ کٹ کی مد میں آمدن کی تفصیل

***2537: محترمہ عابدہ جاوید:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1999 سے جون 2003 تک سٹی گورنمنٹ لاہور کی روڈ کٹ کی آمدن بیان فرمائیں؟

(ب) علاقے کا نام، فرم کا نام، یو۔ سی کا نام، محکمے کا نام، روڈ کٹ کی وجہ، منظوری روڈ کٹ دینے والے افسر کا نام بیان فرمائیں؟

(ج) جو روڈ کٹ سٹی گورنمنٹ لاہور نے مکمل کئے ان کی تفصیل فراہم فرمائیں ادھورے روڈ کٹ حکومت کب تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تاریخ، وجہ اور تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سٹی گورنمنٹ لاہور 14۔اگست 2001 کو معرض وجود میں آئی، اس کے معرض وجود میں آنے سے جون 2003 تک -/13,46,445 روپے روڈ کٹ کی آمدن کی مد میں جمع ہوئے یہ آمدن 12.5 فیصد ڈیپارٹمنٹل چارجز کے حوالے سے ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ عابدہ جاوید: لیکن اس سوال کے جز(ب) میں ہے کہ علاقے کا نام، فرم کا نام، یو۔سی کا نام، محکمے کا نام، روڈ کٹ کی وجہ، منظوری روڈ کٹ دینے والے افسر کا نام بیان فرمائیں؟ جناب! ناموں کی بات نہیں ہے کہ ناموں کی زبانی کلامی اور یہ لکھ دینے کی بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ کتنی سچائی سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس ملک کے خزانے سے جو میٹریل لیتے ہیں تو ان ٹھیکیداروں سے آپ حساب لیتے ہیں کہ انہوں نے وہاں پر کتنا میٹریل لگایا، کتنی گہرائی میں لگایا، کتنی اس کی چوڑائی تھی، کتنی اس کی لمبائی تھی اور اس میں کتنا لگا ہے؟ کیا دیانتداری سے آپ اس کا حساب لیتے ہیں، اصل چیز یہ ہے۔ اس سڑک کو اکھاڑ کر بنایا جاتا ہے تو کیا اس کو دوبارہ بنایا ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ وہ سڑک صرف اوپر سے ہی بنا دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اس کی depth اتنی ہے۔ اس کی مکمل انکوائری ہو اور اس کے بعد بتایا جائے۔ میں نے یہ لکھ کر بھیجا تھا کہ اس کی انکوائری ہو اور مجھے بتایا جائے کیونکہ وہ میرے علاقے کی سڑک ہے اور میں اس علاقے میں گھومی ہوں اور وہاں پر بننے والی سڑکیں میری ترقیاتی سکیموں سے بنی ہیں۔ اس کی چوڑائی کا کچھ اور حساب ہے۔ ٹھیکیدار آئے ہیں اور بنا کے غائب ہو گئے ہیں اور ان کا پیچ ورک بھی کچھ نہیں ہوا کیونکہ وہ بھی برائے نام ہے۔ یہ 2001 اور 2003 کی میں بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ سڑک ذرا چیک کرائیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! سڑک صرف چیک نہیں کروانی بلکہ اس کی انکوائری بھی کروائی جائے کیونکہ یہ پیسا عوام سے لیا جاتا ہے اور ٹھیکیدار اگر دیانت داری سے کام نہیں کریں گے تو یہ پیسے کا ضیاع ہو گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! محترمہ کے گھر کے سامنے والی سڑک کو چیک کر کے اس کی انکوائری کروائی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہمیشہ اپوزیشن بنچوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم صدر مشرف کی تعریف نہیں کرتے۔ آج میں صدر مشرف صاحب کی تعریف کرتا ہوں کہ ان کی خدمات جلیلہ کے نتیجے میں ہماری محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ جیسی اور محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ جیسی باوقار اور پروقار اور

انتہائی باصلاحیت خواتین اس اسمبلی کے ایوان میں پہنچی ہیں۔ میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت محترمہ فرزانہ نذیر معزز ایوان میں داخل ہوئیں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں احسان اللہ وقاص صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپوزیشن بنچز کی طرف سے ایک نیک شگون ظاہر کرتے ہوئے صدر مشرف صاحب کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ ان کے اچھے اقدامات جو کہ سامنے آتے رہتے ہیں، انہیں وہ خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے اور شکریہ ادا کرتے رہیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے رانا ثناء اللہ صاحب بھی خراج تحسین پیش کر چکے ہیں کہ وزراء کو بھی شامل کر لیں چونکہ وہ اس کا پہلے حوالہ دے چکے تھے اس لئے میں نے انہیں شامل نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت یہ پالیسی بنانے کے لئے تیار ہے کہ جو محکمہ روڈ کٹ کرے کیونکہ وہ پیسے لاہور ضلع کونسل کے دفتر میں جمع کروا دیتے ہیں۔ روڈ کٹ ہوئی ہے عابدہ جاوید صاحبہ ٹاؤن شپ میں ان کے گھر کے پاس اور اب وہاں تو کوئی روڈ کٹ لگانے کے لئے آتا ہی نہیں ہے جس کے نتیجے میں سڑکیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں تو کیا اس کی کوئی پالیسی محکمہ بنانے کے لئے تیار ہے کہ جو محکمہ روڈ کٹ کرے وہ روڈ کٹ کی اسی حالت میں دوبارہ مرمت از خود کر دے اور اس کا صرف معائنہ کر لیا کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! محکمہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ جو کام کرتا ہے تو

اس سڑک کو اسی حالت میں واپس لائے لیکن اس کے لئے رکھے گئے طریق کار کے مطابق جس محکمہ کی سڑک ہے وہ اس محکمے کو Estimate کے مطابق پیسا deposit کروا دیتے ہیں۔ اگر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی سڑک ہے تو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو deposit کروایا جائے گا اور اگر T.M.As کی ہے تو اسے اور اگر ہائی وے کی ہے تو اس کو یعنی جس کی بھی ہے۔ یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ normally ہوتا یہ ہے کہ محکمہ جات جن کا روڈ کنسٹرکشن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سوئی گیس کا روڈ کنسٹرکشن سے کوئی تعلق نہیں تو اگر اس کے ذمہ لگا دیا جائے تو بعض اوقات وہ کوتاہی برتتے ہیں اور چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اس لئے ان پر یہ شرط پیشگی عائد کی گئی ہے کہ وہ پہلے پیسے جمع کروائیں اور روڈ کٹ بعد میں کروائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تو مرمت ہوتا ہی نہیں ہے اور آپ بھی اسی سوسائٹی کے اندر رہتے ہیں اور آپ خود ایک منتخب عوامی نمائندے ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ روڈ کٹ ہونے والی سڑک کے پیسے تو ضرور محکمے کے پاس جمع ہو جاتے ہیں لیکن اس کی مرمت کوئی نہیں کرتا لہذا محکمہ کی ذمہ داری یہ ہونی چاہئے کہ جس کو روڈ کٹ کی اجازت دی ہے تو محکمہ دیکھے کہ اس کی مرمت بھی کی ہے یا نہیں؟ بجائے اس کے کہ پیسے وصول کر کے بعد میں پوچھا ہی نہ جائے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل آپ کی بات صحیح ہے۔ منسٹر صاحب! اس پر توجہ دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس چیز کی شاہ صاحب نے نشاندہی کی ہے تو دیہاتوں میں تو یہ محسوس نہیں ہوتا لیکن شہروں میں جب روڈ کٹ کیا جاتا ہے تو اسے بڑی شدت کے ساتھ محسوس بھی کیا جاتا ہے۔ میرا راجہ صاحب سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ محکمہ ناظم اور T.M.A کو بھی directions دے کہ کسی دن کا تعین کر لیں کہ جو روڈ کٹ لگے گا اس کو ایک ہفتے یا ایک مہینے میں یہ پر کرنے کے پابند ہوں گے۔ کوئی ایسا قانون یا rule بنا دیں تاکہ پتا چل جائے کہ ایک ہفتے یا ایک مہینے کے بعد یہ روڈ کٹ fill ہو جائے گا تو میری راجہ صاحب یہ درخواست ہے کہ اس پر ضرور عمل درآمد کروائیں کیونکہ شاہ صاحب کی بات بالکل درست ہے کہ سوئی گیس یا دوسرے محکمہ جات اس کو اکھاڑنے سے پہلے پیسے T.M.A کو جمع کروا دیتے ہیں لیکن وہ اسے بالکل ہی fill نہیں کرتیں اور

بعد میں لوگ ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔ جی، ملک صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے سوال کا نمبر 2721 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع خوشاب کے ناظم اور نائب ناظم کے زیر استعمال گاڑیوں اور صوابدیدی فنڈز کی تفصیل

*2721: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خوشاب کے ناظم اور نائب ناظم کے زیر استعمال کون کون سی سرکاری گاڑی ہے، ہر سرکاری گاڑی پر مالی سال 02-2001 اور 03-2002 میں پٹرول اور مرمت پر کیا خرچ آیا؟

(ب) ضلع ناظم کے صوابدیدی فنڈز کتنے ہوتے ہیں، ناظم ضلع خوشاب نے پچھلے دو سالوں میں اپنے صوابدیدی فنڈز کا استعمال کہاں کہاں کیا، تفصیلات پیش کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) ضلع ناظم کے زیر استعمال وقتاً فوقتاً درج ذیل سرکاری گاڑیاں رہی ہیں، تفصیل گاڑیاں واخراجات بابت سال 02-2001، سال 03-2002 حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	دورانیہ استعمال	اخراجات ڈیزل /پٹرول	اخراجات/مرمت	میزان
1۔	KB-6813 ٹویوٹا پک اپ	17-11-01 تا 31-05-02	-/93102 روپے	-/6895 روپے	-/99998 روپے
2۔	KB-9009 پجارو	15-03-02 تا 30-06-02	-/27108 روپے	-/133555 روپے	-/40463 روپے

نوٹ:۔ گاڑی نمبر KB-9009 مورخہ 22-08-01 تک سابق ضلعی انتظامیہ کے زیر استعمال

رہی اور کچھ عرصہ خراب حالت میں گیراج میں بند یا مرمت کی غرض سے ورکشاپ میں کھڑی رہی، دو لاکھ کی لاگت سے جنرل اوورھال ہو کر مورخہ 02-03-15 کو ضلع ناظم کی تحویل میں آئی جو کہ پروٹوکول وغیرہ کے مقاصد کے لئے بھی استعمال میں لائی جاتی رہی ہے۔ بیک وقت صرف ایک گاڑی بالحاظ سفر (علاقہ) ضلع ناظم کے استعمال میں لائی گئی ہے۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	دورانیہ استعمال	اخراجات ڈیزل/ پٹرول	اخراجات/مرمت	میزان
1	KB-9009 پجارو	2002-2003 (11ماہ)	207709/-روپے	96561/-روپے	704270/-روپے
2	KB-6813 ٹویوٹا پک اپ	2002-2003 (ماہ)	20109/-روپے	3870/-روپے	23979/-روپے
3	KB-1111 پجارو	15-03-02تا 30-06-02	54849/-روپے	4696/-روپے	59545/-روپے

حکومت پنجاب کی جاری کردہ ہدایات کی رو سے ضلع ناظم سرکاری مقاصد کے لئے ایک گاڑی استعمال میں لا سکتا ہے اور نائب ضلع ناظم مشروط طور پر بعد از پیشگی اجازت ضلع ناظم صرف سرکاری مقاصد کے لئے سرکاری گاڑی استعمال میں لا سکتا ہے، اس ضمن میں نائب ضلع ناظم نے ضلع ناظم سے کوئی اجازت نہ لے رکھی ہے اور عہدہ سنبھالنے سے اب تک سرکاری گاڑی نمبر KB-9697(سوزوکی مارگلہ) اپنی تحویل اور استعمال میں رکھے ہوئے ہے اور اس گاڑی پر-/27,510 روپے مع سیلز ٹیکس مرمت کے لئے خرچ ہوئے۔

(ب) بجٹ سال 03-2002 میں ضلع ناظم کی صوابدید پر فنڈز مختص نہ کئے گئے ہیں۔

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ناظم کے زیر استعمال گاڑی کے لئے ماہانہ پٹرول کی کوئی حد مقرر ہے یا جتنا مرضی وہ پٹرول استعمال کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ ناظم کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلعی ناظم نے انتظامیہ سے مل کر گاڑی نمبر KB-6813 چوری کروائی اور اس کے بعد اس کا پرچہ بھی ختم کروا دیا؟ چوری کروا کر گاڑی کو ہی غائب کروا دیا تو کیا وزیر موصوف اس کی انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کا جز (الف) کے آخر میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع نائب ناظم ایک گاڑی ناظم کی اجازت سے استعمال میں لا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نائب ناظم کو ضلع ناظم نے کوئی اجازت نہ دی ہے اور جب سے انہوں نے عہدہ سنبھالا ہے انہوں نے گاڑی نمبر KB-9697 اپنی تحویل میں زبردستی رکھی ہوئی ہے۔ تو کیا انہوں نے اس بات کا نوٹس لیا ہے کہ اگر یہ غیر قانونی ہے تو وہاں ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! باقاعدہ نوٹس بھی لیا گیا ہے اور نوٹس میرے پاس موجود بھی ہے اور اسی نوٹس کے نتیجے میں گاڑی واپس جمع بھی کروائی گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا کسی ضلع ناظم کو اس گورنمنٹ نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ ایلیٹ فورس کا ایک سکواڈ آگے رکھے اور ایک پیچھے رکھے؟ کیونکہ ہمارے سیالکوٹ میں ضلعی ناظم اللہ کے فضل سے ایلیٹ فورس کی ایک گاڑی آگے رکھتا ہے اور ایک گاڑی پیچھے رکھتا ہے اور اس کے علاوہ دس بندوں کی ایک پرائیویٹ گاڑی بھی پیچھے رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: پرائیویٹ گاڑی پر تو پابندی نہیں لگا سکتے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پرائیویٹ نہیں بلکہ گورنمنٹ کی یہ تو اللہ بھلا کرے چیف جسٹس آف پاکستان کا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس قسم کی دو گاڑیاں تو نہیں البتہ ضلعی ناظم کی protection کے لئے ایک گاڑی ڈسٹرکٹ پولیس نے local arrangement کے تحت دی ہوئی ہے۔ جہاں تک دوسری گاڑی رکھنے کا تعلق ہے مجھے علم نہیں ہے اس کو دیکھ لیں گے لیکن صوبائی حکومت کی طرف سے ایسی کوئی instruction نہیں ہے کہ ضلعی ناظم دو گاڑیاں ساتھ لے کر چلے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر موصوف مہربانی فرمائیں کہ سیالکوٹ میں جو ہم پر عذاب مسلط ہوا ہے اس کو دور کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو وزیر موصوف راجہ صاحب کے پاس نہ صرف لوکل گورنمنٹ کا چارج ہے بلکہ یہ وزیر قانون بھی ہیں۔ یہ فرمائیں کہ ڈسٹرکٹ ناظم اس ترتیب میں کہاں fall کرتا ہے جہاں منتخب نمائندوں کا پروٹوکول کا حساب بنتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کو ایک گاڑی کی اجازت ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کس قانون کے تحت ایک گاڑی کی اجازت ہے وہ اپنے ڈسٹرکٹ میں اپنے ضلع میں ہوتے ہیں اب ہمارے علاقے کا ناظم لوٹا وہ پروٹوکول میں گھومتا پھرتا ہے اور جب اس نے گھر سے نکلنا ہوتا ہے میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ جڑانوالہ روڈ کی ٹریفک رک جاتی ہے اس کے بعد لوٹا اپنے گھر سے نکلتا ہے اور اس کے بھی آگے پیچھے دو گاڑیاں ہوتی ہیں۔ اگر وہ اپنے اپنے ضلع میں اتنے غیر محفوظ ہیں تو پھر عام آدمی کی کیا صورتحال ہوگی۔ یہ پروٹوکول کے کس رول کے مطابق یہ فرما رہے ہیں کہ ان کو ایک گاڑی allow ہے اور اگر allow نہیں ہے تو بطور لاء منسٹر یہاں ہاؤس کو commit کریں کہ ان کو اس قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ یہاں کلاشنکوف کلچر ہے جب لوگ ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ مسلح گاڑیاں مسلح لوگوں کو آگے پیچھے لے کر پھرتے ہیں تو عام لوگوں کو شوق اٹھتا ہے اور وہ پرائیویٹ گارڈ لے کر اٹھتے ہیں تو یہ کلچر ختم

ہونا چاہئے۔ اس بارے میں وزیر موصوف ذرا فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! پہلے تو میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ قانون کے تحت ان کو اجازت ہے میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ انہوں نے local arrangement کے طور پر ایک گاڑی اپنے ساتھ رکھی ہوتی ہے اور local arrangement کے مطابق چونکہ ڈسٹرکٹ ناظم ڈسٹرکٹ ہیڈ ہے اور اس کی سکیورٹی کے لئے مقامی انتظامیہ مقامی سطح پر محسوس کرے کہ اس کو کوئی تحفظ دینا ہے تو وہ تحفظ دیتے ہیں۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف ڈسٹرکٹ ناظم بلکہ ہمارے عام شہریوں کو بھی تحفظ دیا جاتا ہے تو یہ قانون کی بات نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکیورٹی کی بات ہے اس لئے اگر کسی ناظم نے سکیورٹی کے مدنظر ایک گاڑی ساتھ رکھی ہوئی ہے تو اس لحاظ سے یہ قانون کی بات نہیں ہے بلکہ یہ security measures کو مدنظر رکھتے ہوئے local arrangement ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ فرما رہے ہیں کہ یہ local arrangement ہے۔ اصل میں ڈسٹرکٹ ناظم نے پولیس کی ACR لکھنی ہوتی ہے اس لئے وہ صرف پروٹوکول کے لئے استعمال کرتے ہیں تو کیا اس بارے میں لاء منسٹری اور ہوم منسٹری کوئی رولز وضع کرنے کے لئے تیار ہے اس کو اگر کوئی خطرہ ہے اور وہ کس معیار پر ہو پھر اس کے بعد اس کو ایک گاڑی یا دو گاڑیاں allow کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ معیار کی بات نہیں ہے بلکہ یہ کیس ٹو کیس basis پر دیکھا جاتا ہے اور threat کی شدت کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ تو ڈسٹرکٹ ناظم کی بات کر رہے ہیں ایک عام شہری بھی گاڑیاں رکھ سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو ڈسٹرکٹ ناظم بنے ہوئے ہیں وہ اتنے کمزور اور گئے گزرے بھی نہیں ہیں اگر ان کو کوئی خطرہ ہے تو وہ اپنے ساتھ پانچ سات دس گارڈ رکھ سکتے ہیں اور جہاں تک خطرے کی بات ہے تو ڈسٹرکٹ ناظم کو خطرہ تو ہم سے ہی ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے ووٹ لے کر

بعد میں لوٹا ہو گیا۔ میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس کو ہم سے کوئی خطرہ نہیں ہے اس کے آگے پیچھے جو انہوں نے گاڑیاں لگائی ہوئی ہیں اور گھر سے نکلنے کے لئے جو ٹریفک بلاک کرتے ہیں تو اس چیز کو تو یہ کم از کم ختم کروادیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! رانا صاحب ریکارڈ میں لانا چاہتے ہیں کہ اگر ڈسٹرکٹ ناظم کو خطرہ ہے تو وہ ان سے ہے اور اگر خدانخواستہ ڈسٹرکٹ ناظم کو کل کو کچھ ہوا تو اس کی ذمہ داری ان پر ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب جاوید اعوان!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نائب ناظم کے زیر استعمال جو انہوں نے گاڑی KB-9697 لکھی ہے اس کا ادھر کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس میں پٹرول بھی ڈلوایا گیا ہے تو کیا وہ گاڑی پانی سے چلتی رہی ہے۔ یہ نائب ناظم پر الزام لگایا ہے کہ یہ گاڑی اس کے استعمال میں ہے کیونکہ گیارہ ماہ میں ناظم صاحب کا لکھا ہوا ہے کہ -/74270 روپے پٹرول کی مد میں استعمال ہوئے ہیں اور نائب ناظم کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس نے خرچ کئے ہیں۔ یہ ذرا بتائیں کہ اگر گاڑی استعمال میں تھی تو پٹرول کا ادھر ذکر کیوں نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ یہ نائب ناظم پر الزام لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

ملک صالح محمد گنجیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک صالح محمد گنجیال: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ضلع نائب ناظم کی گاڑی پانی پر چلتی رہی ہے ان کی تحویل میں گاڑی رہی ہے یہ خود اس میں پٹرول بھی ڈلواتے رہے اور استعمال بھی کرتے رہے ہیں اس وقت بھی یہ چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی ہیں ان کے پاس گاڑی ہے پورا ڈسٹرکٹ ڈی سی او مع اے ڈی ایل ان سے کتنی دفعہ request کر چکا ہے کہ گاڑی واپس کر دیں یہ گاڑی واپس نہیں کر رہے ہیں۔ پتا نہیں، کیا یہ گاڑی ہوا سے چلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ذرا مہربانی کریں اور وضاحت کریں کہ انہوں نے چوراہے میں ایک دوسرے کے پوتڑے دھونے شروع کر دیئے ہمیں بتائیں کہ اصل بات کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ وقفہ سوالات چل رہا ہے، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فیصل آباد کے اندر پچھلے دنوں جنرل مشرف صاحب تشریف لے گئے اور وہاں پر شہریوں کو یہ امید تھی کہ ڈسٹرکٹ ناظم کی طرف سے جو package اناؤنس کروایا جا رہا تھا اور مختلف لوگوں کی طرف سے اشتہارات آ رہے تھے، اس میں انھوں نے کہا ہے کہ 87۔ارب روپے کا package دیا جائے گا اور 87۔ارب روپے کا package اس package سے علیحدہ ہو گا جو 80 لاکھ روپے فی یونین کونسل جو ناظمین ہیں ان کو وزیر اعلیٰ صاحب سپیشل گرانٹ دینے جا رہے ہیں۔ اب وہاں پر یہ ہو رہا ہے کہ جو ہمارے مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ناظمین یا نائب ناظمین ہیں ان کو ڈسٹرکٹ ناظم فیصل آباد جو اے آر ڈی کے ووٹوں سے جیت کر بنے تھے اور بعد میں انھوں نے اپنا قبلہ تبدیل کر لیا اور وہ وہی بن گئے جو لوٹے کی اصطلاح ہمارے ملک میں یا پنجاب میں عام ہے، انھوں نے اب ڈی سی او صاحب کو سپیشل ٹاسک دیا ہوا ہے، وہ ہمارے ناظمین کو threat کر رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ ناظم ان کو فون کر کے گھروں پر بلا کر یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ نے 80 لاکھ روپے لینا ہے تو آپ میرے ساتھ بیٹھ کر (ق) لیگ کا اناؤنس کریں ورنہ وہ جو 80 لاکھ روپیہ سپیشل گرانٹ ہے وہ آپ کو نہیں ملے گی اور ان حلقوں میں ہم کو آرڈینیٹر مقرر کریں گے، اگر ملک کے اندر جمہوریت موجود ہے اور جمہوری ادارے کام کر رہے ہیں، ناظمین لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ فیصل آباد کے اندر (ق) لیگ نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری گزارش سن لیں۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے لیکن چونکہ لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں اگر وہ کچھ کہنا چاہیں اس کے جواب میں تو وہ کہہ سکتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں کوئی خواہ مخواہ کی تنقید نہیں کرنا چاہ رہا یا گورنمنٹ کو embarrass نہیں کرنا چاہ رہا۔ میں صرف آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں، ہم وہاں سے منتخب ممبر ہیں، میری صرف گزارش یہ ہے کہ جو دیہات کے ناظمین ہیں یا نائب ناظمین ہیں انھوں نے بھی فیصل آباد کے اندر جلوس نکالا اور ہمارے حلقوں کے اندر جو ناظمین ہیں وہ بھی سراپا احتجاج ہیں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انھوں نے جو 80 لاکھ روپیہ گرانٹ دینی ہے اس میں یہ تخصیص نہ کی جائے کہ اس کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے، اس کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے، اگر لوکل level پر وہاں پر مسلم لیگ (ق) ہے ہی نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جو یونین کونسل کے ناظمین ہیں ان کو ضلع کونسل کے ہاؤس میں یہ آواز اٹھانی چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یونین کونسل کے ناظمین ضلع کونسل کے ہاؤس میں بھی وہ آواز بلند کر رہے ہیں اور میں وہاں کا نمائندہ ہونے کے ناتے یہ پنجاب کا جو ایوان ہے یہ انہی لوگوں نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں پر بھیجا ہے تو اس پر میں یہ ضرور چاہوں گا کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: لاء منسٹر صاحب ذرا فرمادیں کہ یہ جو تخصیص وہاں پر کی جا رہی ہے اور الیکشن قریب آ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، قانون! شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو ڈسٹرکٹ کونسل کے اپنے فنڈز ہیں وہ بلا امتیاز، بلا کسی تخصیص کے ڈسٹرکٹ کونسل کو خرچ کرنے چاہئیں لیکن over and above that اگر چیف منسٹر صاحب یا صدر پرویز مشرف صاحب کوئی گرانٹ دیتے ہیں تو ظاہر ہے کہ انھوں نے اپنے لوگوں کو ہی دینی ہے ناں۔

سید احسان اللہ وقاص: یعنی پھر ہم یہ ملک چھوڑ کر کہیں باہر چلے جائیں۔ ہمیں اجازت دے دیں ہم افغانستان چلے جاتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: نہیں، وہ اپنے لوگوں کو ہی دینی ہے ناں۔آپ پرویز مشرف صاحب کی گرانٹ لے لیں لیکن ساتھ تنقید بھی کرتے رہیں تو تھوڑا سا کچھ خیال کریں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پاکپتن میں پینے کے صاف پانی کے منصوبہ جات کی تفصیل

*2194: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ صاف پانی صوبہ کے تمام اضلاع و شہریوں کو مہیا کرے، صاف پانی کے منصوبوں میں سے ضلع پاکپتن کو کیوں نکالا گیا ہے؟

(ب) تحصیل پاکپتن خصوصاً حلقہ پی پی۔228 کا زیر زمین پانی بھی پینے کے قابل نہ ہے، اس کی ٹیسٹنگ اور صاف پانی کی فراہمی کے لئے فوری کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں، پاکپتن شہر میں بھی صاف پانی میسر نہ ہے، پائپ ناقص اور پھٹ چکے ہیں، اس کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(ج) دیہاتوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے حلقہ پی پی۔228 کے لئے کتنے فنڈز کن کن منصوبوں کے لئے رکھے گئے ہیں، ان کی تفصیل یکم جولائی 2001 سے لے کر اب تک کیا ہے؟

(د) پاکپتن شہر میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے یکم جولائی 2001 سے لے کر اب تک کن کن منصوبوں پر کتنی رقم صرف کی گئی ہے، ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، آئندہ بجٹ میں کون کون سے کہاں کہاں منصوبے رکھے جا رہے ہیں، ان کی مالیت کیا ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) وزیر ہاؤسنگ و اربن ڈویلپمنٹ کے متعلقہ ہے۔تاہم تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن بھی سفارش کرتی ہے کہ صاف پانی کے منصوبوں میں ضلع پاکپتن کو شامل کیا جائے۔

(ب) پی پی۔228کے حلقہ میں زیر زمین پانی پینے کے قابل نہ ہے۔اکثر چکوک میں صاف پانی کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے اور پرانے واٹر سپلائی پائپ جن کی مدت پوری ہو چکی ہے ان کی جگہ نئے واٹر سپلائی پائپ لگانے کی ضرورت ہے اورTMA پاکپتن شریف کی طرف سے سفارش کی جاتی ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ کی وساطت سے26اضلاع میں واٹر سپلائی کا کام جاری ہے،ان میں ضلع پاکپتن شریف کو بھی شامل کیا جائے تاکہ پاکپتن شریف کے عوام کو مختلف اقسام کی بیماریوں جن میں ہیپاٹائٹس، ملیریا، پیچش اور Water born Disease سے نجات مل سکے کیونکہ یہ علاقہ پسماندہ ہے گزشتہ ادوار میں ضلع پاکپتن کے حلقہ پی پی۔228اور دیگر علاقوں کو سختی سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن اپنے فنڈز نائب ناظمین / ممبر تحصیل کونسل کے لئے ترتیب دیتے ہیں،انہوں نے صاف پانی کی فراہمی کے لئے کوئی منصوبہ نہ دیا ہے،کیونکہ ان کے حصے میں تقریباً5لاکھ روپے گرانٹ آتی ہے، جس سے20/25لاکھ روپے سے مکمل ہونے والی سکیم مکمل نہ کی جا سکتی ہے اس لئے ممبران فنڈز کی کمی کی وجہ سے چھوٹے منصوبوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

(د) جولائی2001 سے لے کر اب تک صاف پانی کی فراہمی کا جامعہ منصوبہ نہ بنا ہے۔اب گورنمنٹ کی گرانٹ سے کچی آبادی پیر کرماں اور کچی آبادی کارخانہ حاجی خورشید پاکپتن میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے نئے46ٹیوب ویل و پائپ لائنیں بچھائی جائیں گی جن پر تقریباً30لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔

پیکو روڈ لنک ملتان روڈ لاہور غیر قانونی پراپرٹی ڈیلرز دفاتر کا خاتمہ

*2782: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پیکو روڈ لنک ملتان روڈ لاہور پر کل کتنے پراپرٹی ڈیلرز کے دفتر ہیں ان دفاتر اور مالکان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ڈیلرز کے پاس قانونی لائسنس ہیں؟

(ج) جن پراپرٹی ڈیلرز کے پاس لائسنس نہیں ہیں تو کیا حکومت ان کے اس غیر قانونی کام کو بند کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجہ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) پیکو روڈ لنک ملتان روڈ لاہور پر کل 29 عدد پراپرٹی ڈیلر کے دفاتر موجود ہیں۔ان دفاتر کی لسٹ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے صرف 2 ڈیلرز کے پاس لائسنس ہیں۔

(ج) ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن، اقبال ٹاؤن نے ان پراپرٹی ڈیلرز کو لائسنس جاری کرنے کے لئے مہم شروع کر دی ہوئی ہے اور جلد ہی ان پراپرٹی ڈیلرز کو لائسنس جاری کر دیئے جائیں گے۔ تاہم بلا لائسنس کاروبار کرنے والے پراپرٹی ڈیلرز کے چالان جوڈیشل مجسٹریٹ اقبال ٹاؤن کی عدالت میں زیر کارروائی ہیں۔

لاہور کی کچی آبادیوں کی موجودہ صورتحال

*2785: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کچھ کچی آبادیاں ایسی ہیں جن کو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا ان کی تعداد بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں منظور شدہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو ابھی تک مکمل طور پر حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچی آبادی باجا لائن، مغلپورہ روڈ لاہور جو کہ کئی سال قبل تعمیر ہوئی تھی، کو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کو مکمل طور پر حقوق ملکیت دیئے گئے ہیں؟

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جن آبادیوں کو ابھی تک منظور نہیں کیا گیا، منظور کرنے اور مکینوں کو حقوق ملکیت دینے کو تیار ہے، ہاں تو کب تک، نہیں

توکیوں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے جو کچی آبادیاں حکومتی پالیسی کے مطابق 23-03-1985 سے قبل معرض وجود میں آئی تھیں اور ابھی تک منظور نہیں ہوئیں ان کی تعداد 118 ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔ البتہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ منظور شدہ کچی آبادیوں کے تمام مکینوں کو عبوری الاٹمنٹ لیٹر دے دیئے گئے ہیں۔ جن مکینوں نے قیمت زمین و ترقیاتی اخراجات جمع کروادیئے ہیں ان کو مالکانہ حقوق (رجسٹری) دیئے جارہے ہیں۔

(ج) یہ غلط ہے۔ کچی آبادی باجالائن بحوالہ چھٹی نمبری DG(KA&UI)TR-4-10/86-2155 مورخہ 23-01-03 کو منظور ہو چکی ہے اور اس کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔

(د) بیشتر غیر منظور شدہ کچی آبادیاں پاکستان ریلوے کی زمین پر قائم ہیں جن کو منظور کرنے کے لئے ریلوے حکام سے خط وکتابت جاری ہے، اس کے علاوہ دوسرے محکمہ جات سے بھی این او سی حاصل کرنے کے لئے خط وکتابت جاری ہے، جیسے ہی متعلقہ محکمہ جات سے کلیئرنس اور BOR سے رقبہ کی منتقلی کی منظوری حاصل ہو گی ان کچی آبادیوں کو منظور کر کے مکینوں کو مالکانہ حقوق تفویض کر دیئے جائیں گے۔

جنرل بس سٹینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ سے سہولیات کی فراہمی

*2871: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر کے جنرل بس سٹینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ بیت الخلاء تعمیر نہیں کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس سٹینڈز پر بنائے گئے، بیت الخلاء کو ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس سٹینڈز پر مسافر مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ویٹنگ رومز بھی نہ ہیں؟

(د) اگر جز (الف تاج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جنرل بس سٹینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ بیت الخلاء اور انتظار گاہ بنانے کو تیار ہے نیز کیا حکومت بیت الخلاء کو ٹھیکہ پر نہ دیئے جانے کے بارے میں کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست نہ ہے۔ صوبہ بھر میں اکثر جنرل بس سٹینڈز پر خواتین کے لئے علیحدہ بیت الخلاء تعمیر کئے گئے ہیں اور بعض مقامات پر تعمیر شدہ بیت الخلاء میں خواتین کے لئے علیحدہ حصہ مخصوص ہے۔

(ب) چند مقامات پر بس سٹینڈز میں تعمیر شدہ بیت الخلاء ٹھیکہ پر نیلام نہ کئے گئے ہیں جبکہ اکثر سٹینڈز پر صفائی، لائٹنگ وغیرہ کے بہتر انتظامات اور دیگر اخراجات پورے کرنے کے لئے بیت الخلاء ٹھیکہ پر نیلام کئے جاتے ہیں۔

(ج) خواتین کے لئے علیحدہ ویٹنگ روم کی سہولت اکثر و بیشتر بس سٹینڈز پر موجود ہے تاہم جہاں ایسی موجود نہ ہے، وہاں ایسی سہولت بہم پہنچانے کے لئے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن / ڈسٹرکٹ گورنمنٹ منصوبہ بندی کر رہی ہیں۔

(د) جز (الف تاج) میں صورتحال واضح کی جا چکی ہے تاہم بیت الخلاء کو ٹھیکہ پر نیلام کئے جانے کے بارے میں وضاحتی امر یہ ہے کہ بعض مقامات پر عوام کو یہ سہولت مفت مہیا کی گئی لیکن مناسب دیکھ بھال نہ ہونے اور نامناسب استعمال اور عوام کی عدم دلچسپی کی وجہ سے انہیں دوبارہ ٹھیکہ پر نیلام کیا گیا جس سے صورتحال میں بہتری پیدا ہوئی۔

سگیاں پل دریائے راوی لاہور کے اطراف سے کوڑے کی صفائی

*2891: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور دریائے راوی پر تعمیر سگیاں پل کے آس پاس کوڑا کرکٹ کے ڈھیر لگائے گئے ہیں جو لاہور آنے والے مسافروں کا استقبال بدبو اور تعفن سے کرتے ہیں؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کے آس پاس پڑے کوڑے کے ڈھیروں کو اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ پیشتر ازیں یہ جگہ برائے ڈمپنگ گراونڈ استعمال ہوتی تھی لیکن اب اس پر مٹی ڈال کر درست کیا جا رہا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ اس جگہ پر مٹی ڈال کر شکایت رفع کی جا رہی ہے۔

تحصیل کونسل سٹی گوجرانوالہ۔ عملہ صفائی کی تعداد اور ماہانہ اخراجات کی تفصیل

*2923: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل کونسل سٹی گوجرانوالہ کے عملہ صفائی، مستقل اور غیر مستقل کی تعداد کیا ہے کیا تمام یونین کونسلز میں عملہ کی تعداد ایک جیسی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ان افراد کے عہدہ، نام اور نوعیت کار کی تفصیل یونین کونسل وار فراہم کی جائے نیز حلقہ پی پی۔92 میں تعینات سینیٹری ورکرز کے نام اور حلقہ جات بیان فرمائیں؟

(ب) تحصیل کونسل گوجرانوالہ سٹی صفائی کی مد میں ورکرز کی تنخواہوں اور دیگر لوازمات کی مد میں کل کتنی رقم ماہانہ خرچ کر رہی ہے، گزشتہ دو سال کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ سٹی میں صفائی کا نظام درست نہ ہے سینیٹری ورکرز بھی کئی کئی روز صفائی نہ کرتے ہیں جس کی وجہ محض یہ ہے کہ ہر ماہ ان کی تنخواہ سے -/600 روپیہ کاٹ لیا جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت صفائی کا نظام بہتر بنانے کے لئے سینیٹری ورکرز کی تنخواہیں یونین کونسلز کے ذریعے وصول کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوجرانوالہ مستقل عملہ صفائی کی کل تعداد 1829 ہے جس میں 1254 اسامیاں پر ہیں جبکہ 575 اسامیاں خالی ہیں جس پر ابھی تک کوئی بھرتی نہ کی گئی

ہے، تمام یونین کونسل میں عملہ صفائی کی تعداد ایک جیسی نہ ہے، حلقہ پی پی-92 میں مستقل سینیٹری ورکرز کی تعداد200 ہے عارضی ملازم کوئی نہ ہے۔حلقہ پی پی-92 میں عارضی سینیٹری ورکر کوئی نہ ہے اور200 مستقل سینیٹری ورکر کام کر رہے ہیں۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں صفائی کا انتظام اگست2006 میں منتقل ہوا ہے، لہذا متعلقہ نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ گوجرانوالہ میں صفائی کا نظام اپنے وسائل کے مطابق درست کیا جا رہا ہے غیر حاضر سینیٹری ورکرز کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جاتی ہے۔

(د) درست نہیں۔ سینیٹری ورکرز کی تنخواہیں یونین کونسلز کے ذریعے وصول کروانے کا ارادہ نہ ہے کیونکہ گورنمنٹ کے احکامات کے مطابق صفائی کا نظام سٹی ڈسٹرکٹ کو منتقل ہوا ہے البتہ صفائی کے کام اور عملہ کی حاضری کی نگرانی بذریعہ منتخب ممبران کروائی جا رہی ہے۔

محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی گوجرانوالہ 2001تا2003 بھرتی ہونے والے افراد کے کوائف اور میرٹ کی تفصیل

*2925:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا میں سال2001 سے جولائی2003 تک گوجرانوالہ میں کتنے ملازمین کون کون سے شعبے میں بھرتی ہوئے بھرتی کا معیار کیا تھا، بھرتی ہونے والے افراد کے نام اور عہدہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا اس عرصہ کے دوران بھرتی پر پابندی تھی۔ اگر پابندی نہ تھی تو کیا اس بابت اخبار میں اشتہار دیا گیا اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) سال2001 سے جولائی2003 تک دفتر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی گوجرانوالہ میں کوئی ملازم بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ب) اس عرصہ میں بھرتی پر پابندی عائد تھی۔

ضلعی حکومت جھنگ کے قیام کے بعد یونین کونسل شاہ جیوآنہ
اور ککی نو میں ترقیاتی کاموں اور فنڈز کی تفصیلات

*2983: جناب فیصل حیات جیونہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آج تک ضلعی حکومت جھنگ نے یونین کونسل شاہ جیونہ اور ککی نو میں ڈویلپمنٹ پر کتنے فنڈز کن پراجیکٹس پر خرچ کئے ہیں؟

(ب) ان فنڈز سے جو پراجیکٹس شروع کئے گئے تھے، ان میں سے کتنے مکمل ہو گئے ہیں اور کتنے تکمیل کے مراحل میں ہیں؟

(ج) جو پراجیکٹس تکمیل کے مراحل میں ہیں وہ کب تک مکمل کئے جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یونین کونسل شاہ جیونہ میں -/88,21,000 روپے کی لاگت سے 19 منصوبے شروع کئے گئے اور یونین کونسل ککی نو میں -/18,62,000 روپے کی لاگت سے 5 منصوبے شروع کئے گئے۔

(ب) یونین کونسل شاہ جیونہ میں 19 منصوبے شروع کئے گئے تھے جن میں سے 13 مکمل ہو گئے ہیں اور 6 تکمیل کے مراحل میں ہیں اور یونین کونسل ککی نو میں 5 منصوبے شروع کئے گئے تھے جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہیں۔

(ج) جو پراجیکٹس تکمیل کے مراحل میں ہیں وہ جون 2004 تک مکمل کر لئے جائیں گے۔
منصوبوں کی یونین کونسل وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صدر فیصل آباد کے ٹی ایم اے کا اختیار بابت قیام و اجراء بس / ویگن سٹینڈز

*2984: رانا آفتاب احمد خان اور جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امین پور بنگلہ فیصل آباد میں TMA صدر فیصل آباد نے بس سٹینڈز اور ویگن سٹینڈز قائم کر کے انہیں ٹھیکے پر نیلام بھی کر دیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ آفیسر اس امر کا مجاز تھا اگر وہ ایسا

کرنے کا مجاز نہیں تھا تو کیا حکومت غیر قانونی اقدام کے مرتکب آفیسر کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے مکمل جواب جز(ب) میں دیا گیا ہے۔

(ب) TMA صدر نے امین پور بنگلہ فیصل آباد پارکنگ سٹینڈز کی باقاعدہ منظوری دی تھی اور کیس RTA کو منظوری کے لئے بھیجا گیا تھا جو کہ ابھی تک التواء میں ہے، TMA کی منظوری کے بعد اس کو نیلام کیا گیا تھا اور ٹھیکیدار سے واجبات بھی وصول کرنے کے بعد ٹھیکیدار نے وصولی شروع کی تھی مگر RTA کی منظوری حاصل نہ ہو سکی جس بناء پر ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ہے، چونکہ اس کیس کا نفاذ TMA کی منظوری کے بعد کیا گیا تھا لہذا کسی آفیسر کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی، قبل ازیں اس موضوع پر تحریک التوائے کار نمبر 790 کا جواب بھی دیا جا چکا ہے۔

موضع رسول پور، تحصیل دیپالپور۔ سولنگ، نالیوں اور سیوریج سسٹم کا قیام

*2990: چودھری افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں رسول پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ جو کہ ایک مرکزی گاؤں ہے اور اس کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اتنے بڑے گاؤں میں کوئی سولنگ، نالیاں و سیوریج کا سسٹم موجود نہ ہے محکمہ پبلک ہیلتھ نے تخمینہ لاگت تقریباً 30 لاکھ روپے لگایا تھا لیکن رسول پور کی سیوریج و سولنگ نالیاں سکیم نہ بن سکی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں ایک بڑی زرعی اجناس کی منڈی ہے لیکن سیوریج، سولنگ، نالیاں نہ ہونے کی وجہ سے پوری آبادی رسول پور مسائل اور گندگی کا گڑھ بن چکی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ گاؤں کے ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام یا کسی دیگر تعمیر و ترقی کی سکیم میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور نہیں تو

اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ گاؤں رسول پور تحصیل دیپالپور کا مرکزی گاؤں ہے۔ گاؤں میں سولنگ، نالیاں اور سیوریج سسٹم موجود نہ ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ نے 30 لاکھ روپے کا تخمینہ لگوایا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ گاؤں میں اجناس کی بڑی منڈی ہے۔ پوری آبادی مسائل اور گندگی کا گڑھ بن چکی ہے۔

(ج) رواں مالی سال میں اس قسم کی کوئی سکیم زیر غور نہ ہے۔ اضافی فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں مذکورہ گاؤں میں ترقیاتی کام کرائے جا سکتے ہیں۔

بصیر پور تحصیل دیپالپور۔ سولنگ، نالیوں اور سیوریج سسٹم کا قیام

*2991: چودھری افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کے علاقہ محلہ نئی آبادی و غوث پورہ تقریباً 20 ہزار افراد پر مشتمل ہے اور غوث پورہ و محلہ نئی آبادی میں کوئی سیوریج کا نظام موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادیوں میں سیوریج و سولنگ اور نالیاں نہ ہونے کی وجہ سے سارا سارا دن گندا پانی گھروں اور گلیوں میں کھڑا رہتا ہے آئے روز نئی نئی بیماریاں پیدا ہوتی رہتی ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ آبادیوں کے ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام یا کسی دوسری تعمیر و ترقی کی سکیم میں اس کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ بصیر پور کا محلہ نئی آبادی غوث پورہ تقریباً بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے اور محلہ مذکورہ میں سیوریج کا نظام موجود نہ ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ آبادی میں مناسب نکاس نہ ہونے سے گلیوں میں گندا پانی کھڑا رہتا ہے۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن دیپالپور کی طرف سے سیوریج سولنگ نالی کا پندرہ ملین مالیتی منصوبہ بنایا گیا ہے فنڈز میسر ہونے پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

ایاز پارک یو۔سی ونڈالہ دیال شاہ فیروزوالہ شیخوپورہ سولنگ اور نالیوں کی تعمیر کی تفصیل

*3011: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایاز پارک یو۔سی ونڈالہ دیال شاہ فیروزوالہ (شیخوپورہ) میں سولنگ اور نالیاں بچھانے کا کام کب شروع ہوا اس کام کا تخمینہ لاگت، مدت تکمیل کیا تھا؟

(ب) کیا اس کام کا ٹینڈر اخبارات میں دیا گیا تو اخبار کی نقل فراہم کی جاوے نیز کتنے افراد / پارٹیوں نے ٹینڈروں میں حصہ لیا نیز ٹینڈر کی مالیت اور کمپنی کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) یہ کام محکمہ کے کن کن ملازمین کے زیر نگرانی مکمل ہوا ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی فراہم کی جائے؟

(د) کیا جتنا کام مکمل کروانے کے لئے اخبارات میں ٹینڈر دیا گیا تھا موقع پر بھی اتنا ہی کام ہوا اگر موقع پر کام کم ہوا اور ٹھیکیدار کو زیادہ ادائیگی کی گئی ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے نیز ٹھیکیدار کو کس کس مد میں کتنی رقم ادا کی گئی ہر مد کی اردو میں تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ایاز پارک یو۔سی ونڈالہ دیال شاہ میں سولنگ اور نالیوں کا کام مورخہ 02-04-17 کو شروع ہوا۔ اس کام کا تخمینہ لاگت مبلغ -/7,50,000 روپے تھا لیکن ٹھیکیدار کے کم ریٹ کی وجہ سے یہ کام مبلغ -/7,40,000 روپے میں مورخہ 02-01-15 کو مکمل ہوا۔

(ب) مذکورہ کام کا ٹینڈر اخبار میں دیا گیا تھا اس کی نقل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ٹینڈر میں تین فرم ہائے / ٹھیکیداران نے حصہ لیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ میاں بلڈرز

2۔ چودھری انٹرپرائزز

3۔ میاں عبدالغنی (فہرست موازنہ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سب سے کم ریٹ میاں عبدالغنی کے آئے جس پر اسے ورک آرڈر دیا گیا۔

(ج) مذکورہ کام درج ذیل افسران کے زیر نگرانی مکمل ہوا۔

1۔ چودھری زاہد ایکسین BS-18

2۔ جاوید اقبال پرواز ایکسین BS-18

3۔ سلطان محمود خان BS-18 موجودہ تعیناتی ٹی او (آئی اینڈ ایس) فیروزوالہ

4۔ ذوالفقار پریسیہ ایس۔ڈی۔او

5۔ محمد سعید ایس۔ڈی۔او BS-17 موجودہ تعیناتی اے ٹی او (آئی اینڈ ایس) فیروزوالہ

6۔ سلیم ندیم سب انجنیئر موجودہ تعیناتی دفتر چیف انجینئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(د) موقع پر کام تخمینہ کے مطابق کرایا گیا ہے اور ادائیگی کام کے مطابق کی گئی ہے۔ تفصیل کام وادائیگی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مین روڈ تاج کالونی شاہدرہ لاہور کی تعمیر

*3029: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مین روڈ تاج کالونی، خورشید پارک، شاہدرہ لاہور کو اہل علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت تقریباً 100 فٹ لمبی سڑک ایک فٹ موٹی کنکریٹ سے بنا رکھی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2003 کو ضلعی حکومت نے مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کے لئے پہلے سے موجود سڑک کو توڑ پھوڑ کر ایک ایک فٹ گہری کھدائی کی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کھدائی کے بعد مذکورہ سڑک کا فنڈ کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا اور ٹھیکیدار پہلے سے موجود سڑکات کا ملبہ بھی اٹھا کر لے گیا اور اسے فروخت کر دیا؟

(د) اگر درج بالا نکات درست ہیں تو مذکورہ سڑک کا فنڈ کسی اور جگہ کیوں منتقل کیا گیا نیز ملبہ کو غیر قانونی طور پر اٹھانے اور اسے فروخت کرنے کے جرم میں مذکورہ ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

(ہ) کیا حکومت اس زیادتی کے بعد مذکورہ سڑک کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اپنی مدد آپ کے تحت جو سڑک بنی ہوئی تھی اسے تباہ و برباد کرنے کے ازالہ کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ علم نہ ہے البتہ واسا نے ملحقہ آبادی میں تقریباً 1300 فٹ لائن لگائی ہے۔

(ب) اس جگہ سڑک ہونے کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ واسا نے یہاں مئی 2003 میں تقریباً 1300 فٹ سیور لگایا تھا، جس کے لئے صرف تین فٹ چوڑی کھدائی کی گئی جو سیوریج لگانے کے بعد مٹی ڈال کر لیول کر دی گئی۔

(ج) واسا یا اس کے ٹھیکیدار نے اس جگہ سے کوئی ملبہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی فنڈ کسی دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔

(د) واسا یا اس کے ٹھیکیدار نے اس جگہ سے کوئی ملبہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی فنڈ کسی دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔

(ہ) مذکورہ سڑک محکمہ واسا نے سیوریج کے لئے توڑی تھی سڑک کی دوبارہ تعمیر کے سلسلہ میں فی الحال سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہ ہے۔

لاہور کے ٹاؤنز ناظمین و نائب ناظمین کے نام
اور ملنے والی گرانٹس و اخراجات کی تفصیل

*3070: **چودھری عبدالغفور خان:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کے کتنے ٹاؤن ہیں ہر ٹاؤن، ٹاؤن ناظم اور نائب ناظم کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یکم جنوری2002 سے ہر ٹاؤن کو کتنی گرانٹ حکومت کی طرف سے ملی اور کتنی دیگر ذرائع سے موصول ہوئی؟

(ج) یہ رقم کن کن مدوں اور ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئی؟

(د) کیاان ٹاؤنز کااس عرصہ میں ملنے والے فنڈز کا آڈٹ ہوا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) لاہور کے چھ ٹاؤن ہیں ہر ٹاؤن ناظم اور نائب ناظم کے ناموں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ٹاؤن	نام ناظم	نام نائب ناظم
1۔	راوی ٹاؤن	میاں عامر منیر	مہر محمد آصف
2۔	شالامار ٹاؤن	چودھری محمد عاشق ڈیال	میاں اعجاز احمد
3۔	عزیز بھٹی ٹاؤن	چودھری محمد اشرف	چودھری محمد اسماعیل
4۔	داتا گنج بخش ٹاؤن	خواجہ محمد حسان	میاں محمد عثمان
5۔	اقبال ٹاؤن	سردار عادل عمر	میاں جاوید علی
6۔	نشتر ٹاؤن	میجر (ر) محمد رفیق حسرت	شیخ محمد ادریس

(ب) یکم جنوری2002 سے ہر ٹاؤن کو جس ذرائع سے جتنی گرانٹ موصول ہوئی اس کی ٹاؤن وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ٹاؤن	حکومتی گرانٹ	دیگر ذرائع
1۔	راوی ٹاؤن	32775839	1475082
2۔	شالامار ٹاؤن	19578000	---------
3۔	عزیز بھٹی ٹاؤن	7921000	---------
4۔	داتا گنج بخش ٹاؤن	---------	ٹاؤن کے اپنے ترقیاتی فنڈز 20.49کروڑ غیر ترقیاتی فنڈز 57لاکھ

5-	اقبال ٹاؤن	22187000	221909468
6-	نشتر ٹاؤن	36746900	-------

(ج) ترقیاتی سکیموں، ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر مدات پر خرچ کی گئی ٹاؤن وار ترقیاتی سکیموں کی تفصیل بر ضمیمہ (الف)،(ب)،(ج)،(د)،(ر) اور (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام فنڈز و دیگر اخراجات کا پری آڈٹ سکیم کے تحت باقاعدگی سے آڈٹ ہوتا ہے۔

ضلع خوشاب۔ یونین کونسلز اور ترقیاتی فنڈز کی تفصیلات

*3083: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں تمام یونین کونسلوں کو ترقیاتی فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض یونین کونسلوں کو ترقیاتی فنڈز نہیں ملے ان کی تفصیلات بھی دی جائیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن یونین کونسلز کو فنڈز نہیں دیئے گئے، اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت ان یونین کونسلوں کو فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں تمام یونین کونسلوں کو صوبائی مالیاتی فنڈ کی جانب سے یکساں طور پر مبلغ ساٹھ ہزار روپے ماہانہ گرانٹ دی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) تمام یونین کونسلوں کو باقاعدگی سے صوبائی حکومت کی جانب سے مالیاتی ایوارڈ کے تحت فنڈز جاری کیئے جا رہے ہیں۔

TMAفیصل آباد۔ سینیٹری ورکرز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*3103: **جناب محمد نواز ملک**: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد میں سینیٹری ورکرز کی کل تعداد کیا ہے اور کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں یونین کونسل وار تقسیم کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) سینیٹری ورکرز کس حیثیت میں عوام سے منتھلی کولیکشن کرتے ہیں اور اس میں کون کون سے افراد حصہ دار ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) ٹی ایم اے فیصل آباد (سٹی) میں منظور شدہ سینیٹری ورکرز کی تعداد3116ہے، جن میں سے403اسامیاں خالی ہیں،ان کی تقسیم حسب ذیل ہے:۔

TMAفیصل آباد میں منظور شدہ کل سینیٹری ورکرز کی تعداد	3116
خالی اسامیاں	290
یونین کونسلوں میں خالی اسامیاں	113
کل خالی اسامیاں(290+113)	403
اسپیشل گینگ کی صورت میں میونسپل حدود میں شامل شدہ	300

6 نئی یونین کونسلوں(177تا182)اور شہر کی بڑی اور اہم سڑکات پر کام کرنے والے سینیٹری ورکرز یونین کونسل وار سینیٹری ورکرز کی تقسیم تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ الزام بے بنیاد ہے۔

کشمیر روڈ فیصل آباد کی تعمیر ومرمت کا مسئلہ

*3104:جناب محمد نواز ملک:کیاوزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد کشمیر روڈ کو فیصل آباد کے پلان اور روڈ کنسٹرکشن پراجیکٹ سے کن وجوہ کی بنیاد پر یکسر نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ وہ دس لاکھ کی آبادی کی گزرگاہ ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا سال04-2003میں اس منصوبے کو شامل کیا گیا ہے اگر ہاں تو کب تک تعمیر شروع ہو جائے گی، نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) کشمیر روڈ فیصل آباد بحالی سڑکات منصوبہ (FRRP) کی ترمیم شدہ لسٹ میں جو کہ 94 سڑکوں پر مشتمل ہے شامل ہے، سڑک کی کل لمبائی 1.50 کلومیٹر ہے جبکہ موجودہ چوڑائی 16 سے 20 فٹ ہے۔ سڑک کی مجوزہ چوڑائی 30 فٹ ہے جبکہ اس پر کل تخمینہ لاگت تقریباً 16.000 ملین روپے ہے سڑک FWO سے تعمیر کروانا مقصود تھی مگر فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے کام شروع نہ کیا جا سکا۔

(ب) یہ سڑک سال 04-2003 کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔ جونہی مطلوبہ فنڈز میسر ہوئے تو سڑک تعمیر کر دی جائے گی۔

تحصیل ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات

*3137: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

تحصیل ناظم سیالکوٹ کے زیر استعمال اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں ان گاڑیوں کے نمبرز و تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل ناظم سیالکوٹ کی تحویل میں صرف ایک سرکاری گاڑی ہے جس کا نمبر STM 7088 ہے مگر تحصیل ناظم یہ گاڑی استعمال میں نہیں لاتے بلکہ اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرتے ہیں۔

محلہ اسلام نگر، بہاولنگر، پختہ سڑک کی تعمیر اور سٹریٹ لائٹ کا مسئلہ

*3145: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دفتر ضلع کونسل بہاولنگر کے عقب میں واقع محلہ جہانگیر کوٹ میں صفدر کریانہ سٹور تا چکی آٹا نیک محمد (محلہ اسلام نگر) ابھی تک سڑک کچی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سڑک نیچی اور پلاٹ خالی ہونے کی وجہ سے بارش کا پانی کئی کئی دن ڈیرے جمائے رکھتا ہے جو کہ آس پاس تعمیر شدہ دکانوں کو بھی نقصان پہنچا رہا

ہے اور کسی بھی وقت کوئی مکان یا دیوار گرنے کا حادثہ پیش آ سکتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ محلہ میں سٹریٹ لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے رات کو عوام الناس کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کو پختہ کرنے اور متذکرہ محلہ میں سٹریٹ لائٹ لگانے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ گزشتہ سال تک یہ سڑک کچی تھی اب محلہ جہانگیر کوٹ میں صفدر کریانہ سٹور تا چکی نیک محمد (محلہ اسلام نگر) بلکہ اس سے بھی آگے تک سڑک پختہ ہو چکی ہے، یہ سڑک ٹی ایم اے بہاولنگر نے تعمیر کی ہے، مذکورہ سڑک کے علاوہ بھی اس محلہ کی بہت سی سڑکوں کو پختہ کر دیا گیا ہے۔ اس وقت اہل محلہ کو آمد و رفت میں کسی تکلیف کا سامنا نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ متذکرہ سڑک پختہ ہونے کی وجہ سے اب یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے، خالی پلاٹوں پر اب تعمیرات ہو چکی ہیں۔ گلی میں سیوریج بچھا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے سڑک وغیرہ پر پانی کھڑا ہوتا ہے اور نہ ہی کسی مکان، دکان یا دیوار کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اہل محلہ کو بنیادی سہولتیں حاصل ہیں۔

(ج) تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن نے مذکورہ محلہ میں سٹریٹ لائٹ نصب کر دی ہیں، عوام الناس کو رات کے وقت آمد و رفت میں کسی تکلیف کا سامنا نہ ہے۔

(د) اس کا جواب مذکورہ بالا اجزاء میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع بہاولپور میں قائم منڈی مویشیاں کی تعداد، نام اور موجودہ ٹھیکہ جات کی تفصیل

*3189: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع بہاولپور میں کتنی منڈی مویشیاں موجود ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان منڈیوں کے موجودہ ٹھیکہ جات کی نیلامی کب ہوئی تھی ان کی نیلامی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان اخبارات کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(ج) یہ ٹھیکہ جات کن کن پارٹیوں کو الاٹ کئے گئے ان کے نام، پتا جات اور رقم کی تفصیل الگ الگ فراہم کی جائے؟

(د) ان منڈیوں کے ٹھیکہ جات کے حصول کے لئے کتنے افراد نے ٹینڈرز میں حصہ لیا ان کے نام، پتا جات اور کال ڈیپازٹ کی رقم کی تفصیل فراہم کریں؟

(ہ) یہ ٹھیکہ جات الاٹ کرنے والی اتھارٹی کا نام عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے نیز جن پارٹیوں کو یہ ٹھیکہ جات الاٹ ہوئے ان کے نام پتا جات اور رقم کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اس وقت کتنی منڈیوں کے ٹھیکہ جات کے بارے میں کن کن کورٹس میں مقدمات کب سے چل رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کی شق نمبر (54(nn کے مطابق تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو منڈی مویشیاں کے انعقاد کا اختیار حاصل ہے ضلع بہاولپور میں تحصیل خیرپور ٹامیوالی، احمد پور شرقیہ، یزمان حاصل پور اور بہاولپور ہیں، متعلقہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سے جواب حاصل کیا جو کہ بالترتیب تتمہ (الف، ب، ج، د) اور (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغل پورہ لاہور کی رابطہ سڑک کی تعمیر و مرمت

*3243: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغلپورہ لاہور کو جانے والا راستہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے طالب علموں اور ان کے والدین کو آنے جانے کے لئے انتہائی دشواری کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ سڑک کی تعمیر از سر نو کرنے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ راستہ جزوی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) شالامار ٹاؤن انتظامیہ کے پاس ترقیاتی فنڈز نہایت ہی محدود ہیں جیسے ہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز موصول ہوں گے مذکورہ سڑک کی تعمیر و مرمت کر دی جائے گی، اس سڑک کی تعمیر و مرمت کے لئے تقریباً دس لاکھ روپے درکار ہونگے۔

تحصیل سٹی گوجرانوالہ۔ڈیلی ویجز ملازمین اور دیگر مسائل کی تفصیل

*3275: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نئے بلدیاتی آرڈیننس کے مطابق ضلعی محتسب کا ادارہ قائم کیا جانا تھا مگر کن وجوہات کی بناء پر یہ ادارہ باوجود 2 سالہ طویل عرصہ گزرنے کے (Activate) نہ ہو سکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن گوجرانوالہ میں ہر ماہ جعلی سینیٹری ورکروں کے نام پر لاکھوں روپیہ فرضی ڈیلی ویجز مسلم سینیٹری ورکروں کی تنخواہوں کے نام پر نکلوایا جا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان فرضی تقرری ناموں کے احکامات اور حلقہ ناظم کی ترتیب سے امیدواروں کے نام و مکمل رہائشی پتے مع شناختی کارڈوں کی فوٹو کاپیوں کی مکمل فہرست اتھارٹی مجاز گوجرانوالہ سے طلب کر کے ایوان میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیل سٹی گوجرانوالہ کے سپیشل آڈٹ کا پروگرام بنا تھا، مگر بعض وجوہات کی بناء پر یہ خصوصی آڈٹ روک دیا گیا جب کہ ان حالات میں تحصیل سٹی کی جنرل انسپکشن اور خصوصی آڈٹ کروانا وقت کا اہم تقاضا ہے؟

(ہ) اس وقت تحصیل سٹی گوجرانوالہ میں مقامی اہلکار کس گریڈ میں کس پوسٹ پر کتنے عرصہ سے متواتر ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) صوبہ پنجاب میں ضلعی محتسب کے قیام کے لئے سلیکشن کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے، سلیکشن کمیٹی کے کنوینر جناب جسٹس جاوید بٹر Elevate ہو کر سپریم کورٹ آف پاکستان میں چلے گئے ہیں۔ان کی جگہ نئے کنوینر کی تعیناتی کے لئے جناب چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ کو تحریر کر دیا گیاہے۔مزید برآں ضلعی محتسب کے دفاتر کے غیر ترقیاتی اخراجات کی منظوری کے لئے ایک سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کوارسال کر دی گئی ہے، مذکورہ سمری کی منظوری کے بعد ضلعی محتسب کے دفاتر کا قیام عمل میں آجائے گا۔

(ب) درست نہ ہے جو سٹاف کام کرتا ہے، حلقہ نائب ناظم اور متعلقہ آفیسر انچارج کی تصدیق کے بعد اس کو حسب ضابطہ ادائیگی کی جاتی ہے۔

(ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ ورک چارج ملازمین صرف اور صرف 89 یوم کے لئے بالکل عارضی طور پر روزانہ اجرت کی بنیاد پر بھرتی کئے جاتے ہیں ان کی درخواست ہائے مع شناختی کارڈ موجود ہیں۔

(د) ہمہ وقتی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آڈٹ، آڈٹ آفیسر اور عملہ موجود ہے جو کہ ہر بل اور فائل کا آڈٹ کر کے بل پاس کرتے ہیں اور اس کی رپورٹ بھی رکھتے ہیں۔

(ہ) فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل کونسل پاکپتن شریف۔ٹھیکہ جات کی تفصیلات

*3279: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل پاکپتن شریف میں مورخہ 30/31۔دسمبر 2002 کو ٹینڈر منعقد ہوئے جو بعد میں کینسل کر دیئے گئے یہ ٹھیکہ جات کن کن ریٹس پر کس کس پارٹی کو شیڈول ریٹس سے کم یا زیادہ پر الاٹ کئے تھے؟

(ب) تحصیل کونسل پاکپتن میں 03-04-12 کو ہونے والے مختلف ٹھیکہ جات کی تفصیل نیز کن کن پارٹیوں کو کس کس ریٹس پر کام الاٹ کئے گئے؟

(ج) کینسل ہونے والے ٹینڈرز اور بعد کے ٹینڈرز کی Comparative Statement بھی فراہم کریں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل پاکپتن شریف نے مورخہ 30/31-دسمبر 2002 کو ٹینڈر طلب کئے تھے جو کہ بعد میں منسوخ کر دیئے گئے۔

(ب) 03-04-12 کو ہونے والے ٹینڈروں، کامیاب ٹھیکیداروں اور ریٹس کی فہرست تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کینسل ہونے والے ٹینڈر اور بعد کے ٹینڈر کی تقابلی فہرست ہائے تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی پی-112 گجرات-یونین کونسلز ترقیاتی فنڈز اور پراجیکٹس کی تفصیل

*3326: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-112 میں واقع تمام یونین کونسلوں کو گزشتہ دو سالوں میں کتنے فنڈز ملے ہیں ہر یونین کونسل کی الگ الگ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان فنڈز سے کون سے ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ہر منصوبہ پر آنے والی لاگت کی تفصیل بیان کی جائے اور کون سے منصوبے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) ان تمام یونین کونسلوں کے تمام منصوبہ جات کن ٹھیکیداروں نے مکمل کئے ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں کیا ان منصوبہ جات سے متعلق کی گئی تمام عوامی شکایات کا ازالہ کیا گیا ہے؟

(د) حلقہ پی پی-112 کی تمام یونین کونسلوں میں تعینات سٹاف کے نام، عہدہ کیا ہیں نیز گزشتہ دو سال میں غیر ترقیاتی اخراجات کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) حلقہ پی پی-112 میں یونین کونسلوں کی کل تعداد 18 ہے، جن کو مبلغ 41.230 ملین روپے کے فنڈز دیئے گئے ہیں، جن کی یونین کونسل وار تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔	ساروکی۔17	2.360
2۔	مچھیانیہ۔18	1.260
3۔	صابووال۔25	2.260
4۔	ہریہ والا۔26	2.110
5۔	دیونا۔29	1.960
6۔	عادووال۔30	1.960
7۔	پنجن کسانہ۔76	2.860
8۔	کوٹلہ قاسم خان۔81	1.960
9۔	ٹھیکریاں۔82	3.360
10۔	گنج۔83	1.960
11۔	لالہ موسیٰI-84	1.960
12۔	لالہ موسیٰII-86	1.960
13۔	لالہ موسیٰIII-86	1.960
14۔	لالہ موسیٰIV-87	2.360
15۔	خواص پور۔88	1.960
16۔	چکوڑی شیر غازی۔89	3.660
17۔	چک میانہ۔90	3.360
18۔	بھدر۔102	1.960

(ب)

I۔ ان فنڈز سے تکمیل شدہ منصوبوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

II۔ ہر منصوبے پر آنے والی لاگت کی تفصیل بھی ملاحظہ تتمہ (الف)

III۔ زیر تکمیل منصوبوں کی تفصیل مع اخراجات تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان تمام یونین کونسلوں میں تمام منصوبہ جات جن جن ٹھیکیداروں نے مکمل کئے ان کے نام اور پتے حصہ (ب) میں دیئے گئے جواب میں منسلک ہیں مزید یہ کہ اس سلسلے میں کوئی عوامی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) ہر یونین کونسل میں تعینات سٹاف کے نام و عہدیداروں کی تفصیل مع غیر ترقیاتی اخراجات کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیلر چوک تا کرول گھاٹی لاہور۔ سڑک کی تعمیر

*3369 محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیلر چوک باغبانپورہ تا کرول گھاٹی براستہ مسجد حاجی تاج دین ملتانی کالونی والی سڑک تاحال مکمل نہ ہے جبکہ سڑک پر بجری وغیرہ بھی ڈال دی گئی تھی اور ٹھیکیدار کام ادھورا چھوڑ کر بھاگ گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کے ارد گرد متعدد آبادیاں تعمیر ہو چکی ہیں جن کے رہائشیوں کے آنے جانے کا یہی سڑک واحد راستہ ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) شالامار ٹاؤن انتظامیہ نے مذکورہ سڑک پر کوئی کام شروع نہیں کروایا۔

(ب) اس سڑک پر بجری پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم والوں نے ڈالی تھی لیکن بعد میں کام ادھورا چھوڑ دیا۔

(ج) شالامار ٹاؤن کے مالی وسائل نہایت ہی محدود ہیں جیسے ہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز موصول ہوں گے ٹاؤن مذکورہ سڑک کو تعمیر کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر محترمہ مناسب سمجھیں تو تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت یہ سڑک تعمیر کروائی جا سکتی ہے۔

نیو بھوگیوال چوک تا شیلر چوک لاہور۔ سڑک کی تعمیر

*3370: محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سڑک نیو بھوگیوال چوک تا شیلر چوک باغبانپورہ لاہور تاحال کچی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کافی نیچی ہے جس کی وجہ سے سڑک پر کئی کئی دن پانی کھڑا رہتا ہے، ٹریفک بھی نہیں چلتی کیونکہ سڑک ہموار نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو پختہ کرنے اور ٹریفک چلانے کا مناسب بندوبست کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے سڑک ناہموار ہونے کی وجہ سے پانی کھڑا رہتا ہے۔

(ج) شالامار ٹاؤن کے مالی وسائل نہایت ہی محدود ہیں، جونہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز وصول ہوں گے شالامار ٹاؤن مذکورہ سڑک کی تعمیر ومرمت کا کام عمل میں لائے گا۔

پی پی۔167 شیخوپورہ۔ ترقیاتی فنڈز اور ترقیاتی پراجیکٹس کی تفصیلات

*3390(A): میاں خالد محمود: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 1997 سے آج تک حلقہ پی پی۔167 میں کتنے ترقیاتی کام ہوئے اور کتنے فنڈز مہیا کے گئے سال وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سال2002-1997 میں حلقہ پی پی۔167 میں محکمہ کی طرف سے کوئی ترقیاتی فنڈز خرچ نہ کئے گئے ہیں دیگر سالوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	کل منصوبہ جات	رقم (لاکھوں میں)
1	2002-2003	24	50.0
2	2003-2004	26	44.49
3	2004-2005	31	50.00
4	2005-2006	23	44.55

جبکہ سال 1997 سے لے کر حلقہ پی پی۔167 سٹی شیخوپورہ میں سابق بلدیہ شیخوپورہ / ٹی ایم اے شیخوپورہ نے درج ذیل منصوبہ جات مکمل کئے۔ تعداد منصوبہ جات نیز مہیا کردہ فنڈز کی سال وار تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	تعداد منصوبہ جات	فنڈز (روپے)
1	1997-1998	318	4,16,88,000/-
2	1998-1999	654	4,79,34.000/-

3	1999-2000	192	1,45,75,000/-
4	2000-01	225	3,50,00,000/-

تفصیل ترقیاتی منصوبہ جات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آج چونکہ کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! یونین ناظم سے متعلق بات کر رہے تھے کہ ان کو فنڈز نہیں مل رہے، بڑی بری بات ہے لیکن یہاں تو یہ صورتحال ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کا جو منتخب ناظم اعلیٰ ہے، ضلع ناظم اعلیٰ کے فنڈز روک دیئے گئے ہیں اور یہ صرف فیصل آباد میں یونین ناظمین کے نہیں ہیں بلکہ ملتان میں بھی ایسا ہی ہے کہ جو لوگ مسلم لیگ (ق) میں شامل نہیں ہیں ان یونین ناظمین کے ضلع ناظم نے فنڈز بالکل روک رکھے ہیں۔ ایک پائی بھی ان کو نہیں مل رہی۔ میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو کہیں کہ کم از کم وہ جو منتخب لوگ ہیں ان کے فنڈز ضرور جاری کریں تاکہ ان کی حکومت کی نیک نامی ہو۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اخبارات میں پچھلے کئی روز سے یہ آ رہا ہے کہ ہمارے دو بڑے رفاعی اور سماجی ادارے الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ پر حکومت نے پابندی لگائی ہے۔ حکومت کے جو نمائندے ہیں بریگیڈیر جاوید اقبال چیمہ، انھوں نے پریس کانفرنس میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان دونوں تنظیموں کی رفاعی اور سماجی کاموں میں بہت کارکردگی ہے اور ان تنظیموں کے خلاف کوئی ملکی، کوئی غیر آئینی، کوئی غیر قانونی ہمیں شکایت نہیں ہے۔ ان تنظیموں پر اس لئے پابندی لگائی گئی ہے کہ چونکہ اقوام متحدہ نے امریکہ کے دباؤ پر ان پر پابندی لگوائی ہے۔

جناب سپیکر!ان دونوں ٹرسٹ کے حوالے سے پچاس ہزار کے قریب لوگ ان سے وابستہ ہیں، جن کو یہ فنڈز دیتے ہیں، جن بیواؤں کا یہ نان نفقہ چلاتے ہیں،ان کے روزگار چلتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ملک تو پاکستان ہیں، خود جنرل پرویز مشرف نے الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ کی جو زلزلہ زدگان میں انھوں نے خدمات سرانجام دی تھیں اس پر ان کی تعریف کی اور حکومت پاکستان کا بھی یہ موقف ہے کہ ان کے خلاف کوئی ایسی شکایت نہیں ہے کہ جس پر ان پر پابندی لگائی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے سارے دوستوں سے یہ درخواست کروں گا کہ ہماری طرف سے حکومت پاکستان کو یہ message جانا چاہئے کہ وہ اس پر stand لے اور ان دو اداروں کو جو الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ ہے ان پر پابندی کو ختم کریں۔ بہت شکریہ

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے تحت ہونے والے پرائمری امتحانات کا بہانہ بنا کر پرائیویٹ سکولوں کا طلباء وطالبات کو لوٹنا

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!---یہ تحریک التوائے کار نمبر 935 ہے، یہ move ہو چکی ہے،اس کا جواب آنا تھا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا تھا کہ میں آج اس کا جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری گوندل صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! اصل میں شیخ صاحب سے متعلق تحریک التوائے کار یہ ہے کہ جو پرائیویٹ سکولز یا پرائیویٹ طالبعلم ہیں ان سے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے نام پر تعلیمی اداروں کے جو سربراہ ہیں وہ ایڈمشن فیس -/250 روپے وصول کر رہے ہیں۔ اس میں میری submission یہ ہے کہ یہ دسمبر 2006 سے پہلے جماعت پنجم کے داخلے کے لئے پچیس روپے اور جماعت ہشتم کے داخلے کے لئے پچاس روپے فی طالبعلم وصول کیا جاتا تھا۔ دسمبر 2006 میں پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے فیصلے کے مطابق کسی بھی طالبعلم سے کوئی ایگزامینیشن فیس وصول نہیں کی جارہی اور اس سلسلے میں تمام ای ڈی او صاحبان کو تحریری طور پر اطلاع پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے فیصلے کی

رو سے کوئی بھی ادارہ یا ادارے کا سربراہ کسی بھی امیدوار سے فیس وصول نہیں کر سکتا۔اس سلسلے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی تعلیمی ادارہ ذاتی طور پر یا اس کا سربراہ از خود پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے فیصلے یا ان کی ہدایت کے برعکس کوئی فیس وصول کر رہا ہے تو میں محترم ممبر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کی اطلاع ہمیں دیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا کام ہاؤس میں اس مسئلے کو raise کرنا ہے، ان کے ڈیپارٹمنٹ کو اطلاع دینے سے متعلق یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی اس کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں کہ ایجوکیشن منسٹری پوری چل رہی ہے اور یہ جو میں نے بات کی ہے یہ بالکل صحیح بات ہے، جو رجسٹرڈ سکولز ہیں اور جو نجی ادارے ہیں انھوں نے طالبعلموں کی جیبوں پر ڈاکا ڈالا ہے اور انھوں نے باقاعدہ یہ کہا ہے کہ آپ ایسا کریں کہ اگر آپ نے اس ماہ فیس جمع نہ کروائی تو آپ کے داخلے نہیں بھجوائے جائیں گے۔ان کو اس matter کو probe کرنا چاہئے اور میری یہ گزارش ہے کہ آپ میری اس تحریک التوائے کار کو in order قرار دیں۔اس پر یا تو آپ ممبران پر مشتمل کوئی کمیٹی constitute کریں جو جا کر دیکھے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری گزارش سنیں۔اصل بات یہ ہے کہ آپ نے یہ جو تحریک move کی ہے یہ ایک اخباری خبر کے حوالے سے آپ نے یہ تحریک move کی ہے کہ اخبار میں آیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر ایسی کوئی چیز ہو رہی ہے تو معزز رکن اگر نشاندہی کریں گے تو ہم اس کی انکوائری کروالیں گے تو اگر آپ کے نوٹس میں یہ ہے کہ فلاں جگہ یہ گڑبڑ ہو رہی ہے تو آپ ان کو اطلاع کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: یا تو آپ کے پاس کوئی مصدقہ چیز ہوتی تو پھر تو ٹھیک تھا۔یہ ایک اخباری خبر کے حوالے سے آپ نے دے دی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جن لوگوں نے شکایات کیں ہیں، جن لوگوں کے بچوں سے -/250 روپے وصول کئے گئے ہیں میں ان کے affidavits بھی یہاں ہاؤس میں submit کر دوں گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ کارکردگی کے اعتبار سے وزراء یا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے اوپر جو ایک question mark ہے اسے یہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنا کر ختم کر سکتے ہیں۔ اب ایک مسئلہ raise ہوا ہے، ایک بات سامنے آ گئی ہے، نشاندہی ہو گئی ہے تو یہ اس بارے میں یہاں پر categorically announce کریں۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں کہ انکوائری کروائیں گے اور جو لوگ guilty پائے گئے انھیں سزا دی جائے گی۔ چونکہ محرک اسے مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ کی بھرپور کوشش کے باوجود روزانہ دو سے زیادہ تحاریک التوائے کار dispose of نہیں ہو رہیں۔ کافی burning issues ہیں جو کہ pending چلے آ رہے ہیں لہذا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میری ایک تحریک التوائے کار بہت ضروری ہے میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کے لئے آدھ گھنٹہ وقت ہوتا ہے بہر حال اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی take up کرتے ہیں اس کے بعد پھر آپ کی تحریک کو لینے کی کوشش کریں گے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 945 ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: کیا اس تحریک کا جواب وزیر صنعت دیں گے یا وزیر زرعی مارکیٹنگ دیں گے؟ میرے خیال میں دونوں ہی موجود نہیں ہیں۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری ہوں تو وہ جواب دیں۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ راجہ صاحب! دونوں وزراء صاحبان تشریف نہیں رکھتے کیا اس تحریک کو pending کر لیں؟

(اس مرحلہ پر وزیر صنعت ہاؤس میں تشریف لے آئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپکر! وزیر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! یہ ایک تحریک التوائے کار نمبر 945، سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور کے اتوار بازاروں میں گوشت
اور پھلوں کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ

(---جاری)

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تحریک التوائے کار کے ضمن میں یہ عرض ہے کہ اتوار بازاروں میں تمام اشیاء بشمول گوشت، سبزیاں اور پھلوں کی قیمتیں عام مارکیٹ کی نسبت کم ہوتی ہیں۔اس سلسلے میں پنجاب حکومت کی پرائس کنٹرول کمیٹی ہفتہ وار میٹنگ کرتی ہے اور پورے صوبے میں لگنے والے اتوار اور جمعہ بازار میں فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمتیں چیک کی جاتی ہیں۔یہ بات یقینی بنائی جاتی ہے کہ اتوار اور جمعہ بازاروں میں اشیاء کی قیمتیں عام مارکیٹ کی قیمتوں سے دو، تین، چار روپے تک کم مقرر کی جائیں۔یہ بات یقینی ہے کہ جمعہ اور اتوار بازاروں میں قیمتیں عام مارکیٹ کی قیمتوں کی نسبت کم ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی تسلی بخش جواب آ گیا ہے۔ میرے خیال میں اب مزید ضرورت تو نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! آپ کا حکم ہے تو میں سر آنکھوں پر تسلیم کر لیتا ہوں۔اگر آپ کا حکم ہے تو میں بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انھوں نے کچھ لوگوں کو پرائس کنٹرول کمیٹیوں کے نام پر بھرتی کیا ہوا ہے، ان کو گاڑیاں دی ہوئی ہیں۔ان کا منڈیوں کے اندر جا کر وہاں کی انجمن، یونین کے ساتھ کھانا کھانے کے علاوہ اور کوئی کردار نہیں ہے۔جمعہ اور اتوار بازاروں کا سلسلہ سابق دور میں شروع کیا گیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ عام آدمی کو اس کی عام ضرورت کی اشیاء سستے داموں فراہم کی جائیں۔اب وہاں جمعہ یا اتوار بازاروں میں چھابڑیاں لگانے والوں سے ناظمین، ٹاؤن ناظمین پانچ پانچ سو، ایک ایک ہزار روپے وصول کرتے ہیں۔اس کا سارا بوجھ آگے صارفین پر پڑتا ہے۔لہذا اس کو چیک کرنے کا کوئی انتظام کیا جائے اور ان بازاروں میں چیزیں فروخت کرنے والوں کو جگہ مفت فراہم کی جائے۔پہلے یہ جگہ مفت فراہم کی جاتی تھی، ان سے کوئی دیہاڑی نہیں لی جاتی تھی۔ لاہور کا سب سے بڑا اتوار بازار گرین ٹاؤن میں لگتا ہے وہاں پر ہر ایک چھابڑی لگانے والے سے ناظم

صاحب -/100 روپے وصول کرتے ہیں۔ وہاں چیزیں فروخت کرنے والے پھر لوگوں کے ساتھ جیسا مرضی سلوک کریں یہ کوئی چیک نہیں کرتا وہ ہر اتوار کو لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے اکٹھے کر لیتے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ وہاں لوگوں کو جگہ مفت فراہم کریں، اس کی نگرانی کریں، لوگوں سے جا کر پوچھیں، چیک کریں۔ وزیر صاحب اس بات کی یقین دہانی کروائیں تو میں آپ کے حکم کی تعمیل میں اس پر stress نہیں کرتا۔ یہ مجھے یقین دہانی کرائیں کہ یہ اس چیز کا اہتمام کریں گے کہ جتنے اتوار بازار ہیں وہاں پر چیزیں فروخت کرنے والوں کو جگہ مفت فراہم کی جائے گی اور ان سے جو جگا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اسے روکنے کی یہ پوری ذمہ داری لیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یقینی طور پر عام مارکیٹ ریٹس کی نسبت جمعہ اور اتوار بازاروں میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جہاں کہیں بھی جمعہ اور اتوار بازار لگتے ہیں وہاں پر خریداروں کا بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔ وہاں لوگ اسی وجہ سے زیادہ تعداد میں جا رہے ہیں کہ یقینی طور پر وہاں بازار سے چیزیں سستی ملتی ہیں۔ جس بات کی نشاندہی سید احسان اللہ وقاص صاحب نے کی ہے اس حوالے سے ہمارے پاس اس وقت تک کوئی شکایت نہیں ہے کہ چھابہ یا ریڑھی لگانے والوں سے وہاں پر پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔ اگر جمعہ بازار یا اتوار بازار کسی پرائیوٹ جگہ پر لگ رہا ہے وہاں تو کوئی ویسے charge کر سکتا ہے لیکن سرکاری جگہ یا عام جگہ پر کہیں بھی سرکاری طور پر پیسے نہیں لئے جاتے۔ اگر ان کے پاس کوئی specific شکایت ہے تو مجھے بتائیں میں انشاء اللہ اس پر ایکشن لوں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں عرض تو کر رہا ہوں کہ گرین ٹاؤن میں سرکاری جگہ پر اتوار بازار لگایا جاتا ہے، حکومت کا منظور شدہ اتوار بازار ہے اور وہاں پر ہر دکاندار سے -/100 روپے سے لے کر -/500 روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ یہ اس کی انکوائری کروائیں یا میرے ساتھ چلیں اگر میں یہ ثابت نہ کر سکوں تو جو یہ سزا مجھے دیں گے میں قبول کر لوں گا۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! سید احسان اللہ وقاص صاحب گرین ٹاؤن کے اتوار بازار کی بات کر رہے ہیں۔ آپ اس کو چیک کروائیں، انکوائری کروائیں۔

وزیر صنعت: بہتر ہے، ہم اس کی انکوائری کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا نمبر ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس کا نمبر 1010/06 ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

سٹیج ڈراموں میں فحاشی اور بے حیائی

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تھیٹر جو کبھی صاف ستھری تفریح کا ذریعہ تھا اب بے حیائی اور فحاشی کا گڑھ بن چکا ہے۔ اچانک اداکارائیں سٹیج پر کپڑے تک اتار دیتی ہیں۔ فحش اور ذومعنی فلمی گانوں پر رقص تو عام بات ہے۔ مرد فنکار بھی کھلے عام گالی گلوچ کرتے ہیں۔ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ ان اداکاروں کی جائیدادیں انتہائی پوش علاقوں میں اچانک کیسے بن گئیں۔ یہ امر بھی سوچنے کا متقاضی ہے کہ اگر کبھی بھول چوک سے ان اداکاراؤں پر پابندی بھی لگی تو جناتی ہاتھوں نے ان کا ایک شو بھی ضائع نہ ہونے دیا اور دو گھنٹے کے اندر اندر پابندی واپس لے کر انہیں شریف شہری قرار دیا گیا۔ ان اداکاراؤں کے ڈراموں کے ٹکٹ کھلے عام تین ہزار روپے فی کس تک بکتے ہیں۔ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کہاں ہے؟ سب سے اگلی سیٹوں پر بیٹھنے کے باوجود کچھ نہیں کرتے۔

جو اس بازار میں ہو تو ذلالت اس کو کہتے ہیں
جو ہو سٹیج پر مجرا تو ثقافت اس کو کہتے ہیں
جہاں حوا کی بیٹی زاویے جسموں کے دِکھلائے
قیامت کون سی ہو گی؟ قیامت اس کو کہتے ہیں

کچھ اداکارائیں تیس لاکھ روپے ماہانہ تک کما رہی ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ثقافت!

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے ملتی جلتی تحریک التوائے کار پر ایوان میں بڑا شور ہوا تھا۔ بازار میں جو سی ڈیز چل رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں! ذکر ہوا تھا۔

شیخ اعجاز احمد: میں نے اس وقت بھی ایک استدعا کی تھی کہ ہمارے گھروں میں کیبل اور ڈراموں کے ذریعے جو فحاشی اور عریانی کا سیلاب چل رہا ہے۔ آپ اس تحریک کو in order قرار دے کر اس پر باقاعدہ بحث کے لئے دن مقرر کریں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب! چونکہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اسے pending کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ جناب والا! لیکن یہ تحریک التوائے کار وزیر ایکسائز اور کلچر دونوں سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں تو یہ کلچر کے متعلق ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ایکسائز منسٹر رانا صاحب کو تو کچھ نہیں کہتا لیکن دونوں جواب دے دیں بے شک سوموار کو دے دیں لیکن It is a burning issue

جناب سپیکر: اسے سوموار تک کے لئے pending کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار سیالکوٹ میں میڈیکل کالج کے حوالے سے ہے۔ آپ مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت دے دیں جواب اگلے ہفتے کے کسی دن پر رکھ لیں تاکہ اتنی دیر میں گورنمنٹ تیاری کر لے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب تو بعد میں آنا ہے تو کیا بگو صاحب ابھی تحریک پڑھ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جیسے آپ کا حکم۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میری بھی ایک انتہائی اہمیت کی حامل تحریک ہے مجھے بھی out of turn پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، دونوں پڑھ لیں۔ بگو صاحب! آپ تحریک التوائے کار کا نمبر بتادیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کا نمبر 75 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اپنی تحریک پڑھیں۔

گورنر پنجاب کے اعلان کے باوجود سیالکوٹ میں میڈیکل کالج نہ بننا

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنر پنجاب نے سیالکوٹ میں میڈیکل کالج بنانے کا اعلان کیا اور اس اعلان پر محکمہ نے کالج کا PC-1 تیار کیا۔ اس کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے باقاعدہ رقم بھی مختص کی گئی تھی۔ اس میڈیکل کالج میں دو سال تک باقاعدہ 30 طالب علموں کو ہر سال میرٹ کی بنا پر داخل بھی کیا گیا مگر بعد ازاں اس کالج کو ختم کر دیا گیا اور اس میڈیکل کالج میں زیر تعلیم طالب علموں کو سروسز انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کی 60 نشستوں کے ساتھ ضم کر دیا گیا۔ اس طرح حکومت پنجاب محکمہ صحت کے اعلیٰ افسران کی نااہلی اور سست روی کی وجہ سے اس عظیم شہر میں یہ کالج قائم نہ ہو سکا اور اس کالج کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے مختص لاکھوں روپے بھی lapse ہو گئے۔ محکمہ کے اس رویے کی وجہ سے سیالکوٹ، نارووال و دیگر ملحقہ اضلاع کی عوام میں عمومی طور پر اور صوبہ پنجاب کی عوام میں خصوصی طور پر اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چونکہ ابھی منسٹر صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اسے اگلے جمعہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اسے محکمے کو بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بھیج دیں گے۔ اسی لئے تو میں نے اگلے جمعہ تک اسے pending کیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اب مجھے بھی تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟
جناب سمیع اللہ خان: تحریک التوائے کار نمبر 90/07 ہے۔
جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

کنٹرولر امتحانات پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کا نقل کرتے ہوئے پکڑے جانا

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن کے کنٹرولر امتحانات نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں ایم ایس سی انجینئرنگ کے سالانہ امتحان میں شرکت کی۔ دوران امتحان ہیومن ریسورس مینجمنٹ کے پرچہ میں مذکورہ کنٹرولر نقل کرتے ہوئے پکڑا گیا اور ان کا پیپر قبضہ میں لے کر منسوخ کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے عوام میں تشویش پیدا ہوئی ہے کہ جو شخص خود نقل کرتا ہوا پکڑا جاتا ہے اسے ایک ایسے تعلیمی ادارہ میں نقل سے پاک اور شفاف امتحانات کروانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ان حالات سے پنجاب بھر کے عوام میں بے چینی پیدا ہوئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔
جناب سپیکر: یہ تحریک بھی اگلے جمعہ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، اصغر علی قیصر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جیو ٹی وی کی طرف سے ہاؤس کی پرانی ریکارڈنگ دکھانا

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جیو ٹیلی ویژن نیٹ ورک جو کہ بلاشبہ ایک معتبر نام ہے۔ ہم نے پہلے بھی یہاں بات کی تھی کہ شاید آپ نے انہیں ہاؤس میں آنے کی ممانعت کر رکھی ہے۔ جب بھی ہماری اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے تو ہماری اسمبلی کی کارروائی کے ساتھ جو فلم چلاتے ہیں۔ وہ فلم اس وقت کی ہے جب سینٹ کے الیکشن

تھے اور چیف جسٹس ہائی کورٹ یہاں پر Chair کر رہے تھے۔ اس فلم میں جناب کو دکھایا جاتا ہے کہ آپ نیچے بیٹھے ہیں اور وہ Chair کر رہے ہیں۔ جب بھی اجلاس ہوتا ہے یا اسمبلی کی کوئی اور بات آتی ہے تو جیو ٹیلی ویژن والے وہی فلم چلاتے ہیں۔ اس سے نہ صرف Chair کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ یا تو جیو ٹیلی ویژن نیٹ ورک کو وہ فلم چلانے سے روکا جائے یا پھر ان کو اور دوسرے چینلز کو بھی اندر آنے کی اجازت دی جائے۔ جو کچھ اسمبلی میں ہوتا ہے وہ پریس میں بھی آتا ہے اور جیسے یہ حکومت آزادی صحافت کا علم بلند کرنے کا نعرہ لگاتی ہے تو پھر ٹیلی ویژن چینلوں کے ساتھ یہ رویہ کیوں روا رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ نے جو کہا ہے کہ ہم نے جیو کو ایوان کے اندر آنے سے روک رکھا ہے۔ صرف پی ٹی وی کو اس ایوان میں آنے کی اجازت ہے اور کسی چینل کو ایوان میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ ہم نے کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جب بھی جیو ٹیلی ویژن پر پنجاب اسمبلی کا اجلاس دکھایا جاتا ہے تو وہ ایکشن والی تصویر جس میں چیف جسٹس نے preside کیا تھا وہ دکھاتے ہیں۔ بلکہ آج سے دو دن پہلے انھوں نے جو تصویر دکھائی اس میں سپیکر کی Chair خالی تھی اور ہاؤس full تھا اور خبر چل رہی تھی کہ اپوزیشن نے بائیکاٹ کر دیا ہے حالانکہ ہاؤس فل تھا۔ لاء منسٹر صاحب! آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے اس وقت یہی صورتحال ہے لیکن اگر آپ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے حکم دیں گے تو یہاں پر coverage کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو پاکستان ٹیلی ویژن کرتا ہے اور دوسرا صوبائی حکومت کا ڈائریکٹوریٹ جنرل آف پبلک ریلیشنز کرتا ہے۔ اگر آپ حکم دیں گے تو ہم روزانہ کی بنیاد پر نہ صرف جیو کو بلکہ اے آر وائی اور دوسرے پرائیویٹ چینلز کو بھی کارروائی کی coverage بھجوا دیا کریں گے۔

جناب سپیکر: ہاؤس میں آنے کی اجازت کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں جناب! ہم جو ریکارڈنگ کرتے ہیں اس کی کاپی روزانہ کی بنیاد پر ان کو بھجوا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! آپ رولنگ دے دیں کہ جب تک یہ انتظام نہ ہو جائے جیو والے وہ پرانی فلم نہ چلائیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جب ان کو latest مل جائے گی تو ظاہری بات ہے وہ latest ہی چلائیں گے اور ہم کہہ دیتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں ملک صاحب کی رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان تمام پرائیویٹ چینلز کو پی ٹی وی کی طرح ایوان میں آنے دیں بے شک ان کے لئے دس یا پندرہ منٹ کا ٹائم مقرر کر دیں۔ جمہوری اور آزادی اظہار کا مطلب تو یہ ہے کہ یہاں سارے چینلز آئیں اور پورے ہاؤس کی کارروائی کو cover کریں لیکن اگر یہ ممکن نہیں ہے اور جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ محکمے کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ فلم بنا کر روزانہ کی بنیاد پر باقی چینلز کو مہیا کرے تو میں یہ کہوں گا کہ جیو چینل کو پابند نہ کیا جائے بلکہ میری رائے ہے کہ وہ وہی فلم چلائے جس میں Chair خالی ہے۔ وہ وہی فلم چلائے جس میں Chair کوئی اور کر رہی ہے تاکہ لاء منسٹر اور متعلقہ محکمہ ان کو جلدی کاپی فراہم کریں۔ اگر آپ نے کوئی time limit نہ کیا اور کہا کہ وہ کر دیں گے تو یہ تو آپ ان پر بھی قدغن لگائیں گے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ جلدی کر دیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر لاء منسٹر صاحب جلدی کا بھی کوئی time frame دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری تجویز یہ ہے کہ یہ معاملہ کافی دیر سے چلا آ رہا ہے اور اس کا کوئی مناسب اور مؤثر حل سامنے نہیں آ رہا۔ لاء منسٹر صاحب نے جو reason بتائی ہے وہ بھی کسی حد تک مناسب بات ہے لیکن ان کا حل نکالنے کے لئے آپ اس ہاؤس سے دو یا تین رکنی کمیٹی بنا دیں اور وہ آپ کی سربراہی میں سارے معاملے کو thrash out کر لے۔ اس کے بعد آپ کوئی ایسا انتظام کر دیں کہ تمام چینلز کو دکھانے کے لئے روز کی کارروائی ملے۔ وہ جب بھی اسمبلی کی کارروائی کے متعلق کوئی خبر دیتے ہیں تو فلم دکھاتے ہیں۔ میں نے دو تین دن پہلے دیکھا ہے کہ وہی

ایک پرانی فلم ان کے پاس ہے---

جناب سپیکر: ہاں! وہ پرانی جو---

رانا ثناء اللہ خان: جس میں چیف جسٹس صاحب preside کر رہے ہیں اور آپ چیف منسٹر صاحب کے پاس بیٹھے ہیں تو وہ دکھا رہے ہیں۔ تو اس کا کوئی حل نکلنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے پر کوئی کمیٹی تشکیل دے دیں اور ایک مہینے کے اندر اندر اس کا کوئی قابل عمل حل سامنے آ جائے۔

جناب سپیکر: میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ کمیٹی تشکیل دے دیں اور جو کمیٹی رپورٹ دے گی اس پر---

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب آپ نے لاء منسٹر صاحب سے کہا کہ وہ کمیٹی تشکیل دیں گے وہ تو پھر تشکیل ہو چکی۔ آپ فرما دیں کہ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ کوئی ایک دو اراکین---

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب نے بھی ہاؤس کے معزز اراکین پر مشتمل ہی کوئی کمیٹی تشکیل دینی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! وزیر قانون صاحب کو تو آپ کنوینر بنائیں۔ وہ تو چیئرمین ہو گئے۔ ان کے ساتھ ان کی مرضی کے ایک دو آدمی دے دیں تاکہ یہ ایک مہینے کے اندر اندر کوئی نہ کوئی قابل عمل حل نکال لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں کمیٹی کیا کرے گی میں نے سابق ڈی جی پی آر سے بات کی ہے جو اس وقت بھی گیلری میں موجود ہیں اور میں نے ان سے پوچھ کر یہ بات کی ہے کہ کیا یہ ہمارے لئے ممکن ہے۔ تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل ممکن ہے اور ہم--

جناب سپیکر: کمیٹی نے بھی راجہ صاحب کو یہی کہنا ہے۔ آپ جو بھی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں بنا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے جناب! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

فیصل آباد میں ہائی کورٹ کے بنچ کا قیام

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! تین یا شاید چار روز قبل یہاں پر فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے تمام ممبرز نے بشمول خواتین اور مرد حضرات نے یہاں پر فیصل آباد میں گزشتہ پندرہ روز سے جاری وکلاء کی ہڑتال پر اپنا concern show کیا تھا اور ہم نے Chair کی وساطت سے راجہ بشارت صاحب کو یہ درخواست کی تھی کہ فیصل آباد revenue collection میں پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔آپ یہ مہربانی کریں کہ گورنر صاحب کو آپ یہ کہیں، وزیراعلیٰ صاحب سے بات کریں کہ وہاں پر ہائی کورٹ کے بنچ کا قیام عمل میں آنا چاہئے۔آپ بھی فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں یہاں پر فیصل آباد کے ممبران کی کثیر تعداد ہے۔اگر ہائی کورٹ کا بنچ راولپنڈی، بہاولپور اور ملتان میں function کر سکتا ہے تو فیصل آباد میں کیوں نہیں؟ میں facts and figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر ساٹھ سے ستر فیصد litigations ضلع فیصل آباد کی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ڈیڑھ کروڑ عوام کا جو حق ہے وہ ان کو دیا جائے اور آپ یہ مہربانی فرمائیں کہ وزیر قانون صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ میں بات کر کے ہاؤس میں دوستوں کو آگاہ کروں گا۔یہ آپ مہربانی فرمائیں ان سے پوچھ لیں کہ انہوں نے اس سلسلے میں کیا تحرک کیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے تو اس دن بھی کہا تھا کہ ہائی کورٹ سے متعلقہ بات ہے اور گورنمنٹ کی commitment پر اس دن بات ہوئی تھی اور میں نے یہ بات وزیراعلیٰ کے نوٹس میں بھی لائی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ میں concerned quarter سے اس کو take up کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔آج کے ایجنڈے کا اگلا آئیٹم سرکاری کارروائی ہے اس میں پنجاب بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت سال 04-2003 پر بحث ہے۔اس پر بحث کا آغاز مورخہ 17۔نومبر 2006 کو وزیر بیت المال کی تقریر سے ہوا تھا۔ مورخہ 20۔نومبر 2006 کو بھی یہ بحث جاری رہی تھی۔تاہم رپورٹ مذکورہ پر بحث مکمل نہ ہو سکی تھی۔آج اس پر بحث کا دوبارہ آغاز ہو گا۔آپ سے

گزارش ہے کہ جو معزز اراکین اسمبلی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام کی چٹیں مجھے بھجوادیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: امجد حمید دستی صاحب آپ بحث میں حصہ لینا چاہ رہے ہیں۔

اراکین اسمبلی کے ڈویلپمنٹ فنڈز کا پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعہ اجراء

سردار امجد حمید خان دستی: جناب چیئرمین! I am sorry میں نے جناب چیئرمین کو کہہ دیا۔ آپ نہ صرف ہمارے rights کے custodian ہیں بلکہ اپوزیشن کے rights کے بھی custodian ہیں اور علاوہ ازیں I am the most senior Member میرے rights کو کسی صورت میں curb نہیں کرنا چاہئے۔ میرے ساتھ یہ واقعہ ہوا ہے کہ مظفر گڑھ سے گورنمنٹ پارٹی کے یعنی ہماری پارٹی کے جتنے بھی ممبران ہیں۔ سب کا تین کروڑ روپے کا ڈویلپمنٹ فنڈ منظور ہو گیا ہے۔ میرا بھی منظور ہو گیا ہے لیکن پھر ایک [***] چکر چلا ہے کہ پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: ٹھیک ہے جناب والا! I withdraw وہ یہ ہے کہ ہمیں کہا گیا ہے کہ پہلے پی اینڈ ڈی کے پاس جاؤ۔ یہ پی پی اینڈ ڈی آگے کہے گی تو پھر فنڈز release ہوں گے۔ پی پی اینڈ ڈی کو آپ کسی طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے فنڈز release کرے تاکہ ڈویلپمنٹ کا کام شروع ہو۔ آج کل کام کا موسم ہے اس کے بعد فلڈ کا موسم آنے والا ہے اگر اب فنڈز release نہ ہوئے تو یہ ختم کر دیئے جائیں گے یا پھر فلڈ کی وجہ سے معاملہ اگلے سال پر چلا جائے گا۔ یہ کوئی ایسا بندوبست کریں اور پی اینڈ ڈی سے کہیں بغیر ہمارے ہاتھ جوڑنے کے automatically وہ ہمارے یہ funds release کریں تاکہ ہائی وے یا مختلف محکمے کے لوگ ہمارے کام کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ دستی صاحب! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ ماشاء اللہ ہمارے بزرگ پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کا تجربہ بھی کافی ہے ویسے تو چیئر کے لئے اس معزز ایوان میں جتنے بھی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اراکین خواتین و حضرات تشریف فرما ہیں وہ سارے کے سارے میرے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں لیکن آپ کو بزرگ سمجھتے ہوئے میں آپ کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ کل بھی آپ ہاؤس میں بات کرنا چاہ رہے تھے میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دوں کیونکہ بعد میں آپ چلے گئے تھے۔ جب کوئی قرارداد پیش ہوتی ہے تو قرارداد کا mover جو ہے یا وہ بات کرتا ہے یا جن لوگوں نے oppose کیا ہو وہ بات کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کو بزرگ پارلیمنٹیرین سمجھتے ہوئے اور ایک تجربہ کار اور کامیاب سیاستدان سمجھتے ہوئے آپ کو ٹائم دیا تھا۔ ابھی جو پوائنٹ آپ نے اٹھایا ہے اس وقت وزیر قانون تو تشریف نہیں رکھتے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے۔ دستی صاحب نے جو یہ پوائنٹ اٹھایا ہے کہ ہمیں جو گرانٹ گورنمنٹ نے دی ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ پہلے پی اینڈ ڈی کے پاس جائیں اس کا احسن طریقے سے کوئی ازالہ ہو سکتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ محترم دستی صاحب کو سمجھ نہیں آیا۔

جناب سپیکر: ہاں! وہ ذرا اونچا سنتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا خیال ہے کہ اسمبلی کی طرف سے ان کو کوئی سننے والا آلہ بھی فراہم کر دیا جائے۔ کیونکہ جو آدمی سنتا نہیں ہے وہ پھر جو کچھ منہ میں آتا ہے کہہ دیتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دریشک صاحب!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جتنے بھی صوبہ بھر کے ڈویلپمنٹ فنڈز ہوتے ہیں ان کو پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کنٹرول کرتا ہے۔ اس میں جو مروجہ طریقہ اپنایا گیا ہے اس میں تمام معزز ایم پی ایز حضرات اپنی اپنی سکیمیں بذریعہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ پی اینڈ ڈی کو بھیجتے ہیں اور بغیر کسی منت اور ہاتھ جوڑے فوری طور پر advise جاری کر کے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے پیسوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ان کے فنڈز ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی problem نہیں آتا۔

جناب سپیکر: چونکہ دستی صاحب سن نہیں رہے ان کو بعد میں سمجھا دیں۔

وزیر خزانہ: میں ان کو سمجھا دوں گا۔

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 پر عام بحث

جناب سپیکر: شکریہ۔ پنجاب بیت المال کی رپورٹ بابت سال 04-2003 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ جی، محمد وارث کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بیت المال رپورٹ پر کچھ کہنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کر دوں کہ بیت المال زکوٰۃ و عشر بنیادی طور پر یہ اسلامک ویلفیئر سٹیٹ کا concept ہے اور ہم پوری طرح تو اسلامی نظام کا نفاذ نہیں کر سکے لیکن ان دو چیزوں کا ہمارے اس معاشرے اور ہماری سٹیٹ میں اس پر عملدرآمد شروع ہوا ہے۔ پچیس تیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے کہ یہ دونوں ڈیپارٹمنٹ چل رہے ہیں۔ بیت المال اور زکوٰۃ و عشر دونوں کا واحد مقصد یہ ہے کہ ارتکاز دولت نہ ہو اور زکوٰۃ و عشر کے ذریعے لوگوں سے جو مالدار لوگ اپنی دولت میں سے اپنا اپنا حصہ ریاست کو دیں اور ریاست اس پیسے اور دیگر وسائل کے ساتھ ایک بیت المال بنائے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ حق دار اور غرباء میں اس کی تقسیم ہو۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ 25/20 سال سے دونوں ڈیپارٹمنٹس بنے ہوئے ہیں، دونوں کے الگ الگ ڈویژنز ہیں، صدر ڈویژنز ہیں، منسٹرز ہیں لیکن آج یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ کیا ہم نے ان کے اغراض و مقاصد حاصل کر لئے؟ اسلام کا بنیادی concept یہ ہے کہ امیروں سے دولت لے کر غریبوں میں تقسیم کی جائے، کیا اس کو ہم صحیح طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ہمارے صوبے اور ہمارے ملک کی جو صورتحال ہے تو میں کم از کم جب اپنے گریبان میں جھانکتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ ہمارے مذہب اور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات نے غریب کے حق کے بارے میں جو ہمیں فرمایا ہے ہم اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے۔ ڈیپارٹمنٹس کھل گئے ہیں، سیکرٹریز بن گئے ہیں، تنخواہیں دی جا رہی ہیں، سارا کچھ چل رہا ہے لیکن ہم اصل مقصد حاصل نہیں کر پائے۔ مجھے یہ رپورٹ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ غریبوں میں فنڈ بانٹنے کے لئے 5 ہزار سے بڑھا کر 10 ہزار روپے کر دیا گیا ہے، ایم بی بی ایس کا وظیفہ 18 ہزار سے بڑھا کر 42 ہزار روپے کر دیا گیا ہے۔ دوسرے فنڈز بھی تین گنا تک بڑھا دیئے گئے ہیں لیکن یہ ساری چیزیں میرے حساب سے بالکل فضول ہیں۔ منسٹر صاحب بھی

تشریف رکھتے ہیں اور میں اس ہاؤس کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ ایک کام کر دیں کہ بیت المال کی رقم کی mis-appropriation روک دیں تو کوئی خود کشیاں نہیں ہوں گی۔ آپ زکوٰۃ کے سسٹم کو stream line کر لیں تو کوئی خود کشیاں نہیں ہوں گی، کوئی اپنی فیملی کو قتل نہیں کرے گا، کوئی آگ نہیں لگائے گا میں یہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ آپ اپنے ان دو ڈیپارٹمنٹس پر full توجہ دے دیں اور اس concept کے ساتھ توجہ دیں کہ ہم نے غربت کا خاتمہ کرنا ہے اور ہم نے ان دونوں ڈیپارٹمنٹس سے کرپشن ختم کرنی ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زکوٰۃ و عشر کے مقدس نام پر کیا کیا نہیں ہو رہا اور عرصہ دراز سے جس کی بھی حکومت ہوتی ہے چاہے سابق حکومت ہو یا موجودہ ہو، تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا اور میں نے پوری رپورٹ تو نہیں پڑھی اس میں سے تھوڑے سے نوٹس لئے ہیں تو میری استدعا ہے کہ آج پنجاب کی جو حالت ہو چکی ہے کہ آج پنجاب 57 فیصد below the poverty line چلا گیا ہے اس میں ہم شہروں میں یہ جو ہنستے بستے چہرے دیکھتے ہیں، ہم جو گاڑیاں شہروں میں دیکھتے ہیں، یہ موبائل دیکھتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ گاؤں میں جا کر دیکھیں جہاں 70/75 فیصد آبادی رہتی ہے وہاں تو لوگوں کو روٹی تک میسر نہیں ہے تو میری استدعا ہے کہ یہ زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کے دونوں ڈیپارٹمنٹس stream line ہونے چاہئیں اور اس میں ایک concept ہونا چاہئے کہ حلف کے ساتھ اس میں mis-appropriation نہیں ہونے دیں گے۔ یہ غریبوں کی رقم ہے اور یہ حق داروں میں تقسیم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا انتہائی فائدہ ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح ابھی میرے بھائی نے بتایا کہ زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کا مقصد غریبوں کو سہولت پہنچانا اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا ہے لیکن ہمارے ملک کا یہ نظام 20/25 سال سے چلا آ رہا ہے لیکن اس کے باوجود آج تک غریبوں کی اس دفتر تک رسائی ناممکن ہو جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر حاجی جلال دین ڈھکو بطور چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کے آفس تک جانے کے لئے ایک غریب عورت یا ایک مرد جب کرایہ خرچ کر جاتا ہے تو کہا یہ جاتا ہے کہ آج چیئرمین صاحب تشریف فرما نہیں ہیں پھر وہ غریب آدمی دوبارہ جاتا ہے تو پھر وہی بات دہرائی جاتی ہے۔ اتنی دیر

میں اس غریب آدمی کی ضرورت بھی پوری نہیں ہوتی، ٹائم گزر جاتا ہے اور وہ بے چارہ چکر لگا لگا کر تھک جاتا ہے۔

جناب والا! آپ کی وساطت سے میری حکومت سے گزارش ہے کہ دفاتر کے طریق کار کو سہل بنایا جائے۔ یونین کونسل کی سطح پر بیت المال کا ایک دفتر ہونا چاہئے جہاں درخواستیں وغیرہ جمع ہوں اور ایک غریب آدمی کی وہاں تک رسائی ہو سکے۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے رمضان شریف میں جب یہ نظام رائج کیا کہ عیدالفطر پر ہم فطرانہ دیتے ہیں تاکہ غریبوں کی امداد ہو سکے۔ یہ طریق کار آج کا نہیں بلکہ 14 سو سال پہلے سے یہ رائج ہے لیکن ابھی تک ہم نے وہ چیز نہیں شروع کی۔

جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب رمضان شریف آتا ہے تو لوگ بنکوں سے اپنے پیسے نکلوا لیتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ زکوٰۃ میں ہماری رقم صحیح طور پر استعمال نہیں ہو رہی۔ حق داروں کو حق نہیں ملتا اور جو حق دار نہیں ہوتے وہ سفارش کے ذریعے وہ پیسے لے جاتے ہیں۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ بیت المال ہو یا زکوٰۃ و عشر کا عملہ ہو، وہ کہتے ہیں کہ آپ کو 10 ہزار ملیں گے ہمیں 2 ہزار دے دو۔ میرے سامنے کئی ایسے نام ہیں اور میں نام لینے کے لئے بھی تیار ہوں کہ عملے کو 2 ہزار روپے مل جاتے ہیں اور باقی وہ ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ان چیزوں کا عملے کو بھی پتا ہے اور باقی سب لوگوں کو بھی پتا ہے لیکن اس کے باوجود سمجھ نہیں آتی کہ طریق کار صحیح کرنے کے لئے حکومت کیوں خاموش ہے۔ اگر جنرل مشرف یا وزیر اعلیٰ نے آنا جانا ہو تو ساری فورس آ جاتی ہے اور الرٹ ہو جاتے ہیں اور سارا شہر صاف ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! اگر صحیح طریقے سے امداد دینی ہے تو اس بیت المال اور زکوٰۃ و عشر کے طریق کار کو بھی صحیح کر سکتے ہیں۔ میں یہ معذرت کے ساتھ کہوں گی آج تو بہت کم حاضری ہے۔ وزیر اعلیٰ نے بہت کام کیا ہے اور پڑھا لکھا پنجاب کے حوالے سے پڑھائی بہت عروج پر ہے اور پنجاب میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ ترقی تب ہوتی ہے جب عوام کو سہولت ہو۔ جب روز بروز مہنگائی بڑھ رہی ہے تو غریب کو تو مدد مل ہی نہیں رہی۔ غریب کو کیا سہولت ملی ہے، غریب تو آج بھی غریب ہے۔ آپ گاؤں میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر تو approach ہی بہت مشکل ہے۔ اگر گاؤں کا کوئی لمبردار یا ناظم چاہے گا کہ اس عورت یا اس مرد کو بیت المال سے کچھ رقم ملے تو مل سکتی ہے لیکن زکوٰۃ و عشر اور بیت المال کے جو محکمے بنے ہیں اور ان کے چیئرمین وغیرہ ہیں وہ تو غریب آدمی کو مدد دینے کے لئے

تیار ہی نہیں جب تک کہ وہاں کا ناظم نہ چاہے۔

جناب چیئر مین! میری گزارش یہ ہے کہ غریب کی اگر مدد کرنی ہے تو وہی طریقہ اختیار کیا جائے کہ جو پہلے آتا ہے اس کی درخواست پر اسی طرح غور کیا جائے اور بیت المال کا پیسا ممبران کی صوابدید پر دیا جاتا ہے کہ جس ممبر کو کوئی جانتا ہو تو وہ اس کو پیسے دیتا ہے لیکن جسے وہ نہیں جانتا اس کو پیسے نہیں ملتے۔آج بھی غریب اسی طرح دربدر ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور ان کی مدد صحیح طریقے سے نہیں کی جاتی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس محکمے کو آپ کی بہت ہی زیادہ توجہ چاہئے، حکومت کی توجہ چاہئے کیونکہ جب یہاں کا غریب خوشحال ہو گا تو پھر آپ سمجھیں کہ ہماری حکومت خوشحال ہے اور ہماری حکومت نے کچھ کیا ہے۔آج امیر امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب پہلے سے بھی زیادہ غریب ہو رہا ہے۔

جناب چیئر مین! میں خود میاں نواز شریف دور میں بیت المال کمیٹی کی ممبر رہی ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ ہم کس طرح سے مدد کرتے تھے۔آج بھی ریکارڈ ہے کہ ہم نے کبھی اس چیز کو نہیں دیکھا تھا کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے، مسلم لیگ سے یا کسی اور حلقے سے تعلق ہے۔ہم نے بغیر کسی وجہ کے سب کی امداد کی اور آج وہ لوگ میاں نواز شریف کو اس لئے یاد کرتے ہیں اور ہمارے دور کو اس لئے یاد کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی یہ تفریق نہیں کی تھی کہ اگر ناظم چاہے گا تو پھر یہ رقم ملے گی، اگر نہیں چاہے گا تو نہیں ملے گی۔یہ ہمارا ووٹر ہے یا یہ ہمارا سپورٹر ہے تو ہم اس کی امداد کریں گے۔

جناب چیئر مین! آخر میں میری گزارش ہے کہ ہمیں اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہ سیاست کو اس چیز سے بالاتر رکھیں اور زکوٰۃ اور بیت المال کو اسی طرح امداد میں استعمال کریں جس طرح حضرت عمر رضی تعالیٰ عنہ اور آنحضور ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ اور بیت المال کا نظام تھا۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بڑے خوبصورت لگ رہے ہیں، آپ پرانے آدمی ہیں اور بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آج آپ پہلے دن صدارت کر رہے ہیں۔ میں اس کے علاوہ آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج بیت المال پر بحث ہے اور حکومت کے interest کی یہ حالت ہے کہ بیس ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: دونوں طرف حاضری برابر ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کو گورنمنٹ نے چلانا ہے اپوزیشن نے نہیں چلانا۔ یہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے۔ اس پر اتنا پیسا خرچ ہوتا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے میں مانتا ہوں کہ اپوزیشن کی بھی ڈیوٹی ہے۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! دونوں طرف سے حاضری کم ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! اپوزیشن تو بحث کر چکی ہے۔ اب بحث تو گورنمنٹ نے کرنی ہے۔ اس میں انھوں نے اپنے نام بھی دیئے ہیں۔ آپ حکومت کا interest دیکھ لیں۔

وزیر غیر رسمی تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے جناب بگو صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی معلومات کے لئے کہ آپ پہلی دفعہ صدارت نہیں کر رہے۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ اس ہاؤس کو پہلے بھی present کرتے رہے ہیں اور ماضی میں بھی کیا ہوا ہے جب بگو صاحب ممبر نہیں ہوا کرتے تھے۔

جناب چیئرمین! میں نے دوسری گزارش یہ کرنی ہے کہ کسی بھی موضوع پر جب بحث ہوتی ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت اپنی جو پالیسی بنائے ہوئے ہے، حکومت جس طرح سے معاملات کو چلا رہی ہے۔ اس میں اپوزیشن اپنا point of view دے، مناسب تنقید کرے اور اپوزیشن کی حکومت کی پالیسی سازی میں contribution ہو۔ اب افسوس یہ ہے کہ اس وقت اپوزیشن کے ارکان کی حاضری اس قدر کم ہے بلکہ جب سپیکر صاحب موجود تھے تو انھوں نے کئی اپوزیشن ممبران کو call کیا جنھوں نے نام بھی لکھوائے ہوئے تھے مگر پھر بھی انھوں نے تقریر نہ کی اور غیر حاضر ہو گئے۔ یہ بنیادی طور پر اپوزیشن کا lack of interest ہے یا میں اس کو دوسرے لفظوں میں یہ کہوں گا کہ اپوزیشن کے پاس کوئی تجویز ہے اور نہ وہ کوئی تنقیدی پوائنٹ اٹھا سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! جہانیاں صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں اور منسٹر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس وقت تناسب ملاحظہ فرمالیں۔ اس وقت بھی اپوزیشن کا تناسب گورنمنٹ کی پارٹی سے زیادہ ہے۔ میں نے دوسری بات یہ عرض کی تھی کہ اس وقت ہماری بحث کا ریکارڈ ملاحظہ فرمالیں کہ جتنی اس پر بحث ہوئی ہے اس میں زیادہ ہمارے ممبران کی طرف سے ہوئی

ہے۔ مجھے یاد ہے کہ آخری دن یہاں پر جھگڑا پڑا تھا کہ گورنمنٹ کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے تھے جن میں کلو صاحب بھی تھے کہ آپ نے ہمیں ٹائم نہیں دیا اور سارا ٹائم اپوزیشن کو دے دیا ہے۔ میں اس لحاظ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اپوزیشن کے ایک ممبر کا نام بولا تو وہ نہیں تھا باقی ہم سارے یہاں پر موجود ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی امور کے محترم قابل احترام راجہ بشارت صاحب جنہوں نے اس ہاؤس کو چلانا ہوتا ہے وہ بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں، منسٹرز یہاں پر موجود نہیں ہیں تو ان کا lack of interest آپ ملاحظہ فرمالیں۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم تو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے دوستوں نے بحث بھی کرنی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان کو تنبیہہ کریں کہ یہ ہاؤس میں آیا کریں۔

جناب چیئرمین: چودھری ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بیت المال پر عام بحث کے لئے جن اصحاب نے نام دیئے ہیں۔ ہمارے بنچوں سے جن لوگوں نے نام دیئے ہوں گے اور وہ حاضر نہ ہوں گے تو پھر اس کے خلاف بات ہو سکتی ہے۔ ہمارے متعلقہ وزیر صاحب یہاں پر اس کی تجاویز کے نوٹس لینے کے لئے تشریف رکھتے ہیں۔ اب جتنا وقت انھوں نے صرف اس غیر ضروری بات پر ضائع کیا ہے جسے سب سمجھتے بھی ہیں۔ بگو صاحب نہایت محترم ہیں اور یہ اکثر ٹھیک بات کرتے ہیں لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ میں زیادہ باتیں ٹھیک کرتا ہوں تو آج مجھے ایک غلط بات بھی کر لینی چاہئے۔ میرے خیال میں اس لحاظ سے اتنا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ اگر بیت المال پر تجاویز آ جاتی تو زیادہ اچھا تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! آپ نے Principles of Policy کی تین دن پہلے رپورٹ پیش کی ہے۔ اب اس کے فوراً بعد اس پر بحث کروائیں۔ یہ رپورٹ انھوں نے چھ ماہ پہلے پیش کی ہے اور بحث آج کروا رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے حلفاً کہتا ہوں کہ جس جگہ پر میں رپورٹس کی کاپیاں رکھتا ہوں وہاں پر میں ڈھونڈتا رہا، دیر تک میں دیکھتا رہا کہ وہ مجھے مل جائے تاکہ میں صحیح بحث میں حصہ لے سکوں لیکن وہ مجھے نہیں مل سکی۔ اب یہ رپورٹ پیش کر دیتے ہیں اور جب کوئی اور کام نہیں ملتا تو کہتے ہیں کہ بحث کروا لیں۔ اب میں کہتا ہوں کہ Principles of Policy کی رپورٹ آپ نے تین دن پہلے دی ہے۔ آپ یہ observation دیں کہ جس اجلاس کے اندر رپورٹ پیش کی جائے اسی اجلاس سے متصل کسی دن اس پر بحث کروا

دیں، تین دن کے اندر کروائیں یا چار دن کے اندر کروائیں۔ اب آپ کو چھ ماہ کے بعد اس پر بحث یاد آ جائے تو ہم کہاں سے وہ رپورٹ ڈھونڈیں اور اس کے اوپر بحث کریں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب کی یہ بات بڑی معتبر ہے۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! اس پر پرسوں بات ہوئی تھی۔ ہم نے یہ کہا تھا کہ اس وقت لاء اینڈ آرڈر کا core issue ہے۔ جس پر ہم بھی بات کرنا چاہتے ہیں اور حکومتی بنچوں پر موجود ہمارے بھائی بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ تجویز دی تھی اور راجہ صاحب نے یہ بات تسلیم کی تھی کہ آپ جمعہ اور سوموار کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر لیں۔ لاء اینڈ آرڈر پر دو دن کی بحث میں جتنے ممبران بولنا چاہیں وہ بول لیں لیکن اب چونکہ انھوں نے ٹالنا تھا اور یہ ٹالنا چاہتے ہیں تو یہ اجلاس کے آخر میں لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو لے جانا چاہتے ہیں تاکہ ہم جتنے بلز ہیں وہ پیش کر لیں اور جتنی legislation کرانی ہے وہ کروالیں۔ آخر میں جو جنگ کا سماں بننا ہے، ہم نے جو حقیقتیں بیان کرنی ہیں، جو صورتحال ہم نے پنجاب کی بیان کرنی ہے۔ یہ اس سے خوفزدہ ہیں۔ ہم سے راجہ صاحب نے ایوان میں یہ وعدہ کیا تھا کہ جمعہ کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کر لیں گے اور پھر سوموار کو بھی لاء اینڈ آرڈر پر کر لیں گے۔ اب انھوں نے ہمیں کل کاپیاں تھما دیں کہ بیت المال پر بحث کر لیں۔ یہ چھ مہینے پہلے رپورٹ پیش کی گئی تھی۔ آپ کم از کم یہ رولنگ دے دیں کہ جو رپورٹ یہ اسمبلی میں پیش کرتے ہیں تو اسی اجلاس کے اندر یا ایک ہفتے کے اندر اس پر بحث کروا دی جائے۔

وزیر محنت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر محنت: جناب سپیکر! بگو صاحب نے جو بات کی ہے میرے خیال میں تھوڑا سا confusion ہو گیا ہے۔ رپورٹس تو پہلے پیش ہو چکی ہیں اور اس پر بحث کا آغاز بھی ہو چکا تھا۔ اجلاس adjourn ہو گیا تھا اس لئے بحث مکمل نہ ہو سکی۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ شاہ صاحب گھر گئے تو گورنمنٹ کے ڈاکومنٹس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں اور اس کی care نہیں کرتے اس لئے problems ہو جاتی ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ جو بھی ڈاکومنٹس ہوں ان کو سنبھال کر رکھیں، گھر میں دھیان سے پڑھا جائے اور اس کے بعد اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! گزشتہ ساڑھے چار سال آپ لوگوں نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کو ردی کی ٹوکری میں پھینکے رکھا ہے کہ ساڑھے چار سال میں ایک دفعہ بھی اس کے سوالات یہاں پر پیش نہیں ہوئے اور اس کا موقع نہیں دیا گیا۔ اب یہ ردی کی ٹوکری سے میرے بھائی نکال کر لائیں گے اور انشاء اللہ یہ ارشاد فرمائیں گے تو ہم ان پر بحث کر لیں گے۔ ہم نے ان کو بڑا سنبھال کر رکھا ہوتا ہے اب نہیں ملی ہیں تو یہ بد قسمتی ہے میں اس پر معافی چاہتا ہوں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! یہاں پر بیت المال کے حوالے سے باتیں ہو رہی ہیں۔ میں بھی اس سلسلے میں یہ بات کروں گی کہ وزیر صاحب صرف اتنا بتا دیں کہ بیت المال کے محکمے میں انہوں نے کیا پراگرس کی ہے؟ اس کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ یہ ایک چیز بتا دیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! یہ سوال نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بگو صاحب! تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب نے جو بات کی ہے کہ ہمیں چھ ماہ پہلے رپورٹس موصول ہوتی ہیں۔ یہ چھ ماہ کی مدت جو ہے میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے بھی یا نہیں یہ آپ کو علم ہے لیکن پہلے آپ کو انفارمیشن تو دی جا چکی ہے اس لئے آپ کو تیار ہو کر آنا چاہئے تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! جب رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے تو سپیکر اس کی تاریخ اس وقت مقرر کرے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس پر رولنگ دے دیں کہ جو رپورٹ اسمبلی میں پیش ہو تو within session یا تاریخ مقرر کر دی جائے کہ فلاں تاریخ کو اس رپورٹ پر بحث ہو گی۔ تاکہ ہم بھی اس بارے میں mentally prepare ہو جائیں اور اس پر تیاری کر لیں۔ آج کے لئے بیت المال کا تو کہیں ذکر اذکار ہی نہیں تھا یہ تو راجہ صاحب شرارت کر کے خود بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے آج بیت المال پر بحث رکھ لی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سے جان چھڑا گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں، آئندہ احتیاط کریں گے۔ جی، جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آپ جانتے ہیں کہ بیت المال پر آج ایک جنرل بحث ہے اس سلسلہ میں میری کچھ تجاویز

ہیں۔ جس کے ذریعے میں چاہتا ہوں کہ پنجاب بیت المال کی کارکردگی ان تجاویز کی روشنی میں بہتر ہو جائے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب بیت المال کا فنڈ جو پہلے پانچ کروڑ روپے تھا اس کو بڑھا کر صوبائی حکومت نے 17 یا 20 کروڑ روپے سالانہ کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک اچھا قدم ہے اور اس پر یقیناً حکومت پنجاب مبارکباد کی مستحق ہے۔ میں یہ باتیں اکثر اس لئے کرتا ہوں کہ میں حکومت کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ میں جو آگے باتیں کرنے کے لئے جا رہا ہوں میں مخالفت برائے مخالفت میں کوئی باتیں نہیں کرنا چاہتا جو ان کا اچھا کام ہے یہ میرے اندر حوصلہ ہے کہ میں ان کی تعریف کر سکوں کہ فلاں اچھا کام ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر، آرڈر، آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! آپ نے تین دفعہ آرڈر فرمایا ہے اور چودھری ظہیر صاحب باتوں میں مصروف ہیں۔ یہ مجبوری کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: اگر relevant ہے تو فرمائیں!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جی، relevant ہے جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں ڈاکٹر صاحب کا ذاتی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے کسی بھی سلسلے میں حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کیا ہے لیکن ساتھ ہی میں اپنی بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کے بنچوں میں سے کوئی بندہ حقیقت سے کام لے کر کسی وقت گورنمنٹ کے کام کو سراہے تو اس کے بعد براہ مہربانی اپنے ہی ساتھ پر تنقید نہ شروع کر دیں کہ اس نے شکریہ کیوں ادا کیا۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! میں عرض یہی کرنا چاہ رہا تھا کہ میرے اندر اتنا حوصلہ ہے کہ اگر حکومت کوئی اچھا کام کرے تو میں اس کو appreciate کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اب یہی توقع میں حکومتی بنچز سے بھی رکھتا ہوں کہ جب میں ان پر کوئی جائز تجویز دوں، کوئی جائز تنقید کروں تو اس کو یہ تنقید برائے تنقید یا اپوزیشن کا واویلہ سمجھ کر ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کی بجائے اس پر بھی غور کیا کریں کہ اپوزیشن سے ایک ایسا شخص ہے جو ہمارے اچھے کام کو اچھا کہتا ہے تو اگر وہ کوئی اور بات کر رہا ہے تو اس پر بھی انہیں غور کرنا چاہئے اور implement کرنا چاہئے۔

جناب والا! صورتحال یہ ہے کہ آٹھ کروڑ آبادی کا صوبہ ہے اور اس میں غریبوں کے لئے بیت المال کی مد میں سے جو فنڈ رکھا گیا ہے وہ پہلے پانچ کروڑ روپے تھا اب 15 یا بیس کروڑ روپے ہو گیا ہے۔ اگر آپ آبادی کے لحاظ سے دیکھیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اڑھائی روپے فی کس آتا ہے۔ اس میں یہ تعلیمی وظائف بھی شامل کرتے ہیں، اس میں غریبوں کی شادیاں بھی شمار کرتے ہیں، اس میں یہ این جی اوز کو پیسے بھی دیتے ہیں، بغیر سود قرضے بھی دیتے ہیں اور ان کی مقدار کیا ہے۔ انہی کے مطابق پہلے جب پانچ کروڑ روپے تھا تب بارہ آنے فی کس تھی ابھی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے کہ جی ہم نے پانچ سے پندرہ یا بیس کروڑ کر دیا ہے تو اس کی حقیقت حال یہ ہے کہ جناب! اڑھائی روپے فی کس سالانہ امداد دے کر یہ چاہتے ہیں کہ حکومت یا اپوزیشن کی طرف سے اس کو سراہا جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں صورتحال یہ ہے کہ غربت کی حد کی لکیر سے نیچے بے شمار لوگ رہ رہے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ لیہ ہو، بہاولنگر ہو، مظفر گڑھ ہو، راجن پور ہو، وہاں لوگ غربت کی لکیر سے اس قدر نیچے رہ رہے ہیں کہ ان کے پاس پینے کا صاف پانی تک مہیا نہیں ہے۔ ایک ایک دو دو بکریاں گھروں میں رکھی ہوئی ہیں اور ان بکریوں کی بناء پر انہی کا دودھ بیچ کر وہ اپنے گھر کے بچے کا پیٹ پال رہے ہیں۔ میری مراد یہ ہے کہ جہاں پر غربت کا یہ عالم ہے وہاں پر ایک طرف تو بائیس سے بیس کروڑ روپے کا بجٹ بڑھا کر میری طرف سے appreciation کو appreciate کرنا لیکن دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ غربت مکاؤ پروگرام کے تحت فی کس امداد اور اگلی بات یہ ہے کہ پچھلے سال کے ضمنی بجٹ میں ایک ارب باسٹھ کروڑ روپے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے این جی اوز میں تقسیم کئے ہیں، نان گورنمنٹ آرگنائزیشنز میں، پرائیویٹ لوگوں کو، امیر لوگوں کی بچیوں کو نالائق بچیوں کو میڈیکل کالج میں داخلہ کروانے کے لئے ساڑھے سات لاکھ روپیہ پلے سے بھر کر اچھی بات ہے، صحافیوں کی کالونی کے لئے تیس تیس کروڑ روپیہ لاہور میں اور باقی شہروں کا پتا نہیں ہے، فلاں فلاں حکمران آ گئے ان کو تین تین کروڑ روپے کے کارپٹ، یہ سب کچھ کرتے کرتے انہوں نے ایک ارب اور باسٹھ کروڑ روپے تقسیم کر دیئے اور اس طرح پچھلے سال ضمنی بجٹ بعد میں ہم سے پاس کروایا گیا تھا۔ ابھی چھ سات آٹھ مہینے گزر گئے ہیں یقیناً ارب، 2۔ارب، 3۔ارب روپیہ اس مرتبہ بھی انہوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہوگا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح کی جو misutilization of fund ہے کہ ایک شخص وزیر اعلیٰ ہونے کی وجہ سے، اسمبلی میں اکثریت کی وجہ سے اپنی صوابدید پر ایک ارب باسٹھ کروڑ روپیہ لوگوں میں تقسیم

کر دے اور بعد میں ہم سے پاس کروالے اور جب بیت المال جو کہ غریبوں کے لئے بنایا گیا ہے، مستحقین کے لئے بنایا گیا ہے، جب غریبوں کی باری آئے تو ہم پانچ کروڑ دیں، دس کروڑ دیں، پندرہ کروڑ دیں ساڑھے آٹھ کروڑ کی آبادی میں پندرہ بیس کروڑ روپے دے کر ہم اس میں شاباش لینا چاہیں تو میرے خیال میں یہ الٹا باعث شرم بات ہے۔ یہ کوئی تعریف کی بات نہیں ہے کہ ہم غریبوں کا نعرہ لگاتے ہیں اور غریبوں کو اڑھائی روپے فی کس دیتے ہیں اور امیروں کی بیٹیوں کو ساڑھے سات، ساڑھے سات لاکھ روپے دے کر میڈیکل کالج میں داخلے کروائے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! صورتحال یہ ہے کہ یہاں کے وزیر اعلیٰ نے انجمن تاجران کی حلف برداری میں، حالانکہ تاجر تو ہمیشہ انہیں دینے کے قابل ہوتے ہیں، 40لاکھ روپے، 50لاکھ روپے، بار ایسوسی ایشن 20کروڑ روپے، 15کروڑ روپے مطلب یہ کہ اس بے دردی کے ساتھ پیسے بانٹے گئے ہیں۔ چلیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جب اس کی باری آئے گی تو بات کریں گے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بیت المال صرف غریب لوگوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی تقسیم کا بنایا جانے والا فارمولہ مناسب نہیں ہے۔۔۔

محترمہ لبنیٰ طارق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ لبنیٰ طارق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب سدرن پنجاب کا بڑا ایشو raise کر رہے ہیں تو میں اپنے بھائی کو اس کا جواب دوں گی کہ ابھی انہوں نے کہا کہ ایک ارب 62 کروڑ روپے کا ذکر کیا ہے تو میں اس بارے میں کہنا چاہوں گی کہ اپنی صوابدید پر این جی اوز میں تقسیم کر دیا ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ میں بھی P.S.S.B کی ممبر ہوں اور ہم بیٹھ کر پنجاب بھر کی تمام این جی اوز کا criteria یا چیک کرنے کے بعد deserving این جی اوز اور جو واقعی فعال ہیں اور لوگوں کے لئے رفاہ عامہ کے کام کر رہی ہیں، ہم لوگ انہیں چیک تقسیم کرتے ہیں۔ ایسے ہی کسی کی ناجائز favour کبھی نہیں کی۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیئرمین! یہ کتاب کی بات ہے۔ ضمنی بجٹ اسی ہاؤس سے پاس ہوا ہے۔ اس کی یہ کتاب اٹھالیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ایک ارب 62 کروڑ روپے صرف

این جی اوز کو دیئے گئے ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ بار ایسو سی ایشنز، صحافیوں کی تنظیموں کو، تاجروں کی تنظیموں کو، این جی اوز کو، امیر لوگوں کی بچیوں کو میڈیکل کالجوں میں داخلے کروانے کے لئے اور ایک جھگڑا بھی چل پڑا کہ کوئی ظل ہما نامی خاتون تھیں اور بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب نے آگے وضاحت کی تھی کہ وہ شاہدرہ کی رہنے والی تھی financial aid to ظل ہما اڑھائی لاکھ روپے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جب اتنے پیسے وزیر اعلیٰ صاحب تقسیم کر رہے ہیں تو پنجاب کے ساڑھے آٹھ کروڑ غریب عوام کے لئے 20 کروڑ روپے کا فنڈز انتہائی ناکافی ہے اور اس بجٹ میں کم از کم 5 گنا یعنی ایک ارب روپے اضافہ ہونا چاہئے۔ یعنی میری مراد یہ ہے کہ جیسے 100 بلین کا بجٹ پیش ہوا ہے تو کم از کم اور کچھ نہیں تو غریبوں کی حالت سدھارنے کے لئے ایک فیصد اس میں لازمی رکھا جائے۔ اگر پچھلے سال ایک سو ارب کا بجٹ ہوا تو اس میں ایک ارب روپے کا بجٹ بیت المال کا ہونا چاہئے۔ پانچ کروڑ، 12 کروڑ یا 15 کروڑ غریبوں کے ساتھ مذاق اڑانے والی بات ہے face saving والی بات ہے، اعلانات کی بات ہے، اس سے عملی طور پر غریب کی کوئی خدمت ہو رہی ہے، اس کی کوئی مدد ہو رہی ہے اور نہ ہی اس کا غریب تک کوئی صحیح فائدہ پہنچ رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں ملتان شہر کی بات بتاتا ہوں کہ انہوں نے 50 یا 70 لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے اور اس میں کہتے ہیں کہ این جی اوز کو اتنے فیصد دے دیں۔ طالب علموں کا اتنے فیصد ہے، مریضوں کے لئے اتنے فیصد ہے۔ پیچھے صرف 20 یا 30 لاکھ روپیہ بچتا ہے تو ملتان کی آبادی 30 لاکھ نفوس ہے اور کہتے ہیں کہ 30 لاکھ روپے پورے سال میں غریبوں میں تقسیم کر کے ہم بیت المال کے ذریعے ان کی غربت دور کریں گے اور ان میں خوش حالی بانٹیں گے۔ ایک روپیہ فی کس جب آپ کسی ضلع میں بھیجیں گے تو کیا 30 لاکھ روپے سے ملتان کے غریبوں کی غربت ہم دور کر سکتے ہیں؟ میں اس سلسلے میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ آنے والے بجٹ میں جتنا بھی بجٹ حکومت پیش کرے تو اس کا ایک فیصد کم از کم بیت المال کے لئے وقف کیا جائے اور پھر اس کی utilization کو بہتر بنانے کے لئے موثر نظام ہو جو غیر سیاسی لوگوں پر مشتمل ہو جو اس کو تقسیم کریں۔

جناب چیئرمین! میں ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ہاں سکیم ہے کہ جب بچی کی شادی ہو گی، وہ نکاح نامہ دے اور ہم اس کو جہیز فنڈ دیں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں ایسا نہیں ہوتا۔ بہت rare ہے کہ نکاح پہلے ہو جائے اور رخصتی بعد میں

ہو بلکہ ہمارے ہاں 99 فیصد شادیوں میں رخصتی کے وقت ہی نکاح ہوتا ہے اور پھر رخصتی ہو جاتی ہے۔اس طرح بڑے ابہام پیدا ہوتے ہیں اور لوگ جعلی نکاح نامے تیار کر کے اس فنڈ کو misutilize کرتے ہیں۔ میرے پاس اس کی ایک تجویز یہ ہے کہ آپ بچیوں کو ضرور جہیز فنڈ دیں جو کہ دس ہزار کی بجائے 20/25 ہزار روپے دیں کیونکہ دس ہزار میں تو اس بیچاری بچی کا ایک بیڈ بھی نہیں آتا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس کو بھی بڑھائیں لیکن اس کا طریق کار یہ کر دیں کہ جس یونین کونسل میں وہ بچی رہنے والی ہے یا جہاں پر اس کی شادی طے ہو گئی ہے۔ جہاں اس کی رہائش ہے تو اسی یونین کونسل میں چونکہ اس کا نکاح ہونا ہے لہذا وہاں کے نکاح خواں کو حکومت کی طرف سے پابند کیا جائے کہ اس بچی کو ہم یہ فنڈ دے رہے ہیں تو اس کا نکاح جو بھی تاریخ وغیرہ ہو، یعنی اس کا تعین کر دیا جائے تاکہ لوگ misuse بھی نہ کریں اور اگر واقعی اس میعاد یا تاریخ تک نکاح نہ ہو اور بچی کی رخصتی نہ ہو تو پھر یقیناً ایک طریق کار ہونا چاہئے کہ اگر آپ نے اس فنڈ کو اس کے والد کو دیا ہے یا جس کی ضمانت پر دیا ہے پھر ان کو نوٹس دے کر بے شک فنڈ واپس لے لیا جائے لیکن پہلے نکاح والی شرط سے بالکل جعلی نکاح دو سو روپے دو، تین سو روپے دو، جعلی نکاح نامہ بیت المال میں جمع کراؤ اور بیت المال سے پیسا پھر کس نے چیک کرنا ہے۔ اس سے کرپشن بڑھ رہی ہے لہذا اس کو بہتر کرنے کے لئے ایک طریقہ تو یہ ہے۔

جناب چیئرمین! تقسیم کے فارمولے کے بارے میں کہوں گا کہ انہوں نے کہا ہے کہ 20 فیصد ہر ضلع کو برابر دینا ہے اور باقی 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر دینا ہے۔ یہ بیت المال کی روح کے بالکل برعکس ہے۔ بیت المال آبادیوں کی بنیاد پر نہیں بنائے گئے بلکہ یہ غریبوں کی امداد کے لئے فنڈ ہے جہاں غربت ہو گی وہاں یہ فنڈ دیں گے اور جہاں غربت نہیں ہو گی وہاں اس فنڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اسلام آباد کو مثال کے طور پر لیتے ہیں، یا لاہور میں گلبرگ کا علاقہ ہے یا لاہور کی کچی آبادی ہے۔ اب آبادی کی بنیاد پر تقسیم کرتے وقت آپ کو پتا ہے کہ لاہور کے اندر راجن پور کے مالی حالات کی نسبت بہت بہتر ہیں۔ لیہ کی نسبت فیصل آباد کے مالی حالات بہت بہتر ہیں، مظفر گڑھ کی نسبت سیالکوٹ کے مالی حالات بہت بہتر ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں غریب نہیں ہیں لیکن اگر اوسطاً دیکھا جائے تو غربت ان علاقوں میں کم ہے اور ان علاقوں میں بہت زیادہ ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ آبادی کی بنیاد پر انصاف نہیں ہو رہا اس کا طریق کار یہ بنایا جائے کہ بیت المال ہو یا زکوٰۃ، آبادی کی بنیاد پر نہیں بلکہ ضرورت کی بنیاد پر، مستحقین کی تعداد کی بنیاد پر، غربت کی ریشو کی بنیاد پر

فارمولہ بناکر اس کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ جہاں غربت زیادہ ہے وہاں فنڈز زیادہ جائیں اور جہاں غربت کم ہے وہاں پر فنڈ کم جائیں۔ حکومت کے پاس ایسے اعداد و شمار یقیناً موجود ہوتے ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہوئے، کیونکہ اس سے ہماری حق تلفی ہو رہی ہے، ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے غریب عوام تک ان کا صحیح حق نہیں پہنچ رہا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں آبادی کی بنیاد والے فارمولے کی بجائے مستحقین جو کہ بیت المال کی اصل روح تھی، کہ جہاں مستحقین زیادہ ہوں، غربت جہاں زیادہ ہو، وہاں پر فنڈز زیادہ دیئے جائیں اور جہاں پر غربت کی ratio کم ہو وہاں پر فنڈز کم دیئے جائیں تاکہ اس کی اصل روح پوری ہو۔ شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہنوں اور بھائیوں نے کافی باتیں کیں۔ میں یہاں مختصراً چند باتیں کرنا چاہتی ہوں تاکہ آپ اس کو تنقید برائے تنقید نہ لیں۔ تنقید برائے اصلاح لیں کیوں حکومت ہو یا اپوزیشن ہو جو بھی اچھی تجاویز دی جائیں ان پر غور کیا جائے اور ان پر عمل کروایا جائے اور اگر عملدرآمد نہیں ہوگا تو اس کا نتیجہ آپ کو نہیں مل سکتا۔

جناب چیئرمین! بیت المال غریبوں کے لئے ہے۔ یہ ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہمارے حکمرانوں نے کبھی یہ دیکھا کہ یہ رقم قوم کی امانت ہے تو یہ کہاں سے آئی، کہاں گئی، کن کو دی، کن کی سفارشات پر دی اور کیا ان کو یہ مل رہی ہے؟ میں یہ کہتی ہوں کہ اس کا ریکارڈ بلکہ اس کا احتساب ہو۔ بیت المال کے محکمے میں جتنی بھی برانچیں ہیں، سوشل ویلفیئر اور جیسے گداگروں کے لئے رکھا ہوا ہے تو اس کا احتساب ہو اور یہ دیکھا جائے کہ کیا ان کو مل رہے ہیں؟ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ ٹاؤن شپ میں گرین ٹاؤن، باگڑیاں، لجناں چوک، ستوکتلہ ایسے علاقے ہیں جہاں پر کافی غریب خواتین رہتی ہیں اور یہاں پر نشئی لوگ اپنی بیویوں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور ان کا پتا نہیں کہ وہاں جاتے بھی ہیں یا نہیں کیونکہ ان غریبوں کی سرپرستی کر کے ان سے فائدے اٹھائے جاتے ہیں، ان سرپرستوں کو پکڑا جائے اور بیت المال سے رقم دی جائے اور وہاں ایسی فیکٹریاں بنائی جائیں تاکہ خواتین وہاں سے ہنر سیکھیں اور عزت کے ساتھ روزی کما سکیں اور ان کا عزت نفس بھی مجروح نہ ہو اور یہ گداگر جنہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے لئے بہت کام کر رہے ہیں میں آپ کو کہتی ہوں کہ آپ چوکوں میں جاکر دیکھیں کتنے گداگر ہیں کیا یہ لوگ معاشرے میں بدامنی نہیں پھیلا رہے ہیں، کیا حکومت کو ان کا نہیں پتا کیا ان کے سرپرستوں کا ان کو

نہیں پتاان کو سب کچھ پتا ہے سب کچھ جانتے ہیں اگر ان کے دل میں اس ملک اور عوام کا درد ہو گا تو یقیناً یہ سوچیں گے کہ ہم نے عملی اقدامات کرنے ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ جواداروں کے سربراہ ہیں ان کو پوچھا جائے اور انہیں میدان میں لایا جائے میرا مطلب ہے کہ ان کا احتساب ہو اور وہ جوابدہ ہیں اپنے رب کو بھی اور اس معاشرے کو بھی اور ان لوگوں کو بھی جو مستحق ہیں کیونکہ میرے پاس جو بھی خواتین آتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ "باجی سانوں تے کچھ وی نئی ملیا" یہ مجھے بتائیں کہ میں ان کو کہاں بھیجوں؟ میں ان خواتین کو خود لے کر آپ کے پاس آؤں گی زکوٰۃ کے سلسلے میں، شادی کے سلسلے میں، مریضوں کی امداد کے سلسلے میں اور ان عورتوں کے نشئی خاوند جنہوں نے ان کو تنگ کیا ہوا ہے اور وہ غائب ہیں ان کا کوئی پتا نہیں کہ وہ کہاں ہیں آپ ان کا بتائیں کہ آپ ان کی کیسے امداد کر رہے ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں ان کا بھی مقام بلند ہو ان کو بھی روزگار ملے کیونکہ اسلامی معاشرے میں حکومت ایسے مستحق خواتین اور مردوں کی امداد کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ان کے لئے ایسی فیکٹریاں بنائی جائیں جہاں غریب اور مستحق لوگوں کو کام ملے اور وہ اپنا روزگار شروع کریں۔ اب اگر قرضے مل رہے ہیں تو کن لوگوں کو مل رہے ہیں مجھے بتائیں میں اپنی خواتین کو وہاں بھیجوں تاکہ وہ اپنا روزگار شروع کریں اور ان کو فائدے ہوں پھر بات بنتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس معاشرے میں سود دیا جا رہا ہے ہزار روپے دیا جا رہا ہے اور بارہ سو لیا جا رہا ہے کیا یہ غریبوں کا خون نہیں نچوڑا جا رہا ہے۔ یہ ادارے ایسے لوگوں کو بغیر سود کے قرض دیں اور آپ اپنے سچے دل سے اپنے آپ کو کھنگالیں اور ہمیں سب کو کھنگالنا چاہئے کہ ہم کس درد کے ساتھ اپنے عوام کا کام کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس زبانی کلامی سارے کاغذات ہوں گے اس کا ریکارڈ آپ کے پاس کلئیر ہو گا لیکن جب ان لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ کو کچھ ملا پھر آپ ان سے بات کریں اور پھر میں آپ کو بتاؤں گی کہ وہ خواتین جو ہمارے پاس آتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہمیں کچھ نہیں ملا۔ یہ لوگ یہاں بیٹھے ہیں یہ مجھے جواب دیں میں بھی ان کو جواب دوں گی میں عورتوں کی پوری لسٹ دوں گی کہ ان کو وہاں سے کچھ نہیں مل رہا ہے۔ ان بیت المال کے اداروں کی کوئی بھی برانچ ہو جیسے زکوٰۃ و عشر اور غریبوں کی امداد کے لئے جو بھی اس کی شقیں آتی ہیں، طلباء کے لئے میں یہ کہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں سو فیصد تعلیم ہونی چاہئے۔ پڑھے لکھے پنجاب کی بات کرتے ہیں یہ بہت خوشی کی بات ہے اگر آپ سچے دل سے عوام کے لئے کام کر رہے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ غریب خواتین کے مستحق بچوں

کو کتابیں نہیں ملتی۔ میں کہتی ہوں کہ ان کی صحیح طریقے سے اور صحیح معنوں میں امداد کی جائے اور ثابت کیا جائے کہ ہم پڑھا لکھا پنجاب چاہ رہے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت ملک کو سو فیصد شرح خواندگی کی ضرورت ہے اگر ہم اپنے اس ٹارگٹ میں کامیاب ہو گئے توانشاء اللہ تعالیٰ آپ یہ دیکھیں گے کہ ہمارا ملک ترقی کرے گا اور اس کو استحکام ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیں مزید طاقت دے گا جب ہماری بچیاں پڑھی لکھی ہوں گی مائیں اچھی بنیں گی اور آپ کو اچھی قوم ملے گی اس لئے ان کی تعلیم و تربیت بھی ہونی چاہئے اور صرف دنیاوی تعلیم ہی نہیں بلکہ دینی تعلیم بھی ساتھ ہو تاکہ اخلاق و کردار بھی بنے اور یہی بچیاں جس فیکٹری اور اداروں میں جائیں تو ان کے کریکٹر اتنے مضبوط ہوں کہ ان کو کوئی ہلا نہ سکے اور وہ ہمارے بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ آنے والا وقت ہمیں بتائے کہ واقعی پاکستان کے لئے جو جدوجہد کی گئی جو قربانیاں دی گئی اس کے لئے ہم سچے دل سے اس ملک کا استحکام چاہتے ہیں۔ امیر، امیر سے امیر تر نہ ہو اور غریب، غریب سے غریب تر نہ ہو اس کے لئے اخلاص دیانتداری، محنت، عزم، جذبے اور ہمیں ان تعلیمات کی ضرورت ہے جو اسلام نے ہمیں دی اور پاکستان اسلامی جمہوریہ میں اس کی اشد ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: شکریہ۔ جناب چیئر مین! نام آپ نے میرا لیا ہے اور دیکھ آپ اس سائیڈ پر رہے ہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ آپ کی صحت تو کمزور ہے لیکن آپ کی سیٹ کافی مضبوط ہے اپنی سیٹ پر اعتماد کریں اور ادھر مت دیکھیں جس کا نام فلور پر بولا گیا ہے اس کو وقت دیا جائے۔

جناب چیئر مین! بیت المال کا نظام اتنا ہی پرانا ہے جتنا ہمارا مذہب اسلام پرانا ہے۔ بیت المال کو جس طریقے سے حکومت نے لیا ہے وہ تکلیف دہ ضرور ہے جب تیس کروڑ روپے ہم اس مد میں خرچ کرتے ہیں تو میں یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتی ہوں کہ وہ تیس کروڑ روپے کیا امیروں کی تجوریوں میں چلا جاتا ہے یا اس سے کسی غریب کی مدد بھی کی جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو کیا ہم صرف نام کے مسلمان ہیں کیا ہمارے سامنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ مثال موجود نہیں ہے کہ ان کا قد بہت لمبا تھا انہیں بیت المال سے ایک قمیض ملی تو رعایا نے ان سے یہ بات پوچھنے کا حق سمجھا کہ آپ نے اتنے تھوڑے کپڑے سے اتنی لمبی قمیض کیسے بنالی تو ان کے بیٹے نے جواب دیا کہ میں نے اپنے حصے کی قمیض اپنے والد کو دے دی تھی تاکہ ان کی قمیض بن جائے۔ مقصد یہ ہے کہ بیت المال کو ایک حد کے اندر صرف ان لوگوں کو دیا جائے جو واقعی مستحق ہیں۔

جناب والا! وہاں رعایا کو پوچھنے کا یہ حق تھا کہ ان کے حاکم نے اتنی لمبی قمیض کہاں سے بنالی لیکن یہاں پر حاکم وقت کروڑوں روپے اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے ہیں جب وہ باہر جاتے ہیں تو ان کے وفد پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن ایک غریب کے لئے اڑھائی سو روپے ماہانہ بھی نہیں دیا جاتا۔ جہیز فنڈ کے بارے میں، میں یہ کہوں گی کہ آپ یقین کریں کہ جہیز فنڈ صرف ان کو دیا جاتا ہے جو چیئر مین کے بہت قریبی رشتہ دار ہیں اس کے علاوہ اور کسی عورت کو جہیز فنڈ نہیں دیا جاتا۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہوں گی کہ جو بیت المال سے غریبوں کا علاج کیا جاتا ہے وہ تمام دوائیاں جو غریبوں کے نام پر حاصل کی جاتی وہ یا تو میڈیکل سٹوروں میں چلی جاتی ہیں کسی غریب کو آج تک بیت المال سے سفارش کے بغیر ایک اسپرین کی گولی نہیں ملتی۔ تمام تر علاج بڑے بڑے وڈیروں کا ہوتا ہے۔ بیت المال کو صرف وڈیروں کے لئے ہی کر دیا جائے غریب تو پہلے ہی بے روزگاری اور مہنگائی کے ہاتھوں مر رہے ہیں۔ 250/- روپے سے ان میں زندگی کی لہر نہیں دوڑ سکتی۔ اگر آپ اس انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں یہ آپ سے درخواست کروں گی کہ منسٹر صاحب سے کہیں کہ کم از کم اپنی ٹیم کو اتنی ہدایت کریں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر صرف ایک دفعہ رپورٹ پیش کر دیں کہ جن لوگوں کو زکوٰۃ کے پیسے ملتے ہیں، جن لوگوں کو جہیز فنڈ ملتا ہے یا جو لوگ بیت المال سے اپنا علاج کرواتے ہیں ان میں غریبوں کی لسٹ زیادہ ہے یا ان لوگوں کی جو امیر ہیں اور ان کے چاہنے والوں کی لسٹ زیادہ ہے۔ جناب! صرف ایک دفعہ یہ انکوائری کر کے دیکھیں انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ بیت المال کی وہ رقم جو معاشرے کے کمزور ترین طبقے کا حصہ ہے وہ امیروں کے گھروں کی زینت بنی ہوئی ہے امیروں کے اوپر خرچ ہوتی ہے۔ میں آپ سے یہ امید ضرور رکھوں گی کہ آپ منسٹر صاحب کو یہ تنبیہہ بھی کریں کہ وہ جا کر اپنے محکمے کی کارروائی کو چیک کریں اور باقاعدہ یہاں اپنی رپورٹ بھی پیش کریں۔ کم از کم اپنے حکومتی بنچز کی طرف دیکھ کر یہ اندازہ کریں کہ ان کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔

جناب چیئرمین: تعداد آپ کی بھی کم ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب چیئرمین! یہ تو حکومتی لوگ ہیں۔ ان کو تو یہاں پر ہونا چاہئے تھا۔ بحث اس لئے کروائی جاتی ہے تاکہ آپ کے محکمے کے لوگ یہاں بیٹھ کر سنیں کہ ان کی کس چیز کے اوپر تنقید کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ بیت المال کی اصطلاح نبی کریم ﷺ کے دور میں شروع ہوئی اور یہ انسانی تاریخ کا ایک باکمال واقعہ ہے کہ حضور ﷺ نے بیت المال میں آمدنی کا جو سب سے بڑا ذریعہ زکوٰۃ تھی اس کو اپنے خاندان میں تقسیم کرنے کے لئے حرام قرار دیا۔ یہ انسانی تاریخ میں کسی حکمران، کسی خزانے کے امین نے کبھی یہ نہیں کیا تھا کہ اس کی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے خاندان کے لئے حرام قرار دے دیا ہو، اس کا مقصد ہماری تربیت کرنا تھا کہ حکمرانوں کو عوام کا پیسا عوام کے اوپر خرچ کرنا چاہئے۔ اب ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ نام تو ہم نے اس محکمے کا بیت المال رکھا ہے اور جس کے فوراً بعد آدمی کا ذہن اس دور کے بیت المال کی طرف چلا جاتا ہے کہ جس زمانے میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر گیا تو اس کا بھی میں جوابدہ ہوں۔ بیت المال کی یہ اصطلاحیں استعمال کرنا، میں سب سے پہلے یہ درخواست کروں گا کہ خدا کے لئے اس محکمے کا نام تبدیل کریں۔ بیت المال کا نام اس کو دینے کی بجائے کوئی اور نام رکھیں کیونکہ اس اصطلاح کے ساتھ عام آدمی کی خدمت، عام آدمی کی بھلائی، عام آدمی کے لئے وظیفہ اور جو کم از کم یورپ کے اندر بھی اس وقت سوشل سکیورٹی کا سسٹم نافذ ہے اس کا بھی عشر عشیر بھی اس کے اندر نہیں پایا جاتا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ جو بچہ پیدا ہو گا اس کا وظیفہ بھی ہم مقرر کر دیں گے۔ ان کی ان تعلیمات کی روشنی میں، ان کی ہدایت و رہنمائی کی روشنی میں آج یورپ کے اندر جو سوشل سکیورٹی سسٹم موجود ہے جس میں بچوں کی تعلیم کے اخراجات بھی برداشت کئے جاتے ہیں، صحت کے اخراجات بھی برداشت کئے جاتے ہیں لیکن بدقسمتی ہے کہ ہمارے اس بیت المال کے نظام کو کسی دور میں بھی، میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا، میری ابھی ایک بہن پیپلز پارٹی کی، میری بہت محترم خاتون ہیں وہ ارشاد فرما رہی تھیں، ان کے دور میں بھی کسی نے اس کے ساتھ کمی نہیں کی ہے، میں ان کے ساتھ معذرت چاہتا ہوں۔۔۔

جناب محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، کلو صاحب!

جناب محمد وارث کلو: جناب چیئرمین! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ میرے بھائی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی اسمبلی میں جو کارکردگی ہوتی ہے وہ ماشاء اللہ اچھی ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اچھی تجاویز دیتے ہیں، ہمیشہ مثبت طریقے سے ہوتے ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آج

احسان اللہ وقاص صاحب کو کیا ہو گیا ہے کہ ایک اتنے اچھے کام کو اس انداز سے negate کر رہے ہیں کہ سوسائٹی میں ہر قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، اگر ایک چیز اچھی یہاں ہمارے ملک میں شروع ہوئی ہے، بیت المال اسی کا ایک حصہ ہے یا زکوٰۃ و عشر اس کا حصہ ہے تو بجائے اس کے کہ ہم اس میں اصلاح لائیں، میرے بھائی یہ تجاویز دے رہے ہیں کہ اس کا نام اور concept ختم کر کے اس کو کوئی اور چیز بنا دیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ ان کا انداز کیا ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی اس پر اس کے جو نقائص ہیں ان کو مثبت طریقے سے بیان کریں اور ان میں اصلاح لانے کی تجاویز دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئرمین! میرے محترم بھائی نے جو بات ارشاد فرمائی ہے۔ میں ان کی ایک اصلاح کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ محکمہ اس دور حکومت میں شروع نہیں ہوا، یہ بہت پہلے کا شروع ہوا ہے اور بہت پرانا چل رہا ہے اور بہت پہلے سے موجود ہے۔ دوسرا میں نے اپنا ایک نقطہ نظر بیان کیا ہے اور ان کا اپنا ایک نقطہ ہے۔ میں ان کے نقطہ نظر کا احترام کرتا ہوں لیکن میں نے جو بات عرض کی ہے کہ ایک اصطلاح کے ساتھ لوگوں کی ایک خاص وابستگی ہو جاتی ہے۔ اس سے ایک خاص ریلیف کا احساس ہوتا ہے۔ ہمارا بیت المال، میں یہ نہیں کہہ رہا اور نہ میرا یہ نقطہ نظر بھی ہے کہ اس میں ہر کام خراب ہو رہا ہے، اس میں خرابیاں ہوئی ہیں۔ میں نے تو یہ ذکر کیا ہے کہ پہلی حکومتوں کے دور میں بھی اس میں غلط ہوتا رہا۔ اچھی بات ہے، انھوں نے اس کی اصلاح کی ہے۔ آپ لوگ بھی اس کے اندر اگر کوئی غلط کام ہو رہا ہے تو ہم مل بیٹھ کر اس کی اصلاح کریں لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک ادارے کا نام اتنے تقدس کا حامل ہے لیکن اس سے لوگوں کو جو توقعات ہیں وہ بدقسمتی سے پوری نہیں ہو رہیں۔ اس ادارے کے اندر سیاسی بنیاد پر تقرریاں کی گئیں۔ لاہور کے اندر بیت المال کے جو مختلف ذمہ دار انچارج ہیں، اس ہاؤس کے اندر چونکہ وہ خود موجود نہیں ہیں، آپ کے سامنے ہے کہ میں نے کبھی کسی کا نام نہیں لیا۔ جب بھی کسی پر criticize کرتا ہوں، اس دن میں نے ایک پارلیمانی سیکرٹری کا ذکر کیا جو کہ چار سال سے غائب ہیں اور چار سال سے تنخواہیں لے رہے ہیں، حکومت نے یہ پوچھنے کا مجھے پورا زور لگایا کہ اس کا نام بتائیں، حکومت والوں کو پتا تھا، میں نے اس کا نام نہیں لیا، میرا colleague ہے، میں اس کا نام نہیں لیتا لیکن یہ چیزیں حکومت کے دیکھنے کی ہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ یہاں پر لاہور کے اندر ایک ایسے شخص کو

بیت المال کا امین بنایا گیا ہے، جو ایک خاص حلقے کا ذمہ دار ہے، جو بدنام زمانہ آدمی ہے، صرف سیاسی بنیاد پر اس کی تقرری کی گئی ہے، ایک مخصوص ٹولے کے ساتھ اس کا تعلق ہے، اس کو لگا دیا ہے، جس علاقے کے لئے، جو انھوں نے سرکل بنائے ہوئے ہیں، نہ اس سرکل کے اندر اس کی رہائش ہے، نہ کبھی وہ اس میں گیا ہے اور نہ کبھی وہ وہاں رہا ہے، اس کو اس علاقے کا انچارج بنا دیا ہے اور وہ وہاں سے جو لسٹیں یہ فراہم کر دیتے ہیں یا ادھر ادھر سے ان کو آ جاتی ہیں اس کے مطابق وہ پیسے دیتے رہتے ہیں۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس ادارے کو جس کا نام آپ نے بیت المال رکھا ہوا ہے اس کو شفاف ادارہ بنائیں۔ اس میں دیانتدار لوگ لائیں، خواہ سارے کے سارے مسلم لیگ (ق) سے لے آئیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن ایسے لوگوں کو لائیں جو دیانتدار ہوں، بدقسمتی سے وہاں پر بہت کم ہوں گے لیکن بہر حال کچھ لوگ ایسے موجود ہوں گے کہ جن کی دیانتداری مسلمہ ہو، دیانتدار لوگوں کو اس میں لے کر آئیں اور اس میں خدا کے لئے سیاسی بنیاد پر لوگوں کو نوازنے کے لئے، یہ خدا کے ہاں حشر کے دن کیا جواب دیں گے کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے تھے، غریبوں کے پیسے تھے، آپ نے ایسے [**] کے حوالے کر دیئے جو اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے اس کو استعمال کرتے رہے؟

جناب چیئرمین: یہ لفظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اس لفظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے حذف کر دیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: کس لفظ کو؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کس لفظ کو آپ نے حذف کیا ہے۔ مجھے لفظ تو بتا دیں۔ مجھے یہ تو پتا چلے۔ بیت المال کے لفظ کو کیا ہے؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید احسان اللہ وقاص: ایوان صدر سے یہاں وزیر اعلیٰ کے پاس جو جواریوں کی لسٹ آئی ہے، وہ جو بیت المال کا انھوں نے ایک یہاں لاہور میں انچارج بنایا ہوا ہے اس میں اس کا نام بھی شامل ہے۔ اسے بیت المال کا انھوں نے انچارج بنایا ہوا ہے۔ ایوان صدر سے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جواریوں کی لسٹ آئی ہے، جو جواریوں کی سر پرستی کرتے ہیں، اس میں ہمارا ایک بیت المال کا بھی جو ذمہ دار ہے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ میری دو تین تجاویز ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں wind up کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں ایک منٹ میں سمیٹتا ہوں۔ میں دو تین تجاویز بھی عرض کر دوں۔ اعجاز شفیع ہمارا چھوٹا بھائی ہے، ان کی خدمت میں عرض کر دوں۔ یہ ان کے تو بس میں نہیں ہے، جو تقرریاں ہوتی ہیں وہ اوپر کہیں سے آ جاتی ہیں، یہ بیچارہ اس میں کیا کرے؟ میں ایک یہ گزارش کروں گا کہ بیت المال سے اس چیز کا اہتمام کیا جائے کہ قیدیوں کی دیت اور جرمانوں کی ادائیگی کا بھی اہتمام ہونا چاہئے۔ کچھ لوگ ہیں جو جیلوں میں ایک عرصہ سے پڑے سڑ رہے ہیں، ان لوگوں کے پاس دیت کے پیسے یا جرمانے ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ بیت المال سے ان کی ادائیگی کی جائے۔ میں نے ایک دن پہلے بھی یہ تجویز پیش کی تھی، میں آج پھر اپنی اس تجویز کو دہراتا ہوں کہ بیت المال کے پیسے سے پبلک اور پرائیوٹ سیکٹر کا ایک بنک قائم کریں جو کہ Grameen bank کی طرز پر کام کرے۔ Grameen bank کی شہرت بہت بڑھا دی گئی ہے وہ 20 فیصد سود لیتے ہیں بہر حال انھوں نے ایک اچھا کام بھی کیا ہے کہ عام آدمی کو بھی وہ قرضہ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ public private partnership کے ساتھ ایک عام آدمی کے بھلے کے لئے بلا سود قرضہ فراہم کریں۔ عام، چھوٹے دکانداروں، ریڑھی والوں کو قرضے فراہم کریں۔ کسی کو گائے لے کر دیں، کسی کو دس بکریاں لے کر دیں۔ بالکل چھوٹی کلاس، جو کہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں صرف انھیں قرضے فراہم کریں۔ یہ ان کے لئے ایک بنک بنائیں، کوئی ادارہ بنائیں جس سے ایک عام آدمی جو کہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہا ہے کا بھی کوئی بھلا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح شادیوں کے لئے جو یہ پیسے دیتے ہیں میں اس بارے میں یہ درخواست کروں گا کہ ہر شہر کے اندر ایک جگہ مختص کریں یا شادی گھر بنائے جائیں۔ جب کوئی بھی غریب آدمی اپنی بچی کی رخصتی کرنا چاہے تو وہ وہاں لے کر آئے اور اسے اس جگہ پر مخصوص

ضروریات فراہم کی جائیں اس کے لئے ایک باعزت طریقے سے اپنی بچی کو رخصت کرنے کا انتظام کیا جائے۔ میری یہی دو تین تجاویز تھیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ شازیہ چاند صاحبہ!

محترمہ شازیہ چاند: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔Thank you Mr. Chairmanکہ آپ نے مجھے اتنے اہم محکمہ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ آج مجھے اپنے معزز ممبران کی جوlack of interest نظر آئی ہے اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اب تک زیادہ تر تقاریر ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے کی گئی ہیں۔ حکومتی بنچز کی طرف سے میرا پہلا نام ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے جن ممبران نے بھی تقاریر کی ہیں انھوں نے اپنی تقاریر میں تجاویز کم دیں ہیں جبکہ تنقید زیادہ دیکھنے میں آئی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی صاحب نے یہ تجویز دی ہے کہ بیت المال کے فنڈز کو بڑھایا جائے میں ان کی تجویز کوsecondکرتی ہوں۔ اس محکمہ نے دو کروڑ روپے کے فنڈز سے اپنے کام کا آغاز کیا تھا اب اسے 20 کروڑ روپے مل رہے ہیں۔ یہ بہت بڑیachievementہے اور وزیر صاحب کی اس میں بڑی ذاتی کاوشیں شامل ہیں۔ چونکہ اس فنڈز کا تعلق غریب لوگوں، مستحق لوگوں سے ہے اور ہمارے ملک میں غربت کی شرح بہت زیادہ ہے، یہ حقیقت سب پر عیاں ہے۔ لہذا اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے اس کے فنڈز میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہونا چاہئے تاکہ غریب اور نادار لوگوں کی مدد کی جا سکے۔

جناب سپیکر! بیت المال کے حوالے سے دو اہمpointsنظر آ رہے ہیں اور ان پر وزیر صاحب بڑے اچھے طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ پہلا یہ کہ غریب بچیوں کے لئے جہیز دیا جاتا ہے جس کی مالیت دس ہزار روپے ہے۔ دیکھنے میں تو یہ بہت تھوڑی رقم ہے لیکن ایک غریب کے لئے.Its a very huge amount محکمہ اوقاف کے تحت جو جہیز کمیٹی کام کر رہی ہے میں خود اس کی چیئر پرسن ہوں۔ ہم لاہور میں اس کے تحت پانچ ہزار روپے کا سامان دیتے ہیں اور ہر مہینے دس جہیز دیئے جاتے ہیں جبکہ ہمارے پاس درخواستیں ہر مہینے 100 سے بھی زیادہ آ جاتی ہیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس حوالے سے فنڈز بڑھانے کی کتنی ضرورت ہے۔ حکومت اورprivate sectorمل کر بچیوں کی جو شادیاں کروا رہے ہیں یہ بھی ایک اچھی کاوش ہے لیکن ہمیں اس سلسلے کو مزید وسعت دینے کی ضرورت ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ابھی میری ایک بہن پوچھ رہی تھی کہ وہ کون سی عورتیں ہیں جن کو یہ فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ یہ باقاعدہ ایک process ہے جس کے تحت یہ سلسلہ continue ہوتا ہے۔ یہ بڑے شفاف طریقے سے deserving لوگوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ بطور چیئرپرسن پبلک، پرائیویٹ سیکٹر کے تحت میں خود تین ساڑھے تین سو غریب عورتوں کو جہیز بانٹ چکی ہوں۔ ان کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے کیونکہ لوگوں کو اب معلوم ہو رہا ہے کہ گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر اس میں بڑا contribute کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے میٹرک تک تو ویسے ہی تعلیم مفت کر دی ہے لیکن ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے مجھے کوئی بھی غریب، مستحق طالب علم ایسا نظر نہیں آیا جو کہ گریجوایشن کر رہا ہو یا یونیورسٹی میں پڑھتا ہو اور اس کے لئے یہ بیت المال کا فنڈ کام آ سکے۔ علاوہ ازیں اس کے process میں تھوڑی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ ان کا جو way of inquiry ہے وہ بڑا insulting ہے لہذا اسے تھوڑا تبدیل کر لیں۔ شادی کے معاملے میں وہ محلے میں جا کر پوچھتے ہیں جس سے سب کو پتا چل جاتا ہے کہ اس بچی کی شادی کے سلسلے میں مدد ہو رہی ہے یا غریب طالب علم کو امداد دی جا رہی ہے تو ان کا جو way of inquiry ہے۔Its very insulting. اس بارے میں لوگوں سے نہیں پوچھنا چاہئے بلکہ وہاں کے کونسلر یا ناظم سے اس بات کی تصدیق کر لی جائے کہ آیا وہ مستحق ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! اس ایوان کے ذریعے میری وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست ہے کہ آئندہ بجٹ میں بیت المال کے لئے کم از کم 50 کروڑ روپے مختص کئے جانے چاہئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ وزیر بیت المال صاحب!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کے تمام معزز اراکین کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس بحث میں حصہ لیا اور مفید مشورے دیئے۔ میں انتہائی فخر محسوس کر رہا ہوں کہ 04-2003 میں پنجاب بیت المال کے محدود وسائل تھے لیکن اس کے باوجود ہم نے یک مشت مالی امداد، غریب و نادار بچیوں کی شادی، تعلیمی وظائف کی تعداد میں اضافہ کیا ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی تفصیل عرض کروں گا۔ غریب و نادار لوگوں کی مالی امداد کی بجٹ میں ratio پہلے 20 فیصد تھی جسے ہم نے بڑھا کر 25 فیصد کر دیا ہے۔ اس کی limit پہلے -/3000 روپے تھے جسے

ہم نے بڑھا کر -/10,000 روپے کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح غریب طلباء کی بجٹ میں ratio پہلے 20 فیصد تھی اسے ہم نے بڑھا کر 25 فیصد کر دیا ہے۔ غریب نادار بچیوں کی شادیوں کی گرانٹ کی بجٹ میں ratio پہلے 5 فیصد تھی اسے ہم نے بڑھا کر 12 فیصد کر دیا ہے۔ ہم پہلے ایف اے/ ایف ایس سی کے طالب علموں کو ایک ہزار روپے per month دیتے تھے اسے ہم نے بڑھا کر -/1500 روپے کر دیا ہے جو کہ 50 فیصد اضافہ ہے۔ یونیورسٹی کے طالب علموں کو -/1200 سے بڑھا کر -/2000 روپے per month دیئے جا رہے ہیں جو کہ 67 فیصد اضافہ ہے۔ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کے مستحق طلباء کا وظیفہ -/800 روپے سے بڑھا کر -/1000 روپے کر دیا گیا ہے جو کہ 25 فیصد اضافہ بنتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی قوم اور ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس قوم سے جہالت کے اندھیرے ختم نہ ہو جائیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی اور ہماری موجودہ حکومت کا focus ہے کہ ہم اس پنجاب کو ایک پڑھا لکھا پنجاب بنائیں، اس پنجاب سے جہالت کا خاتمہ کریں۔ لہٰذا اس کو promote کرنے کے لئے ہم نے تعلیم کے شعبے میں سب سے زیادہ developments کی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! وزیر موصوف بیت المال، اعجاز شفیع صاحب یہ ساری تقریر پہلے کر چکے ہیں۔ اب انھیں یہ چاہئے کہ جو points ہمارے ممبران نے اٹھائے ہیں، جو تجاویز انھوں نے دی ہیں یہ ان کا جواب دیں۔ یہ repetition کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ already اخبارات میں بھی آ چکا ہے۔ ہمارے بہت سے دوستوں شاہ صاحب، شازیہ چاند صاحبہ نے یہاں پر تجاویز دی ہیں یہ صرف ان کا جواب دے دیں۔ باقی باتیں پہلے ہو چکی ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ہمیں پانچ منٹ پہلے بتایا گیا کہ بیت المال پر بحث کرنی ہے۔ انھیں تو کسی نے جو جھوٹ کا پلندہ لکھ کر دے دیا ہے یہ تو سارا وہی پڑھے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ انھوں نے مستحقین کے لئے زکوٰۃ اور بیت المال میں رقم کا اضافہ

کیا ہے لیکن یہ بتائیں کہ وہ کس کس کو ملی ہے؟ پہلے توزکوٰۃ وعشر اور بیت المال کا چیئرمین اسے بناتے تھے جو پانچ وقت کا نمازی ہو اور اس کا کردار بھی ٹھیک ہو لیکن آج کل تو وہی صورتحال ہے جیسے پنجابی میں مثال ہے کہ "گیدڑ کچہریاں دا راکھا"۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر بیت المال!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! بیت المال کی بنیادی روح ان مستحقین تک فنڈز پہنچانا ہے جن پر بیت المال لگتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جی، جناب والا! منسٹر صاحب کی تقریر کے متعلقہ ہی میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر ابھی یہ بات نہ کی گئی تو۔۔۔

جناب چیئرمین: تقاریر کا ٹائم تو ختم ہو چکا ہے۔ اب تو وزیر صاحب wind up کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! ان کی winding up speech میں ایک ایسی چیز سامنے آئی ہے کہ اگر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اسے identify نہیں کریں گے تو نقصان ہو جائے گا۔ کیا وزیر بیت المال نے کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ وہ بے چارے غریب لوگ جو ساری ساری رات سڑکوں پر دھکے کھاتے ہیں اور ان کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ کیا ان کے لئے بھی کوئی فنڈ مختص کیا ہے؟ وہ غریب سردیوں میں ٹھٹھرتے ہیں۔ ہم ان کے پاس دس دفعہ گئے ہیں اور انھیں کہا ہے کہ وہ غریب جو سڑکوں پر دھکے کھا رہے ہیں اور رات کو سردیوں میں ٹھٹھرتے ہیں آپ ان کی خاطر کچھ کریں۔ اب یہ مجھے کہہ دیں گے کہ چیمبر میں آئیں وہاں بیٹھ کر بات کریں گے لیکن وہاں ہمیں ان کی بات پر اعتبار نہیں ہے۔ یہ ہاؤس کے اندر فیصلہ دیں کہ جو غریب لوگ فٹ پاتھوں پر، مختلف اپارٹمنٹس کی بیسمنٹ کے اندر سردی سے ٹھٹھر رہے ہوتے ہیں اور ان کے تن پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا۔ یہ winding up تو کرتے رہیں گے لیکن Chair کی طرف سے انھیں کوئی حکم دیا جائے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! آپ ان کی نشاندہی کریں یہ پیسے دے دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب! میں تو ابھی نشاندہی کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ ان لوگوں کے نام دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! میرے پاس پوری لسٹیں موجود ہیں۔ میں تو غلط بات کر ہی نہیں رہا۔ وزیر بیت المال جتنا مرضی اپنے ضلع کو فنڈ دے دیں کیونکہ ہمارے اضلاع میں تو انھیں کوئی غریب نظر نہیں آتا لیکن کم از کم وہ مستحقین جن کے تن پر کپڑا نہیں ہے ان کے متعلق تو کوئی فیصلہ کریں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میری ایک تجویز ہے اور وزیر صاحب جب wind up کریں تو وہ اس پر ضرور بات کریں۔ یہاں پر مستحقین اور غیر مستحقین کی بات ہوئی اور بھی بہت سارے دوسرے نکات اٹھائے گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی غریب آدمی کو ایک وقت کا sumptuous dinner یا لنچ دینے سے بہتر ہے کہ اس کے لئے ایک net خریدیں تاکہ مستقل اس کی دال روٹی چلتی رہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انکوائری اور سفارشات کے بعد غریب اور مستحقین لوگوں کو جو چیک دینے کا رواج ہے۔ غریبوں کی بھلائی کے لئے جس مقصد کے لئے یہ پیسا دیا گیا ہے اس purpose کے لئے direct payment کی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ وزیر صاحب کی تقریر تو سنیں شاید اس میں یہ بات آ جائے۔

ڈاکٹر اسد اشرف: میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میں یہ چیز لائی جائے کہ غریب کو ایک وقت کا اچھا کھانا کھلا کر اس کا پیٹ خراب نہ کریں بلکہ کوشش کریں کہ انھی پیسوں سے اسے net خرید کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، وزیر بیت المال!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر وزیر صاحب wind up کر گئے تو پھر بنیادی issues بیچ میں رہ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! وزیر صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے اور اس پر عمل کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! وزیر صاحب ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ جن کے تن پر کپڑا نہیں ہے یہ ان لوگوں کے لئے فنڈز مختص کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب چیئرمین! ملک صاحب جن مستحقین کی بات کر رہے ہیں جن کے کپڑے نہیں ہیں یہ ان کی لسٹ دے دیں تو ہم انشاء اللہ ان کو support کریں گے۔

جناب چیئر مین: وزیر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: The statement has been made on the Floor اگر یہ اس بات سے بھاگتے ہیں تو اس کے لئے Chair منسٹر کو اس بات کا پابند کرے کہ یہ بھاگ نہ سکیں۔

جناب چیئر مین: جی، پابند رہیں گے۔

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں بات کر رہا تھا لیکن بگو صاحب نے interrupt کیا کہ ہم نے یہ باتیں پہلے سنی ہوئی ہیں۔ ہم تو عوام کی فلاح و بہبود کے جو کام کرتے ہیں اور اپنی گورنمنٹ کی پالیسیز کو ہر جگہ float کر رہے ہیں۔ ہم اور ہمارے محکمے بتا رہے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بتا رہے ہیں۔ بگو صاحب! ذرا تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔ آج فلور پر بات ہو رہی ہے تو on the floor of the House بھی یہ باتیں بتانی چاہئیں کہ ہم لوگ غریب عوام کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئر مین! میں نے کہا ہے کہ ایک بات کو بار بار repeat کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ انھوں نے ہمیں یہ رپورٹ دی ہے اور اس پر بحث ہو چکی ہے۔ اب ممبران نے ان کو جو مشورے دیئے ہیں وزیر صاحب ان پر بات کریں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب کو تقریر کرنے دیں۔

وزیر بیت المال: بگو صاحب! بات تو سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میری استدعا ہے کہ اس سلسلے میں لودھی صاحب کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی جائے جو منسٹر بیت المال کو پابند کرے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! ملک صاحب خود پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور یہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں اس لئے یہ یہاں پر کیا تجاویز دیتے ہیں۔ یہ تو خود بطور پارلیمانی سیکرٹری حکومت کے تمام فیصلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ یہاں پر منسٹر کو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو پابند کریں چونکہ یہ تو خود اسی ٹیم کا حصہ ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، درست ہے۔ وزیر بیت المال! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جی، وزیر صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئر مین! ہم نے 2003 میں 4273 نادار اور غریب طالب علموں کو ایک کروڑ 90 لاکھ 12 ہزار 774 روپے تعلیمی وظائف کی مد میں دیئے۔ ہم نے 2210 بچیوں کو میرج گرانٹ دی۔ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئر مین! گزارش ہے کہ جس وقت ہمارے تمام معزز ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا اس وقت منسٹر موصوف نے بڑے انہماک سے ان کی تمام باتیں سنیں۔ اگر بحث کا یہی مقصد ہے کہ اپنی بات کر لی جائے لیکن اس کا جواب نہ سنا جائے تو پھر اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ لہذا آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے استدعا ہے کہ منسٹر صاحب کی بات سنی جائے۔ اگر ان کی کسی بات پر کوئی اعتراض ہے تو پھر اس کے کئی مراحل ہیں۔ کوئی تحریک التوائے کار دے سکتا ہے کوئی تحریک استحقاق دے سکتا ہے اور کوئی سوال دے کر اس بحث کو دوبارہ ہاؤس میں لا سکتا ہے۔ لہذا گزارش ہے کہ منسٹر صاحب کی بات سنی جائے اور اگر کسی کو اعتراض ہے تو اس کو اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق deal کیا جائے۔

جناب چیئر مین: جی، ٹھیک ہے۔ جی، منسٹر صاحب کو بات کرنے دی جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہم نے مداخلت نہیں کی بلکہ خود ان کے پارلیمانی سیکرٹری نے منسٹر کی تقریر میں مداخلت کی۔ ہم نے تو صرف یہ درخواست کی ہے اور ارشد بگو صاحب نے بھی یہی درخواست کی ہے کہ ہم جو رپورٹ پڑھ چکے ہیں وہ ہمیں دوبارہ پڑھ کر نہ سنائیں۔ آپ ہمارے ماسٹر صاحب نہ بنیں بلکہ ہم نے جو تجاویز دی ہیں ان کے بارے میں اپنی آراء ارشاد فرمائیں۔ وہ تو بار بار وہی رپورٹ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: شاہ صاحب! پلیز منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئر مین! ان کی جو تجاویز آئی ہیں ہم ان پر غور کریں گے لیکن ہماری بات تو سنیں یہ تو بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہاں تو ان کی بات منسٹر نہیں سنتے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب چیئر مین! جو رپورٹ آئی ہے انھوں نے تو حقائق ہی بتانے ہیں۔ انھوں نے اپنے سے تو کوئی بات نہیں کرنی۔ جیسے شاہ صاحب نے فرمایا کہ بیت المال کا نام ہی تبدیل کر دیں۔ تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر تنقید کی ہے تو پھر ساتھ نام کی تجویز بھی دے دیتے کہ بیت المال کی بجائے اس کا نام فلاں رکھ دیں۔ انھوں نے تو کوئی ایسی بات کی ہی نہیں جس پر منسٹر صاحب ان کو جواب دیں۔ انہوں نے پچھلے سالوں کے facts and figures بتانے ہیں کہ ہم نے کس طرح اس بیت المال کو تقسیم کیا۔ کس ایمانداری سے، کس غریب پروری سے ہم نے اس کو چلایا۔ انہوں نے یہی بات کرنی ہے اور کیا بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین: وزیر بیت المال اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب چیئر مین: بگو صاحب! آپ ایسے بات کو لمبا کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف اپنی بات کو جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب والا! میں ایک اور بات بھی بتاتا چلوں کہ اپوزیشن نے بار بار یہ کہا تھا کہ گورنمنٹ interest نہیں لے رہی۔ گورنمنٹ کو تو اپنی پالیسیوں پر اعتماد ہے اور ہمارے جو محکمے چل رہے ہیں ان پر پورا اعتماد ہے۔ وزیر اعلیٰ کی جو بھی پالیسیاں ہیں ان پر بھی ہمیں پورا اعتماد ہے۔ اگر ہماری پالیسیوں میں یا ہمارے محکمہ جات میں کوئی problems ہوتے ہیں یا اس میں کوئی ترمیم کی ضرورت ہوتی ہے تو ہم اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کر لیتے ہیں۔ کرنا تو انہیں چاہئے، تجاویز انہیں دینی چاہئیں تنقید انہیں کرنی چاہئے۔ مگر ان کی عوام کے ساتھ کوئی commitment نہیں ہے۔ یہ صرف ڈیسک بجانے اور تالیاں بجانے آتے ہیں اور واک آؤٹ کرنے آتے ہیں اور اس کے علاوہ ہاؤس کے اندر ان کی کوئی contribution نہیں ہے۔ یہ سنیں اور ہم بتاتے ہیں کہ ہم نے عوام کے لئے کیا کیا ہے۔

جناب چیئر مین! 04-2003 میں جس وقت ہمارے پاس یہ محکمہ آیا تو فنڈز اس وقت بہت کم تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت یہ محکمہ بنا اس کے بعد جو حکومتیں آتی رہیں ان کی عوام

کے ساتھ commitment نہیں تھی اور اس پیسے کو بے دردی کے ساتھ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا لیکن پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس محکمے کو خود مختار محکمہ بنایا۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ میں بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئرمین! اس میں پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کو ایک خود مختار محکمہ بنا کر اس کی افادیت کو بہتر کیا۔ غریب عوام کی جو امانت تھی ان تک پہنچانے کے لئے ایک پورا independent محکمہ بنا کر ان تک یہ مالی امداد پہنچائی جا رہی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو جب ہم نے request کی کہ اس کے جو فنڈز ہیں ان میں اضافہ کیا جائے تو انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے 2005 میں اس کے فنڈز 12 کروڑ اور اب 20 کروڑ بلکہ اس سال اور بھی بڑھا دیئے ہیں۔ یہ تو فنڈز کی detail تھی جو میں بتا رہا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا محکمہ اور ہمارے محکمے میں جتنے لوگ کام کر رہے ہیں ہمارے چیئرمین اور اس کے ممبران انتہائی دیانت دار اور ایماندار لوگوں کو اور سماجی لوگوں کو ہم نے اس میں شامل کیا ہے۔ اس میں ہم نے 8۔اکتوبر 2005 کو جو پاکستان میں زلزلہ آیا تھا وہ ہمارے ملک میں ایک بہت بڑی آفت تھی اس زلزلے میں بھی ہم نے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر ہماری پنجاب بیت المال کونسل نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے اس میں سے زلزلہ زدگان کے لئے ہم نے بحالی کیمپ لگائے جس میں 117 خاندان جو تھے ان کی کفالت کی جس کے اوپر ہم نے 20 لاکھ روپے خرچ کئے۔ اسی طرح لاہور کی ایک ہیلپنگ لائن این جی او تھی جس میں ہم نے پانچ لاکھ روپے ان کو دیئے۔ اسی طرح ہماری راولپنڈی کی بیت المال کمیٹی نے جو ایک سو زلزلہ متاثرین تھے جن کے مکانات تباہ ہو گئے تھے ان کو فی کس 20 ہزار روپے کی مالی امداد دی جو کہ تقریباً 20 لاکھ روپے بنتی ہے۔ اس طرح ہم نے ایک اور کیمپ زلزلہ متاثرین کے لئے لگایا جو پنڈی کے اندر تھا اس کو ہم نے 15 لاکھ روپے دیئے اور اسی طرح ہماری مختلف پنجاب کی 35 کمیٹیاں ہیں انہوں نے زلزلہ زدگان کی امداد کے لئے ادویات اور روزمرہ کی ضروریات کی جو اشیاء تھیں وہ بھی فراہم کیں اور ان کے لئے سات ریلوے ویگنز اور 217 ٹرک ہم نے آزاد کشمیر میں بھیجے۔ اس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب کی جو خاندان اپناؤ سکیم تھی اس میں بھی ہماری کمیٹیوں نے لوگوں سے فنڈز حاصل کر کے ساڑھے بارہ لاکھ روپے اس فنڈ میں جمع کروائے۔ اس سلسلے میں کچھ تجاویز بھی آئیں تھیں ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے کہا تھا بلکہ ہماری

ایک محترمہ بہن نے کہا تھا کہ درخواست گزاروں کو لمبا عرصہ انتظار کرنا پڑتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہمارے ہاں ایک طریق کار ہے کہ first come first serve کی بنیاد پر ہے۔ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے آتی ہیں ہم ان کو اسی طرح فنڈز بھی پہلے دے دیتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب نے کہا تھا کہ ہمارے فنڈز کو increase کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ نے فنڈز میں چار گنا اضافہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری آبادی جتنی زیادہ ہے یا ہمارے صوبے کے اندر جتنی غربت ہے اس لحاظ سے فنڈز میں ابھی بھی کمی ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اس میں commitment کی ہے کہ ہم اس کے فنڈز اس سال بھی اور اگلے سال بھی ان کو ڈبل کر رہے ہیں۔ کیونکہ محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہم لوگ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی مالی امداد کر سکیں اور ان کی بچیوں کی شادیاں کر سکیں۔ خاص طور پر ان بچوں کو جن کے ہاتھ میں ہمارے پاکستان کا مستقبل ہے ان بچوں کو تعلیم یافتہ بنا سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جہیز فنڈ، اور جہیز فنڈز کی تمام تفصیل میں نے وقفہ سوالات میں بھی بتائی تھی کہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ جو فنڈز ہم والدین کو دیتے ہیں اس کا استعمال ٹھیک طریقے سے ہو جائے۔ بد قسمتی یہ تھی کہ بہت سارے غریب لوگ غریب ماں باپ اپنی بچیوں کے نام پر جہیز فنڈ لے کر اس کو misuse کرتے تھے اور وہ بچیاں جن کے نام پر جہیز فنڈ لیا جاتا تھا وہ وہیں کی وہیں بیٹھی رہتی تھیں اور ان کے گھر آباد نہیں ہوتے تھے۔ لیکن یہ شرط جو ہم نے نکاح نامے کی رکھی ہے یہ کوئی لازمی بھی نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اگر اس علاقے کے لوگ یہ معززین علاقہ اس چیز کی گارنٹی دیں کہ یہ والدین اپنی بچی کا نکاح کریں گے اور بچی کی رخصتی کریں گے تو ہم بغیر نکاح کے بھی اس کو فنڈ دے دیتے ہیں۔ اس میں، میں نے پہلے جیسے کہا کہ ہماری محترمہ بہن نے کہا کہ۔۔۔

جناب محمد آجاسم شریف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: ان کو تقریر کرنے دیں۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! وزیر موصوف کتنی دلیری سے کہہ رہے ہیں کہ ہم جہیز کے لئے فنڈز دیتے ہیں۔ انہیں یہ بات بتائیں کہ جہیز تو ویسے ہی لعنت ہے اور یہ سارے [**] کام یہی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ان الفاظ کو میں کارروائی سے expunge کرتا ہوں۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! یہ مجھے ایک بات بتائیں کہ انہیں چاہئے کہ یہ شادیوں پر کھانا بند کریں۔ انہوں نے تو وہ بھی کھول دیا ہے۔ جہیز کے۔۔۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف اپنی بات جاری رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد آجاسم شریف: جناب والا! زکوٰۃ کے پیسوں میں سے پچیس پچیس لاکھ روپے وزیروں کی کوٹھیوں پر خرچ ہو رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم غریبوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئرمین! میں نے جیسا کہ پہلے کہا ہے کہ ہماری اپوزیشن میں اتنا حوصلہ نہیں ہے ان کو جمہوری روایات کا بھی پتا نہیں ہے ان کو جمہوری طریقے سے بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔

جناب محمد آجاسم شریف: کیا یہ جمہوریت ہے کہ زکوٰۃ کا پیسا وزیروں کی کوٹھیوں پر لگایا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئرمین! بہت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہاؤس کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاؤس میں اس وقت سکول کی بچیاں بھی کارروائی دیکھنے کے لئے آئی ہوئی ہیں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے کچھ دوستوں کو پارلیمانی آداب کا بھی نہیں پتا ایک تقریر میں کس طرح سے interrupt کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

وزیر بیت المال: جناب والا! خاص طور پر میں یہ عرض کروں گا کہ جہیز پر جو انہوں نے بات کی ہے ان غریب اور حق دار لوگوں کی تذلیل کی ہے۔ کیونکہ ہم جہیز کی مد میں ان بچے اور بچیوں کے لئے

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جو حقدار ہیں رقم مختص کرتے ہیں۔ میرے فاضل رکن یا تو مجھے یہ بتائیں کہ انہوں نے اپنی شادی پر جہیز نہیں لیا یا یہ اپنی بہنوں کی شادیوں پر جہیز نہیں دیتے یا ان کے بھائیوں کو جہیز نہیں ملا اگر آج on the Floor of the House یہ commitment کر دیں تو جو یہ کہیں گے ہم ختم کر دیں گے۔ ان کی مووی ہمارے پاس موجود ہے اگر یہ یہاں پر commitment دے دیں کہ انہوں نے یہ لعنت نہیں لی تو ہم یہ لعنت ختم کر دیں گے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سیال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب نجف عباس سیال: جناب چیئرمین! جو بات یہاں floor پر کہی جائے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایوان کا تقدس ہے۔ ہمارے دوست جو اپوزیشن سے ہیں انہوں نے ہمارے منسٹر سے کہا اور ہمارے منسٹر نے جواب دیا کہ اگر انہوں نے جہیز نہیں لیا، میری humble submission یہ ہے کہ وٹو صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی جائے کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے بھائی نے جہیز لیا ہے یا دیا ہے تو پھر انہیں معذرت کرنی چاہیئے۔ جہیز تو حضور پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی دیا تھا لیکن سادگی سے دیا تھا۔ یہ بات کہنی کہ جہیز دینا ایک لعنت ہے یہ محض ڈرامہ بازی ہے اور floor پر ایسی باتیں کرنے سے کوئی بات نہیں بنتی۔

جناب چیئرمین: سیال صاحب! تشریف رکھیں۔ دیکھیں جی، پڑھا لکھا ہاؤس ہے۔ (قطع کلامیاں) میری بات سنیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آجاسم صاحب! میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات سننا نہیں چاہتا۔ میری گزارش سنیں، آپ بلاوجہ اسمبلی کا ماحول خراب کر رہے ہیں۔ آپ پڑھے لکھے معزز رکن اسمبلی ہیں آپ کو ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں۔ یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں اگر آپ کو منسٹر سے اختلاف ہے۔ (قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔ اب میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد آجاسم شریف: جناب چیئرمین! اگر آپ میری بات نہیں سننا چاہتے تو میں اجلاس سے walk out کر کے جا رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب چیئرمین: جی، وزیر صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر بیت المال: جناب چیئرمین! میں اپنی بات close کرتا ہوں۔ ہمارے دوستوں نے جو جو بھی تجاویز دیں، خاص طور پر احسان اللہ وقاص صاحب، ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کریں گے۔ بیت المال کی امداد کی ترسیل کو مزید شفاف بنانے کے لئے ہم نے تمام کمیٹیز کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے اور اس کا سافٹ وئیر built کر لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں ہمارا تمام سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا۔ اس میں ہمارے دوستوں کے جو شک و شبہات ہیں کہ فنڈز کی distribution first come first serve basis پر نہیں ہو رہی تو جب یہ سسٹم کمپیوٹرائزڈ ہو جائے گا تو سارے ابہام ختم ہو جائیں گے اور ہم تمام مستحقین کی لسٹیں انٹرنیٹ پر بھی لا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بار پھر اپنے معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی تمام مثبت تجاویز پر ہم غور کریں گے اور عوامی فلاح و بہبود کے لئے ان پر عملدرآمد کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: Thank you very much. میں آخر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ تمام معزز اراکین اسمبلی اور ماشاء اللہ بی اے پاس پڑھی لکھی اسمبلی ہے لیکن چند لوگوں نے ایسی باتیں کی ہیں جو کہ ایک جاہل بھی نہیں کرتا۔ اگر بیت المال یا زکوٰۃ و عشر کے لئے آپ نے تجاویز دینی ہیں تو میں نوانی صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں آپ بعد میں اپنی تجاویز دے دیں اور اگر ان تجاویز پر عمل نہ ہوا تو آپ اگلے اجلاس میں بات کریں۔ مجھے امید واثق ہے کہ وزیر بیت المال اور وزیر زکوٰۃ و عشر آپ کی جائز تجاویز پر عمل کریں گے۔ اب اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اجلاس 12-مارچ سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

647

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔مارچ2007

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز اور تحفظ ماحولیات)

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

زراعت پر عام بحث

649

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

سوموار، 12-مارچ 2007

(یوم الاثنین، 22- صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ
الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ
الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (26) تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ
وَ تُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ ز وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ
الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ز وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (27)
لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج
وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا
مِنْھُمْ تُقٰىۃً ط وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ ط وَ اِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ (28)

سُوْرَۃُ آلِ عِمرَان آیات 26 تا 28

یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے o تو دن کا حصہ رات میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے o مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ

بنالیں مسلمانوں کے سوااور جوایسا کرے گااسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہامگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرواور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے o

وماعلینا الاالبلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات مال و کالونیز اور تحفظ ماحولیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پہلے اپوزیشن لیڈر بات کر لیں تو پھر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی توجہ آج کے واقعے کی طرف دلاؤں گا کہ مال روڈ پر وکلاء برادری پر پولیس نے تشدد کیا ہے۔ بہت سارے سینئر وکلاء جن میں پارلیمنٹیرین اور سینیٹرز بھی تھے ان کے سر پھاڑے گئے ہیں۔ یہ واقعات کیوں پیش آ رہے ہیں اس لئے کہ ملک میں ایک آئینی بحران کی صورتحال ہے۔ آپ نے ہمیشہ ہمیں کہا ہے کہ عدلیہ کے خلاف بات نہیں ہو سکتی لیکن آج تو ہم عدلیہ کے حق میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کم از کم عدلیہ کے خلاف نہیں ہیں اس لئے ہمیں بات کرنے کا پورا موقع دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات چلتی کہاں سے ہے کہ ایک خط ایک وکیل لکھتا ہے۔ اس سے پہلے بھی بے شمار خط لکھے گئے ہیں۔ ایک خط سابق جرنیلوں نے، سابق چیف جسٹسز نے اور سابق گورنرز نے مل کر لکھا لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اب ایک آدمی ایک خط لکھتا ہے اور اس پر چیف جسٹس آف پاکستان کو گھر جانا پڑتا ہے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! مجھے تو آج اس ہاؤس میں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ matter subjudice ہے، یہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے۔ آپ نے مال روڈ پر وکلاء کے ساتھ زیادتی کا کہا ہے۔ قاسم ضیاء صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اس لئے میں اجازت نہیں دیتا۔ رانا صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس طرح تو ہر آدمی اپنی مرضی سے بولنا شروع کر دے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ساڑھے چار سالہ دور میں بڑے بڑے سخت بحران آئے اور آپ نے بڑی خوبصورتی سے ان کو اسی ہاؤس میں settle کرایا۔ آج تو ہم نے یہ سوچا تھا کہ جو پورے ملک میں بھونچال اور زلزلہ آیا ہے تو اس پر ہمارے جو بھائی حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ یہ بھی ہمارے ساتھ آنسو بہائیں گے۔

جناب سپیکر! اس ملک کا چوتھا ستون گرا ہے۔ ہم بھی بات کرتے ہیں یہ بھی بات کر لیں۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ اس issue پر بات کرنے دیں۔ ہم تین چار لوگ اس پر بات کریں گے۔ ہمارے یہ دوست بھی بات کر لیں، arguments کے ساتھ بات کر لیں تو پھر آپ ہاؤس کو جس طرح چاہیں چلائیں۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی ارشد محمود بگو صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا گیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ مجھے بھی سنا جائے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جناب کی رولنگ آ چکی ہے کہ subjudice matter پر کسی قسم کی کوئی گفتگو نہیں ہو گی۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا کہ بھونچال آیا ہوا ہے۔ یہ ایک آئینی ریفرنس ہوا ہے۔ جب سجاد علی شاہ کو نکالا تھا تو اس وقت بھونچال نہیں آیا تھا۔ ابھی تو کچھ نہیں ہوا اور یہ subjudice matter ہے۔ ابھی فیصلہ عدلیہ کے سب سے معتبر اور سب سے اعلیٰ سپریم جوڈیشل کونسل نے کرنا ہے۔ یہ ان کو پریشرائز کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ہم ایسے نہیں ہونے دیں گے۔ ہم ایسے بھونچال کو نہیں آنے دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جناب قاسم ضیاء!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں بات تو یہ کر رہا تھا کہ اگر معاملہ عدالت میں ہے تو وہ پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ کون سا معاملہ کہاں ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے تو یہ سوچتے ہوئے حیرانی ہو رہی ہے کہ نعیم بخاری جو اس پنجاب کا ایک عام سا وکیل ہے۔ اس نے خط لکھا۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ یہ subjudiced matter ہے مگر آپ اس کی relevancy دیکھیں۔ ہم اس کی بات نہیں کر رہے کہ ہو کیا رہا ہے، ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے، ان کو کھانا نہیں دیا جا رہا ہے، ان کو ملنے نہیں دیا جا رہا، ان کا ٹیلیفون کٹا ہوا ہے اور ان کا ٹی وی کٹا ہوا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! issue یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ Legislators جو قانون بناتے ہیں وہ اس ملک کی بات نہیں کر سکتے ہیں تو کیا باہر والے بات کریں گے؟ اس وقت جو آئینی بحران ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ میری اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام خواتین و حضرات سے گزارش ہے کہ اگر تو ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے تو میں ہر معزز رکن کو ٹائم دینے کے لئے تیار ہوں۔ اپوزیشن لیڈر نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا، میں نے انھیں موقع دیا۔ پوائنٹ آف آرڈر کن حدود میں رہ کر اٹھایا جا سکتا ہے۔ ماشاء اللہ اپوزیشن لیڈر صاحب بڑے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اور رانا ثناء اللہ خان بھی بڑے تجربہ کار ہیں۔ قاسم ضیاء صاحب آپ رولز آف پروسیجر کا رول 209 پڑھ دیں یا آپ کہتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے جو آپ نے اٹھایا ہے تو میں آپ سب کو ٹائم دوں گا جتنا آپ چاہیں گے۔ اگر رولز کے مطابق نہیں بنتا اور ہر کوئی اپنی مرضی کے مطابق اٹھ کر بولنا شروع کر دے گا تو پھر میں تو کسی کو کنٹرول نہیں کر سکوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں نے رول 209 کو چھیڑا ہی نہیں ہے۔ میں کوئی اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کی بات سن رہا ہوں۔

قائد حزب اختلاف: آپ ہاؤس in order کریں تو میں اپنی بات بتا سکوں گا۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے امجد حمید دستی صاحب کو سن لیں۔ یہ ہمارے بزرگ ہیں۔ جی، دستی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر!

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

کون مرتا ہے، کون جیتا ہے besideاس کے کہ کون زندہ باد ہے کون مردہ باد ہے، ہمارے کہنے سے کوئی زندہ باد ہوگا اور نہ ہمارے کہنے سے کوئی مرے گا اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو دھماکا ہوا ہے جس کے متعلق آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی دھماکہ نہیں ہوا۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ کل جوڈیشل کونسل کی میٹنگ ہے۔ آپ کل تک انتظار کر لیں اور اس کے بعد اس مسئلے کو اٹھائیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ میں ایک بہت اہم مسئلہ جس کا اس ملک کے مفاد سے تعلق ہے، کسی بندے سے تعلق نہیں ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: دستی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ابھی اس مسئلے کا ٹائم نہیں ہے۔ یہ وقفہ سوالات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب جو پاکستان کا 60 فیصد ہے اور یہ پنجاب کا ایوان اتنا بڑا ہے اور ملک میں اس کی اتنی اہمیت ہے۔ کیا اس سے پہلے کوئی ایسی روایت نہیں ہے کہ کوئی ایسا سانحہ یا کوئی ایسا عمل جس سے پورا معاشرہ، پورا ملک متاثر ہوا ہو اور اجلاس جاری ہو لیکن بات نہ ہو سکے۔ بات ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: ہم نے رولز آف پروسیجر کے مطابق چلانا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اسی پروسیجر کے تحت بات ہوتی رہی ہے، اسی پروسیجر کے تحت بعض معاملات کے اوپر یہاں پر دو دو گھنٹے بحث ہوتی رہی ہے۔ ایک عام نوعیت کا معاملہ ہوتا ہے، آپ نے فیصلہ کیا اور آپ نے کہا کہ ٹھیک ہے تین چار آدمی اس طرف سے بات کر لیں اور تین چار آدمی دوسری طرف سے بات کر لیں۔ اب بات یہ ہے کہ جو بات ہم کرنا چاہتے ہیں، ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ اس کا جواب نہ دیں۔ یہ اپنی طرف سے اس بات کی جو بھی logic ہے وہ بیان کریں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ [******] یہ کہتے ہیں کہ معاملہ subjudiced ہے۔ (قطع کلامیاں)

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ چیف جسٹس آف پاکستان کا جو عہدہ ہے وہ پاکستان میں عدلیہ کے لحاظ سے سب سے بڑا عہدہ ہے۔ میں صرف یہ بات کرتا ہوں کہ چیف جسٹس کا عہدہ سب سے اوپر ہے۔

جناب سپیکر: اس طرح بدامنی پیدا ہوگی۔

رانا ثناء اللہ خان: میں صرف یہ بات کرتا ہوں کہ چیف جسٹس کا عہدہ سب سے اوپر ہے۔[***]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: تو پھر آپ مجھے بتائیں کہ یہ ملک پھر کہاں رہے گا۔ یہ سوسائٹی اور یہ عدالتیں کس طرح باقی رہ سکتی ہیں اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک غیر آئینی عمل ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔ سید احسان اللہ وقاص! (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن اور حکومتی کے اراکین اسمبلی اپنی نشستوں
سے اٹھ کر سپیکر ڈائس کے سامنے آ گئے اور دونوں طرف سے نعرہ بازی کی گئی)

شاہ صاحب! اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ سمیع اللہ خان صاحب! اپنی سیٹ پر بیٹھیں۔ معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ براہ مہربانی اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے جائیں۔ میں ایک گھنٹے کے لئے ہاؤس کو adjourned کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایک گھنٹے کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر ایک گھنٹہ وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 6 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانجھا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر کالونیز: جناب والا! آج محکمہ مال و کالونیز ڈیپارٹمنٹ کے سوالات تھے۔ کیونکہ آپ نے وقفہ سوالات کا آغاز فرما دیا تھا۔ پھر قائد حزب اختلاف نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا اور اس کے بعد معاملات چلتے رہے۔ اس سلسلے میں وضاحت چاہوں گا کہ ہم نے سوالات کے جوابات تو دے دیئے ہیں اور سوالات کے جوابات بھی ٹیبل پر رکھ دیئے تھے تو اب ان سوالات کا کیا ہوگا؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سوالات

(محکمہ جات مال و کالونیز اور تحفظ ماحولیات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اس میں یہ ہے کہ وقفہ سوالات شروع ہو چکا تھا اور تقریباً کوئی پندرہ بیس منٹ اجلاس چلا تھا۔ اس کے بعد میں نے اجلاس ملتوی کر دیا تھا۔ جتنا وقت ہاؤس ملتوی رہا ہے وہ count نہیں ہو گا اور جتنی دیر ہاؤس چلتا رہا ہے وہ ٹائم count ہو گا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کا یہ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ ان کا سوال dispose of ہوا۔

معزز ممبران: وہ آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک محمد اقبال چنڑ صاحب! ملک صاحب آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 6392۔

ضلع بہاولپور تحصیلداروں نائب تحصیلداروں، پٹواریوں، گرداوروں کی تعداد اور دیگر تفصیلات

***6392: ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولپور میں تحصیل وار کتنے پٹواری، گرداور، نائب تحصیلدار اور تحصیلدار کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی سٹیشن پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) کتنے ملازمین کے پاس اضافی چارج ہے؟

(د) کس کس پٹواری کے پاس ایک سے زائد موضع جات کا اضافی چارج ہے ان کے نام کیا ہیں اور ان کو اضافی چارج دینے کی وجوہات ہیں؟

(ہ) اس وقت ضلع ہذا کے جن پٹواریوں کے خلاف کرپشن کے الزام کے تحت پرچے درج ہیں ان کے نام اور موضع جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مال:

(الف) ضلع بہاولپور میں اس وقت کل 6 تحصیلدار 11 نائب تحصیلدار 36 گرداور اور 216 پٹواری کام کر رہے ہیں تحصیل وار فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع بہاولپور میں 46 پٹواری، 5 گرداور عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی سٹیشن پر کام کر رہے ہیں۔

(ج) ضلع بہاولپور میں 22 ملازمین کے پاس اضافی چارج ہے۔

(د) جن پٹواریوں کے پاس ایک سے زائد مواضعات کا چارج ہے ان کے ناموں کی فہرست جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع بہاولپور میں جن پٹواریوں کے خلاف کرپشن کے الزامات کے تحت پرچے درج ہیں ان کے نام اور مواضعات کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف کو یہ اختیار حاصل ہے کہ یہ جو پٹواری گرداور اور تحصیلدار اور ای ڈی او (آر) corrupt ہیں۔ ان کو ان کے خلاف کارروائی کرنے کا، انکوائری کرنے کا یا معطل کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟

وزیر کالونیز: آپ کا سوال ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ: وزیر مال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ دوبارہ repeat کر دیں تاکہ وزیر موصوف آپ کا سوال سن لیں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ پٹواری گرداور اور تحصیلدار جو کرپٹ ہیں اور لینڈ مافیا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور کرپشن میں ملوث ہیں ان کے خلاف کوئی انکوائری کر سکتے ہیں انہیں معطل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: وزیر مال صاحب سوال نمبر 6392 ہے اور ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ کسی پٹواری گرداور یا کسی اور اہلکار کے خلاف آپ انکوائری کروا سکتے ہیں؟

وزیر مال: جی، بالکل کیوں انکوائری نہیں کروا سکتے۔

جناب سپیکر: جی، ان کے پاس اختیار ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! پھر جن کے خلاف انکوائری ہوئی ہے اور جن کے خلاف کرپشن کے مقدمات درج ہیں ان کے خلاف کیا انکوائری ہوئی ہے اور اگر انکوائری ہوئی ہے تو ان کو معطل کیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جی، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے جن اہلکاروں کے خلاف کرپشن کے الزامات تھے اب تک ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! اس میں تین آدمیوں کے خلاف انکوائری ہوئی جس میں سے ایک جیل میں ہے، ایک کو dismiss کر دیا گیا ہے اور تیسرا ابھی جیل میں ہے۔ 13 آدمی ایسے تھے جن پر پرچہ ہوا تھا، انکوائری بھی ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی سیٹ پر کام کر رہے تھے اس کے لئے میں نے پرسوں آرڈر بھیجا ہے کہ جب تک انکوائری ختم نہ ہو جائے انہیں suspend کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ جی۔

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! اگر ڈسٹرکٹ ناظم انہیں suspend نہ کرے اور وہ اپنے ہی مواضعات میں رہ جائیں تو پھر منسٹر صاحب اس بارے میں کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: وہ on the floor of the House کہہ رہے ہیں کہ انہیں suspend کر دیا جائے۔ Next question ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question سمیع اللہ خان صاحب کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے--- تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question سید محمد رفیع الدین بخاری صاحب کا ہے۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: سوال نمبر 7357۔

لودھراں میں پولٹری فارمز کی آبادی سے باہر منتقلی کا مسئلہ

*7357: سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لودھراں بہاولپور روڈ پر ریلوے لائن کے قریب اور لودھراں شہر کے نزدیک کافی تعداد میں پولٹری فارم قائم ہیں جس کی وجہ سے یہاں ہر وقت تعفن اور بدبو پھیلی رہتی ہے یہاں سے پیدل اور گاڑی پر سفر کرنا مشکل ہے؟

(ب) کیا حکومت ان پولٹری فارمز کو شہر سے دور منتقل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) یہ درست ہے کہ لودھراں، جلالپور روڈ پر ریلوے لائن سے پار 29 پولٹری فارم ہیں۔ یہ فارم سڑک کے ساتھ ساتھ زرعی رقبہ میں لودھراں شہر کی آبادی سے کچھ فاصلہ پر ہیں۔ ان farms کے ساتھ مالکان کے چند مکانات ہیں۔ عام طور پر بدبو فارم کے اندر ہی محسوس ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ بدبو دور تک محسوس کی جا رہی ہو خصوصاً جب ہوا رُخ بدلتی ہے۔

(ب) مذکورہ پولٹری فارمز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ روزانہ صفائی کا بندوبست کریں بدبو میں مزید کمی آئے مقامی حکومتیں اگر چاہیں تو ان کی منتقلی کے بارے میں فیصلہ کر سکتی ہیں اور قانونی کارروائی بھی کر سکتی ہیں۔ مزید پولٹری فارمز آبادی کے نزدیک لگنے کی ممانعت بھی کر سکتی ہیں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ پولٹری فارم لودھراں شہر سے فاصلے پر واقع ہیں، جو لودھراں شہر کے اندر واقع ہیں ان کے خلاف یہ کیا کارروائی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ماحولیات!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! معزز ممبر نے سوال کیا تھا کہ ریلوے لائن کے اردگرد کوئی پولٹری فارمز ہیں۔ تو جہاں تک لودھراں شہر کی بات ہے وہاں اگر پولٹری فارمز ہیں تو ادھر انہی کے خلاف ای پی اوز جاری کئے گئے ہیں اور hearing کی جا رہی ہے۔ معزز ممبر نے ذکر کیا تھا کہ ریلوے

لائن کے ساتھ ساتھ پولٹری فارمز ہیں، ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے DOE گئے تھے انہوں نے یہی کہا ہے کہ ریلوے لائن کے اوپر کوئی بھی پولٹری فارم واقع نہیں ہے کیونکہ یہ rules and regulations میں ہے کہ پولٹری فارمز شہری آبادی سے کم از کم 500 میٹر دور ہونا چاہئے اور اگر معزز ممبر نے کوئی complaint کی ہے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی ہو تو وہ بتادیں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! لودھراں شہر میں ریلوے لائن کے قریب بھی اور لودھراں بہاولپور روڈ کے ساتھ بھی بہت سے پولٹری فارمز واقع ہیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! ہمارے ڈسٹرکٹ آفیسر نے وہاں دورہ کیا تھا، ریلوے لائن کے ارد گرد تو بالکل نہیں ہیں جو ہیں وہ شہر کی آبادی سے آدھا کلو میٹر / تقریباً 500 میٹر دور ہیں اور rules and regulations کے مطابق ہم انہیں وہاں سے نہیں ہٹا سکتے البتہ ڈی سی او صاحب کو instructions دے دی گئی تھیں کہ آپ وہاں سے صفائی کرائیں۔ ابھی کل اور پرسوں دو دن ڈی او ای نے وہاں جا کر جائزہ لیا ہے۔ جہاں کا انہوں نے ذکر کیا ہے وہاں صفائی حفظان صحت کے مطابق ہے اور جو پولٹری فارمز شہری آبادی سے 500 میٹر کے اندر ہوں ان کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے، محکمہ ماحولیات کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر معزز ممبر نے پولٹری فارمز کی منتقلی کروانی ہے تو ہمیں رپورٹ دیں جو ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو forward کریں گے کیونکہ ان کے پاس اختیار ہے۔ ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ وہاں صفائی حفظان صحت کے مطابق ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھ دیجئے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! وہ لکھ دیا ہے مگر جو انہوں نے ذکر کیا ہے وہ آبادی سے 500 میٹر دور ہیں اور وہ اس زمرے میں نہیں آتے اور وہاں پر جو ارد گرد گھر ہیں وہ انہی فارمز کے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ جو پولٹری فارمز 500 میٹر سے کم فاصلے پر ہیں یا جو آبادی کے اندر ہیں، کیا انہیں remove کرنے کا محکمہ ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کے بارے میں آپ لکھ دیں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! یہ پولٹری فارمز ریلوے لائن کے ساتھ ہیں اور یہاں بھی بہت سی آبادی واقع ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے پوچھنا چاہوں گی کہ کیا آپ نے محکمہ ماحولیات کو کوئی complaint کی ہے؟ ہمارے پاس اس طرح کی کوئی complaint معزز رکن یا کسی اور رکن کی طرف سے نہیں آئی کیونکہ وہاں complaint کے مطابق ہٹائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بخاری صاحب! آپ محترمہ کو ان پولٹری فارمز کے نام لکھ کر بھیج دیں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! یہ محکمے کا کام ہے کہ وہ دیکھیں کہ ماحولیات کے حوالے سے ارد گرد کیا ہو رہا ہے۔ ہم نے تو نشاندہی کرنی ہے۔

وزیر تحفظ ماحولیات: آپ نشاندہی کریں ناں۔

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! انہوں نے ریلوے لائن کے نزدیک پولٹری فارمز کے بارے میں بتایا ہے۔ لودھراں بہاولپور روڈ کے ساتھ آبادی میں بہت زیادہ پولٹری فارمز واقع ہیں اور وہ شہر کے اندر ہیں۔

جناب سپیکر: بخاری صاحب! ان پولٹری فارمز کے نام لکھ کر محترمہ کو دے دیں۔ Next question سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے، question dispose of ہوا۔ Next question ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے، question dispose of ہوا۔ Next question سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question شیخ اعجاز احمد صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question چودھری طالب حسین صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next question حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں

بھی حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔۔۔ ہیں،question dispose of ہوا۔Next question تشریف فرما نہیں ہیں،question dispose of ہوا۔Next question میاں ماجد نواز صاحب کا ہے۔

میاں ماجد نواز: سوال نمبر 9008۔

صوبہ میں تحصیلداروں کی تعداد اور پروموشن سے متعلقہ تفصیل

*9008: میاں ماجد نواز: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) تحصیلدار کی پروموشن کا طریق کار کیا ہے اور کس اسامی پر پروموشن دی جاتی ہے؟

(ج) اس وقت کتنے تحصیلدار صاحبان کی پروموشن due ہے؟

(د) کیا حکومت جن تحصیل صاحبان کی پروموشن due ہے ان کی پروموشن جلد از جلد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مال:

(الف) صوبہ میں تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 194 ہے۔

(ب) تحصیلداروں کی ترقی پنجاب پروونشل مینجمنٹ سروس رولز کے تحت کی جاتی ہے۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور انہیں گریڈ 17 میں بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ترقی دی جاتی ہے۔

(ج) یہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق ہے۔

(د) سوال کے اس حصہ کا تعلق بھی محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے ہے۔

میاں ماجد نواز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق ہے حالانکہ ترقی کا process ریونیو بورڈ کرتی ہے، پھر نوٹیفکیشن کے لئے ایس اینڈ جی اے ڈی کو جاتا ہے تو اگر یہ میری تسلی کے لئے وضاحت کر دیں کہ کس طرح سے اس کا طریق کار ہے۔ جو تحصیل داروں کی پروموشن ہوتی ہے جو نئے تحصیلدار ڈی ڈی او آر کی پوسٹ پر جائیں گے تو ان کا پروموشن کا طریق کار یہ ہے کہ SMBR نوٹیفکیشن کریں گے اور پھر اس کے بعد S&GAD اس کو as a DDO® نوٹیفائیڈ کرے گی۔ پہلے SMBR ٹو ٹیفکیشن

کریں گے پھر ہی S&GAD والے اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! سنیارٹی لسٹ S&GAD والوں کے پاس ہوتی ہے اس کے مطابق جب وہ DPC کرتے ہیں ان میں جو تحصیلدار پروموٹ ہو جاتے ہیں وہ بورڈ آف ریونیو سے چلے جاتے ہیں اور ان کی 17 سکیل میں پروموشن ہو جاتی ہے اور تحصیلدار بورڈ آف ریونیو تک رہ سکتا ہے اس سے اوپر والے S&GAD کے پاس چلے جاتے ہیں۔

میاں ماجد نواز: جناب سپیکر! یہ پروموشن کا مسئلہ ہے کہ تحصیلداروں نے پروموٹ ہو کر S&GAD جانا ہے۔ سنیارٹی لسٹ کو SMBR کلیئر کریں گے تو وہ آگے جائیں گے۔ وہ لسٹ declare ہو چکی ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! سنیارٹی لسٹ ہمیشہ کلیئر ہوتی ہے لیکن یہ وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہے لیکن وہ S&GAD کو بھی بھیج دی جاتی ہے اور بورڈ آف ریونیو میں بھی موجود ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت حاصل کی گئی اراضی اور قیمت کی تفصیل

*5158: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ نوآبادیات نے آرمی ویلفیئر سکیم کے لئے 2002-03 میں کتنی زمین کس ریٹ پر فراہم کی کیا یہ تمام زمین بے آباد و بنجر تھی یا اس میں کوئی نہری زمین بھی شامل تھی؟

(ب) آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت فراہم کی گئی زمین کی قیمت اس علاقہ کے اوسط بیج سے کتنی کم تھی؟

(ج) 1999 میں30,000ایکڑ بنجر زمین جو آرمی ویلفیئر سکیم کے لئے فراہم کی گئی تھی یہ زمین جن فوجی افسران کو فراہم کی گئی تھی انہوں نے اس میں سے کتنی زمین آباد کر لی ہے اور کتنی تاحال بے آباد ہے کیا حکومت اس زمین کی فراہمی کے الاٹی پر یہ شرط بھی عائد کرنے کو تیار ہے کہ اس زمین کو آباد کئے بغیر اسے فروخت کرنے کا حق نہ ہوگا؟

وزیر کالونیز:

(الف) محکمہ نوآبادیات نے آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت 03-2002 میں18130ایکڑ زمین محکمہ دفاع کے حوالہ کے تمام زمین بے آباد اور بنجر تھی اس میں کوئی نہری زمین شامل نہ تھی۔

(ب) اوسط بیع کا ویلفیئر سکیم کے تحت الاٹ شدہ رقبہ سے موازنہ درست نہ ہے اوسط بیع آباد / نہری رقبہ کی دستیاب ہوتی ہے جبکہ آرمی ویلفیئر سکیم کے تحت فراہم کیا جانے والا رقبہ ہوتا ہے۔

(ج) 1990 میں فراہم کئے جانے والے رقبہ30,000ایکڑ بنجر زمین میں سے تقریباً 50فیصد رقبہ ہو چکا ہے۔ مطابق پالیسی بروئے چھٹی نمبرCIV-1413-98/259 مورخہ 99-04-03 جاری شدہ کالونیز ڈیپارٹمنٹ بورڈ آف ریونیو پنجاب پیرا نمبر (1) کی رو سے کوئی بھی فوجی الاٹی اجازت اور 75فیصد رقبہ آباد کرنے کے بغیر فروخت نہ کر سکتا ہے۔

محکمہ تحفظ ماحولیات میں چالان کے اختیار
اور2004تا حال چالانوں اور آمدن کی تفصیل

*6624: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر تحفظ ماحول از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا محکمہ تحفظ ماحولیات کے پاس چالان کرنے کا اختیار ہے، اگر ہاں تو یہ اختیار کس گریڈ کے آفیسر کے پاس ہے؟

(ب) یکم جنوری2004 سے آج فیصل آباد میں کتنی گاڑیوں، فیکٹریوں اور انڈسٹری کے چالان فضا کو آلودہ کرنے پر کئے گئے ہیں اور ان سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) حکومت اس ضلع میں فضائی آلودگی کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

(الف) محکمہ تحفظ ماحول کے کسی آفیسر یا اہلکار کے پاس ماحولیاتی قانون 1997 کے تحت چالان کرنے کا اختیار نہ ہے۔ وہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے تحت کارروائی کر سکتے ہیں۔

(ب) محکمہ تحفظ، ٹریفک پولیس اور محکمہ ٹرانسپورٹ فیصل آباد کے تعاون سے وقتاً فوقتاً دھواں اور شور پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف خصوصی مہم چلاتا ہے۔ اس سلسلہ میں سال 2004 سے لے کر تا حال 1428 گاڑیوں کا چالان کیا گیا۔ کثیر تعداد میں پریشر ہارن اتارے گئے اور تقریباً -/2,60,000 روپے جرمانہ کیا گیا۔ گاڑیوں سے پیدا ہونے والی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے سکواڈ قائم کئے جا رہے ہیں۔ مزید برآں ایک سو تین فیکٹریوں کے خلاف PLGO, 2001 کے تحت اور 9 فیکٹریوں کے خلاف PEPA-1997 کے تحت کارروائی کا جا رہی ہے۔

(ج)

I۔ فضا کو آلودہ کرنے والی فیکٹریوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنی آلودگی پر کنٹرول کریں اور مناسب آلات کی تنصیب کریں۔ اس ہدایت پر عمل نہ کرنے والوں کے خلاف رپورٹ صوبائی دفتر کو بھجوائی جاتی ہے، جس پر ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔

II۔ ایک نئی انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام عمل میں آ چکا ہے جس کو فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ مینجمنٹ کمپنی کنٹرول کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ فیصل آباد میں فضائی آلودگی کو کم کرنے کے لئے محکمہ جنگلات اور ٹی ایم اے کے تعاون سے درخت لگانے کے منصوبے زیر کار ہیں ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں آگاہی کے لئے وقتاً فوقتاً سیمینار / ورکشاپ /walk کروائی جاتی ہیں۔

2001 تا 2004 صوبہ میں قائم جناح آبادیوں سے متعلقہ تفصیلات

*5221: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں 2001 تا 2004 کتنی جناح آبادیاں قائم کی گئیں؟

(ب) ان آبادیوں میں کتنے پلاٹ بے گھر افراد میں تقسیم کئے گئے؟

(ج) کتنے افراد نے ان پلاٹس کے حصول کے بعد ان پر مکان تعمیر کئے اور ان میں مقیم ہوئے مکانات بنانے کے لئے الاٹی کو کیا کیا سہولیات فراہم کی گئیں؟

(د) اگلے ایک سال میں لاہور ضلع اور صوبہ پنجاب میں کہاں کہاں جناح آبادیاں قائم کرنے اور مستحق افراد میں پلاٹس / معمولی قیمت پر فروخت کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) صوبہ پنجاب میں 2001 تا جون 2006، 972 جناح آبادیاں قائم کی گئیں۔

(ب) ان آبادیوں میں 60856 بے گھر افراد کو پلاٹس تقسیم کئے گئے۔

(ج) 24107 افراد مکانات تعمیر کرکے ان میں رہائش پذیر ہیں۔ عام بنیادی سہولتوں کی فراہمی کی ذمہ داری ایم این اے، ایم پی اے یا بلدیاتی اداروں کی ہے جو یہ ضرورتیں مہیا کر رہے ہیں۔

(د) ضلع لاہور کے علاوہ دیگر آٹھ اضلاع میں 278 جگہوں پر جناح آبادیاں قائم کرنے کا پروگرام ہے۔

انجنز کی آلودگی کی چیکنگ کے لئے آلات کی خریداری

*7215: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تحفظ ماحول ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ ٹرانسپورٹ کی انجن pollution کی چیکنگ کے equipment کے لئے orders دے دیئے گئے ہیں، یہ کب تک اضلاع میں پہنچ جائیں گے؟

وزیر تحفظ ماحولیات:

محکمہ تحفظ ماحول کے ضلع دفاتر measure کرنے کے آلات تو سب کے پاس ہیں مگر کاربن مونوآکسائیڈ اور دھواں measure کرنے کے آلات صرف لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں ہیں۔ ایک CO میٹر مزید اس سال خرید لیا جائے گا۔ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ جناب نے اپنے موٹر وہیکل ایگزامینرز کو Noise Level Meter لے کر دیئے ہیں۔

سال2003تا2005لاہور میں تعینات پٹواری، گرداور، تحصیلدار کی تفصیلات اور عرصہ تعیناتی

*7631: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں سال2003تا2005تک جو پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار تعینات رہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) تین سال سے زائد عرصہ ایک ہی جگہ تعینات رہنے والے اہلکاروں کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں نیز ان اہلکاروں کی ٹرانسفر نہ کرنے کی وجہ بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے اہلکاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع لاہور میں سال2003تا2005تک تعینات پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار کی فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تین سال سے زائد سے عرصہ ایک ہی جگہ تعینات رہنے والے اہلکاروں کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی فہرست جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تعیناتی کے تین سال پورے ہونے پر تبادلہ لازمی نہیں ہے۔

(ج) حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت یہ لازم نہیں کہ تین سال کا عرصہ مکمل ہونے پر ضرور تبدیل کیا جائے گا۔

بہاولپور بے زمین کاشتکاروں کو الاٹ کی گئی اراضی کی تفصیلات

*5304: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری2004سے آج تک ضلع بہاولپور میں کتنے افراد کو کس کس جگہ کتنی کتنی سرکاری اراضی "بے زمین کاشتکار" سکیم کے تحت الاٹ کی گئی ان کے نام، ولدیت پتاجات اور شناختی کارڈ نمبر کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) بے زمین کاشتکاروں کو زمین کی الاٹمنٹ کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس کمیٹی میں شامل سرکاری ممبران کے نام اور ولدیت کی تفصیل الگ دی جائے۔

وزیر کالونیز:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک ضلع بہاولپور 1155 افراد کو 12260 ایکڑ 2 کنال اور 3 مرلے زمین الاٹ کی گئی۔ تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:

	M	K	A	
1۔ تحصیل بہاولپور	2	0	505	45 افراد
2۔ تحصیل احمد پور	0	7	2700	259 افراد
3۔ تحصیل یزمان	7	0	3700	334 افراد
4۔ حاصل پور	3	6	5028	481 افراد
5۔ خیرپور ٹامیوالی	11	3	325	36 افراد
کل	3	2	12260	1155 افراد

نام اور پتاجات کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کمیٹی کے ممبران کے نام اور عہدہ کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ اشٹام فروشوں کی تعداد و تفصیل

*8055: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیالکوٹ میں جن لوگوں کو اشٹام فروشی کے لائسنس دیئے گئے ہیں، ان کی تفصیل تحصیل وار بیان فرمائیں؟

(ب) جن لوگوں کو اشٹام فروشی کا لائسنس دیا گیا ہے، ان کی qualification و معیار کیا ہے؟

(ج) اشٹام فروشی کا لائسنس لینے کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر مال:

(الف) جن افراد کو ضلع سیالکوٹ میں اشٹام فروشی کے لائسنس دیئے گئے ان کی تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:

تحصیل سیالکوٹ	45
تحصیل ڈسکہ	22

تحصیل پسرور	16
تحصیل سمبڑیال	11

(ب) پنجاب سٹیمپ رولز 1934 کے رول C(1)26 کے تحت جو لوگ اچھے کردار و اخلاق کے مالک ہوں، پڑھے لکھے اور خوش خط ہوں وہ اشٹام فروشی کے لائسنس کے حصول کے اہل ہیں بشرطیکہ سٹیٹ خالی ہو یہ لائسنس جاری کرنے کا اختیار کلکٹر آفیسر (ریونیو) کے پاس ہوتا ہے۔

(ج) اشٹام فروشی کی خالی سیٹ پر درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ انٹرویو کئے جاتے ہیں۔ معیار پر پورے اترنے والے افراد کو کلکٹر/ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اشٹام فروشی کا لائسنس جاری کرتا ہے۔

ضلع بھکر جنوری 1999 تا حال مختلف سکیموں کے تحت اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*8475: سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 1999 سے آج تک ڈی او (آر) ای ڈی او (آر) بھکر نے جن افراد کو سرکاری رقبہ الاٹ کیا، ان افراد کے نام، پتا جات اور رقبہ کی تفصیل نیز یہ رقبہ کس کس سکیم کے تحت الاٹ کیا گیا؟

(ب) ٹیوب ویل سکیم، چشمہ بیراج اور اٹامک انرجی سکیم کے تحت کتنا رقبہ الاٹ ہوا؟

(ج) کیا ان سکیموں کے تحت اس ضلع میں مخصوص شدہ رقبہ reserved کروایا گیا ہے یا نہیں؟

(د) یہ الاٹمنٹ کس ریٹ سے ہوئی ہے؟

(ہ) ان میں سے کتنے اشخاص نے نوٹیفکیشن 1995 اور 2001 کے تحت بھی کوئی درخواستیں گزاری تھیں یا کہ نہیں؟

(و) جو مثلہ جات 1979 اور 1983 کے نوٹیفکیشن کے تحت فیصلہ ہوئی تھیں یا انہیں بصورت اپیل بحال کیا گیا ہے یا کہ بااجازت ای ڈی او (آر) بحال کیا گیا ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) تفصیل جز (ب) میں درج ہے۔ اس کے علاوہ کوئی رقبہ نہ ہے۔

(ب) چشمہ بیراج سکیم اور اٹامک انرجی کے تحت الاٹ شدہ رقبہ از یکم جنوری1999 سے ای ڈی او(آر)اور ڈی او(آر) بھکر نے جو رقبہ الاٹ کیا ہے۔اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

الاٹ شدہ رقبہ مرحلہ اول چشمہ بیراج سکیم	الاٹ شدہ رقبہ مرحلہ دوئم	اٹامک انرجی سکیم
360.00کنال	1892-04کنال	2070-10کنال

جہاں تک ٹیوب ویل سکیم کے تحت الاٹ شدہ رقبہ کا تعلق ہے یہ سکیم سال1952 میں مطابق نوٹیفکیشن مورخہ1952-10-31وجود میں آئی۔ اس سکیم کے تحت کل 1036 الاٹیاں کو150ایکڑ رقبہ کے حساب سے کل رقبہ 155400ایکڑ الاٹ کیا گیا تھا اس کے بعد ٹیوب ویل سکیم کے تحت کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ج) بورڈ آف ریونیو پنجاب سے رقبہ ان سکیم ہائے reserved ہے۔

(د) چشمہ بیراج سکیم مرحلہ اول کے تعین تحت قیمت مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو پنجاب ہو چکی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ رقبہ کاشتہ /آباد -/500روپے فی ایکڑ
رقبہ غیر آباد -/300روپے فی ایکڑ

2۔ چشمہ بیراج سکیم مرحلہ دوئم کی تعین قیمت تاحال نہ ہوئی ہے جس کی کارروائی برائے تعین قیمت بورڈ آف ریونیو پنجاب میں ہو رہی ہے۔

3۔ پاکستان،اٹامک انرجی کی تعین قیمت اراضی درج ذیل ہے۔

تحصیل دریاخان

رکھ /چک نمبر

دولیوالہ	نہری	بارانی	بنجر قدیم
	5597روپے	3198.24روپے	1599.12روپے
دالہ	5344روپے	1820روپے	1599.12روپے
موہنہ خانسر	5325روپے	5325روپے	1521.50روپے

(ہ) ان نوٹیفکیشن کے تحت الاٹمنٹ کے لئے ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو بھکر یا ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو کوئی درخواست نہ گزاری گئی تھی۔

(و) جملہ مثلہ جات پر تمام قانونی امور /اتھارٹیز کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا گیا۔

ضلع سیالکوٹ لمبرداروں کی تعداد و تفصیل
اور پرانے لمبرداروں کو الاٹمنٹ اراضی کا مسئلہ

*8056: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے لمبردار ہیں؟

(ب) کتنے موضع جات میں ابھی لمبردار نامزد نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) کتنے لمبرداروں کے پاس حکومت کی پالیسی کے مطابق لمبرداری سکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ہے اور کتنے لمبرداروں کے پاس یہ زمین نہیں ہے، ان کے نام اور موضع جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نئے لمبردار کو اس سکیم کے تحت کر رہی ہے مگر پرانے لمبرداروں کو اس سکیم کے تحت بارہ ایکڑ زمین دی جا رہی ہے؟

(ہ) کیا حکومت پرانے لمبرداروں کو بھی زمین لمبرداری کے تحت الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع سیالکوٹ کل 2476 لمبردار ہیں۔

(ب) ابھی تک 36 موضع جات ہیں لمبردار نامزد نہ کئے گئے ہیں۔

(ج) محکمہ کالونی کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق ضلع سیالکوٹ کالونی ضلع نہیں ہے لہذا کسی لمبردار کو ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ نہ دیا گیا ہے۔

(د) کالونی اضلاع میں جہاں سرکاری زمین دستیاب ہے وہاں پر لمبردار کو لمبرداری گرانٹ کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کے حصول کا حق ہوتا ہے۔ یہ زمین وہ اس وقت تک استعمال کر سکتا ہے جب تک وہ لمبردار کے عہدہ پر رہے۔

(ہ) ضلع سیالکوٹ چونکہ کالونی ضلع نہ ہے لہذا یہاں لمبرداری گرانٹ سکیم کا اطلاق نہیں ہوتا۔

لاہور میں صحافی کالونی کے اسٹیٹس اور ناجائز قابضین سے متعلقہ تفصیل

*8695: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں صحافیوں کے لئے بنائی جانے والی کالونی کا status کیا ہے؟

(ب) مجوزہ کالونی میں ناجائز قابضین کتنے رقبہ پر قابض ہیں؟

(ج) کیا مجوزہ کالونی میں ناجائز قابضین کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی؟

(د) کیا مجوزہ کالونی میں ناجائز قابضین سے قبضہ چھڑانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) لاہور میں صحافیوں کے لئے بنائی جانے والی کالونی بروئے انتقال نمبر22928 تبدیلی حقوق منجانب سنٹرل گورنمنٹ بحق سیکرٹری انفارمیشن اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب ایم ڈی پنجاب جرنلسٹ ہاؤسنگ فاؤنڈیشن برائے تعمیر جرنلسٹ ہاؤسنگ کالونی بمقام لاہور برقبہ تعدادی952 کنال15 مرلہ واقعہ موضع ہربنس پورہ ہو چکا ہے۔

(ب) سالم رقبہ تعدادی952 کنال15 مرلہ پر ناجائز قابضان تھے جس میں ½ حصہ واگزار کرا دیا گیا ہے، باقی ماندہ ½ حصہ جانب مشرق تعمیرات بقایا ہے، ہائی کورٹ میں ناجائز قابضین نے رٹ پٹیشن دائر کر رکھی ہے جو عدالت عالیہ stay order جاری کر رکھا ہے، جونہی رٹ خارج ہوئی رقبہ وگزار کرا لیا جائے گا۔

(ج) جواب جز (ب) میں درج ہے۔

(د) حکومت قبضہ لینا چاہتی ہے۔ کارروائی بذریعہ سیکرٹری صاحب جاری ہے، عدالت عالیہ لاہور ہائی کورٹ کے ڈبل بنچ میں کیس کی سماعت جاری ہے۔ عدالت عالیہ سے رٹ خارج ہونے کے بعد رقبہ واگزار کرا لیا جائے گا۔

ضلع لاہور میں تعینات تحصیلداروں، گرداوروں، پٹواریوں اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل

*8617: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت کتنے تحصیلدار، گرداور اور پٹواری تعینات ہیں، ان کے نام مع جگہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) ضلع میں جو ملازمین عرصہ 5 سال سے ایک ہی جگہ تعینات ہیں، ان کے نام اور ایک ہی جگہ پر تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع میں اس وقت تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیاں اور ان پر تعینات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:

منظور شدہ اسامیاں	تعینات ملازمین کی تعداد
1۔ تحصیلدار 6	6 (اور ایک انڈر ٹریننگ تحصیلدار تعینات ہے)
2۔ نائب تحصیلدار 31	21
3۔ گرداور 46	34
4۔ پٹواریان 306	303

اس وقت نائب تحصیلداران کی 10، گرداور کی 12 اور پٹواریوں کی 3 اسامیاں خالی ہیں۔
تعینات ملازمین کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل (الف)، (ب)، (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں مندرجہ ذیل ملازمین عرصہ 5 سال سے تعینات ہیں۔

نام پٹواری	جگہ تعیناتی	تاریخ تعیناتی
ریاض علی	پٹواری حلقہ سلطان کے	28-10-1999
محمد ندیم لودھی	پٹواری حلقہ خود پور	04-03-2000
علی رضا	پٹواری حلقہ مرید وال	18-01-2002
محمد اسحاق	پٹواری حلقہ ترڑہ	01-07-2001

متاثرین صحافی کالونی لاہور کی بحالی کا مسئلہ

*8843: چودھری طالب حسین: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
حکومت متاثرین صحافی کالونی موضع ہربنس پورہ لاہور کی بحالی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر کالونیز:

حکومت پنجاب کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے صحافی کالونی کی بحالی کے لئے ایک قطعہ اراضی تعدادی 952 کنال 15 مرلہ واقع موضع ہربنس پورہ لاہور صحافیوں کو الاٹ کرنے کے لئے محکمہ اطلاعات پنجاب کو منتقل کیا ہے۔

متاثرین صحافی کالونی نے عدالت عالیہ میں اس بارے میں رٹ دائر کی عدالت عالیہ کے فیصلہ کے مطابق ناجائز قابضین قرار دیا گیا۔ ناجائز قابضین کا کوئی قانونی استحقاق نہیں بنتا اب ان ناجائز قابضین نے ICA ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر رکھی ہے جس کی سماعت ہو رہی ہے عدالت عالیہ کے فیصلے کی روشنی میں عملدرآمد کیا جائے گا۔

بورڈ آف ریونیو کے احکامات پر عملدرآمد کی صورتحال

*8652: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بروئے چھٹی نمبری 2706-2002/2337-LR-I مورخہ 01-10-2002 متعلقہ عملہ فیلڈ کو ہدایت کر رکھی ہے کہ مشترکہ کھاتہ جات کو تقسیم کر دیا جائے، اگر ہاں تو اس سلسلے میں اب تک ایسے کتنے کھاتہ جات کو تقسیم کیا جا چکا ہے اور ان کی تحصیل وار تفصیل کیا ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقسیم زمین کے کیسوں کے لئے ریونیو افسر حلقہ دفعہ 135 تا 150 کے تحت کارروائی کرتا ہے، اگر ہاں تو کیا یہ درست ہے کہ اس قانون کو مقدمے کو نمٹانے کے لئے کسی مدت کا تعین نہیں کیا گیا، جس سے ریونیو افسر اپنی صوابدید یا سیاسی اثر و رسوخ سے انہیں لٹکائے رکھتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض ریونیو افسر عدالتی کاموں کے لئے بہت کم وقت نکالتے ہیں جس کی وجہ سے کئی کئی ماہ تک ایسے کیسوں پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی، اگر ہاں تو ایسے افسران کے خلاف کارروائی کب تک کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت ضلع اوکاڑہ کی مختلف تحصیلوں میں چھ ماہ سے زائد زیر کارروائی ایسے کیسوں کی فوری disposal کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) چیف ایگزیکٹو کی زیر صدارت ہونے والے اجلاس مورخہ 7۔ اگست 2000 میں مشترکہ کھاتہ جات کی تقسیم کا حکم دیا گیا جن کا ذکر بورڈ آف ریونیو کی چھٹی مذکور میں ہے اس کے جواب میں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بذریعہ مراسلہ نمبری

LCM1110/2000-19-07 مورخہ 9-دسمبر 2000 وفاقی حکومت کی توجہ لینڈ ریونیو ایکٹ 1967 کی دفعات 135 تا 150 کی طرف مبذول کروائی جن کے تحت مشترکہ کھاتہ کی تقسیم کے لئے افسر مال کارروائی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس بارے میں شریک کھاتہ درخواست نہ کریں لہذا بورڈ آف ریونیو پنجاب کی چٹھی مذکور مورخہ یکم اکتوبر 2002 پر عملدرآمد لینڈ ریونیو ایکٹ کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے۔

(ب) مشترکہ کھاتہ جات کی تقسیم کے مقدمات کی سماعت اور فیصلہ AC-I تحصیلدار یا اس سے بالا افسر مال کے دائرہ اختیار میں ہے اور فیصلہ لینڈ ریونیو ایکٹ کی دفعات 135 تا 150 کے مطابق کرنا ہوتا ہے قانون میں ایسے مقدمات کے فیصلہ کرنے کے واسطے کوئی خاص مدت مقرر نہ کی گئی ہے افسر مال ہر کیس کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ریونیو آفیسر عدالتی امور جلد از جلد نمٹانے کے پابند ہیں غیر ضروری تاخیر کی صورت میں متاثرین فریق بورڈ آف ریونیو سے رجوع کر سکتا ہے۔

(د) ضلع ہذا کی مختلف تحصیلوں میں تقسیم اراضی کے 139 مقدمات 6 ماہ سے زائد عرصہ کے زیر التواء ہیں ان مقدمات کی جلد ڈسپوزل کے لئے تحصیلداران کو ہدایت ہو چکی ہے۔

فیصل آباد میں محلہ خالد آباد و محلہ نوابانوالہ کے مکینوں کے لئے مالکانہ حقوق کا مسئلہ

*8911: رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 220 ر-ب تحصیل سٹی ضلع فیصل آباد کے رقبہ خالد آباد (ہرچرن پورہ) اور رقبہ بحد چک نمبر 220 ر-ب تحصیل سٹی ضلع فیصل آباد پر محلہ نوابانوالہ آباد ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر دو محلہ جات میں کم از کم 1700 گھر / مکان عرصہ 45 سال سے آباد ہیں اور یہ رقبہ ملکیتی حکومت پنجاب ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ محلہ جات کے مکین اپنے زیر قبضہ سرکاری رقبہ کی مناسب قیمت ادا کر کے مالکانہ حقوق حاصل کرنے کو تیار ہیں بلکہ مقامی ریونیو حکام کو

متعدد بار درخواست گزار ہوئے ہیں؟

(د) کیا حکومت درج بالا محلہ جات کے مکینوں سے بعد ادائیگی / وصولی رقم زیر قبضہ رقبہ مالکانہ حقوق قابضین کو دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو فیصل آباد یہ درست ہے کہ محلہ خالد آباد کی آبادی چک نمبر 220ر۔ب کے مربع 91 ملکیتی صوبائی حکومت پر واقع ہے جبکہ آبادی محلہ نوابانوالہ چک نمبر 222ر۔ب مربع نمبر 49 میں فیصل آباد میں واقع ہے۔ یہ آبادی زیادہ تر رقبہ صوبائی حکومت پر ہے جبکہ چند احاطہ جات مرکزی حکومت کی ملکیت (متروکہ غیر مسلم میں) ہر دو چکوک متذکرہ اندر حدود تحصیل سٹی ضلع فیصل آباد ہیں۔

(ب) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو فیصل آباد اس حد تک درست ہے کہ محلہ خالد آباد اور نوابانوالہ کی آبادی کافی عرصہ سے قائم ہے۔

(ج) قابضین رقبہ بورڈ آف ریونیو کو درخواست گزار سکتے ہیں۔ اس درخواست کا فیصلہ پالیسی کے مطابق کیا جائے گا جب کوئی درخواست بورڈ آف ریونیو میں موصول ہو گی اس پر فوری کارروائی کی جائے گی اور اگر قانونی رکاوٹ نہ ہوئی تو ان لوگوں کو ضرور accommodate کیا جائے گا۔

(د) اس کا جز (ج) ہی تصور کیا جائے۔

لاہور میں تحصیلداروں / نائب تحصیلداروں کی اسامیاں اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8892: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس شعبہ جات کی ہیں؟

(ب) ان سامیوں پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور لاہور میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان میں سے جو ملازمین اپنے اصل گریڈ کی بجائے ہائر گریڈ کی اسامیوں پر کام کر رہے

ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ یا قانونی کارروائیاں کس کس بناء پر چل رہی ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کے سال 05-2004، 06-2005، اور 07-2006 کے اخراجات بابت تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے بیان کریں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع لاہور میں تحصیلداروں کی منظور شدہ 6 اسامیاں ہیں ان میں سے دو محکمہ مال کی، دو بندوبست اور دو اشتمال کی ہیں۔ نائب تحصیداروں کی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مطلوبہ تفصیل ضمیمہ (الف) اور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ملازمین میں سے کوئی ملازم اپنے اصل گریڈ کی بجائے ہائر گریڈ کی اسامی پر کام نہیں کر رہا۔

(د) ضلع لاہور میں تحصیلداروں کے خلاف کوئی محکمانہ قانونی کارروائی زیر التواء نہ ہے جبکہ نائب تحصیداروں کی محکمانہ قانونی کارروائی کے بارے میں تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع لاہور میں تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کے اخراجات کی تفصیل ضمیمہ (ج) اور ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں قانونگو / پٹواریوں کی اسامیاں و دیگر تفصیلات

*8893: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں قانونگو اور پٹواریوں کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ج) ان میں سے جو ملازمین اپنے اصل گریڈ کی بجائے ہائر گریڈ میں کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(د) ان میں کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ یا قانونی کارروائیاں کس کس بناء پر ہو رہی ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کے سال 05-2004، 06-2005، اور 07-2006 کے تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کے اخراجات بتائیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع لاہور میں قانونگو کی کل منظور شدہ 46 اسامیاں ہیں اور ٹپواریان کی مظور شدہ اسامیاں 306 ہیں۔

(ب) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوئی بھی ملازمین اپنے اصل گریڈ سے ہائر گریڈ میں کام نہ کر رہا ہے۔

(د) کل 31 ملازمین کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ)

سال 05-2004	1,60,78,000/- روپے
سال 06-2005	1,80,85,390/- روپے
سال 07-2006 (سات ماہ)	1,69,07,100/- روپے

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

ایوان میں اپوزیشن کے رویے کی پُرزور مذمت

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آج کے اس اجلاس میں جو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے افسوسناک صورتحال پیدا کی گئی اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان میں اپوزیشن نے جو رویہ اپنایا میں اس کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس نے رولز آف پروسیجر کے تابع چلنا ہے۔ یہ معزز ایوان آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ آپ نے بالکل صحیح فیصلہ صادر فرمایا اور آپ نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ کہا کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر رولز کے مطابق نہیں بنتا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے لیڈر آف دی اپوزیشن کو کھلی دعوت ہے کہ آپ رولز آف پروسیجر اٹھا کر دیکھیں، relevant rules پڑھیں اور پڑھ کر آپ بتائیں کہ کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ جوڈیشل فیصلہ آپ کی طرف سے نہیں ہو سکتا تھا ہم آپ کے اس فیصلے کی پرزور تائید بھی کرتے ہیں اور آپ کو خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ گزشتہ ساڑھے چار سال کے دوران اپوزیشن نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ وہ ہاؤس اپنی مرضی کے مطابق چلائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ساری دنیا پر عیاں ہے کہ ادارے کسی شخص یا کسی جماعت کے تابع نہیں چلتے بلکہ ان کو قواعد وضوابط کے مطابق ہی چلایا جاتا ہے۔ آپ نے بڑے تحمل اور بردباری کے ساتھ ساڑھے چار سال اپوزیشن کے غیر جمہوری رویے کو بھی برداشت کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی بردباری کا بہت اعلیٰ ثبوت ہے جس کا ہم پھر ایک دفعہ اعتراف کرتے ہیں۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے بار بار گو مشرف گو کے نعرے لگانا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ حرکت ہے جو انہوں نے آج پہلی بار نہیں کی بلکہ وہ گزشتہ ساڑھے چار سال مسلسل اس کوشش میں رہے اور ان کی یہ کوشش رہی کہ اداروں کو کسی طرح سے ختم کیا جائے۔ میں اس بات کو یہاں پر دہرانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد جنرل پرویز مشرف صاحب کی یہ سیاسی بصیرت کا نتیجہ ہے کہ آج یہ ادارے اپنی آئینی مدت کو پوری کر رہے ہیں اگر اپوزیشن کی خواہش پر عمل ہوتا تو شاید یہ ادارے کبھی بھی اپنی آئینی مدت پوری نہ کرتے اور اپوزیشن کی خواہش کے مطابق یہ کب کے ختم ہو چکے ہوتے لیکن جنرل پرویز مشرف کے تدبر کا نتیجہ ہے کہ یہ ادارے اپنی آئینی مدت پوری کر رہے ہیں۔ جہاں تک گو مشرف گو کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب اپوزیشن کو اس حقیقت کا بھی اعتراف کر لینا چاہئے کہ گزشتہ ساڑھے چار سال کے دوران ان کے گو مشرف گو کہنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ اس ملک میں موجود ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان اداروں کے ساتھ ساتھ جنرل پرویز مشرف بھی اپنی آئینی مدت پوری کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں اس بات کو بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ نے ہاؤس کا ایجنڈا دیکھا اور معزز پریس نے بھی دیکھا کہ آج گورنمنٹ بزنس بالکل نہیں ہے آج کا ایجنڈا صرف اور صرف اپوزیشن کے مطالبے پر ہم نے ایگریکلچر پر عام بحث رکھی تھی لیکن انہوں نے بائیکاٹ کر دیا اور اپنے دیئے ہوئے ایجنڈے کو بھی وہ آگے چلانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم ان کے اس رویے کی بھی مذمت کرتے ہیں اور ہم ان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ خدا کے لئے انہیں اگر ان اداروں کا پاس نہیں ہے تو کم از کم اپنی commitment کا پاس کر لیں کہ اگر ان کی طرف سے مطالبہ پر یہ ایجنڈا دیا گیا تھا تو ان کو پھر اس ایجنڈے کا حصہ بننا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! آج صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو صورتحال رہی ہے میں اس کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر دو حوالوں سے تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک وکلاء پر تشدد کیا گیا اور دوسری یہ کہ آج وکلاء کی صوبے میں ہڑتال رہی ہے۔ میں سب سے پہلے تشدد کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت نے وکلاء برادری کی بہتری کے لئے اور بار ایسوسی ایشن کی فلاح و بہبود کے لئے جو اقدامات کئے ہیں شاید اس صوبے کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہمارے دل میں اور موجودہ حکومت کے دل میں وکلاء برادری کا انتہائی احترام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم وکلاء برادری سے بجا طور پر اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ جو اس معاشرے میں ان کا ایک مقام ہے، جو ان کا سٹیٹس ہے، جو ان کا ایک کردار ہے اور جو اس صوبے کی عوام ان سے توقع کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وکلاء برادری کو بھی اس کا احساس ہونا چاہئے اور ان کو اسی کے مطابق مظاہرہ کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ریکارڈ کی بات ہے کہ صوبے میں دفعہ 144 نافذ ہے اور جلوسوں پر پابندی ہے اور ایک عام شہری سے ہم کیا گلہ کر سکتے ہیں جب ایک وکلاء برادری جن سے ہم قانون کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، جن کی طرف سے ہم قانون کی پابندی کی بات کرتے ہیں اور جن کی طرف سے ہم آئین کی بالادستی کی بات منسوب کرتے ہیں انہی کی طرف سے اگر قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ افسوسناک بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ آج صوبے میں دفعہ 144 نافذ تھی اور لاہور میں چند وکلاء نے جلوس نکالنے کی کوشش کی Law Enforcing Agencies نے انہیں اس بات سے منع کیا اور وکلاء برادری کی طرف سے پولیس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی جس کی میں سمجھتا ہوں کہ ہم وکلاء برادری سے یہ قطعی طور پر توقع نہیں کرتے تھے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ہڑتال کا تعلق ہے میں دعوے کے ساتھ یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں آج بھی اس وقت اگر ہائی کورٹ کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں میں صرف لاہور کی بات کرتا ہوں تو 90 فیصد کیسوں میں وکلاء کی طرف سے حاضریاں لگی ہوئی ہیں اور وہ عدالتوں میں پیش ہوئے ہیں اپنی حاضری لگائی ہے اور اس کے بعد نکل گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وکلاء برادری نے بالعموم ہڑتال کا نوٹس نہیں لیا اور ہڑتال میں شامل نہیں ہوئے یہ عدالتی ریکارڈ اس بات کا شاہد ہے یہ میرے کہنے کی بات نہیں ہے اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ وکلاء نے ہڑتال کی تو میرے پاس پورے صوبے کا ریکارڈ موجود ہے کہ ایک ایک جج کے پاس کیا Cause List تھی اس میں کتنے وکلاء نے حاضری لگائی حاضری کے بعد آگے وکیل کا عدالت میں پیش ہونا وہاں اپنی حاضری لگا دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہوں نے جو ہڑتال کی کال دی تھی اس پر کوئی کان نہیں دھرے اور انہوں نے اپنا ایک پروفیشنل کردار ادا کیا۔

جناب سپیکر! میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا اور اس کو میں ریکارڈ کا حصہ بنانا چاہتا تھا کہ وکلاء برادری نے اجتماعی طور پر صوبے میں اکثریت کے ساتھ عدالتوں میں حاضری دی ہے اور انہوں نے عدالتی بائیکاٹ کو کامیاب نہیں کیا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ پہلا نوٹس 856 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ یہ جمعرات تک کے لئے pending کر لیا جائے۔ لہذا اس کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا نوٹس حاجی محمد اعجاز صاحب کی طرف سے ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس کو بھی جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں یہ تحریک استحقاق نمبر 7 جہانزیب راؤ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، راؤ صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ای ڈی او (آر) شیخوپورہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

جناب جہانزیب راؤ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 19۔فروری 2007 کو ای ڈی او (آر) شیخوپورہ کے پاس گیا اور ان سے اپنے حلقہ کے تعینات نیاز پٹواری حلقہ ونڈالہ دیال شاہ فیروز والا، شیخوپورہ کے بارے میں ان سے کہا کہ یہ پٹواری اسی حلقہ میں کافی عرصہ سے تعینات ہے۔ اس کو آپ نے کرپشن اور دیگر الزامات کے تحت متعدد دفعہ suspend کیا ہے اور ہر دفعہ سفارش پر بحال کر کے دوبارہ اسی حلقہ میں تعینات کر دیا ہے جبکہ میرے حلقہ کی اکثریت اس پٹواری کے خلاف ہے مجھے اس کی کرپشن اور دیگر غیر قانونی کارروائیوں کے خلاف شکایات لوگوں کی طرف سے آئی ہیں اس کے باوجود اس کو وہاں سے ٹرانسفر نہ کیا جا رہا ہے۔ میری اس بات سے وہ آپے سے باہر ہو گئے مجھ سے ترش اور گستاخانہ لہجے میں بات شروع کر دی کہ آپ کون ہوتے ہیں سرکاری کاموں میں مداخلت کرنے والے یہ میری مرضی ہے کہ میں جس کو چاہوں جہاں مرضی پوسٹ کروں اور جہاں چاہوں ٹرانسفر کروں۔ میں آپ کا اور آپ کے حلقہ کی عوام کا خیر خواہ نہیں ہوں بلکہ اپنے مفادات کو پیش نظر رکھ کر پوسٹنگ اور ٹرانسفر کرتا ہوں۔ آپ میرے دفتر سے فوراً نکل جائیں۔ ان کے اس ترش اور گستاخانہ لہجے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! چونکہ یہ افسر ایس اینڈ جی اے ڈی کے under آتا ہے اس لئے اس کا جواب ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے میں دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! میں نے ان کی تحریک سنی بھی ہے اور اس کا جواب بھی پڑھا ہے لیکن اس کا بہتر حل یہ ہے اور میں اپنے بھائی سے درخواست بھی کروں گا کہ مجھے تھوڑا موقع دیں۔ میں نے اس افسر کو بلایا ہوا ہے میں ان کی بات کرواتا ہوں اور ان کی غلط فہمی دور کروا دیتا ہوں۔ اس کے بعد اگر کوئی شکایت ہو تو یہ دوبارہ لے آئیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، راؤ صاحب! وزیر صاحب کی بات ٹھیک ہے۔

جناب جہانزیب راؤ: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں ان کو اپنی شکایت بتا دیتا ہوں اور اگر دور نہ ہوئی تو دوبارہ معاملہ take up کر لیں گے۔ براہ مہربانی! اس کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک آئندہ Monday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محمد وقاص صاحب کی طرف سے ہے ان کی بھی درخواست آئی ہے کہ اسے بھی pending کر دیا جائے لہذا یہ بھی جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 9 رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب کی ہے۔ جی، رائے صاحب! اپنی تحریک پڑھیں۔

ڈی او (آر) اوکاڑہ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

رائے عمر فاروق خان کھرل: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ میں اپنے حلقہ کے مسائل کے حل کے لئے راؤ محمد طارق ڈی او (آر) اوکاڑہ کے دفتر گیا۔ جب میں دروازہ کھول کر دفتر کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ڈی او (آر) اپنے مہمانوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا جس نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ جس پر میں نے بتایا کہ میں ضروری کام سے آیا ہوں، آپ سے اہم معاملات پر بات کرنا چاہتا ہوں تو اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے انتہائی ہتک آمیز لہجہ میں کہا کہ میں نے آپ کو دعوت نامہ نہیں دیا کہ میرے دفتر آ جاؤ اس وقت میں فارغ نہیں ہوں۔ جب وقت ملے گا، بات کروں گا۔ کافی دیر انتظار کرنے کے بعد میں نے دوبارہ متوجہ کیا اور اپنا مدعا بیان کرنے لگا۔ اس پر پھر مذکورہ آفیسر سیخ پا ہو کر بولا میں آپ کا ذاتی ملازم نہ ہوں۔ آپ کی ہر بات سنتا پھروں۔ تب میں نے کہا میں عوامی نمائندہ ہوں اپنے حلقہ کے مسائل کے حل کے لئے دفاتر میں جانا پڑتا ہے اب بھی اسی لئے آپ کے دفتر میں آیا ہوں۔ اس پر ڈی او (آر) مزید سیخ پا ہو گئے اور کہنے لگا۔ میں جانتا ہوں کہ میرے فرائض منصبی کیا ہیں، میرا جو جی چاہتا ہے میں وہ کرتا ہوں۔ آپ کا غلام نہ ہوں۔ آپ میرا جو کچھ بگاڑنا چاہتے ہیں بگاڑ لیں۔ آپ میرے جیسے آفیسر کا کیا کر سکتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ استحقاق کمیٹی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اب تم میرے دفتر سے دفع ہو جاؤ۔ مذکورہ آفیسر کے اس ہتک آمیز اور ناروا سلوک سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان

میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی!

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! میں اپنے عزیز م سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے جواب تو بڑا خوبصورت لکھ کر دیا گیا ہے۔ میں نے اس افسر کو بھی بلایا ہوا ہے اگر یہ چاہیں تو ان کی جو بھی غلط فہمی ہے اس کو دور کر لیتے ہیں۔ اگر یہ کہیں تو میں جواب پڑھ دیتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں فاضل دوست کا بڑا احترام ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو بھی pending کر لیتے ہیں۔ چودھری صاحب اس افسر کو بلا لیتے ہیں۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! اس افسر کو بلایا ہوا ہے۔

رائے عمر فاروق خان کھرل: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے اس کو بلایا ہوا ہے، ہو سکتا ہے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! ہم ان کا مسئلہ حل کروائیں گے۔ ورنہ مجھے اس کا جواب پڑھنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلے تو پولیس کا مسئلہ ہوتا تھا کہ ایم پی اے کو صرف پولیس کے ہاں عزت نہیں ملتی تھی اب ریونیو ڈیپارٹمنٹ بھی اسی ڈگر پر چل پڑا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب والا! اس نے جو جواب بھجوایا ہے وہ یہ ہے کہ فاضل ممبر صاحب جب بھی ہمارے دفتر میں تشریف لاتے ہیں میں ہمیشہ ان کے ساتھ انتہائی عزت اور احترام کے

ساتھ پیش آتا ہوں اور حتی المقدور ان کے مسائل سننے کے بعد ان کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ان کے شایان شان مکمل پروٹوکول دیتا ہوں۔ فاضل ممبر صاحب نے اپنی تحریک استحقاق میں جو باتیں درج کی ہیں ایسی باتیں تو ہم عام سائل کے ساتھ بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہماری کوئی جرأت ہے اور فاضل ممبر کے ساتھ ہم ایسی بات کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ فاضل ممبر صاحب ہمارے لئے نہایت قابل احترام ہیں اور میں بڑے ہی ادب کے ساتھ جواب پیش کر رہا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میں نے اس کو بلایا ہوا ہے ابھی میں ان کی آمنے سامنے بات کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! اس کو کل تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔

رائے عمر فاروق خان کھرل: جناب سپیکر! اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ وزیر صاحب سے مل لیں میں اسے dispose of نہیں کر رہا۔ میں اسے کل تک کے لئے pending کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 939 رانا مشہود احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ محرک چونکہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار حاجی محمد اعجاز صاحب، رانا آفتاب احمد خان، ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ بھی تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔۔۔ شیخ صاحب! وزیر کلچر 20 تاریخ تک ملک سے باہر ہیں اس لئے اس کو pending لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اس کو pending کر لیں اور اس کے آگے میری اور تحاریک التوائے کار ہیں میں ان کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ اپنی ٹرن پر ہی پڑھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک 22 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک محترمہ ثمینہ

نوید صاحبہ کی طرف سے ہے ان کی طرف سے بھی درخواست آئی ہے کہ اسے بھی pending کر دیا جائے۔ لہذا یہ تحریک جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک بھی جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے بھی درخواست ہے لہذا یہ تحریک بھی بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 963 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی درخواست آئی ہے لہذا یہ تحریک بھی بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose ہوئی۔ اگلی تحریک 970 حاجی محمد اعجاز صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب، ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 972 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 973 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 975 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 980 رانا آفتاب احمد خان صاحب، ملک اصغر علی قیصر صاحب، حاجی محمد اعجاز صاحب۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک نمبر 984 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔۔۔ ان کی طرف سے دخواست آئی ہے لہذا بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک موشن ہے اور آپ نے مجھے کہا تھا کہ میں اس کو take up کروں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کل take up کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری کافی تحاریک pending ہیں صرف ایک تحریک take up کر لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کل take up کر لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر زراعت پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر زراعت کی تقریر سے ہو گا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اپنے نام کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ راجہ صاحب! میرا خیال یہ ہے کہ کیونکہ یہ بڑا اہم issue ہے زراعت پر بحث ہونی ہے اور پورے ملک بلکہ خاص طور پر صوبہ پنجاب کی 80 فیصد آبادی کا دارومدار بھی زراعت پر ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بھی جب ایوان میں بیٹھی ہو گی لہذا اسے آئندہ Monday تک کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ لودھی صاحب! آپ کا شکریہ

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ جو آپ نے pending کر دیا ہے اچھی بات ہے لیکن اس بحث میں حصہ لینے کے لئے بڑا بڑھ چڑھ کر انہوں نے آپ کے سامنے یہ امید کی تھی کہ ہم اس بحث میں حصہ لیں گے۔ ان کو اس بات کا احساس دلانے کے لئے میں پچھلے ہاؤس میں بھی اور ہر ہاؤس میں کوشش کرتا ہوں کہ زراعت بہت اہم موضوع ہے اور ہم نے تین سال بڑی اچھی پراگرس کی ہے لیکن مجھے افسوس یہ ہوا کہ خود ہی انہوں نے insist کر کے دن مقرر کیا اور اس کے بعد ایک آئینی issue پر وہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ اگر وہ معاملہ ہے تو وہ آئین اور قانون کا ہے اور قانون کے مطابق ہی اس کا فیصلہ ہونا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے آئینی issue پر بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ بغیر کسی وجہ کے ہی بائیکاٹ کر گئے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! لیکن وہ اس بحث میں تو حصہ لیتے تاکہ لوگوں کو بھی علم ہوتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس کل بروز منگل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

687

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13-مارچ 2007

1- تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2- سوالات (محکمہ جات محنت وانسانی وسائل)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جاچکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 6-مارچ 2007 کے ایجنڈے سے زیر التواء قرارداد)

(موجودہ قراردادیں)

689

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

منگل،13-مارچ2007

(یوم الثلاثہ،23-صفر المظفر1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا
وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (69) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (70) يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (71)
اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ
اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا
جَهُوْلًا (72)

سورة الأحزَاب آيات69 تا72

مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنھوں نے موسیٰ (کو عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے ان کو بے عیب ثابت کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے (69) مومنو! خدا سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو (70) وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا (71) ہم نے (بار) امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو

انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل تھا (72)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ محنت وانسانی وسائل سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج پاکستان بار کونسل، پنجاب بار کونسل اور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشنز اور پورے صوبہ پنجاب میں اور پورے ملک میں یوم سیاہ منارہی ہیں۔یہ وہ باڈیز ہیں جو اس ملک کی وکلاء برادری کی منتخب نمائندہ ہیں۔وکلاء برادری by profession اس ملک میں rule of law کی پاسدار ہیں وہ آئین کی حکمرانی اور rule of law کے لئے ہر وقت committed رہتی ہیں تو آج اس سانحہ پر کیونکہ اس ملک میں ایک فرد واحد سیاست بھی کرتا ہے، عدالت بھی لگاتا ہے، خارجہ پالیسی اور داخلہ پالیسی کو بھی وہی چلاتا ہے---

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے---

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر مکمل تو ہونے دیں اس کے بعد پھر آپ بتائیں کہ---

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کو مکمل کیا ہونے دوں یہ تو پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ پوائنٹ آف آرڈر مکمل تو ہونے دیں۔

جناب سپیکر: یہ رولز کے مطابق ہی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ میری بات مکمل ہونے سے پہلے فیصلہ کر رہے ہیں۔آپ جنرل مشرف جیسا رویہ تو نہ اپنائیں---

جناب سپیکر: یہ آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: آپ قواعد وضوابط کے مطابق بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! قواعد وضوابط تو یہ کہتے ہیں کہ میری بات آپ مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے اس ایوان کے اندر آپ کو ایک ایک گھنٹہ تقریر کا موقع بھی دیا ہے لیکن اگر آپ قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بات کریں گے تو اس کے لئے میں موقع نہیں دوں گا۔Sorry جناب ارشد محمود بگو صاحب!(قطع کلامیاں)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے کل بھی بڑی درد مندی کے ساتھ آپ سے یہ درخواست کی تھی کہ اس اسمبلی کے جو پچھلے چار سال گزرے ہیں ان میں بہت سے ایسے مواقع آئے کہ آپ نے رولز سے ہٹ کر یہاں پر تقریریں کروائیں۔ ہمیں بھی موقع دیا، گورنمنٹ کے لوگوں کو بھی موقع دیا اور بڑی دانشمندی کے ساتھ آپ نے بڑےcritical دور میں بھی اس ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلایا۔

جناب سپیکر! کل کیا ہونا تھا۔ ہم نے بات کرنی تھی اور گورنمنٹ نے اس کا جواب دینا تھا۔ اگر آپ نے ہمیں موقع نہیں دیا اور بعد میں راجہ بشارت صاحب کو موقع دیا اور انہوں نے اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی۔ اگر یہ معاملہ کل اسی طرح سےsettle ہو جاتا۔

جناب سپیکر! مجھے تو کل ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے گورنمنٹ کے ہمارے بھائیوں کو یہ پلاننگ کے ساتھ سکھایا گیا تھا اور خواتین کو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ نے جنرل پرویز مشرف کی تصویر کے پمفلٹ لے کر آنے ہیں اور یہ دکھانے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اس ملک کے چار ستون ہیں۔ عدلیہ چوتھا ستون ہے اور وہcentral pillar ہے۔ ایک فرد کے اس رویے سے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: اسpillar کو گرا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسissue کو، راجہ بشارت کی کل کیstatement کے مطابق نوے فیصد وکلاء کل عدالتوں میں پیش ہوئے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں وکیلوں نے اتنا بڑا احتجاج کبھی نہیں کیا۔ کل پورے پاکستان کی عدالتوں میں ایک وکیل بھی پیش نہیں ہوا تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

رانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ بگو صاحب! آپ کا یہ کہنا کسی حد تک ٹھیک ہے کہ اس ایوان کے اندر کئی دفعہ ایسا موقع آیا کہ میں نے قواعد و ضوابط سے ہٹ کے آپ دوستوں کو بات کرنے کا موقع دیا لیکن میں وثوق اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب سے میں اس Chair پر بیٹھا ہوں اس ایوان کے اندر میں نے کسی ہائی کورٹ کے جج، کسی چیف جسٹس یا صدر پاکستان پر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ آج بھی آپ جو بات کر رہے تھے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لیکن میں نے آپ کو سنا۔ آپ اگر چیف جسٹس کو زیر بحث لائیں گے یا صدر پاکستان کو زیر بحث لائیں گے، جس کی اسمبلی کے قواعد و ضوابط اجازت نہیں دیتے، اس کی میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا کیونکہ اس Chair پر بیٹھے مجھے پتا ہے کہ کون سا ایسا بزنس ہے جس کی میں اجازت دوں تو ہاؤس smoothly چلے گا اور کون سی ایسی بات یا ایسا issue ہے کہ اگر اس کی میں اجازت دوں گا تو ہاؤس میں بدامنی کی فضا پیدا ہو گی اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں ہاؤس کو smoothly چلاؤں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [****]

جناب سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کی توجہ Article. 19. of the Constitution of Pakistan کی طرف دلواؤں گا۔ اس میں

> **Freedom of Speech:** Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression and there shall be freedom of the press, subject to any reasonable restrictions imposed by law....

جناب سپیکر! یہاں پر issue یہ ہے کہ This is a legislative body یہ اسمبلی قانون بناتی ہے اور interpretation of law, that is the job of the Judiciary. اب آپ دیکھیں This is also a supreme body. جو لوگ قانون بنا رہے ہیں کیا ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ اگر قانون میں کوئی violation یا illegal کام ہو رہا ہے تو آپ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

Custodian of the House ہیں، آپ نے ہمارا تحفظ کرنا ہے۔ کیا irregularity ہو رہی ہو۔ آپ چیف جسٹس کو چھوڑ دیں is he not a citizen of Pakistan? کیا وہ پاکستان کا شہری نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ 19 میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ آپ جسٹس یا چیف جسٹس کو زیر بحث لا سکتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Every citizen, I am a citizen. I have a freedom of speech. اگر میں اس ہاؤس میں بات نہیں کر سکتا۔ آپ کہتے ہیں freedom، آپ کے ایم پی اے کو آج anti terrorist court میں لے گئے ہیں، سردار لطیف کھوسہ کا سر پھاڑ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: قواعد و ضوابط کہتے ہیں کہ آپ کسی چیف جسٹس یا کسی جج کو اس ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے تو چیف جسٹس کی بات ہی نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ سے تو کم از کم یہ توقع نہیں ہونی چاہئے کیونکہ آپ تو ماشاء اللہ بڑے اچھے پڑھے لکھے پارلیمنٹیرین ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں آئین اور رولز کے مطابق بات کر رہا ہوں۔ میری بات تو سن لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم اپوزیشن کے رکن آفتاب صاحب نے آزادی رائے کے بارے میں جو آرٹیکل 19 پڑھا ہے اور آخری فقرہ ہلکا سا پڑھ کر چپ کر گئے کہ Subject to any reasonable restrictions of the law. آپ نے جو restrictions لگائی ہیں جو یہاں رولز بنے ہوئے ہیں وہ reasonable restrictions ہیں وہ انہیں violate کرنا چاہتے ہیں اور نہیں violate کرنے دیتے، میں آپ کا مشکور ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کل وکلاء کا جو جلوس نکلا ہے وہاں سینئر وکیل اور سینیٹر لطیف کھوسہ صاحب کا سر پھاڑ دیا گیا۔ ہمارے ایک ایم پی اے کو اسمبلی آنے سے روکنے کے لئے ان کے خلاف اے ٹی اے کے تحت پرچہ درج کر دیا گیا۔ کیا ہم اس کو discuss نہیں کر سکتے ہیں۔ اس میں سپریم کورٹ یا سپریم جوڈیشل کونسل کا کیا ذکر ہے۔ میں نے تو آپ کو بتایا تھا کہ آپ یہ دیکھیں کہ وکلاء بہت اہم ستون ہیں جو officers of the court ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی یہ بات سنی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر کیا ایکشن ہوا ہے۔ آج یوم سیاہ ہے اور پولیس کے اس رویے پر احتجاج ہے اور اگر یہی حال رہے گا اور آپ دیکھیں کہ [*******]

جناب سپیکر: پھر آپ وہی بات کر رہے ہیں۔ یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ میں اس پر قطعاً بحث کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے معزز دوست کل بھی بلاوجہ جذباتی ہو گئے تھے اور آج بھی جذباتی ہو کر بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل بھی آپ کی رولنگ قواعد و ضوابط کے مطابق تھی اور آج بھی جو آپ نے ابھی ارشاد فرمایا وہ بھی قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔ میرے بھائی نے آرٹیکل 19 کی بات کی ہے اور ایک citizen کے right کی بات کی ہے۔ آپ اس معزز ایوان میں ایک citizen کے طور پر نہیں بلکہ آپ کو اگر بات کرنی ہے تو ہاؤس کے قواعد و ضوابط کے مطابق کرنی ہے۔ آپ نے آئین کے کسی آرٹیکل کی رو سے بات نہیں کرنی۔ میں نے کل بھی یہ کہا تھا آج پھر اس بات کو دہراتا ہوں کہ ہاؤس قواعد و ضوابط کے مطابق چلتا ہے اور اگر جناب سپیکر کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ رانا صاحب نے فرمایا کہ پورے ملک کی بار ایسوسی ایشنز اس وقت احتجاج کر رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ احتجاج کرنا ان کا حق ہے وہ کریں لیکن آپ کے مدنظر ساتھ

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہی ایک بات ضرور رہنی چاہئے کہ یہ صرف موجودہ حکومت ہی ہے جس نے تمام بار ایسوسی ایشنز، سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن سے لے کر تحصیل بار ایسوسی ایشنز تک ہر بار ایسوسی ایشنز کو across the board, irrespective of the political affiliation گرانٹ اور ایڈ دے کر انہیں مضبوط ادارہ بنایا۔ میں آج پھر یہ بات دہرانا چاہوں گا کہ جسٹس عبدالقیوم صاحب کی پاکستان مسلم لیگ (ن) گروپ کے ساتھ commitment ہے اس بات سے آپ کو بھی انکار نہیں ہے اور مجھے بھی انکار نہیں ہے۔ وہ خود پرائم منسٹر صاحب کے پاس گئے اور 10 کروڑ روپے کی گرانٹ لے کر آئے۔ چیف منسٹر چودھری پرویز الٰہی کے پاس گئے اور میرے سامنے 5 کروڑ روپے کی گرانٹ لے کر آئے۔

ایک معزز ممبر حزب اختلاف: وہ لوٹے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جسٹس قیوم صاحب لوٹے ہیں؟ آپ درست فرما رہے ہیں۔ اپوزیشن کہہ رہی ہے کہ وہ لوٹے ہیں۔ میں آپ کی بات کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں اور میں حقائق کی بات کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلی حکومت ہے جس نے ہماری وکلاء برادری کی بہتری اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے فری علاج کی سہولتیں مہیا کیں، اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ وکلاء برادری کے حوالے سے کوئی confusion پیدا کرنا چاہتے ہیں تو وہ قطعی طور پر غلط ہے۔ آپ میری پوری بات سن لیں۔ (قطع کلامیاں)

بگو صاحب! میری بات سے تو آپ اتفاق کر رہے ہیں۔ میں تو وہ باتیں کر رہا ہوں جس سے ارشد بگو صاحب اور اپوزیشن کے اراکین اتفاق کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے لاء منسٹر کو floor دیا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ اشرف سوہنا صاحب کی بات کی گئی ہے۔ میں تو وہ بات بھی کر رہا ہوں جو آپ نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھائی ہے میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔ اشرف سوہنا صاحب کو قطعی طور پر کسی بھی پولیٹیکل جلوس کے حوالے سے گرفتار نہیں کیا گیا۔ وہاں پر کوئی دہشت گردی نہیں۔ محرم کا چالیسویں کا جلوس جا رہا تھا اس کے

آگے انہوں نے ٹائر جلائے اور انہوں نے کہا کہ میں آج پورے اوکاڑہ شہر کو کربلا بناؤں گا تو کیا وہ اس ملک میں فرقہ وارانہ فسادات شروع کروانا چاہتے ہیں؟ یہ کہاں کی سیاست ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ذمہ دار آدمی سے اس قسم کی حرکت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر! میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ سپریم جوڈیشل کونسل نے جو کرنا ہے، انھوں نے کرنا ہے۔ آج سپریم جوڈیشل کونسل کی طرف سے تمام اخبارات میں یہ آیا ہے کہ ہمارے معاملے پر بحث نہ کی جائے۔ ہمیں اپنا فیصلہ کرنے دیا جائے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی کو چلایا جائے۔ یہ ٹھیک ہے کہ انھوں نے اپنا pointاٹھا لیا ہے اور بات ہو گئی میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ اب آپ اس ایوان کی کارروائی کو آگے چلائیں؟

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ اجلاس شروع تھا اور اشرف سوہنا صاحب کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو اس کی اطلاع دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، مجھے اطلاع دی گئی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وہ گرفتار ہو چکے تھے اور کل آپ نے قاسم ضیاء صاحب کو کہا ہے کہ مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ آپ کو قاسم ضیاء صاحب نے فون کیا تو آپ نے کہا کہ مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے کہ آپ کا کوئی ایم پی اے گرفتار ہوا ہے۔ اس وقت وہ گرفتار ہو چکے تھے۔ اب میری عرض یہ ہے کہ اجلاس کے دوران آپ سے پوچھے بغیر، آپ کو اطلاع دیئے بغیر جو گرفتاری کی گئی ہے۔ اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟ مجھے اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے قاسم ضیاء صاحب کے حوالے سے بات کی ہے۔ مجھے قاسم ضیاء صاحب کا ٹیلیفون آیا تو انھوں نے بغیر کوئی نام لئے کہا کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ کسی معزز رکن کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ کسی معزز رکن کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں ابھی ابھی اسمبلی میں آیا ہوں، میں سیکرٹری اسمبلی سے بات کر کے کہ کوئی ایسی اطلاع یا لیٹر انھیں آیا ہے یا نہیں تو پھر آپ کو بتا سکتا ہوں۔ میری بس اتنی بات ہوئی تھی۔

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا گرفتاری سے پہلے متعلقہ انتظامیہ کا مجھے بتانا ضروری تھا تو رولز کے مطابق مجھے بتانا ضروری نہیں ہے کہ اگر کسی معزز رکن کی وہ گرفتاری کرتے ہیں۔ گرفتار کرنے کے بعد اطلاع دینا ضروری ہے۔ گرفتاری سے قبل بتانا ضروری نہیں ہے یعنی مجھ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جب آپ نے کہا کہ مجھے ابھی تک اطلاع نہیں ہے تو اس وقت گرفتاری ہو چکی تھی اور آپ نے قاسم ضیاء صاحب سے کہا کہ میں ابھی اسمبلی آیا ہوں جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے اور میں ابھی چیک کر کے آپ کو بتاتا ہوں کہ اپوزیشن کا کوئی رکن گرفتار ہوا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آپ نے کل سارا دن انھیں نہیں بتایا کہ آپ کا رکن گرفتار ہوا ہے یا نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ آپ اس چیز کا اعتراف کر لیں کہ آپ کو اطلاع نہیں دی گئی اور [*******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

راجہ صاحب میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میں نے جب کہا تھا کہ ابھی تک میرے پاس ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اس کے بعد اطلاع آئی تھی اور جو ڈی پی او اوکاڑہ نے لکھا تھا وہ میں کل ایوان میں پڑھنا بھی چاہتا تھا لیکن آپ چونکہ بائیکاٹ کر گئے تھے اس لئے میں آج وہ لیٹر ہاؤس میں پڑھوں گا کہ ان کو کس کیس میں چالان کیا گیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ابھی راجہ صاحب نے فرمایا ہے تو میں اس وقت تک اسمبلی کا ممبر نہیں بن سکتا جب تک میں citizen of Pakistan نہ ہوں۔ میری basic qualification ہی یہ ہے کہ میں citizen of Pakistan ہوں۔ بطور پاکستانی شہری میں ایم پی اے بنا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں کہ یہاں بات نہیں ہو سکتی۔ کیا آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ جو رولز ہیں، یہ Constitution کے تابع ہیں کہ نہیں؟ اور رولز میں clear-cut لکھا ہوا ہے کہ صدر زیر بحث آ سکتا ہے، گورنر زیر بحث آ سکتا ہے اور نہ جسٹس زیر بحث آ سکتے ہیں۔ جی، رانا ثناء اللہ خان!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ جو ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشنز اور وکلاء برادری کے احتجاج پر بات کر رہے ہیں۔ راجہ صاحب نے کہا اور آپ بھی یہ فرما رہے ہیں کہ ہم Constitution کے تابع ہیں۔ پورا ملک Constitution کے تابع ہے صرف ایک فرد واحد ہی ہے جس کے اوپر کوئی Constitution لاگو نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، آپ نے پھر وہی باتیں شروع کر دی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر اس ملک میں انصاف نہیں ہو گا تو کیا یہ ملک باقی رہ سکتا ہے۔ آپ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ دنیا میں کوئی سوسائٹی، کوئی معاشرہ اور کوئی ملک انصاف کے بغیر قائم رہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انصاف ہو گا۔ ابھی تو کورٹ میں کیس ہے۔ انشاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا بڑا سیدھا سا سوال ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ انصاف کے بغیر کوئی معاشرہ، کوئی ملک باقی رہ سکتا ہے یا نہیں رہ سکتا۔ کسی بھی ملک میں جو انصاف ہے وہ عدلیہ سے منسوب ہے اور عدلیہ چیف جسٹس کی وجہ سے پہچانی اور represent ہوتی ہے۔ پاکستان میں عدلیہ چیف جسٹس آف پاکستان سے represent ہوتی ہے۔ اب چیف جسٹس آف پاکستان کو چیف آف آرمی سٹاف نے arrest کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! قانون اور آئین سے کوئی بھی بالاتر نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ درست ہے تو پھر یہ جو Constitution کہہ رہا ہے۔ آپ ساری باتیں چھوڑ دیں کہ چیف آف آرمی سٹاف کو سیاست میں حصہ لینے کا اختیار ہے یا نہیں؟ چیف آف آرمی سٹاف صدر ہو سکتا ہے، وزیر اعظم ہو سکتا ہے، وزیر خارجہ ہو سکتا ہے۔ وہ سب کچھ ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا لیکن کس آرٹیکل کے تحت چیف آف آرمی سٹاف اور so called President نے چیف جسٹس آف پاکستان کو arrest کیا ہے۔ اس کے متعلق آپ صرف دو منٹ بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اس ایوان میں یہ matter discuss نہیں ہو سکتا۔

رانا ثناء اللہ خان: کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا اس ایوان کا انصاف سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: انصاف سے تعلق ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر ملک میں انصاف نہیں ہوگا تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ انصاف کا تقاضا ہے کہ میں اس ایوان میں صدر پاکستان پر بات نہ کرنے دوں۔ آپ میری بات سنیں۔ کل بھی بڑا اہم بزنس تھا اور زراعت پر بحث تھی۔ میں نے اس کو pending کر دیا ہے اس کو dispose of نہیں کیا کہ چلیں آج آپ بائیکاٹ کر گئے ہیں تو کل آ جائیں گے۔ آج بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ یہ سارا آپ کا بزنس ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بزنس نہیں ہے تو آپ خود ہی اپنے بزنس پر بات نہیں کرنا چاہ رہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس ہاؤس کا جو بزنس ایگریکلچر ہے وہ اس ملک میں ہے یا ملک ایگریکلچر میں ہے۔ ملک سپریم ہے یا ایگریکلچر سپریم ہے۔ آپ یہ فرمادیں۔ اب جب ملک کا بیڑا غرق ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی بیڑا غرق نہیں ہو رہا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہو رہا ہے۔ جب اس ملک میں آئین کا احترام نہیں ہوگا، جب اس ملک میں انصاف نہیں ہوگا، جب اس ملک میں ایک ہی فرد کبھی میرا تھن پر دوڑتا ہے، کبھی وہ بسنت پر بھنگڑے ڈالتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ رولز آف پروسیجر آپ کے بنائے ہوئے ہیں۔ آپ ان میں amendments کروادیں تو اس کے مطابق کارروائی چلالیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں موجود ہے کہ ایک matter جو matter of public importance ہے۔ اس پر یہاں پر بات ہو سکتی ہے اور آپ rules relax کر کے بات کروا سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قائم مقام چیف جسٹس نے اپنی observation دیتے ہوئے کہا ہے جو کہ اخباروں میں بھی آ چکا ہے کہ پرنٹ میڈیا، میڈیا اور سوسائٹی کے دوسرے طبقات اس معاملے پر اپنی رائے دینے سے پرہیز کریں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قائم مقام چیف جسٹس کے کہنے کے مطابق، ان کے آداب کے مطابق آپ بالکل صحیح کر رہے ہیں اور بالکل صحیح فرما رہے ہیں۔ یہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کی observation

آ چکی ہے کہ سوسائٹی کے کسی طبقے کو بھی اس کے اوپر اپنی کوئی رائے نہیں دینی چاہئے جو کہ ان کی judgement کو متاثر کر سکے۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ اتنے احسن طریقے سے ہاؤس کو چلا رہے ہیں لیکن مجھے اپنے اپوزیشن کے لوگوں پر افسوس ہے جو کہ اداروں کو چلنے نہیں دے رہے۔ جن کو اداروں کی توقیر نہیں ہے جو پہلے دن سے حلف لینے کے بعد سے اس پنجاب اسمبلی کو توڑنے کی بات کر رہے تھے۔ یہ کس قسم کے لوگ ہیں جو چار سال کے اندر پانچ پانچ لاکھ روپیہ public exchequer سے لے چکے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص لوگوں کی جیب سے نکلے ہوئے سرمائے، لوگوں کے دیئے ہوئے ٹیکس سے پانچ پانچ لاکھ روپیہ تنخواہ لے چکا ہے اور آج یہ صورتحال ہے کہ بزنس نہیں چلنے دے رہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ہاؤس کو in order کریں اور ان کو سمجھائیں، ان کو عقل اور شعور دیں تاکہ معاملات چل سکیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میں تمام معزز اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ پلیز! اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کی طرف سے چیف جسٹس کو آزاد کرو
اور گو مشرف گو کے نعرے)

جناب سپیکر: میری معزز اراکین سے گزارش ہے کہ پلیز! اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

رانا مشہود احمد خان: جناب سپیکر! ہمیں آپ ٹائم دیں، آپ ہمیں ٹائم کیوں نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور بات کرنے کا کوئی سلیقہ سیکھیں۔ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

ڈی پی او (اوکاڑہ) کی جانب سے جناب محمد اشرف خان سوہنا ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع

(---جاری)

جناب سپیکر: ڈی پی او اوکاڑہ کی طرف سے جو لیٹر آیا ہے جو محمد اشرف خان ایم پی اے سے متعلق ہے وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

DPO Okara, vide his letter No.3962, dated 12-3-2007, has communicated intimation about the arrest of Mr

Muhammad Ashraf Khan Sohna, MPA (PP-190), as required under rule 77 of Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997. The intimation is read as under:-

"It is submitted that on 12-03-2007 Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna MPA caused hindrances to the public functionaries on the day of the procession of Chehlum' in Okara city and burnt tyres alongwith the route of 'Chehlum' procession, which could have led to serious sectarian unrest. He coerced and overawed the Government which created a serious risk to the safety of public and frightened the general public to prevent them from coming out and carrying on their lawful trade, about which a case FIR No.128 dated 12-03-2007 under section 7-ATA PS A-Division Okara has been registerd and MPA Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna has been arrested in this case.

It is mentionable that the MPA Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna is in habit of extending threats to the public servants and causing hindrances in their official performance, about which following cases have also been registered against Mr Muhammad Ashraf Khan Sohna, MPA:-

1. Case FIR No.63 dated 13-2-2007 under section 506/186/427/337A1/337F1/148/ 149 P.P.C & 16 M.P.O PS A-Division Okara.
2. Case FIR No.64 dated 13-02-2007 under section 506 PPC PS A-Division Okara.

3. Case FIR No.125 dated 11-03-2007 under section 188/148/149 PPC 16 MPO PS A-Division Okara.

میں نے کل بھی حتی المقدور کوشش کی کہ اس ہاؤس کو smoothly چلایا جائے اور جتنا بھی اپوزیشن کا بزنس تھا اس کو ان کے بائیکاٹ کرنے کے باوجود میں نے dispose of نہیں کیا بلکہ pending کیا۔ آج بھی اپوزیشن کا سارا بزنس ہے، یہ کارروائی حکومتی پارٹی بھی اور میں خود بھی چلانا چاہتا تھا لیکن یہ گھر سے ہی تہیہ کر کے آئے ہوئے ہیں اور ان کو اپنے بزنس سے، اس ہاؤس کی کارروائی سے کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کے پیسے کا اور وقت کا بھی ضیاع کر رہے ہیں۔ لہذا میں یہ اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(111)/2007/902.14th March, 2007. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the 28th Session of the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.

Dated Lahore, the 14th March 2007

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"